مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۸

كتاب النكاح

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۸

کتاب النکاح نصف آخر

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مقدمہ طبع جدید

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

اللہ جل شانہٗ نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (ترتیب جدید) کو محض اپنے فضل و کرم سے قبولیت عام عطا فرمائی ہے، مسلسل اس کے ایڈیشن طبع ہوتے رہے، جس کی وجہ سے اس کی پلیٹیں خراب ہو چکی تھیں، نیز عصر حاضر کا ذوق بھی متقاضی تھا کہ فتاویٰ کا معیار طباعت بلند کیا جائے۔ اس لئے بنام خدا آفسیٹ سے طبع کیا جا رہا ہے۔

اس موقع پر مناسب سمجھا گیا اور بہت سے اہل علم حضرات نے توجہ بھی دلائی کہ نظر ثانی کی ضرورت ہے، بعض جگہ مسائل کی تصحیح و تشریح بھی ضروری تھی۔ اسلئے احقر نے متعدد اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کو یہ خدمت سپرد کی، انھوں نے دیدہ ریزی کے ساتھ اس جلد کی تصحیح کی، اور بالغ نظری کے ساتھ ضروری اصلاحات کیں۔

اس جلد میں جو اہم تصحیحات کی گئی ہیں ان کو ایک ضمیمہ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ کیا تصحیح کی گئی ہے۔ اور کیوں تصحیح کی گئی ہے ضمیمہ کا ایک فائدہ یہ بھی پیش نظر ہے کہ جن حضرات نے فتاویٰ کا پہلا ایڈیشن خریدا ہے وہ یہ ضمیمہ حاصل کریں اور اس کی روشنی میں اپنے نسخہ کی تصحیح کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس سے کتاب کی افادیت دوچند ہو جائے گی، اور کتاب پہلے سے زیادہ دلچسپی اور اعتماد کے ساتھ پڑھی جائے گی، اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ادارہ کی اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

(حضرت مولانا) مرغوب الرحمٰن (صاحب دامت برکاتہم) مہتمم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

فتاوی دارالعلوم مدلل ومکمل جلد ہشتم

پانچواں باب
نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے
فصل اول اس باب سے متعلق مسائل و احکام

فصل دوم

مسائل واحکام فسخ نکاح

فصل سوم

نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

فصل چہارم

متفرق مسائل واحکام نکاح

چھٹا باب

مسائل واحکام کفارت

ساتواں باب

فصل اول۔ مسائل و احکام مہر

فصل دوم

مسائل جہیز و متفرق مسائل

آٹھواں باب نکاح کافر

ارتداد و کفر سے متعلق احکام و مسائل نکاح

نواں باب

بیویوں میں عدل ومساوات اور حقوق الزوجین۔

دسواں باب

آدمی کے دُودھ پینے پلانے سے متعلق احکام و مسائل

فہرست مضامین ختم شد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ہشتم فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جلد ہشتم فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مرتب ہوکر پریس میں جارہی ہے، اس جلد پر کتاب النکاح ختم ہے، اگلی جلد کتاب الطلاق سے متعلق ہوگی، خاکسار مرتب برابر اپنی محنت و کاوش میں منہمک ہے، اور وہ جس قدر محنت کرسکتا ہے کر رہا ہے، کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔ اس کی پہلی جلد غالباً ۱۳۸۳ھ میں مرتب ہوکر شائع ہوئی تھی، اس آٹھ نو سال میں اس کی آٹھ ضخیم جلدوں کا مرتب اور حواشی سے مزین ہوکر چھپ جانا رب العالمین کی خصوصی توفیق اور دارالعلوم دیوبند کا فیض ہے، ورنہ دوسرے مشاغل کیساتھ ایسے اہم کام کا اس طرح انجام پانا تصور سے بالاتر تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم یہ ہے کہ بغیر کسی پروپگنڈہ کے فتاویٰ کی یہ جلدیں ملک و بیرون ملک میں بڑی تیزی کیساتھ پھیل چکی ہیں اور پھیلتی جارہی ہیں، چار پہلی جلدوں کا جدید اڈیشن بھی آچکا ہے اور عنقریب پانچویں جلد کا جدید اڈیشن نظر نواز ہونے والا ہے۔

مرتب فتاویٰ کا دل حمد و شکر سے لبریز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اُسے اس علمی اور دینی خدمت کی توفیق عطا کی۔ اور چھتیس سینتیس سو صفحات اہل علم تک پہنچا دیئے جس کا شروع میں مرتب کو وہم بھی نہ تھا، شیخ سعدیؒ نے بہت درست فرمایا ہے: ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

یقیناً یہ گراں قدر علمی اور دینی خدمت مرتب کیلئے باعث صد عزت و افتخار ہے اور خود دارالعلوم دیوبند کو بھی خوشی ہے کہ اس کے ایک معمولی شعبہ سے ایک بیش قیمت علمی اور دینی خدمت انجام پارہی ہے اس سے دنیا کو بھی اندازہ ہوجائے گا کہ اس کے فرزندوں نے زندگی کے مختلف شعبہ جات میں کیا حصہ لیا ہے اور مخلوق خدا کی رہنمائی کا فریضہ کس کس طرح انجام دیا ہے۔

یہاں ایک جدید مسئلہ کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا، وہ یہ کہ آج کل ایک انسان کا خون دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کیا جاتا ہے تو کیا اس سے رضاعت کی طرح حرمت ثابت

ہوگی یا نہیں، اس لئے کہ اس صورت میں بھی انسانی جسم کا ایک حصہ دوسرے انسان میں منتقل ہوتا ہے، خاکسار مرتب کا جواب یہ ہے کہ اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی، اسلئے کہ رضاعت سے حرمت ثابت ہونے کیلئے شرط یہ ہے کہ عورت کا دودھ بچہ دو یا ڈھائی سال کی عمر کے اندر پیئے، لہذا اگر دو یا ڈھائی سال کی عمر کے بعد یہ خون ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل کیا گیا ہے یا خون عورت کا نہیں ہے بلکہ مرد کا ہے تو بظاہر اس شرط مذکور کی بنیاد پر حرمت ثابت نہیں ہوگی، البتہ صرف ایک صورت تحت بحث رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عورت کا خون دو یا ڈھائی سال یا اس سے کم عمر بچہ کے جسم میں منتقل کیا جائے تو اس میں حرمت اس لئے ثابت نہیں ہوگی کہ اولاً رضاعت کی حرمت کتاب وسنت میں صراحتاً موجود ہے اور خون کے سلسلہ میں کہیں کوئی صراحت نہیں پائی جاتی، ثانیاً دودھ غذا ہے، اور جسم او راس کے اجزاء اس سے پرورش پاتے ہیں، یہ بات خون کو حاصل نہیں ہے، پھر دودھ کی تاثیر الگ ہے اور خون کی تاثیر الگ، ثالثاً رضاعت سے قرآن نسب ثابت کرتا ہے وامھاتکم اللاتی ارضعنکم، خون سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی اور نہ کہیں ایسی صراحت ملتی ہے پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ ظاہری طور پر دودھ پلانے میں حال یہ ہوتا ہے کہ دودھ پلانے والی عورت بچہ کو گود میں اٹھاتی ہے، پیار کرتی ہے، چھاتی سے چمٹاتی ہے اور اپنی محبت اس پر نچھاور کرتی ہے، اور بچہ بھی اس کا اثر قبول کرتا ہے، مگر خون منتقل کرنے میں ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی،

جو کچھ عرض کیا گیا یہ خاکسار کی ذاتی رائے ہے، زیر نظر فتاویٰ میں چونکہ یہ جزئیہ موجود نہیں ہے، اسلئے اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے اگر کسی کو یہ صورت حقیقتاً پیش آئے تو اس کو دارالافتاء سے رجوع کرنا چاہیئے اور جو جواب ملے اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

یہاں پہنچ کر اپنے اساتذہ کرام، اراکین مجلس شوریٰ اور سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (دامت فیوضہم) کی خدمت بابرکت میں ہدیہ عقیدت واخلاص اور امتنان وتشکر پیش ہے کہ ان حضرات کی دعاؤں اور حوصلہ افزائی سے یہ سب کچھ انجام پا رہا ہے، مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہ پیشکار بھی خاکسار کے شکریہ کے مستحق ہیں جو شروع سے اب تک ان فتاویٰ کی تبییض، پروف خوانی اور طباعت میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں اور اسے دنیاوی اور اخروی زندگی کے لئے ذریعہ صلاح وفلاح بنائیں، اخیر میں دعا ہے کہ مرکز رشد وہدایت اور گہوارۂ علم وفن دارالعلوم دیوبند تاقیامت آباد اور شاد کام رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

طالبِ دعاء۔ محمد ظفیر الدین غفرلہ

مُرتّب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

پانچواں باب نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے

فصل اوّل اس باب سے متعلق مسائل و احکام

عصبہ اور ماں نہ ہونے کی صورت میں ماموں ولی ہے

سوال نمبر ۸۷ ہندہ نابالغہ کے کوئی عصبہ نہیں ہے، اور نہ ماں ہے بلکہ فقط ذوی الارحام سے ایک ماموں علاتی اور ایک خالہ عینی ہے۔ پس حق ولایت نکاح کس کو پہونچتا ہے۔؟

الجواب - ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں ماموں علاتی کو ہے کما فی الدر المختار ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات[1] الخ پس خال مجمع تمام خالات سے ولایت نکاح میں مقدم ہے لہٰذا ماموں علاتی خالہ عینی سے مقدم ہے۔ فقط

علاتی بھائی اور چچا کے ہوتے ہوئے ماں کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں

سوال نمبر ۸۸ ایک لڑکی جس کی عمر تخمیناً گیارہ سال تھی اس کے ولی یہ ہیں۔ والدہ حقیقی اور سوتیلا باپ اور سوتیلے بھائی اور تایا اور چچا۔ لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کو لڑکی کے نکاح کی اجازت دی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اب پانچ سال کے بعد لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب - بھائی علاتی بالغ اور چچا تائے کے ہوتے ہوئے والدہ کو اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے اور نہ سوتیلے باپ کو اختیار ہے کیونکہ اس صورت میں اول ولی

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر

بھائی علاتی تھا اس کے بعد تایا چچا ولی ہیں[1] لہذا وہ نکاح جو والدہ اور سوتیلے باپ نے کیا۔ علاتی بھائی کی اجازت پر موقوف رہا۔ اگر بھائی نے اجازت دی تو وہ نکاح صحیح ہوا[2]۔ ورنہ باطل ہوا۔ بصورت بطلان نکاح کے لڑکی کو بعد بالغہ ہونیکے اختیار ہے کہ کفو میں اپنا نکاح کرے یا اس کا ولی اس کا نکاح کفو میں اس کی اجازت سے کردیں۔ فقط

پندرہ سالہ لڑکی بالغہ ہے نابالغہ کا ولی چچا ہے

سوال ۸۶۲ کریم جس نے اپنی نواسی شکورن کا کہ جس کی عمر اس وقت قریب پندرہ سال کی ہے نکاح شیخ محمد سے کردیا ہے اس کی ماں اور چچا کہتے ہیں کہ شکورن کی عمر گیارہ سال کی ہے آیا نانا کو حق نکاح کرنیکا بغیر رضا چچا و ماں ہے کہ نہ؟

الجواب لڑکی جب تک پوری پندرہ برس کی ہوکر سولواں سال شروع نہ ہو جاوے اس وقت تک شرعاً اس کے بالغہ ہونیکا حکم نہیں دیا جاتا جب کہ اور کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر نہ ہو اور غیر بالغہ کے نکاح کا ولی بصورت موجود ہونے چچا حقیقی کے نانا نہیں ہے پس نانا نے جو نکاح شکورن نابالغہ کا بلا اجازت چچا کے کیا وہ موقوف ہے چچا کی اجازت پر۔ اگر چچا اس کو جائز رکھے صحیح ہوگا ورنہ باطل ہوجاویگا[3]۔ فقط

چچا کے رہتے ہوئے ماں کی ولایت نہیں

سوال ۸۶۳ ہندہ بیوہ ہوگئی اس کی دو لڑکیاں نابالغ ہیں۔ ہندہ نے دوسرا نکاح کیا اور اب شوہر ثانی سے لڑکیوں کا عقد کرانا چاہتی ہے تو لڑکیوں کا چچا مانع ہوتا ہے اگر ماں یا شوہر ثانی لڑکیوں کا عقد کردیویں تو کوئی حرج و گناہ تو نہیں ہے اور ہندہ کے شوہر متوفی کے ذمہ جو قرضہ تھا اس کا دیندار کون ہوگا

---

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (در مختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ ثم لاب (رد المحتار باب الولی ص ۲۲۴ ج ۲ و ص ۲۳۲ ج ۲) ظفر [2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۲۳۲ ج ۲) ظفر [3] الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (ایضاً ص ۲۲۴ ج ۲ و ص ۲۳۲ ج ۲) ظفر

الجواب - اس صورت میں ولی نابالغوں کے نکاح کا ان کا چچا ہے بموجودگی چچا کے ماں کو ولایت نکاح کی نہیں پہونچتی اور شوہر ثانی کسی حال میں ولی نہیں ہے شرعی مسئلہ یہی ہے اور قرضہ متوفی کا کسی کے ذمہ نہیں ہوتا اگر بہت کچھ ترکہ چھوڑے تو اس میں سے ادا کیا جاوے اور اگر نہ چھوڑے تو وارثوں کے ذمہ ادا کرنا قرض کا لازم نہیں ہے اگر تبرعاً کوئی ادا کر دے تو اس کو اختیار ہے۔ فقط

نابالغہ کا نکاح ولی کے ذریعہ کیا جائے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے

سوال ۸۷۴ ایک لڑکی گیارہ سالہ نابالغہ کی شادی کا انتظام کیا گیا لیکن اس کے اولیاء میں سے سوائے نانی اور نانا کے اور کوئی نہیں وہ بھی یہاں سے چار ہزار میل کے فاصلہ پر افریقہ میں ہیں آیا اس کی چچی ولی ہو کر نکاح کر سکتی ہے یا کیا۔ ؟

الجواب - اولیاء کے بعد ولایت نکاح صغیرہ کی بادشاہ اسلام اور قاضی کے لئے ہے پس جب یہ نہیں تو انتظار بلوغ کیا جاوے نانا نانی سے بذریعہ تحریر اجازت طلب کی جاوے کما فی الدر المختار فان لم یکن عصبة فالولایة للام ثم لام الاب الخ وفی الشامی فتحمل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان ثم لقاض نص له علیه فی منشورہ ثم لنوابه[1] الخ فقط

بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماں کا نکاح کرنا درست نہیں

سوال ۸۷۵ ایک لڑکی جس کی عمر تیرہ[13] سال کی ہے اس کے دو بھائی بالغ موجود ہیں اس کا نکاح بلا رضامندی بھائیوں کے والدہ نے کر دیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور یہ لڑکی مذکورہ بالغہ ہے یا نابالغہ۔ ؟

---

[1] اقرب الاولیاء الی المرأة الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم ابن العم الخ عالمگیری کشوری کتاب النکاح الباب الرابع الاولیاء ص ۲۹۱ ج ۲ نمبر ۲ دیکھئے رد المحتار مع تنزیر الابصار حاشیہ رد المختار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲ نمبر ۲

الجواب - اس صورت میں والدہ نے جو نکاح بدون اجازت بھائیوں کے کیا وہ بھائیوں کی اجازت پر موقوف ہے اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نکاح کی دیدی اور اس نکاح کو جائز رکھا تو صحیح ہوگیا اور اگر دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی اور انکار کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا ہکذا فی کتب الفقہ[۱] (تیرہ سالہ لڑکی میں جب تک علامت بلوغ نہ پائی جائے نابالغ ہے۔ ظفیر)

بالغہ خود اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے

سوال ۸۷۶ عمر کی نواسی بعمر تخمیناً پندرہ سال ہے اور علامت بلوغ کی موجود ہیں اور لڑکی کا ولی ماں باپ اور بھائی کوئی نہیں ہے لڑکی کے حقیقی دادا کے بھائی زید اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ لڑکی کا ولی میں ہوں بغیر میری رضامندی نکاح نہ ہونا چاہیئے۔ لڑکی بالغہ ہے یا نہیں اور لڑکی عمر کی رضامندی سے اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے اور زید جو اپنے کو ولی کہتا ہے وہاں کرنا نہیں چاہتا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب - علامت بلوغ لڑکی کے لئے حیض وغیرہ کا ہونا ہے اگر کوئی علامت بلوغ کی موجود نہ ہو تو پورے پندرہ برس کی عمر ہوکر سولہواں سال شروع ہوجاوے اس وقت شرعاً لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے پس اگر علامت بلوغ کی موجود ہے مثلاً اس کو حیض آنے لگا ہے تو وہ بالغہ ہے[۲]۔ اس حالت میں خود لڑکی کی رضامندی سے اس کا نانا عمر اس کا نکاح کرسکتا ہے لیکن چونکہ نانا ولی شرعی نہیں ہے بلکہ ولی شرعی دادا کا بھائی ہے لہٰذا نانا کے سامنے جب تک وہ لڑکی بالغہ زبان سے اپنی رضامندی کا اظہار نہ کرے اس وقت تک نکاح صحیح نہ ہوگا چپ ہوجانا لڑکی کا جیسا کہ ولی کے استیذان پر معتبر اور کافی ہے

[۱] فینفذ نکاح الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۳/۲) ظفیر [۲] بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل الخ فان لم یوجد فیهما شئی حتی یتم لکل منهما خمس عشرۃ سنۃ به یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل ص ۱۳۲/۱۲) ظفیر

وہ یہاں معتبر نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

نابالغ کا نکاح ولی کے ایجاب و قبول سے ہوتا ہے

سوال ۸۷۷: نابالغ بچوں کا نکاح صرف والد کے ہی ایجاب و قبول سے ہوتا ہے یا ہر جائز ولی بھائی چچا وغیرہ کے ایجاب و قبول سے بھی۔

الجواب۔ صغیر اور صغیرہ کا نکاح ان کے ہر ولی جائز کے ایجاب و قبول سے منعقد ہو جاتا ہے لیکن ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کو نکاح کا حق حاصل نہیں ہے پس اس میں اب و جد و دیگر اولیاء حسب درجات یکساں ہیں۔

باپ اگر اجازت دے تو نانا نابالغہ نواسی کا نکاح کر سکتا ہے

سوال ۸۷۸: ایک شخص نے اپنے خسر کو اسٹامپ لکھدیا اور کہدیا کہ میری دختر نابالغہ کا نکاح میرا خسر جہاں چاہے کر دے اب اگر شخص مذکور کا خسر اپنی نواسی کا نکاح کرا دے تو بلا اجازت اسکی والد کے درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ولی اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا اس کا باپ ہے لیکن اگر باپ نے نابالغہ کے نانا کو اجازت دیدی اور اس نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح صحیح ہے[2]

سولہ سالہ لڑکی کا نکاح جبراً جائز نہیں

سوال ۸۷۹: دختر سولہ سالہ کا نکاح ولی نے جبراً کر دیا آیا بالغہ کا نکاح بلا اس کی مرضی کے ولی جبراً کر سکتا ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضا اور اجازت کے صحیح نہیں ہے اور کسی ولی کو اختیار نہیں ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضامندی کے کرے اگر نکاح کر دیا اور بالغہ راضی نہ ہوئی اور اس نکاح کو جائز نہ رکھا تو وہ نکاح باطل ہے اور عمر بلوغ

---

[1] وان فعل ھذا غیر ولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیرہ اولیٰ منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ ای لم یکن سکوتھا ولا ضحکھا رضا (نعم الفریاب فی الاولیاء ص ۱۶۵ ج ۲) ظفیر

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۲ ج ۲) ظفیر

کی شرعاً پندرہ برس ہے۔ پس سولہ برس کی لڑکی شرعاً بالغہ ہے البتہ ولی کے استئمار اور اطلاع پر سکوت کرنا بالغہ کا رضا اور اجازت سمجھا جاتا ہے اور تمکین وطی وغیرہ کو بھی فقہاء نے اجازت شمار کیا ہے۔ ہکذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم ولی ہے

سوال ۹۸۰: ایک عورت جو بطور طوائف اپنا پیشہ کرتی تھی اسی اثناء میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا باپ معلوم نہیں بعد اس عورت نے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا اور آٹھ روز بعد انتقال کر گئی عمر لڑکی کی دس سال ہے سوتیلے باپ نے لڑکی کو ایک طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا چاہا۔ اہل محلہ نے مزاحمت کی سوتیلے باپ نے جوائنٹ مجسٹریٹ کے یہاں نالش کردی۔ حاکم نے بعد تحقیقات لڑکی کو ایک معمر شخص کے سپرد کرکے ہدایت کردی کہ اس کا نکاح کسی محتاج شخص سے کردیا جائے لہٰذا اس لڑکی کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا۔ اب یہ نکاح جو سوتیلے باپ کی بلا اجازت ہوا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سوتیلا باپ اس لڑکی کا ولی نہیں ہے بلکہ ایسے لاوارث بچوں کے نکاح کا ولی حاکم ہی ہوتا ہے لہٰذا نکاح مذکور درست ہے[2]۔ فقط

اس صورت میں ولی بھائی ہے لڑکی کی ماں کا شوہر ولی نہیں

سوال ۹۸۱: زید نے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی ہاجرہ نابالغہ کو ذمہ اپنی اخیانی بہن فاطمہ کے کیا اور ہاجرہ فاطمہ کے لڑکے عمر سے منسوب تھی اور وصیت کی زید نے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کر دینا فاطمہ موافق وصیت کے ہاجرہ کو مع اس کی ماں حقیقی زینب اور ہاجرہ کے سوتیلا بھائی بکر کے اپنے یہاں لے آئی۔ لیکن ہاجرہ کی ماں زینب چونکہ جوان تھی اس لئے فاطمہ نے انکا

---

[1] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ الخ فان استاذنها هو اي الولي الخ فسكتت الخ فهو اذن الخ ايضا ص ۳۰۲ ج ۲ ظفير

[2] ثم السلطان ثم القاضي نص له في منشوره ثم لنوابه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۳۱۰ ج ۲) ظفير غفرله

نکاح کر دیا اور اپنے شوہر کے ہاں چلی گئی اور زید کی ماں چونکہ زندہ تھی اور اس نے بعد انتقال والد زید کے ایک شخص سے نکاح کر لیا تھا وہ اپنے شوہر کے یہاں رہتی تھی بکر بھی وہیں اپنی دادی کے پاس چلا گیا اور ہاجرہ کی ماں زینب اور اس کا بھائی بکر جب تک کہ فاطمہ کے یہاں رہے یہی کہتے رہے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کر دینا۔ لیکن جب فاطمہ نے نکاح ہاجرہ کا عمر سے کر دیا تو زینب کا شوہر جدید مخالف ہوا اور اس نے زینب و بکر اور بکر کی دادی کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ زینب کے شوہر جدید کو ولایت نکاح ہاجرہ نابالغہ کا حاصل نہیں ہے لہذا اس کی مخالفت سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ بکر برادر ہاجرہ ولی ہے فاطمہ نے جو نکاح ہاجرہ کا عمر سے کیا تو وہ بکر کی اجازت پر موقوف ہے[1] اگر بکر اجازت دیدے تو صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جاویگا اور زید کی وصیت کا دربارہ نکاح بعد وفات زید کے شرعاً کچھ اعتبار نہیں ہے۔

عاقلہ بالغہ کفو میں نکاح خود کر سکتی ہے

سوال ۸۸۲ عورت عاقلہ بالغہ کہ در کفو یا غیر کفو نکاح خود کند بلا رضا ولی۔ آیا نکاح جائز است یا نہ۔؟

الجواب۔ قولہ قال فی الدر المختار وهو ای الولی شرط صحة نكاح صغير ومجنون ورقيق لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضى ولي والدليل فيه قوله عليه الصلوة والسلام الايم احق بنفسها من وليها رواه مسلم وغيره وفي رد المحتار والايم من لا زوج لها بكرا او ثيبا كما في الشامي جلد ۲ وتاويل لا نكاح الا بولي او نكاحها باطل معترض ومذكور في الفتح والشامي وغيرهما وفي الدر المختار وله اى للولى الاعتراض في غير الكفو الخ ويفتى في غير الكفو بعدم جوازه اصلاً الخ[2] الحاصل نکاح مکلفہ بالغہ بلا رضا ولی در کفو جائز است و در غیر کفو صحیح نیست وهو المفتى به فقط

---

[1] فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المختار باب الولی ص ۴۳۲/۲) [2] رد المحتار باب الولی ص ۴۰۶/۲ و ص ۴۰۸/۲ ، ۱۲ ظفیر

چچا کے ہوتے ہوئے چچا کا لڑکا ولی نہیں ہے

سوال ۸۸۳ ماقول العلماء الشافعية فی بنت شافعية المذهب فيتيمة النفقة وغيرها عمرها ثمان سنين وهی تحت كفالة امها الشافعية الرشيدة ولها ابن عم شافعی المذهب حاضر بها ان يتزوجها بغير رضاها ولا رضا امها لما بينهم من التنافر والعداوة وحيث انه لم يجد الی ذلك سبيلاً فی مذهب الشافعی اراد تقليد الامام الاعظم ابی حنيفة فی هذا الامر المخالف لمذهب الشافعی فهل يجوز له ان يزوجها من نفسه تقليداً اذا فرضنا ان بمذهب الامام الاعظم يجيز ذلك بغير ضرورة ای ذلك التزاوج والتقليد ام لا يجوز۔

الجواب۔ قواعد الحنفية تقتضی جواز ذلك النكاح ان لم يكن ولی اقرب من ابن عم وان كان اقرب منه مثلاً يكون عم الصغيرة موجوداً فلا ولاية لابن العم مع وجود العم ولا يجوز نكاحه بلا رضاء عم وقد وقع التصريح به فی مواضع عديدة۔[1] فقط

بالغہ خود بلا ولی نکاح کرسکتی ہے باپ کا ناجائز لڑکا نہ ولی ہے نہ لڑکا۔

سوال ۸۸۴ بالغہ باکرہ کا عقد شرعاً بلا ولی کے صحیح ہے یا نہ۔ باپ کا ناجائز لڑکا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں نکاح میں کچھ خرابی نہ ہوگی اور باپ کا ناجائز لڑکا اگر باکرہ بالغہ کا عقد کردیگا تو اس سے وہ باپ کا بیٹا صحیح النسب بن جاویگا یا نہ اور وارث باپ کا ہوگا یا نہ۔؟

الجواب۔ باکرہ بالغہ کے نکاح کے جواز کیلئے عند الحنفیہ ولی کا ہونا شرط نہیں ہے، مسنون ہے کذا فی الدر المختار[2] پس باکرہ بالغہ کی اجازت سے ہر ایک شخص اس کا نکاح کرسکتا ہے باپ کا ناجائز لڑکا بھی اس کام کو باجازت باکرہ بالغہ کرسکتا ہے اور عقد صحیح ہوجاویگا کچھ خرابی

۱؎ الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه علی ترتيب الارث والحجب فيقدم ابن المجنونة (درمختار) ثم يقدم الاب ثم الاخ الشقيق ثم لاب ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه كذلك (رد المحتار باب الولی ص ۲۲۰ ج ۲) ظفیر

۲؎ ولا تجبر البالغة البكر علی النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲) ظفیر

اس میں نہ ہوگی اور جو ناجائز لڑکا باپ کا ہے وہ اس نکاح کے بااجازت باکرہ کردینے کی وجہ سے باپ کا صحیح النسب لڑکا نہ ہے گا لیکن اگر وہ حقیقت وہ پہلے ہی ثابت النسب اپنے باپ سے ہے تو وہ جائز بیٹا اپنے باپ کا ہے اور وارث ہوگا۔ فقط

بالغہ بیوہ کی اجازت سے جو نکاح ہوا وہ صحیح ہے اب انکار سے کچھ نہیں ہوتا

سوال ۸۸۵ ہندہ بیوہ نے زید سے اپنی شادی کردینے کی اجازت بموجودگی دو عورت اور ایک مرد کے اپنی ماں کو دی اس کا عقد زید سے کردیا گیا اور چند تحائف کا استعمال بھی کیا جو کہ زید کی جانب سے موقع عقد پر حسب دستور بھیجے گئے تھے زید کے گھر جانے سے پہلے بوجہ بہکانے مخالفین زید کے ہندہ کہتی ہے کہ میں نے اجازت نہیں دی۔ کیا ہندہ کا انکار صحیح ہے اور کیا زید اس کو زبردستی اپنے گھر لاکر وظائف زوجیت ادا کرسکتا ہے۔؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ منعقد ہوگیا اور اب انکار کرنا ہندہ کا لغو ہے مسموع نہ ہوگا اور زید ہندہ کو رخصت کراسکتا ہے اور وظائف زوجیت ادا کرسکتا ہے۔ فقط

باپ اپنے لڑکے کو اجازت دے تو اسکی اجازت سے نکاح جائز ہے

سوال ۸۸۶ والد کی موجودگی میں بھائی اجازت نکاح کی دے سکتا ہے اور نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر باپ نے اپنے پسر یعنی نابالغہ کے بھائی کو اجازت دیدی اور اختیار دیدیا تو بھائی کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ فقط

بلا ولی اصلی کی اجازت کے نابالغہ کا نکاح درست نہیں

سوال ۸۸۷ محمد بخش فوت ہوگیا ایک لڑکی صغیرہ بعمرہ سالہ اور ایک عورت اور دو چچازاد بھائی محمد سعید و محمد صالح۔ محمد سعید جو ولی اصلی ہے اس کے فرزند نے بغیر رضا و اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کردیا۔ جب ولی اصلی کو خبر ہوئی تو اس نے مجلس عام میں کہدیا کہ یہ نکاح جو میرے لڑکے نے کردیا ہے اس پر میں راضی نہیں ہوں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب ۔ بدون ولی اصلی کی رضامندی و اجازت کے نابالغہ کا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا پس ولی کے فرزند نے بموجودگی ولی کے جو نکاح نابالغہ کا بدون اجازت و رضامندی ولی کے کیا اور بعد نکاح کے ولی نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور اس کو رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ ہکذا فی الدر المختار وغیرہ۔[1] فقط

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے

سوال ۸۸۸ نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی نے کر دیا اور لڑکی صغر سنی سے اس نکاح پر رضامند نہیں تھی بعد بالغہ ہونے کے بھی عدم رضامندی ظاہر کی۔ آیا اختیار فسخ نکاح لڑکی کیلئے باقی ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ لڑکی کو اس صورت میں بعد بالغہ ہونے کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ کیلئے قضاء قاضی شرط ہے اگر قاضی نہ ہو تو نکاح فسخ نہ ہو گا اس صورت میں شوہر بالغ کی طلاق دینے کے بعد نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔[2] فقط

ولی اقرب دو سو میل کی دوری پر ہو اور ماں نکاح کر دے تو کیا حکم ہے

سوال ۸۸۹ عبد اللہ ایک دختر نابالغہ اور ایک زوجہ چھوڑ کر فوت ہو۔ متوفی کے کوئی بیٹا اور بھائی نہیں تھا چچازاد بھائی ہیں دختر نابالغہ اپنی پھوپی کے پاس پرورش پاتی ہے جو دو سو میل کے فاصلہ پر متوفی کے چچازاد بھائیوں سے ہے اور دختر نابالغہ کی والدہ ۴۸ یا ۵۰ میل پر ہے اور متوفی نے قبل مرگ چھ ماہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے بیٹے سے نابالغہ کو منسوب کیا تھا۔ اب اگر دختر نابالغہ کی والدہ حسب وعدہ خاوند متوفی اس کی ہمشیرہ زادے سے تین روز کی مسافت پر جا کر نکاح کر دے تو جائز ہے یا نہیں کیوں کہ متوفی کے بھانجے سے کفو میں نکاح ہو گا۔؟

الجواب ۔ اس غیبت میں کہ جس کی وجہ سے ولی بعد کو نکاح کا اختیار ہو جاوے

---

[1] فلو زوج الولی الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر

[2] وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیه الخ لهما خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القاضی للفسخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲) ظفیر

دو قول ہیں ایک مسافت قصر دوسرا یہ کہ اقرب کے انتظار میں کفو فوت ہو جاوے اور اسی کو محققین نے راجح کہا ہے شامی میں ہے اختلف فی حد الغیبۃ فاختار المصنف تبعاً للکنز انہا مسافۃ القصر ونسبہ فی الھدایۃ لبعض المتاخرین والزیلعی لاکثرھم قال وعلیہا الفتوی آہ وقال فی الذخیرۃ الاصح انہ اذا کان فی موضع لو انتظر حضورہ او استطلاع رأیہ فات الکفو الذی حضر فالغیبۃ منقطعۃ والیہ اشار فی الکتاب اھ وفی البحر عن المجتبی والمبسوط انہ الاصح وفی النہایۃ واختارہ اکثر المشائخ وصححہ ابن الفضل وفی الھدایۃ انہ اقرب الی الفقہ وفی الفتح انہ الاشبہ بالفقہ وانہ لا تعارض بین اکثر المتاخرین واکثر المشائخ ای لان المراد من المشائخ المتقدمون وفی شرح الملتقی عن الحقائق انہ اصح الاقاویل وعلیہ الفتوی آہ وعلیہ مشی فی الاختیار والنقایۃ ویشیر کلام النہر الی اختیارہ وفی البحر والاحسن الافتاء بما علیہ اکثر المشائخ۔[۱]

ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قول ثانی یعنی خوف فوتِ کفو ہے۔ پس نابالغہ کی والدہ اگر نابالغہ کے پاس جا کر یا اس کو اپنے پاس بلا کر اس کا نکاح کفو سے کر دیوے تو صحیح ہو گا۔ فقط

پھوپی نے نکاح کیا اور ولی نے رد کر دیا تو نکاح نہیں ہوا

سوال ۹۰ ایک یتیمہ کے چار ولی ہیں۔ اس ترتیب سے باپ کا سوتیلا چچا۔ نانا حقیقی۔ بہن حقیقی۔ پھوپی حقیقی۔ پھوپی نے اپنے لڑکے سے اپنی اجازت سے یتیمہ کا نکاح پڑھوا لیا۔ تینوں ولیوں نے جب سنا تو رد کر دیا۔ تو عند الشرع نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ کتب فقہ میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ الخ[۲] پس صورت مذکورہ میں ولی نابالغہ یتیمہ کے نکاح کا اس کے باپ کا علاتی چچا ہے پس جبکہ نکاح مذکور کو اس نے

---

۵۱ رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲ ظفیر

۵۲ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۰ ج ۲ ظفیر

رد کر دیا وہ نکاح فسخ ہو گیا[1]۔ فقط

والدہ سوتیلا باپ اور ماموں میں ولی کون ہے

سوال ۸۹ ایک لڑکی کی والدہ زندہ ہے۔ باپ، دادا، چچا وغیرہ مر چکے ہیں، سوتیلا باپ اور ماموں موجود ہے ان تینوں میں لڑکی کا ولی کون ہے۔ لڑکی بالغہ ہے ولایت نکاح کس کو ہے۔؟

الجواب ۔ عصبات کے بعد والدہ ولی نابالغہ کے نکاح کی ہوتی ہے[2] اور صورت مسئولہ میں چونکہ لڑکی بالغہ ہے تو اس کی والدہ اس سے اجازت لے کر نکاح اس کا کر سکتی ہے اور لڑکی کا سکوت والدہ کی اجازت لینے پر کافی ہے سکوت بھی اجازت سمجھا جاتا ہے[3]۔ فقط

اٹھارہ سالہ لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے

سوال ۹۰ ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً اٹھارہ سال کی ہے اس کا والد اس کے عقد نکاح سے بالکل بے فکر ہے راہگیری کا پیشہ کرتا ہے اور اعمال بد اطوار میں ملوث ہے اور شراب خور ہے۔ ایسی حالت میں اس لڑکی کو اپنی اجازت سے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون ورقیق لامکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ الیٰ ان قال ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار[4] الخ پس معلوم ہوا کہ اگر لڑکی بالغہ کفو میں اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کر لیوے تو صحیح ہے۔ فقط

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (درمختار) فلم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاھر ان سکوتہ ھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالۃ (ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ و ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر

[2] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲) ظفیر

[3] لا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ فان استاذنھا ھو ای الولی وھو السنۃ الخ فسکتت عن ردہ مختارۃ الخ فھو اذن (الدرالمختار باب الولی ص ۴۱۲ ج ۲ و ص ۴۱۳) ظفیر

[4] شامی باب الولی ص ۴۰۴ ج ۲

ماموں نانی اور ماں میں ولایت کس کو حاصل ہے

سوال ۸۹۳ ہندہ اور زبیدہ دو حقیقی بہنیں ہیں ہندہ کا ایک لڑکا خالد ہے اور زبیدہ کی بیٹی عائشہ ہے اور عائشہ کی بیٹی ماجدہ ہے۔ زبیدہ کا شوہر اور عائشہ کا شوہر انتقال کر گیا۔ ماجدہ نابالغہ کا بعمر ۹ سال زبیدہ نے اپنی ولایت سے ہندہ کے لڑکے یعنی خالد سے نکاح کر دیا۔ حالاں کہ عائشہ کے بھائی تین نفر جو ماجدہ نابالغہ کے ماموں حقیقی ہیں موجود تھے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے۔ کیا ماموں حقیقی کی موجودگی میں نانی کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اب ماجدہ بالغہ ہوئی تو کیا وہ فسخ نکاح خالد سے کر سکتی ہے یا نہیں یا تجدید نکاح کیا جاوے۔؟

الجواب ۔ نانی کی ولایت مقدم ہے ماموں سے۔ پس جبکہ کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ ہو تو ولایت نکاح ماں کو ہے پھر دادی کو۔ پھر نانی کو۔ الخ اور ماموں ذوی الارحام میں سے ہے بموجودگی ذوی الفروض ان کو ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے[۱]۔ پس صورت مسئولہ میں اگر عائشہ بھی اس نکاح سے راضی رہی تو وہ نکاح منعقد ہو گیا۔ اور ماجدہ بعد بالغہ ہونے کے خود اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی بلکہ اس کے فسخ کے لئے قضاءِ قاضی شرط ہے[۲] اور قاضی شرعی موجود نہیں ہے[۳] اور دیگر شرائط کا تحقق بھی دشوار ہے لہٰذا فسخ نکاح کا حکم نہیں ہو سکتا۔ فقط

مرتد باپ کو نابالغ لڑکا لڑکی پر کوئی حق ولایت نہیں

سوال ۸۹۴ (۱) ایک شخص مسلمان آریہ ہو گیا

---

[۱] فتحصل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد الخ (رد المحتار) ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲ الخ) ظفیر

[۲] بشرط القضاء للفسخ (در مختار) وحاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختارا الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۴۳۱ ج ۲) ظفیر [۳] علماء نے جو اس کا حل تجویز کیا ہے اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للمرشد التھانوی ۱۲ ظفیر

ہے اس کے ایک لڑکی بعمر دس سال اور لڑکا بعمر ۸ سال ہے لڑکی اپنی ماں کے ہمراہ اپنے نانا کے مکان پر پرورش پاتی ہے اور دادا بھی موجود ہے کیا باپ کو کوئی حق اولاد کے بارے میں حاصل ہے لڑکی کا نکاح دادا کی اجازت سے ہو سکتا ہے یا نانا کی اجازت سے۔؟

مرتد مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(۲) اگر باپ پھر مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی پہلی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اپنی اولاد پر قابض ہو سکتا ہے یا نہ۔

الجواب۔ (۱) باپ چوں کہ مرتد ہو گیا اس کو کچھ حق اور تعلق اولاد سے نہیں رہا ولی اولاد نابالغہ کا اس صورت میں ان کا دادا ہے دادا کی اجازت سے نکاح ان نابالغوں کا صحیح ہو سکتا ہے نانا کی اجازت سے نہیں ہو سکتا۔[۱]

(۲) اگر باپ مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی زوجہ سابقہ سے نکاح کر سکتا ہے اور اولاد پر بھی اس کا حق ہو جائیگا اور ولایت ثابت ہو جاوے گی۔[۲] فقط

بوقت نکاح بھائی بنانے کا رواج غلط ہے

سوال ۸۹۵ یہاں کابل اور پشاور میں یہ دستور ہے کہ ماں باپ موجود ہوں یا نہ ہوں نکاح کے وقت غیر آدمی کو بھائی بناتے ہیں بغیر اس کے نکاح نہیں کرتے اور ہمارے ہند کا یہ دستور ہے کہ ماں باپ خود اجازت دیں یا لڑکی خود ہوشیار ہو اور اجازت دے دونوں باتیں درست ہیں یا کچھ فرق ہے۔؟

---

[۱] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار) هذا عندهما خلافا لمحمد حيث قدم الاب الخ ثم يقدم الاب ثم ابوه الخ (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲ و ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر

[۲] اس لئے کہ مرتد ہونے کی وجہ سے دین اسلام سے خارج ہو گیا تھا اور سارے حقوق سے محروم ہو گیا تھا جب مسلمان ہو گیا تو پھر اسے باپ کے حقوق حاصل ہو جائیں گے اور شادی کا حق بھی حاصل ہو جائیگا۔ اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں ویبقی النکاح ان ارتد معاً بان لم یعلم السبق الخ فاسلما کذا الخ (الدرالمختار مع حاشیہ رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۷۱ ج ۲) ظفیر

الجواب - جو ہمارے ملک کا رواج ہے کہ نابالغہ کے لئے اس کے اولیاء یعنی باپ دادا وغیرہ اجازت دیتے ہیں اور جو لڑکی بالغہ ہو تو خود اس کے گوش گذار کیا جاتا ہے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے کیا جاتا ہے اس پر وہ سکوت کرتی ہے اور یہ سکوت اجازت ہے شرعاً یہی صحیح ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے[1] - بھائی بنانے کی صورت فضول ہے اور اسکی کچھ اصل معلوم نہیں ہوتی - فقط

سوال نمبر ۸۹۶ | ماں نے نکاح کر دیا، بھائی خاموش رہا کیا حکم ہے

ولی اقرب یعنی برادر کی موجودگی میں ولی ابعد یعنی والدہ نے نکاح نابالغہ کا کر دیا اور اقرب نے سکوت کیا لیکن کوئی علامت رضا کی ظاہر نہیں ہوئی نہ صراحتاً اور نہ دلالۃً تو یہ نکاح فاسد ہوا یا باطل - ؟

الجواب - فی الشامی علی قولہ توقف علی اجازتہ الخ والظاہر ان سکوتہ ھنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد ما لم یرض صریحاً او دلالۃ تامل[2] پس جب تک ولی اقرب راضی نہ ہوگا صراحتاً یا دلالۃً اس وقت تک نکاح موقوف رہیگا نہ صحیح ہوگا نہ باطل - فقط

سوال نمبر ۸۹۷ | چودہ سالہ لڑکی جو اپنے آپ کو بالغ بتاتی ہے اس نے دادا کے نکاح کو رد کر دیا

دادا نے اپنی پوتی چودہ سالہ کا نکاح اپنے پوتے کے ساتھ کرا دیا - بوقت نکاح لڑکی کسی اور شہر میں تھی، لہٰذا دادا نے نہ اجازت نکاح کی لی اور نہ یہ دریافت کیا کہ تم بالغہ ہو یا نہیں لڑکی کو جب نکاح کی خبر ملی تو اس نے یہ کہا کہ ہم کو یہ نکاح منظور نہیں ہے ۔ میں نکاح کیوقت بالغ تھی - مجھ کو مدت سے حیض آتا ہے چنانچہ وہاں دو شخص معتبر عادل بھی موجود تھے کہتے ہیں

---

[1] لا یجبر البالغۃ ابیہ علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ فان استاذنھا ھو ای الولی وھو السنۃ او وکیلہ او رسولہ او زوجھا ولیھا واخبرھا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن رد مختارۃ او ضحکت الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۱ ج ۲ و ص ۳۱۱ ج ۲)

[2] رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲ و ص ۳۴۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

ہم نے انکار بھی سنا اور دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ زمانہ سے بالغ ہے اور سچ کہتی ہے ایسی عمر میں دعویٰ بلوغ کا جو خلاف ظاہر نہ تھا جیسا کہ گواہان معتبر سے معلوم ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں اور بعد ثبوت بلوغ کے انکار صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ مراہقہ کا قول دربارہ بلوغ معتبر و مصدق ہوتا ہے اور وہ لڑکی جس کی عمر چودہ سال کی ہے بالیقین مراہقہ ہے درمختار میں ہے فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر الخ وقال قبیله وادنی مدته له اثنتی عشرة سنة ولها تسع سنین[1] الخ اور بالغہ کا نکاح بلا اس کی اجازت کے معتبر و صحیح نہیں ہوتا لہذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا۔ فقط[2]

سوال ۹۸۰ قریب کا ولی جب نکاح نہ کرے تو دور کا ولی کر سکتا ہے یا نہ

ہندہ اپنے نابالغ لڑکے بکر کا نکاح حمیدہ نابالغہ سے کرنا چاہتی ہے لیکن بکر کا دادا اپنے پوتے سے ناراض ہے اور اپنے لڑکے کے مرنے کے بعد اس کو اور اس کی والدہ کو اپنے مکان سے نکال دیا اسی وجہ سے وہ بکر کے نکاح کی اجازت دینے سے انکاری ہے اور چچا حقیقی بکر کا نکاح کی اجازت دینے کو تیار ہے نیز حمیدہ کا ولی چچا حقیقی اور خالہ موجود ہیں مگر اس کی حمیدہ کے باپ سے رنجش تھی اس بناء پر حمیدہ کے نکاح کی اجازت نہیں دیتا اس صورت میں بکر کا حقیقی چچا اور حمیدہ کی خالہ دونوں ان کے نکاح کی ولی ہو سکتے ہیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے کہ اگر ولی اقرب نکاح صغیر کفو میں کرنے سے مانع ہو تو ولی بعد کو اختیار نکاح کا حاصل ہوجاتا ہے وتثبت للابعد من اولیاء النسب الخ التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعه عن التزویج[3] الخ بناءً علیہ بکر نابالغ کا نکاح اس کا چچا

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام الخ ص ۱۳۲ ج ۵۔ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۱۳۳ ج ۵۔ ۱۲ ظفیر

[3] لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب وسلطان بغیر اذنها بکراً کانت او ثیباً عالمگیری کشوری باب الاولیاء ص ۲۹۵ ج ۱۔ ظفیر [4] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲۔ و ص ۴۳۲ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

کر سکتا ہے اور حمیدہ نابالغہ کا چچا اگر نکاح سے مانع ہے تو اس کے بعد حسب ترتیب ولایت جو ولی ہوگا وہ نکاح حمیدہ نابالغہ کا کر سکتا ہے اور ترتیب یہ ہے کہ عصبات کے بعد والدہ ولی ہے اس کے بعد دادی نانی بہن وغیرہ ولی ہیں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو اور خالہ سے مقدم کوئی ولی عصبات و ذوی الفروض میں سے نہ ہو تو خالہ نکاح کر سکتی ہے[1]۔ فقط

وصیت کا اعتبار نہیں اور چچازاد بھائی کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں ہے

سوال ۸۹۹ زید نے اپنے مرض الموت میں اپنی عورت سے کہا کہ میری صغیرہ لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دینا جس کے ساتھ میں قبل اس کے صغیرہ مذکورہ کی منگنی کر چکا ہوں۔ پھر زید نے عمرو خالد کو کہا کہ اگر میری عورت میری صغیرہ لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ نہ کرے تو تم کر دینا میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ زید کے مرنے کے بعد زید کی عورت نے صغیرہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا۔ اس نکاح ہو جانے کے بعد زید کے ابن الاخ نے صغیرہ مذکورہ کا نکاح بولایت اپنے ساتھ پڑھا لیا۔ یہ ابن الاخ زید کا بالغ ہے اس کے سوا اور کوئی جدی رشتہ دار زید کا نہیں۔ زید کی عورت صغیرہ کی والدہ ہے شرعاً پہلا نکاح جائز ہے یا دوسرا۔

الجواب۔ زید کی وصیت کا تو اس بارے میں کچھ اعتبار اور لحاظ نہیں ہے اور زید کے انتقال کے بعد ولایت نکاح ہندہ نابالغہ کی زید کے ابن الاخ کو ہے پس ہندہ کی والدہ نے جو نکاح کیا وہ زید کے ابن الاخ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اس نکاح موقوف کو باطل کر کے اپنا نکاح اس نابالغہ سے کیا ہے تو ابن الاخ کا نکاح صحیح ہو گیا اور پہلا نکاح جو والدہ نے کیا تھا باطل ہو گیا قال فی الدر المختار الولی فی النکاح

---

[1] اقرب الاولیاء الی المرأۃ الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد اب الاب الخ ثم الاخ ثم ابن الاخ الخ ثم العم الخ ثم ابن العم الخ ثم عم الاب الخ ثم بنوهما الخ وعند عدم العصبۃ کل قریب یرث الصغیر والصغیرۃ من ذوی الارحام یملک تزویجها الخ فالاقرب عند ابی حنیفۃ رح الام ثم البنت الخ ثم الاخت الخ ثم اولادهم الخ وبعد اولاد الاخوات (تتمہ ص ۲۷)

العصبۃ الخ[۱] فقط

ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں جب غیر ولی نکاح کردے

سوال ۹۰۰ ہندہ نابالغہ کا حقیقی بھائی خالد بالغ مکان پر موجود نہ تھا بوجہ ملازمت ایک روز کی مسافت پر تھا خالد کی عدم موجودگی میں اس کی حقیقی ماں اور سوتیلے باپ نے ہندہ نابالغہ کا نکاح کردیا نکاح کے بعد خالد مکان پر آیا۔ نکاح کی خبر سن کر خاموش ہو رہا۔ نکاح کو قریب دو برس ہوئے۔ اس درمیان میں کئی بار خالد اپنے مکان پر آیا اور پھر گیا مگر ہر بار بجز سکوت کے انکار نہیں کیا۔ اب تقریباً دو برس کے بعد کہتا ہے کہ ہم راضی نہیں ہیں ایسی حالت میں ہندہ نابالغہ کا نکاح جائز ہوا یا بھائی دوسری جگہ نکاح کرسکتا ہے۔؟

الجواب ۔ سکوت ولی کا اس صورت میں اجازت نہیں ہے کما فی الدرالمختار فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ وفی الشامی فلم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاہر ان سکوتہ ہہنا کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃ تامل[۲] الخ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں ماں کا کیا ہوا نکاح نہیں ہوا بھائی دوسری جگہ نکاح اس کا کرسکتا ہے۔ فقط

ماں نے نکاح کردیا باپ جاہل نے لکھوایا کہ مجھے پسند نہیں کیا حکم ہے

سوال ۹۰۱ ایک ناخواندہ شخص مسمی زید کی نابالغہ لڑکی کا عقد لڑکی کی ماں اور ماموں نے کفو میں ایسی جگہ کردیا کہ جس سے اور بہتر ممکن نہ تھا اور یہ عقد اس حالت میں کیا گیا کہ زید یعنی نابالغہ کا باپ مسافت بعیدہ پر تھا لڑکے والے اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ نابالغہ کی ماں اپنے شوہر زید کی منظوری بذریعہ خط منگوا سکتی۔ کچھ دنوں بعد زید کا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ

(بقیہ صفحہ ۴۹) العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام الخ عالمگیری کشوری باب الاولیاء ج ۱ ص ۲۹۱ ۱۲

[۱] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۰ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر

[۲] دیکھئے ردالمحتار باب الولی ص ۳۲۳ ج ۲ ۔ ۲ ظفیر

اس کو یہ نکاح پسند نہیں ہے۔ پس اس خط سے نکاح فسخ ہو جائیگا۔ یا نہیں اور ناخواندہ شخص کے خط کا جو ڈاک کے ذریعہ سے آیا ہو باب فسخ نکاح میں معتبر ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی حالت میں کہ باپ دور ہو اور ولی ابعد کفو میں نابالغہ کا نکاح کرنے نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور پھر ولی اقرب اس کو فسخ نہیں کر سکتا قال فی الدر المختار ولا یبطل تزویجہ السابق بعود الاقرب لحصولہ بولایۃ تامۃ الخ[۱] اور والدہ کی ولایت عصبات کے بعد ہے پس جب کہ کوئی عصبہ موجود نہ ہو اور باپ دور ہو تو والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے اور باپ کے اس لکھنے سے کہ مجھکو یہ نکاح پسند نہیں ہے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور خط اگرچہ ایسے امور میں معتبر ہوتا ہے لیکن اس موقع پر اس تحریر سے نکاح فسخ نہ ہوگا جیسا باپ کے زبانی کہنے سے بھی نکاح مذکور فسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط

سوال ۹۰۲ صورت مسئولہ میں دادا کا بھائی ولی ہے

ہندہ کا باپ اور دادا مرگیا مگر دادا کا بھائی زندہ ہے ہندہ کی دادی نے دادا کے بھائی کی عدم موجودگی میں مگر دادا کے بھائی کے لڑکے کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح کردیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ہندہ نابالغہ مرگئی شوہر کے پاس نہیں گئی کل مہر یا دے گی یا کم یا بالکل نہیں۔؟

الجواب۔ ولی نکاح بالغہ ہندہ کا اس صورت میں دادا کا بھائی ہے اور اگر دادا کا بھائی کہیں دور ہو کہ اس کو اطلاع کرنے اور اجازت لینے میں حرج تھا تو اس کے پسر کی ولایت اور اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے[۲] اور زوجہ کے نابالغہ ہونے کی

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲ ظفیر

[۲] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب و للولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الخ مسافۃ القصر واختار فی الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲ و ص ۴۳۳ ج ۲)

ظفیر

حالت میں انتقال کرجانے سے شوہر کے ذمہ پورا مہر لازم ہوتا ہے[له] نصف اس میں سے شوہر کا حق ہے وہ ساقط ہوجاویگا باقی نصف دیگر ورثاء کو ملے گا۔[له] فقط

سوال ۹۰۳ دادا کے رہتے ہوئے ماں نکاح کر دے تو کیا کیا جائے

زید کے دو لڑکے حامد محمود تھے حامد کا انتقال زید کی حیات میں ہوا۔ حامد ایک لڑکی اور بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا۔ بیوہ حامد نے حامد کی لڑکی نابالغہ کو ایک دوسرے مقام پر لیجا کر شخص غیر سے بلا رضامندی زید محمود و مساۃ ہندہ زوجہ زید کے اس کا نکاح کردیا تھا۔ چند روز سے جب لڑکی نابالغہ کو ہوش ہوا ہے وہ ایسے نکاح سے نارضامند ہے لہذا ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں

الجواب۔ اس صورت میں ولی نابالغہ کا اس کا دادا زید ہے بدون اجازت زید کے نکاح نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ پس بیوہ حامد نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کیا وہ زید کی اجازت پر موقوف ہے اگر زید نے اجازت دی تو صحیح ہوا ورنہ باطل ہوا[له] اور ترتیب ولایت نکاح کی اس صورت میں اس طرح ہے کہ اول زید ولی ہے اس کے غائب ہونے کی صورت میں محمود ولی ہے پھر جب کوئی عصبہ نہ ہو تو والدہ اس نابالغہ کی یعنی بیوہ حامد کی ولی ہے[له]۔ پس بیوہ حامد اگر اپنی دختر کو اتنی دور لے گئی کہ زید محمود وہاں سے مسافت شرعیہ یعنی تین دن کے سفر پر ہیں اور یا بقول ثانی جو کہ معتمد و مفتی بہ ہے اتنی دور ہے کہ کفو خاطب انتظار زید محمود کے جواب کا نہیں کر سکتا اور وہاں جاکر بیوہ حامد نے اس لڑکی کا نکاح کفو میں کیا ہے تو صحیح ہوجاوے گا کما فی الدر المختار و للولی الابعد

[له] والمهر يتاكد باحد معان ثلاثة الدخول او الخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين الخ حتى لا يسقط منه شئ بعد ذالك الا بالابراء (عالمگیری مصری الباب السابع فی المهر فصل ثانی ص۲۸۲ ج۱) ظفیر

[له] وما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل (سراجی ص۵) ظفیر

[له] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۳۲۹ ج۲) ظفیر

[له] فان لم یکن عصبة فالولاية للام (ایضاً ص۳۲۹ ج۲) ظفیر

التزويج بغيبة الاقرب الخ مبانة القصود اختاره فی الملتقی مالم ينتظر الكفو الخاطب جوابه واعتمده الباقانی ونقل ابن الكمال ان علیہ الفتوی[۱] الخ فقط

سوال ۹۴ زید کی زوجہ ہندہ مجنونہ ہوگئی اس سے ایک لڑکی موجود ہے جس کو زید کی والدہ نے پرورش کیا اور اپنے پاس رکھتی ہے۔ زید اپنی زوجہ مجنونہ اور لڑکی کے اخراجات کا ذمہ دار ... ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ ہندہ اکثر زید کے ساتھ رہتی ہے البتہ کبھی کبھی اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی ہے زید کا ارادہ دوسرا نکاح کرنیکا ہے۔ جس وقت سے یہ ارادہ ظاہر ہوا ہے ہندہ کی والدہ اس کو زید کے ہاں نہیں بھیجتی۔ ہندہ کے بھائی بہن اور والدہ دوسرے نکاح کا ارادہ سنکر مطالبہ کرتے ہیں کہ ہندہ کو جو جہیز دیا گیا تھا واپس کر دیا جاوے کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ دوسرا عقد کر لینے کے بعد زید ہندہ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کریگا۔ جہیز میں سامان خانہ داری تھا اور زیور اور کپڑا تھا نقد یا جائداد کچھ نہیں تھی خانہ داری کے سامان میں سے بعض چیزیں استعمال میں بالکل ضائع ہو چکی ہیں اور بعض ناقابل استعمال ہوگئی ہیں اور بعض اچھی حالت میں موجود ہیں کپڑے کا اکثر حصہ استعمال ہو چکا ہے زیور بعض بجنسہ موجود ہے بعض کو ہندہ نے قبل جنون توڑ اکر اور کچھ زیور بنوالیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ جو سب گھروں میں جہیز کی حالت ہوتی ہے وہی ہوئی۔ اس حالت میں حسب ذیل سوالات کا جواب مرحمت ہو۔

(۱) ہندہ کا ولی اس جنون کی حالت میں کون ہے اس کو کس کے پاس رہنا چاہیے

(۲) ہندہ کی والدہ اور بھائیوں اور بہن کو جہیز کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں۔

(۳) جہیز کس کی ملکیت ہے ہندہ کی یا اس کی والدہ وغیرہ کی۔

(۴) اگر ہندہ کی والدہ وغیرہ جہیز کا مطالبہ کرسکتی ہے تو کیا جو چیزیں موجود ہیں وہی دی جانی چاہئیں یا اس کل مال کی قیمت دینا ہوگی جو بوقت نکاح ہندہ کو دیا گیا تھا

ہندہ مجنونہ کا ولی کون ہے اور اس کا جہیز کس کی ملکیت ہے

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ و ص ۳۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب - (۱) مجنونہ کے نکاح کے ولی عصبات ہوتے ہیں علی الترتیب اور مجنون کے مال کا ولی خاص باپ دادا وغیرہ ہیں ماں اور بھائی بہن وغیرہ کو مجنونہ کے مال کی ولایت نہیں ہے[۱] اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ جنون کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا لہٰذا وہ مجنونہ اپنے شوہر کے پاس رہے جس وقت اس کی حق تلفی ہو اس وقت البتہ اس کے حقوق کے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے[۲] اور اگر شوہر کے پاس رہنا دشوار ہو تو پھر اپنے پاس رکھنا چاہیئے اس وقت اس کا سامان جہیز بھی جو موجود ہو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

(۲ و ۳) جہیز ملک زوجہ ہوتا ہے نہ شوہر کی ملک ہے اور نہ والدہ وغیرہ کی۔ پس جہاں زوجہ رہے وہاں اس کا سامان مملوکہ رکھنے کا حق ان لوگوں کو ہے جن کے پاس وہ رہے اگر شوہر کے پاس رہے تو اس کا سامان وہاں پر رہے اور اگر والدہ وغیرہ کے پاس رہے تو وہاں رہے۔ پس اگر ہندہ کو اس کی والدہ وغیرہ بوجہ مجنونہ ہونے کے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا جہیز موجودہ بھی وہاں اپنی حفاظت میں رکھ سکتے ہیں[۳]۔

(۴) ہندہ مجنونہ کی والدہ وغیرہ اگر ہندہ کو اپنے پاس رکھیں تو وہی اشیاء جہیز کی لے سکتے ہیں جو موجود ہیں ضائع شدہ کی قیمت شوہر ہندہ سے نہیں لے سکتے۔ فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ ہونے دے تو ماں جو ولی بعید ہے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال ۹۰۵ ایک لڑکی یتیمہ کا ولی سوائے اس کی مادر حقیقی و برادر علاتی کے کوئی نہیں اب زید جو لڑکی یتیمہ کا کفو ہے بعوض دین مہر مہر مثل اس سے نکاح کی درخواست کرتا ہے

---

[۱] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسہا الخ (در مختار) قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط الخ (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲) ظفیر

[۲] ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۵۲ ج ۲) ظفیر [۳] جہز ابنتہ بجہاز وسلمہا ذلک لیس لہ الاسترداد منہا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذلک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی (ایضا باب المہر ص ۵۰۳ ج ۲) ظفیر

برادر علاتی نکاح یتیمہ مذکورہ سے مانع ہے اس صورت میں ماں کو ولایت اور اختیار نابالغہ کے نکاح کا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ بصورت امتناع ولی اقرب عن التزویج بالکفو ولی ابعد کو جو کہ اس صورت میں والدہ ہے ولایت واختیار نکاح یتیمہ حاصل ہے اور اگرچہ فقہا کو اس میں کلام ہے کہ ولی اقرب کے امتناع کے وقت ولایت قاضی کی طرف منتقل ہوتی ہے یا ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف۔ لیکن جب کہ فتویٰ فقہاء کا اس پر بھی ہے کہ ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے تو بالخصوص اس زمانہ میں اس پر فتویٰ دینا صحیح ہے قال فی الدر المختار ویثبت للابعد من اولیاء النسب الخ التزویج بعضل الاقرب الخ[۵۱] ۔ فقط

سوال ۹۰۶ ایک یتیمہ نابالغہ ہے اس کا ولی اس کے باپ کا علاتی چچا اور اس کی بہن حقیقی اور پھوپی حقیقی ہیں اب زید جو کہ اس یتیمہ کا ہم کفو ہے بعوض مہر مثل کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سوتیلا چچا اور بہن انکار کرتی ہیں اس صورت میں حق تزویج پھوپی کو بھی حاصل ہے یا نہیں۔؟

(باپ کا علاتی چچا ولی ہے اس کے ہوتے ہوئے بہن اور پھوپی ولی نہیں)

الجواب۔ قال فی الدر المختار الولی فی النکاح الخ العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب[۵۲] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ولی اس صورت میں اس نابالغہ کے باپ کا علاتی چچا ہے بہن کا درجہ بھی اس سے مؤخر ہے اور پھوپی کی طرح ان کی موجودگی میں ولی نہیں ہے اور درمختار میں جو عضل اقرب کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح شرح وہبانیہ سے نقل کی ہے علامہ شامی نے اس کے خلاف کو موجہ کہا ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح نہیں ہے بلکہ قاضی کو ہے[۵۳] فلیراجع۔ فقط

---

۵۱ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲، ص ۴۳۴ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

۵۲ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

۵۳ ویثبت للابعد من اولیاء النسب شرح وہبانیہ لکن فی القہستانی عن الغیاثی والولم

(بقیہ ص ۵۶ پر)

بھتیجا اور ماں نکاح کے ولی ہیں مال کے نہیں

سوال ۹۰۷ نابالغہ کے مال کا ولی بھتیجہ ہے یا ماں۔ ؟

الجواب۔ بھتیجہ متوفی کا نابالغہ کے نکاح کا ولی ہے اس کے مال کا ولی نہیں ہے اور نہ ماں ولی ہے نابالغہ کا حصہ حاکم جس کے پاس مناسب سمجھے امانت رکھے اور باحتیاط تو اس کے مال کی حفاظت کا بہتر طریق اختیار کیا جاوے[۵]۔ فقط

بصورت ولی ابعد پر اگر ولی تنگ کرے تو کیا حکم ہے۔

سوال ۹۰۸ ہم کفو ہمر شل پر جب پیام دے تو کیا ولی اقرب صغیرہ کو اقرار کرنا ضروری ہے اگر نہ کریگا تو کیا ظلم علی الصغیرہ لازم آئیگا اور عاصی قرار پائیگا عبارت شامی و در مختار سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کفو کے فوت ہونیکا اندیشہ ہو اور ظلم علی الصغیرہ لازم آتا ہو اس وقت امتناع عضل ہوگا نہ مطلق امتناع پس اگر کفو فوت ہونیکا اندیشہ نہ ہو اور حسب منشا اچھے پیام کا منتظر ہو اور اس وجہ سے انکار کرے جیسا کہ مروج ہے تو یہ عضل ہوگا یا نہیں۔

(۲) ولی اقرب صغیرہ اور ولی ابعد (جس کی تربیت میں صغیرہ ہے) ہیں یا خود صغیرہ اور ولی اقرب میں میل و محبت نہ ہو یا مال وغیرہ کی وجہ سے باہم مخالفت ہو قطع نظر اس سے کہ کون حق پر ہے تو کیا اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہوجائے گی۔ انتقال ولایت تو غیبت اور عضل ولی اقرب کی صورت میں لکھتے ہیں یہ صورت تو جداگانہ ہے نیز اکثر تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اپنے نفع و نقصان کی وجہ سے جا بے جا جھگڑے اور قصے کرتے ہیں لیکن تزویج کے وقت اس کے بدخواہ نہیں ہوتے کفو میں اور ہمر شل ہی پر کرتے ہیں تو باوجود اس تجربہ کے بھی کیا ولایت منتقل ہوجائے گی حالاں کہ احتمال ضرر تو یہاں بہت

(بقیہ ص۵۵) یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفو التزویج بعضل الاقرب (درمختار) ذکر فی النفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیرۃ اب امتنع عن تزویجها لا تنتقل الولایۃ الی الجد بل یزوجها القاضی ونقل مثلہ ابن الشحنۃ الخ (رد المحتار باب الولی ص۳۲۳ ج۲) ظفیر

[۵] الولی فی النکاح لا المال (درمختار) فان الولی فیہ الاب ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (رد المحتار باب الولی ص۳۲۴ ج۲) ظفیر

ضعیف ہے ۔

الجواب ۔ (۱) عبارت شامی کا حاصل یہ ہے کہ اگر دوسرا کفو موجود و حاضر ہو تو کفو اول سے انکار کرنا عضل نہیں ہے البتہ اگر کوئی دوسرا کفو موجود نہ ہو اور کفو خاطب سے نکاح کرنے سے انکار کیا جاوے تو یہ عضل ہے پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے یا قاضی کی طرف اور اسی کی تصحیح کی گئی ہے کذا فی الشامی[1]

(۲) اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل نہیں ہوئی[2] ۔ فقط

دادا کی اولاد ماں دادی پر مقدم ہیں

سوال ۹۰۹ ایک لڑکی جس کی عمر گیارہ سال ہے اس کے باپ دادا بھائی بھتیجے مر چکے ہیں لیکن اس کے پردادے کے بھائی کی اولاد میں بعض اولاد ذکور اور اس کی ماں دادی پھوپی موجود ہیں ان میں سے ولایت تزویج کس کے لئے ہے ۔ پردادے کے بھائی کی اولاد کے ہوتے ہوئے ماں یا دادی کو ولایت حاصل ہے یا نہ ۔

الجواب ولایت تزویج نابالغہ عصبات کو ہوتی ہے علی الترتیب ۔ پس جب کہ عصبہ قریب موجود نہیں ہے تو دادا کے بھائی کی اولاد ذکور میں جو قریب تر ہو وہ ولی ہے اس کی موجودگی میں والدہ اور دادی پھوپی کو ولایت نکاح نہیں ہے کذا فی الدر المختار[3] فقط

---

[1] ویثبت للابعد التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج اجماعا (در مختار) ای من کفو بمھر المثل اما لو امتنع عن غیر الکفو او لکون المہر اقل من مہر المثل فلیس بعاضل الخ اذا امتنع عن تزویجھا من ھذا الخاطب الکفو لیزوجھا من کفو غیرہ ، استظہر فی البحر انہ یکون عاضلا الخ قلت وفیہ نظر لانہ متی حضر الکفو الخاطب لا ینتظر غیرہ خوفا من فوتہ الخ لم یکن الکفو الآخر حاضرا ایضا وامتنع الولی الاقرب من تزویجھا من الکفو الاول لا یکون عاضلا الخ رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲ (ص ۳۳۴ ج ۲ ظفیر) [2] ویثبت للابعد من اولیاء النسب ... لکن فی القہستانی عن النہایۃ لو لم یزوجہا الاقرب زوج القاضی ... کما ذکر فی ... الوسائل عن ...

نابالغہ کی جبراً بلا اجازت ولی جو شادی ہو وہ درست نہیں

سوال ۹۱۰: زید نے اپنی سالی مساۃ ہندہ کو بحیلہ ملاقات اپنی ہمراہ لے جا کر بغیر اجازت اس کے والد عبداللہ کے کسی دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ قبل اس کے عبداللہ نے اپنی دختر ہندہ کو بکر کے ساتھ نامزد کیا ہوا تھا۔ ہندہ کی عمر چودہ سال کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں میرا یہ نکاح جبراً پڑھایا گیا ہے اب اس کا والد عبداللہ اپنی دختر کا نکاح بکر سے کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - زید کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح اس صورت میں نہیں ہے نکاح مذکور جو بلا رضامندی و بلا اجازت ہندہ اور اس کے والد عبداللہ کے ہوا وہ باطل اور ناجائز ہوا[۱]۔ عبداللہ اس کا نکاح بکر سے کر سکتا ہے۔ فقط

عورت کا صرف انگوٹھا لگوانے اور بعد میں گواہ بنانے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال ۹۱۱: ایک شخص کا بھائی تین بچے اور بیوہ چھوڑ کر مر گیا۔ متوفی کے بھائی نے بچوں کی ہمدردی کے لئے بیوہ بھاوج کے ساتھ نکاح کرنا چاہا وہ رضامند نہ ہوئی۔ اس کو مجبور کر کے نشان انگوٹھا نکاح نامہ پر لگایا گیا۔ عورت نے باکراہ یہ عمل کیا۔ کوئی گواہ بوقت نکاح موجود نہ تھا بعد ازاں دو گواہوں کی شہادت نکاح نامہ پر ثبت ہوئی۔ دو ڈھائی سال کے بعد مرد کو امر نکاح کے متعلق تشویش ہوئی اور اس نے جواز نکاح سے انکار کر دیا۔ لیکن عورت اب اس بات پر پابند رہنا چاہتی ہے۔ یہ امر احکام شریعت کا محتاج ہے اور سابقہ نکاح کے بارے میں جواز یا عدم جواز مطلوب ہے۔

(بقیہ ص۵۷) اب امتنع عن تزویجها لا تنتقل الولایۃ الی الجد بل تزوجها القاضی الخ (رد المحتار باب الولی ص۴۲۳ ج۲) ظفیر

[۱] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۴ ج۲) ظفیر [۲] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوجها الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) ظفیر

الجواب - جب تک دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور جبراً نشان انگوٹھا لگوا لینا اجازت نکاح کی نہیں ہے۔ پس جبکہ عورت اس وقت نکاح پر راضی نہ تھی اور بوقت نکاح کوئی گواہ نہ تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا[1]۔ اب جبکہ عورت راضی ہے تو دوبارہ اس سے باقاعدہ دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا جاوے[2]۔ اور پہلے جو فعل حرام کا ارتکاب ہوا اس سے توبہ کیجائے۔ اور استغفار کیا جائے۔ فقط

باپ کے رہتے ہوئے ماں نے نابالغہ لڑکی کی شادی کی اور باپ نے انکار کر دیا تو نکاح درست نہیں ہوا

سوال ۹۱۲ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں کی اجازت سے ہوا۔ لڑکی کا باپ انکار کرتا رہا حتی کہ مجلس نکاح میں بھی شریک نہیں ہوا۔ لڑکی اب بالغہ ہوئی اور اس نے کہا کہ میں اب بالغہ ہوئی اور شریعت کے قاعدہ سے میں اس شخص کے نکاح سے باہر ہوئی جس کے ساتھ میری ماں نے نکاح پڑھایا ہے اب میں اپنے باپ کی مرضی سے نکاح کروں گی۔ لڑکی کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ اور اس کا باپ اس کا دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - باپ کی موجودگی میں ماں کو ولایت اور اختیار نکاح کرنے کا نہ تھا اگر ماں نے بلا اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کیا تو باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر باپ نے رد کر دیا اور انکار کر دیا تو نکاح باطل ہو گیا[3]۔ اس صورت میں دوسرا نکاح لڑکی کا باپ کر سکتا ہے اور خیار بلوغ کی صورت اس وجہ سے نہیں چل سکتی کہ اس میں قاضی شرعی کی ضرورت ہوتی ہے بدون قضاء قاضی نکاح فسخ نہیں ہوتا[4] اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں ہے۔

---

[1] ومنها الشهادة قال عامة العلماء انها شرط جواز النكاح هكذا في البدائع (عالمگیری کتاب النکاح باب اول ص ۲۶۷ ج ۱) ظفیر [2] ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین الخ (ہدایہ کتاب النکاح ص ۲۸۶ ج ۲) ظفیر [3] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲) ظفیر [4] ثم لهما ای لصغیر وصغیرة وملحق بهما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (رد محتار) وحاصله

(بقیہ صفحہ ۶۰ پر)

اور اگر حکم کو بھی اختیار فسخ ہونا مان لیا جائے تو حکم بتراضی زوجین ہوتا ہے۔ کذا فی الدر المختار[۱] فقط

بلا اجازت ولی فضولی نے جو نکاح کیا اور ولی نے انکار کردیا تو وہ نکاح نہیں ہوا

سوال ۹۱۳ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ کے شوہر ثانی نے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ کردیا لڑکی نابالغہ کے سوائے دو سوتیلے بھائیوں کے اور کوئی وارث نہیں تھا۔ بوقت نکاح کے سوتیلے بھائیوں سے کسی نے اجازت نہیں لی۔ بلکہ عرصہ کے بعد سوتیلے بھائیوں کو خبر ہوئی تو سوتیلے بھائی ناراض ہوئے کہ ہماری بلا اجازت کیوں نکاح کردیا اور نکاح سے پہلے والدہ لڑکی نابالغہ کی مرچکی تھی اس صورت میں لڑکی دوسری جگہ بعد بالغہ ہونے کے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ والدہ کا شوہر ثانی اس نابالغہ کا ولی نہیں ہے بلکہ ولی عصبہ ہوتا ہے اور اگر ولی قریب کوئی موجود نہ تھا تو سوتیلے بھائی یعنی علاتی بھائی ولی ہیں بدون اس کی اجازت کے نکاح صحیح نہیں ہوسکتا۔ پس جبکہ علاتی بھائی نے بعد خبر پانے کے ناخوشی اس نکاح سے ظاہر کی تو وہ نکاح جو موقوف تھا باطل ہوگیا[۲]۔ لہٰذا اب اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ فقط

بیوہ کا جبریہ نکاح درست نہیں ہے

سوال ۹۱۴ ایک شخص نے اپنی بیوہ بھاوج سے جبراً نکاح کیا۔ جس وقت قاضی نے عورت سے ایجاب وقبول کرایا تو عورت نے قاضی کے ہر سوال پر اس طرح جواب دیا کہ یہ میرا بھائی ہے مگر رفتار زمانہ کے موافق قاضی اور شاہدوں نے اس جواب پر کوئی توجہ نہیں کی۔ کچھ عرصہ بعد وہ عورت اپنے باپ کے گھر

---

[۱] انما اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختارا الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲)

[۱] خیار بلوغ کی تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانوی ۱۲ ظفیر

[۲] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب لو فان زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر

چلی آئی۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔ ایسی حالت میں شوہر متوفی کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر اس بیوہ عورت نے نکاح کے بعد بھی اس نکاح سے انکار کیا اور دطی وغیرہ برضا نہیں پائی گئی تو وہ نکاح باطل ہوگیا[۱]۔ اور شوہر کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس کا درست ہے بلکہ شوہر کے حقیقی چچا سے بھی نکاح درست ہے۔ لیکن جب تک شوہر اول کے نکاح کا بطلان محقق نہ ہو جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اس وقت تک کسی دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط۔

بالغہ کا نکاح درست ہے یا نہیں جبکہ وہ سنکر رونے پیٹنے لگے یا معلوم ہو کہ شوہر کا نسب غلط ہے

سوال ۹۱۵ زید نے بکر سے کہا کہ تم میری شادی اپنی لڑکی کے ساتھ کردو۔ بکر نے زید سے کہا کہ تمہارا حسب نسب کیا ہے زید نے کہا کہ میں خاص قریشی ہوں۔ بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کردیا۔ بکر نے گھر جاکر لڑکی سے کہا کہ میں نے تیرا نکاح زید کے ساتھ کردیا ہے تو وہ لڑکی جو بالغہ تھی رونے پیٹنے لگی جس کو باہر کے لوگوں نے سنا اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ وہ قریشی نہیں بلکہ ترک ہے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے اس صورت میں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ نکاح موافق تصریحات فقہاء صحیح نہیں ہوا کہ اولاً بالغہ کی بے اجازت اس کا نکاح نہیں ہوتا اور سکوت اور رونے کو اگرچہ فقہاء نے اجازت پر محمول فرمایا ہے مگر یہ رونا پیٹنا جیسا کہ سوال میں درج ہے دلیل اجازت نہیں ہے بلکہ انکار کی دلیل ہے دوسرے شوہر نے اپنا نسب قریشی بتلایا اور اس پر بکر نے اپنی دختر کا نکاح اس سے کیا اور پھر ظاہر ہوا کہ شوہر کا نسب قریشی نہیں ہے تو اس صورت میں نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے قال فی الشامی کیف والبکاء بالصوت والویل قرینۃ علی

[۱] ولا تجبر البالغۃ علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۲۶ ج ۲) ظفیر

الرد و عدم الرضاء الخ صفحہ ۲۹۹ و فی الدر المختار لو تزوجته علی انہ حر او سنی الخ فبان بخلافہ او علی انہ فلان بن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار الخ[1] - فقط

سوال ۹۱۶ بالغہ کا کسی گناہ کی وجہ سے جبراً نکاح کردیا تو کیا حکم ہے

محمودہ بیوہ ایک زمیندار عورت ہے اس کا کارندہ ایک کافر ہے اس سے محمودہ کا ناجائز تعلق ہے اسی وجہ سے محمودہ باوجود کوشش کے بھی کسی طرح نکاح ثانی پر تیار نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں محمودہ کی والدہ محمودہ کا نکاح جبراً کرسکتی ہے یا نہیں، یا عدالت سے چارہ جوئی کرکے اس کافر کو محمودہ کے گھر آنے سے روک سکتی ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب - محمودہ کا نکاح بدون اس کی اجازت و رضا کے اس کی والدہ جبراً نہیں کرسکتی[2]۔ البتہ اس میں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کافر اجنبی سے تعلق ناجائز قطع کرایا جاوے اور پردہ کرایا جاوے اور جس طریق سے بھی موقع تہمت سے اس کو بچایا جاوے اسمیں سعی کیجاوے۔ فقط

سوال ۹۱۷ نابالغہ سمجھ کر باپ نے نکاح کیا مگر لڑکی بالغہ تھی۔ انکار کردیا تو کیا حکم ہے

زید نے اپنی لڑکی کا عقد اس کو نابالغہ سمجھ کر ایسے لڑکے کے ساتھ کردیا کہ وہ لڑکی اپنے شوہر سے کسی طرح راضی نہیں اور شوہر کسی طرح طلاق دینے پر راضی نہیں ایسی حالت میں اگر محلہ کی پنچوں کو جمع کیا جاوے جسمیں ایک عالم بھی ہو اور ان سے تفریق کا حکم کرالیا جاوے یا اکثر ضلعوں میں اسلامی قاضی مقرر کیے گئے ہیں وہ اگر تحقیق کرکے تفریق کا حکم دیدیں تو یہ تفریق معتبر ہوگی اور اس کا حکم طلاق کا ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب - ان وجوہ سے تفریق نہیں ہوسکتی اور وہ تفریق شرعاً معتبر نہیں ہے اور

---

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ صفحہ ۳۳۶ ج ۲ تحت قولہ والکفاءۃ ہی حق الولی لا حقہا نیز دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدۃ صفحہ ۸۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر نعمانی

[2] ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۳۹۰ ج ۲) ظفیر

طلاق نہیں ہے، البتہ اگر زید نے اپنی دختر کو نابالغہ سمجھ کر بدون اس سے اجازت لینے اور دریافت کرنے کے اس کا نکاح کر دیا تھا اور درحقیقت وہ بالغہ تھی اور اس نے اطلاع پانے پر فوراً انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح اول سے ہی باطل ہوا تفریق کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اس نے اجازت لینے کے وقت یا اطلاع پانے کے وقت سکوت کیا تو نکاح ہو گیا اور وجوہ مذکورہ کی وجہ سے تفریق نہ ہو سکے گی بلکہ شوہر کی طرف سے طلاق دینے کی ضرورت ہے۔

نابالغہ لڑکی کے باپ کے ایجاب اور نابالغ کے باپ کے قبول سے نکاح ہو گیا

سوال ۹۱۸ لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے نابالغ لڑکے سے کر دیا، لڑکے نابالغ کے باپ نے ایجاب کیا۔ پھر لڑکے کا باپ لڑکے کو اجازت دیوے تب لڑکے کا حق ہوتا یا دوسری دفعہ اجازت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔؟

الجواب ۔ دوسری دفعہ ایجاب دینے کی ضرورت نہیں ہے پس جبکہ دختر نابالغہ کے باپ نے ایجاب کے ساتھ تکلم کیا اور شوہر نابالغ کے باپ نے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔

لڑکی کا نکاح ماں نے کیا چچا نے رد کر دیا پھر اجازت دی تو کیا حکم ہے

سوال ۹۱۹ ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر کا نکاح اپنی ولایت سے کر دیا لیکن لڑکی کے چچا زندہ ہیں وہ اس وقت موجود نہ تھے جب چچا کو خبر ہوئی تو انھوں نے شور و شر کے بعد بعوض کسی لالچ کے راضی ہو کر اسٹامپ پر تحریر کر دیا کہ ہم نے برضا و رغبت خود اسی نکاح کو منظور کیا۔ شرعاً یہ نکاح معتبر ہے یا غیر معتبر؟

الجواب ۔ اس صورت میں ولی شرعی نابالغہ کے نکاح کا چچا تھا والدہ ولی نہ تھی لیکن اگر چچا اتنا دور تھا کہ اس سے رائے و مشورہ لینا دشوار تھا اور اس کے انتظار میں فوات کفو کا اندیشہ تھا اور عند البعض تین دن کے سفر پر تو والدہ ولی ہو گئی تھی اور اس کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور بصورت نبودن مذکور نہ ہونے کے والدہ کا کیا ہوا نکاح چچا کی اجازت و رضا پر موقوف تھا

له الولی فی النکاح العصبة علی ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبة فالولایة للام ... الخ
در مختار

جب اول خبر نکاح کی سنکر چچا نے انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ بعد کی رضامندی اور اجازت معتبر نہیں ہے پس وہ نکاح صحیح نہ ہوگا[۵]۔ فقط

غیر کفو میں ماں نے لڑکی کی جو شادی کی وہ صحیح نہیں ہوئی

سوال ۹۲۰ میری طفولیت میں میرا باپ انتقال کر گیا چچا موجود ہے اور وہ تخمیناً پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے میری نابالغی کی حالت میں میری والدہ نے بغیر اطلاع میرے چچا کے ایک شخص غیر کفو کے ساتھ میری شادی کر دی از روئے شریعت یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں۔؟

الجواب۔ در مختار میں ہے وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب لا یصح النکاح من غیر کفو الخ[۱]۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں جو نکاح نابالغہ کا سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کر دے وہ صحیح نہیں ہے پس دوسرا نکاح درست ہے۔ فقط

بالغہ لڑکا لڑکی نے ایجاب و قبول نہیں کیا بلکہ دونوں کے والدین نے کیا نکاح ہوا یا نہیں

سوال ۹۲ ایک لڑکی کا بطور منگنی ایجاب ہوا لڑکی لڑکا ہر دو بالغ تھے مگر بوقت ایجاب حاضر نہ تھے ان سے ایجاب نہیں ہوا بلکہ ہر دو کے والدین نے آپس میں کیا علماء بھی موجود تھے عام مجلس تھی اب وہ لڑکی اس لڑکے سے بوجہ ولد الزنا ہونے کے نکاح کرنا نہیں چاہتی اور لڑکی خواندہ قرآن ہے آیا وہ طلاق سے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا کہ بغیر اس کے ہو سکتا ہے عرصہ سے وہ اس تردد میں رہتی ہے علماء جو کہ موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتا اور بعض کہتے ہیں کہ نکاح دوسری جگہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں واضح طور پر تحریر کیا جاوے۔ فقط

(بقیہ صفحہ ۶۳) الا بعد التزوج بغیبۃ الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ مسافۃ القصر واختار الملتقی ما لم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ الخ رد المحتار باب الولی ص ۴۲۳ و ص ۴۲۴ ج ۲ ظفیر۔ [۱] جیسا کہ اس شرح میں ہے ولو استاذنہا فی معین فردت ثم زوجہا منہ فسکتت صح فی الاصح بخلاف ما لو بلغہا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب - اس صورت میں نکاح منعقد اور لازم نہیں ہوا کیوں کہ جب دونوں لڑکے اور لڑکی بالغ تھے اور دونوں یعنی لڑکے اور لڑکی بالغہ کی طرف سے ان کے باپ نے دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیا تو وہ نکاح اجازت پر لڑکے ولڑکی کے موقوف ہوگیا اور درصورت کفو میں کردینے ولی کے لڑکی کی جانب سے سکوت اس کا رضا کے لئے کافی نہیں تاوقتیکہ تصریح رضامندی کی نہ ہو اور جب کہ لڑکی رضامند نہیں ہے اور نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہوا جیسا کہ شامی میں ہے واختلف فیما اذا زوجها غیر کفو فبلغها فسکتت فقال لا یکون رضا الخ[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۹۲۴ ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے لڑکی کا ماموں اس کے باپ کی اجازت کے بغیر نکاح کردے تو کیا حکم ہے باوجود اس کے والد اور دیگر قریبی رشتہ دار موجود ہونے کے ولی بنکر زید نابالغ سے کردیا جب ہندہ کو کچھ سمجھ پیدا ہوئی تو اس نے اس نکاح سے انکار کردیا۔ اب جب وہ بالغہ ہوئی تو زید کو بلا کر کہا کہ میں چوں کہ تم سے راضی نہیں لہٰذا اپنا عقد توڑ دیا کیا ہندہ کا نکاح فسخ ہوگیا اور وہ دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اگر کرسکتی ہے تو کیا عدت کرنا پڑے گی۔؟

الجواب - باپ دادا وغیرہ عصبات کی موجودگی میں ماموں ولی نہیں ہے اگر ماموں کے عقد کو باپ نے جائز رکھا تھا تو وہ نکاح صحیح ...ہوگیا۔ بعد بلوغ کے ہندہ کے اس کہدینے سے کہ میں نے عقد توڑ دیا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسری جگہ ہندہ اپنا نکاح نہیں کرسکتی۔ اور اگر ماموں کے عقد کی اجازت باپ وغیرہ اولیاء نے نہیں دی تھی اور انکار کردیا تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ پس ایسی حالت میں کہ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ ہندہ اپنا نکاح بعد بلوغ کے دوسری جگہ کرسکتی ہے۔[۲] فقط

---

[۱] رد المحتار للشامی، باب الولی، تحت قولہ واخبرھا رسولہ۔

[۲] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب فی نعونز ج المعبد

عدت میں نکاح درست ہے اور نہ بالغہ کی رضامندی کے بغیر

سوال ۹۲۳ ایک بیوہ بالغہ نے عدت کے اندر بخوشی اپنے دیور سے نکاح کر لیا۔ ابھی عدت ختم نہیں ہوئی تھی کہ لڑکی کا باپ جبراً لڑکی کو لے گیا اور ایک غیر شخص سے جس کی عمر پچاس سال ہے بلا رضامندی اُس لڑکی کے نکاح کر دیا اور عورت کے دیور مذکور نے دخل زوجیت کا دعویٰ کر دیا ہے اِس وجہ سے عورت کے باپ نے عورت کو اس کے دیور کے یہاں جس سے اول نکاح ہوا تھا بھیج دیا اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ عدت میں جو نکاح دیور سے ہوا وہ شرعاً باطل اور لغو ہے اس کا اعتبار نہیں ہے[1] اور باپ نے جو نکاح لڑکی کا دوسرے شخص پچاس سالہ سے کیا وہ بھی بلا رضامندی و اجازت لڑکی کے صحیح نہیں ہوا[2] کیوں کہ اس صورت میں لڑکی کی اجازت صراحتہً یا دلالۃً ضروری ہے اور دلالۃً اجازت یہ بھی ہے کہ مہر یا نفقہ کا مطالبہ شوہر سے کرے یا اسکو وطی پر قدرت دے کما فی الدر المختار بل لابد من القول کالثیب البالغۃ. لزوال الحیاء بالاصالۃ[3] او ما هو فی معناه من فعل یدل علی الرضا کطلب مهرها و نفقتها و تمکینها من الوطی الخ اور یہ رضا دلالۃً اس وقت معتبر ہو سکتی ہے کہ اس سے پہلے وہ لڑکی اس نکاح سے انکار نہ کر چکی ہو اور اگر انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا[4]۔ الغرض اگر لڑکی کی رضامندی تو لاً یا دلالۃً نہیں پائی گئی تو دوسرا نکاح بھی باطل ہوا اس حالت میں دونوں میں سے کوئی نکاح

(بقیہ ص ۶۵) حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (در مختار) والظاهر ان سکوته هنا کذلک فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد (رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر

[1] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۸۲ ج ۲ و باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر [2] ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۲ ج ۲) ظفیر [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۳ ج ۲ و ص ۴۱۴ ج ۲

[4] بخلاف ما لو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد (ایضاً ص ۴۱۴) ظفیر

بھی صحیح نہیں ہے اور کسی کے گھر بھی رخصت کرنا درست نہیں ہے اب جس سے لڑکی رضامند ہو اسکے ساتھ دوبارہ نکاح ہونا چاہیئے۔

تنبیہ (بجواب سوال مکرر) بندہ کی مراد اس سے وہ نکاح ہے جو باپ نے کیا تھا پس اگر پہلے سے لڑکی کو خبر نہ تھی تو بعد نکاح کے جب اس کو خبر ہوئی۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح باطل ہوا۔ اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر اس خاوند کے گھر رخصت ہو کر وطی وغیرہ بخوشی واقع ہوئی تو یہ بھی رضامندی سمجھی جاتی ہے لہٰذا نکاح صحیح ہو گیا اور جس سے عدت میں نکاح ہوا وہ بالکل باطل ہوا۔ عدت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اس میں قرابت داری کا کچھ لحاظ اور خیال نہیں ہے[1]۔ فقط

دادا کے رہتے ہوئے چچا ولی نہیں ہوسکتا

سوال ۹۲۴ زید فوت ہوا اس نے زوجہ اور باپ اور چچا زاد بھائی اور نابالغ اولاد چھوڑی۔ زید کی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور ولی نابالغان کا کون ہے؟

الجواب۔ اس صورت میں زید کی اولاد نابالغہ کا ولی زید کا باپ ہے پس اگر وہ لڑکی جس کا نکاح کیا ہے نابالغہ ہے تو اس کے دادا کی اجازت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے[2] چچا نے اگر دادا کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا[3]۔ فقط

باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں

سوال ۹۲۵ مسماۃ کریمن کا نکاح سات برس کی عمر میں اس کے باپ نے ایک شخص سے کر دیا تھا لیکن بعد دو سال کے اس کی ماں اپنی لڑکی کریمن کو لے کر بھاگ گئی اور بعد دو تین سال کے جب اس کی

---

[1] لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیرہ وکذا المعتدة کذا فی السراج الوہاج۔ عالمگیری مصری کتاب النکاح القسم السادس ص ۲۹۱ ج ۱۔ ظفیر

[2] الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها ... ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق ثم لاب ... الدر المختار ص ۴۲۳ ج ۲

[3] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته ... ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲۔ ظفیر

عمر گیارہ برس کی ہوئی تو اس کی ماں نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ باپ مر چکا تھا پھر وہاں سے بھی نکل گئی اب زید اس سے عقد کرنا چاہتا ہے اور ہر دو خاوند میں سے کسی نے طلاق نہیں دی تو زید عقد کر سکتا ہے یا کیا حکم ہے

الجواب۔ پہلا نکاح جو باپ نے کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا وہ فسخ نہیں ہوا زید اگر اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو شوہر اول سے طلاق دلوائے اس وقت زید نکاح کر سکتا ہے۔[1] فقط

اجنبی اگر بالغہ لڑکی سے اجازت چاہے تو اس کا خاموش رہنا اجازت کے حکم میں نہیں

سوال ۹۲۶ ایک ناکتخدا بالغہ لڑکی سے ایک اجنبی شخص نے اجازت نکاح طلب کی وہ اجنبی نہ لڑکی کا محرم ہے اور نہ لڑکی اس کے سامنے آتی ہے اور لڑکی کے ولی یعنی لڑکی کے باپ کے چچا زاد بھائی موجود ہیں لیکن ان کو کچھ اطلاع نہ کیگئی اور یہ محض اس خیال سے کہ اگر ان کو اطلاع ہوئی تو معاملہ درہم برہم ہو جائیگا۔ غرض خفیہ طور سے اس لڑکی سے اجازت نکاح طلب کی لڑکی نے کچھ جواب نہیں دیا بالکل ساکت رہی۔ باہر آکر اس کا نکاح پڑھا دیا اور اس کے سکوت کو اجازت بتایا۔ آیا صورت مذکورہ میں یہ سکوت اجازت ہوگا یا نہیں اور یہ نکاح جو بلا اجازت و بغیر اطلاع ولی محض اجنبی کے کہنے سے کر دیا گیا منعقد ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر ناکتخدا بالغہ سے اجازت لینے والا ولی قریب کے علاوہ کوئی اور اجنبی شخص ہے تو تاوقتیکہ وہ زبانی اجازت نہ دے اور بہ تکلم رضا مندی کا اظہار نہ کرے تو از روئے شرع رضا مندی نہیں ہو سکتی اجنبی کے دریافت کرنے کی صورت میں سکوت رضا مندی کے قائمقام نہیں ہو سکتا۔ سکوت کا رضا مندی پر دلالت کرنا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب اجازت لینے والا ولی قریب ہو۔ چونکہ صورت مذکورہ

---

[1] دیکھئے نکاح الصغیر و الصغیرۃ اذا زوجہما ولی بکرا کانت الصغیرۃ او ثیبا الخ فان زوجہا الاب والجد الخ فلا خیار لہما بعد البلوغ (ہدایہ باب فی الاولیاء ص ۲۹۵ ج ۲ و ص ۲۹۶ ج ۲) ظفیر

میں بالغہ مذکورہ نے زبانی اجازت نہیں دی اور رضامندی نہیں پائی گئی اور صحت نکاح کے لئے رضامندی اس کی ضروری تھی لہذا یہ نکاح منعقد نہیں ہوا ہدایہ میں ہے (وان فعل ھذا غیر الولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم[1]) اس صورت میں چونکہ اجنبی نے نکاح کی اجازت مساۃ سے طلب کی ہے تو مساۃ کا زبانی اجازت دینا ضروری ہے خاموش رہنا کافی نہیں۔ جب خاموش رہی نکاح نہیں ہوا۔ فی الدر المختار فان استاذنہا غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرۃ لسکوتہا بل لا بد من القول کالثیب البالغۃ[2]۔

الجواب الثانی۔ سکوت بالغہ کا اس صورت میں اجازت اور رضا نہیں ہے اور اس سکوت کا اعتبار نہیں ہے فان استاذنہا غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرۃ لسکوتہا الدر المختار[3]۔ پس وہ نکاح موقوف رہے گا بالغہ کی اجازت پر۔ اگر بعد نکاح اس نے صراحتاً اس نکاح کو جائز رکھا یا کوئی ایسا فعل کیا جو رضا پر دال ہو۔ جیسے تمکین وطی۔ طلب مہر و نفقہ و خلوت برضا بالغہ تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا ورنہ ناجائز اور باطل ہوگا جیسا کہ در مختار میں ہے عبارت مذکورہ کے بعد یہ مذکور ہے بل لا بد من القول الخ او ما ھو فی معناہ من فعل یدل علی الرضاء کطلب مھرھا و نفقتہا و تمکینہا من الوطی و دخولہ بہا برضاھا[4] الخ وفی الشامی عن الظہیریۃ و لو خلا بہا برضاھا ھل یکون اجازۃ لا روایۃ لہذہ المسئلۃ وعندی ان ھذا اجازۃ وفی البزازیۃ الظاھر انہ اجازۃ[5] (شامی) وفی الدر المختار ونکاح عبد و امۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی[6] الخ وفی الشامی ایضاً ما یمکن ذکر فی فتح القدیر اولاً انہ کالسکوت لا یکفی و سلم ھنا انہ یکفی الخ (رد المحتار باب الولی ص ۳۱۳ ج ۲ ظفیر)

---

[1] ہدایہ باب فی الاولیاء ص ۲۹۴ ج ۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۳ ج ۲ ظفیر [3] ایضاً [4] ایضاً

[5] رد المحتار باب الولی ص ۳۱۳ ج ۲ ظفیر [6] شامی قبیل باب المہر ص ۳۵۰ ج ۲

نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے نانا اس کا نکاح نہیں کر سکتا

سوال ۹۲۷ ایک شخص کی لڑکی ابتدا ر سے اپنے نانا کے زیر پرورش رہتی ہے باپ نے اول سے اس لڑکی سے تعلق قطع کر رکھا ہے کسی قسم کی خبر نہیں لیتا اس حالت میں اس لڑکی کا عقد اس کا نانا کر سکتا ہے یا نہیں اور علامات بلوغ کیا ہیں۔؟

الجواب ۔ جبکہ ابھی وہ لڑکی نابالغہ ہے بدون باپ کی رضامندی و اجازت کے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیوں کہ ولی شرعی اس حالت میں باپ ہے[1] البتہ جب وہ لڑکی بالغہ ہو جاوے تو خود اس لڑکی کی اجازت سے کفو میں اس کا نکاح صحیح ہو جاویگا اور بالغہ ہونا لڑکی کا حیض سے معلوم ہوگا یا اگر حیض نہ آوے تو پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغہ ہو جاوے گی یعنی سولھویں برس کے شروع ہونے پر[2] ۔ ہکذا فی کتب الفقہ ۔ فقط

لا نکاح الا بولی کا مطلب

سوال ۹۲۸ زینب بالغہ نے بغیر اذن ولی البعد کے بموجودگی حقیقی دادی و عدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمر سے نکاح کر لیا اور ولی البعد اور ماں اس نکاح سے راضی نہیں اگر یہ نکاح صحیح ہے تو حدیث لا نکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہوگا۔

الجواب ۔ بالغہ کا نکاح بلا اذن ولی کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار اور یہی محمل ہے حدیث لا نکاح الا بولی کا ۔ ان فقہاء کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں ان کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر اور مطلب یہ ہے کہ بدون ولی کی اجازت کے جو نکاح ہوگا وہ ذریعہ

---

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب ... فی ... ولی ... ظفر ۲۵

[2] وبلوغ الجاریۃ بالحیض والاحتلام والحمل فان لم یوجد ذلک فحتی یتم لہا سبع عشرۃ سنۃ عند ابی حنیفۃ ... وقالا ... الجاریۃ خمس عشرۃ سنۃ فقد بلغا وہو روایۃ عن ابی حنیفۃ (ہدایہ کتاب الحجر فصل فی حد البلوغ)

ٹوٹ جاوے یعنی ولی اگر چاہے اس کو فسخ کر سکتا ہے اور شامی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے دوسری حدیث الایم احق بنفسہا من ولیہا رواہ مسلم اور یہ قوی ہے اس حدیث لانکاح الا بولی سے اس لئے راجح ہے اس پر۔ الحاصل صورت مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ نے کفو میں بموجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہو گیا[1]۔

بغیر اجازت ولی نابالغہ کا نکاح درست نہیں

سوال ۹۲۹ ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی زید کے ساتھ ہوا اور کوئی ولی ہندہ کا بوقت نکاح موجود نہیں تھا آیا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں ہوتا کذا فی الدر المختار وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ[2]۔ فقط

صغیر اولاد کا ولی باپ ہے

سوال ۹۳۰ ہم اپنی اولاد پر خود قادر ہیں جہاں چاہیں شادی کریں یا شریعت کے محتاج ہیں۔؟

الجواب۔ اولاد کا اختیار اللہ تعالیٰ نے باپ کو دیا ہے جہاں وہ مصلحت دیکھے نکاح کر دے۔ شرعاً اس میں کچھ روک نہیں ہے[3]۔ فقط

دادا کا بھائی جو ولی ہے اگر لڑکی کی والدہ کو اختیار دیدے اور پھر خود ہی کر دے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۳۱ ایک لڑکی نابالغہ جس کا کوئی ولی اقرب سوائے برادر حقیقی جد حقیقی کے اور والدہ کے اور کوئی نہیں ہے اور جد حقیقی کا بھائی اپنی پوتی کا اختیار عند والدہ نابالغہ کو دیتا ہے اور تحریر بھی کر دیتا ہے کہ بلا رضامندی والدہ نابالغہ کے مجھے نکاح کا کچھ اختیار نہ ہوگا اس کے بعد بلا رضامندی والدہ کے نابالغہ کا نکاح کر دیتا ہے یہ عقد شرعاً جائز ہے یا اب والدہ نابالغہ

---

[1] فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی رد المحتار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹ ظفیر [3] نابالغ ہے تب باپ کو حق ہے لیکن جب بالغ ہے تو ولی کی اجازت ضروری ہے بالغ اولاد پر شادی میں جبر کا اختیار نہیں ہے الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی ۔۔۔ ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح رد المحتار ایضاً ج ۲ ص ۴۰۹ ظفیر

الجواب۔ اس کہدینے اور لکھدینے سے ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اخ الجد کے لئے جو ولی اقرب ہے ساقط نہیں ہوا البتہ اگر والدہ بوجہ اختیار دیدینے کے نکاح نابالغہ کا کر دیتی تو وہ بھی صحیح ہو جاتا لیکن اخ الجد کی ولایت اس سے سلب نہیں ہوئی۔ پس جو نکاح اس نے اپنی ولایت سے کیا وہ صحیح ہے در مختار میں ہے والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر الخ شاء او ابی الخ وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر و مجنون الخ[1]۔ فقط

ولی نکاح چچا ہے ماموں نہیں اور مال کا ولی کوئی نہیں

سوال ۹۳۲ مسماۃ کنیز و مریم یتیم ہیں اور ان کے ورثاء میں ایک چچا علاتی ہے اور ایک ماموں حقیقی ہے ابتداء سے زیر ولایت چچا کے رہیں اس چچا نے جو ان کا حصہ پدری ان کی جائداد میں پہنچتا تھا ایک فرضی ہبہ نامہ ظاہر کر کے اس تمام جائداد کو اپنے نام کر کے رقم کثیر میں رہن کر دی اب ماموں چاہتا ہے کہ وہ لڑکیاں چچا کی ولایت سے نکلکر میری ولایت میں آ دیں تاکہ ان کے حقوق تلف کردہ کو ثابت کرے اور قائم کرے ایسی حالت میں ولایت چچا نقصان پہونچانے والے کی منسوخ ہو کر ماموں کی طرف منتقل ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں چچا کو ہے کیونکہ وہ عصبہ ہے ماموں کو ولایت نکاح بموجودگی چچا کے نہیں ہے اور نابالغہ کے مال کی ولایت اور اختیار نہ چچا کو ہے نہ ماموں کو۔ پس چچا نے جب کہ نابالغہ کو نقصان پہونچایا تو اس کو نابالغہ کے مال میں تصرف کرنے سے روکنا چاہیئے در مختار میں ہے الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ[2] الخ قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ الخ رد المحتار ومثلہ ووصیہ ابوہ ثم وصیہ الخ دون الام الخ (رد محتار) قال الزیلعی وانما عدا الاصول من العصبۃ کالعم والاخ او غیرھم کالام لانہ لا یتم الا نظرنہ لانھم

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۲۰۷ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] رد المختار باب الولی ص ۲۰۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

لیس لھما ان یتصرفوا فی مالہ الخ[۵۱] شامی ج ۵ ۔۔۔۔ ان عبارات سے واضح ہوا کہ چچا کو بچہ کے مال کی ولایت نہیں ہے البتہ نکاح کی ولایت ہے۔ سو ولایت نکاح ماموں کی طرف بحالت موجودہ منتقل نہ ہوگی۔ فقط

بالغہ نکاح میں خود مختار ہے مگر کفارت کا لحاظ ضروری ہے

سوال ۹۴۳ زید نے انتقال کیا۔ بھائی۔ ماں۔ باپ بیوہ۔ دختر چھوڑے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ماں باپ نے بھی انتقال کیا لڑکی بخوشی و رضامندی اپنی و نیز اپنی ماں کی بکر سے جو اس کی برادری سے ہے عقد کرنا چاہتی ہے چچا حقیقی معترض ہے کہ بکر کفو نہیں ہے اور اپنے بیٹے سے عقد کرنا چاہتا ہے جو لڑکی اور اس کی والدہ کو چند وجوہ سے ناپسند ہے اس صورت میں کیا حکم ہے اور لڑکی کتنی عمر میں بالغہ سمجھی جاتی ہے اور کیا زید کا بھائی حق ولایت رکھتا ہے۔ کفو کا اعتبار کسی وقت ساقط ہو سکتا ہے یا نہ۔ ہندوستان میں کون کس کا کفو ہو سکتا ہے۔ کفو و غیر کفو کی تعریف کیا ہے

الجواب ۔ شرعاً پندرہ برس کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور اگر اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ کے پائی جاوے تو پہلے ہی بالغہ ہو جاویگی اور چچا بیشک اس صورت میں ولی ہے لیکن ولی کو نابالغہ پر تو جبراً[۵۲] اختیار نکاح کرنے کا ہے بالغہ پر نہیں ہے بالغہ خود اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کر سکتی ہے غیر کفو میں نہیں کر سکتی غیر کفو میں بیشک ولی کو رد کرنے کا اختیار ہے اور کفو کا اعتبار کسی زمانہ میں ساقط نہیں ہوتا اور کفو ہونا باعتبار نسب اور باعتبار دیانت و پرہیزگاری اور باعتبار تمول و عدم تمول اور باعتبار پیشہ کے معتبر ہے[۵۳] اور تفصیل ان سب امور کی کتب فقہ میں ہے یہاں

---

۵۱ رد المحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الولی ومن لہ الولایۃ علیہ ص۱۳۵ ج۵

۵۲ ولا ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ وان لم یعقد علیہا ولی بکرا کانت او ثیبا الخ ولا یجوز للولی اجبار البالغۃ علی النکاح (ھدایہ باب فی الاولیاء ص۲۹۳ ج۲ و ص۲۹۴ ج۲) ظفیر

۵۳ واذا زوجت المرأۃ نفسھا من غیر کفوء فللاولیاء ان یفرقوا بینھما دفعا لضرر العار ھدایہ ج۲ ص۳۲۰ فصل فی الکفاءۃ)

لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح درست ہے اس کی تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ فقط

سوال ۹۳۴ ملک بنگال میں اکثر یہ دستور ہے کہ ولی لڑکی بالغہ کو قبل عقد نکاح کے مع چند اقارب کے بارات کے ساتھ دولہا کے مکان میں رخصت کر دیتا ہے جب لڑکی دولہا کے گھر پہنچتی ہے تب تین شخص اس کے پاس جاتے [illegible] ایک [illegible] سے لڑکی سے پوچھتا ہے کہ تم بوساطت میری وکالت کے بعوض مہر کذا وکذا اپنے نفس کو فلاں بن فلاں کی زوجیت میں دینا قبول کرتی ہو۔ لڑکی کہتی ہے قبول تب یہ تینوں شخص مجلس دولہا میں آتے ہیں اور دولہا سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بنت فلاں نے بعوض مہر کذا اپنے نفس کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے تم نے اسکو قبول کر لیا ہے تب دولہا قبول کہتا ہے۔ اس طرح نکاح درست ہوتا ہے یا نہیں۔ اور نابالغہ کو خیار بلوغ باقی رہتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اس صورت میں بالغہ کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو ظاہر ہے کیوں کہ خود بالغہ سے اجازت لیگئی ہے اور درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضى ولي الخ[1] اور یہاں تو ولی کی رضامندی بھی ظاہر ہے اور نابالغہ کے نکاح کے لئے اگر ولی نے ان لوگوں کو جو نکاح خواں سے نکاح خوانی کو کہتے ہیں وکیل بنا دیا ہے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور نابالغہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ کا بشرائط باقی رہتا ہے کما فی الدر المختار وان کان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه ولو الام او القاضي او وكيل الاب الخ لا يصح النكاح من غير كفو الخ وان كان من كفو وبمهر المثل صح ولكن لهما اى لصغير وصغيرة ملحق بهما خيار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء[2] الخ

سوال ۹۳۵ چچا کا کیا ہوا نکاح لڑکی بغیر قضائے قاضی فسخ نہیں کر سکتی ایک شخص نے انتقال کیا۔ لڑکی نابالغہ و زوجہ اور ایک اپنا بھائی چھوڑا متوفی کی زوجہ نے اس کے بھائی یعنی لڑکی نابالغہ کے تایا سے نکاح کر لیا اور لڑکی نابالغہ کے تایا نے لڑکی مذکورہ یعنی اپنی بھتیجی کا

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۹ ج ۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۴۱۹ ج ۲ ظفیر

نکاح اپنے لڑکے سے کرلیا۔ باہمی جھگڑوں کی وجہ سے لڑکی نے بالغہ ہوتے ہی اپنی والدہ کے ایما سے اپنی سمجھ سے نکاح سے انکار کردیا اور شوہر نے بھی اپنے دوستوں سے یہ کہا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں ایسی حالت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اس لڑکی کا ولی اس صورت میں اس کا تایا ہے اگر بحالت عدم بلوغ دختر کے اس کا نکاح اپنے لڑکے سے کیا تو وہ نکاح صحیح ہوا۔ اور اس زمانہ میں قضاء شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوا۔[1] اور یہ کہنا شوہر کا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں۔ صریح طلاق نہیں ہوا بلکہ کنایہ ہے[2] اس میں نیت شوہر کا اعتبار ہے اگر وہ کہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لہٰذا بدون طلاق اپنے شوہر کے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ فقط

سوال ۹۳۶ ۔ ایک لڑکی برس ڈیڑھ برس کی تھی اس کے والدین مشرک تھے وہ مر گئے حاکم نے ایک مسلمان کے سپرد کردیا اب وہ مسلمان اس کی شادی کرسکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ قال فی الدر المختار ولا ینفذ نکاح ملتقط علیہ نکاح وبیعہ الخ وفی الشامی لانہ یتمد الولایۃ من القرابۃ والملک والسلطنۃ ولا وجود لواحد منہا نہر الخ[3] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ مسلم اس لڑکی نابالغہ کا نکاح نہیں کرسکتا البتہ بعد بلوغ اس کی اجازت سے نکاح صحیح ہوجاوے گا۔

سوال ۹۳۷ زید در مرض الموت خود عمرو پسر بالغ را ہمراہ زینب نکاح ساخت ۔ آنوقت عمرو در مجلس نکاح حاضر نہ بود است	باپ کا دین نے نکاح کردیا بالغ خاموش رہا ہے کیا کرے

---

[1] ولہما الخیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ الخ بشرط القضاء للفسخ (در مختار) حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختارا الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر

[2] کنایتہ مالم یوضع لہ الخ فالکنایات لا تطلق بہا قضاء الا بنیۃ او دلالۃ الحال الدر قولہ

بقیہ ص ۷۶ پر

اکنوں عمرو نکاح خود ہمراہ زینب منظور نمی دارد۔ آیا نکاح زینب با عمرو درست است یا نہ۔

الجواب - اگر عمرو بعد اطلاع آں نکاح پدر را رد نہ کرد و صراحتہً و دلالۃً آں نکاح را جائز داشت نکاح منعقد شد بعد ازاں انکار عمرو بطلان نکاح صحیح نخواہد شد و اگر عمرو بعد اطلاع نکاح مذکور را رد کرد نکاح مذکور باطل شد۔

غیر کفو میں ماں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہے

سوال ۹۳۸ زید سفر میں ہے زید کی عورت مسماۃ ہندہ نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے نابالغ سے جو غیر کفو ہے کیوں کہ لڑکے کا باپ کٹھیارہ ہے بغیر رضامندی اپنے شوہر یعنی لڑکی کے والد کے کر دیا ماں کی اجازت سے جو نکاح لڑکی نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب - اس صورت میں ماں کی اجازت سے جو نکاح نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح نہیں ہوا۔ ہکذا فی الدر المختار[۱]۔ فقط

باپ کے رہتے ہوئے دوسرا ولی نہیں ہو سکتا

سوال ۹۳۹ زید کی دختر صالحہ کو جبکہ صالحہ کی ماں فوت ہو گئی تھی عمر نے پرورش کیا زید نے عمر کے حوالہ کر دی تھی۔ صالحہ کو عمر نے حالت نابالغی میں بکر کے ساتھ واسطے مناکحت منسوب کیا۔ زید زندہ ہے کسی وجہ سے صالحہ کو بکر کے ساتھ منسوب کرنے میں رضامند نہیں۔ اب عقد صالحہ نابالغہ کا باجازت عمر بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - صالحہ نابالغہ دختر زید کا ولی زید ہے عمر کی اجازت سے بلا اجازت زید کے صالحہ کا نکاح درست نہیں ہے۔ ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ[۲]۔ فقط

(بقیہ ص۷۵) قضاء قید بہ لانہ لا یقع دیانۃ بدون النیۃ۔ رد المحتار باب الکنایات ص۶۳۶ ج۲۔ ظفیر

[۱] و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً و ھو المختار للفتوی۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۲ ج۲۔ ظفیر

[۲] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۴۲۳۔ ظفیر
[۳] شامی کتاب اللقیط ص۱۳ ج۳۔

بھائی کے رہتے ہوئے سوتیلا باپ ولی نہیں ہے

سوال ۹۴۰ ایک لڑکی نابالغہ کا سوتیلا باپ اور حقیقی ماں موجود ہے اور لڑکی کا حقیقی بڑا بھائی بالغ ایک روز کی مسافت پر ہے۔ اگر سوتیلا باپ اور حقیقی ماں کسی شخص سے نابالغہ کا نکاح کردیں اور حقیقی بھائی کو عقد کے بعد خبر ہو اور وہ اجازت نہ دے اور راضی نہ ہو تو ایسی حالت میں نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی حالت میں ولی شرعی اس نابالغہ کا اس کا حقیقی بھائی ہے اگر اس نے اجازت نہ دی تو نکاح نہیں ہوا کذا فی الدر المختار وغیرہ[1]۔ فقط

غیر ولی کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے

سوال ۹۴۱ ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ جس کی ماں نے نکاح ثانی کرلیا ہے رشتہ کی نانی کی زیر پرورش رہی اس کا نکاح اس رشتہ کی نانی کی ولایت سے جبکہ وہ نابالغہ تھی کر دیا گیا۔ اب لڑکی جوان ہے اور اپنے شوہر سے بوجہ اس کی کم عمر ہونے کے متنفر ہے آیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ اور پہلا نکاح صحیح ہے یا کیا۔؟

الجواب۔ وہ رشتہ کی نانی بموجودگی والدہ کے اس نابالغہ لڑکی کی ولی نہ تھی اس نے جو نکاح بحالت عدم بلوغ دختر کے کیا وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف تھا اور ولی نکاح میں عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب، پھر اگر کوئی عصبہ نہ ہو والدہ ولی ہے نانی سے والدہ کا درجہ مقدم ہے اگرچہ والدہ نے دوسرا نکاح کرلیا ہو۔ پس اگر اس نکاح کی اجازت ولی نے دیدی تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اب بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت اس کے نکاح سے علیحدگی کی نہیں ہے اور اگر ولی جائز نے اس نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ اس صورت میں لڑکی دوسرا نکاح اپنا کفو میں کر سکتی ہے[2]۔ فقط

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۴۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (در مختار) فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی المجلس العقد ما لم یرض صریحا او دلالة (رد المحتار ص ۳۴۳ و ص ۳۴۴ ج ۲) ظفیر۔

بالغہ کا نکاح اس کے علم کے بغیر کردیا تو کیا حکم ہے

سوال ۹۴۲ زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح بکر سے کردیا مگر بوقت نکاح اس سے اجازت نہیں لی اور نہ اس کو اطلاع کی تو یہ نکاح جائز ہے یا نہ ۔؟

الجواب۔ نکاح موقوف رہا۔ جس وقت لڑکی کو خبر نکاح کی پہنچی اگر وہ خاموش رہی اور انکار نہ کیا تو نکاح منعقد ہوگیا فی الدر المختار فان استاذنہا غیر الولی وھو لیسٹ ادوکیلہ اور سولہ او زوجہا ولیہا واخبرھا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مجانہ الخ فھو اذن الخ[۱]۔ فقط

صرف نابالغ کے ایجاب و قبول سے نکاح درست ہے یا نہیں

سوال ۹۴۳ (۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں ۔؟

اس صورت میں کیا حکم ہے

(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا دوسرے کسی ولی سے اجازت لے کر دو گواہوں کے ساتھ نابالغہ دولہن کے پاس آتے ہیں اور اس کو کلمہ پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح بعوض ۔۔ مہر کے فلاں کے لڑکے مسمی فلاں سے ہوتا ہے، تم نے قبول کیا کہو ہاں قبول کیا۔ اسی طرح لڑکے سے کہلاتے ہیں، غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتہ نہیں کیا شرعاً یہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے شرعاً جو طریقہ نکاح مسنون کا ہو تحریر فرمائیں۔

نابالغ کا ولی غیر سے ایجاب و قبول کرائے تو کیا حکم ہے

(۳) اگر ولی خطبہ پڑھنے یا صرف ایجاب و قبول کرنے پر قادر نہ ہو بوجہ شرم کے تو ایک غیر سے ایجاب و قبول کرانا کیسا ہے ۔؟

الجواب ۔ (۱) نابالغوں کے ایجاب و قبول کو اگر ولی نے جائز رکھا تو نکاح صحیح ہوگیا۔

(۲) جبکہ نکاح خواں نے ولی کی اجازت سے ایسا کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا اور ان دونوں طرف کے کلام میں سے پہلا ایجاب اور دوسرا قبول سمجھا جاوے گا اور اصل تو یہ ہے کہ نابالغ سے ایجاب و قبول کرانے کی ضرورت ہی نہیں، نہ ولی یا جس کو ولی اجازت دے ایجاب و

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۔۔ ج ۲ ۔۔

قبول کرلیوے -

(۳) اس میں کچھ حرج نہیں ہے

مجنونہ کا نکاح بغیر ولی درست نہیں ہے

سوال ۹۴۴ ایک شخص نے ایک عورت بہری مدہوش سے نکاح کرلیا۔ اس کی ذات کی خبر نہیں ہے مولوی صاحب نے بغیر تحقیق اس کی ذات وغیرہ کے اس کا نکاح پڑھا دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں -؟

الجواب - درمختار میں ہے وھوای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون الخ[1] پس اگر وہ عورت مجنونہ ہے اس کو کسی وقت ہوش نہیں آتا تو نکاح اس کا بدون ولی کے یا حاکم مسلمان کے نہیں ہوسکتا اور اگر مجنونہ نہیں ہے تو خود اس کی اجازت و رضا سے نکاح ہوسکتا ہے[2]۔ فقط

نابالغ کا ایجاب و قبول باپ کی موجودگی میں اس کی رضا سے ہوا تو نکاح صحیح ہے

سوال ۹۴۵ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ جب کہ زید کی عمر پندرہ سال سے کسی قدر کم تھی ہوا۔ مجلس نکاح میں زید کا باپ موجود تھا مگر زید کے باپ کی ولایت سے نکاح نہیں ہوا۔ زید نے خود ایجاب و قبول کیا۔ کابین نامہ پر صرف زید کے باپ کے دستخط بعد گواہ کے ثبت ہیں یہ نکاح صحیح ہوا یا دوبارہ نکاح ہونا چاہیئے -

الجواب - جب کہ زید کا باپ اس مجلس میں موجود تھا اور اس کی رضا و اجازت سے زید نے قبول کیا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا اور مہر میں جو کچھ لکھا گیا اور باپ نے اس پر دستخط کر دیئے[1] صحیح ہوا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے - فقط

نکاح نابالغ والدین کی موجودگی میں دوسرا شخص کر سکتا ہے یا نہیں

سوال ۹۴۶ نابالغ بچوں کا نکاح والدین کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص کرسکتا ہے یا نہیں -؟

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۲ ج ۲ ظفیر

[2] ینفذ نکاح [illegible] فی ماله تصرف فی نفسه

و [illegible] (الدر المختار [illegible] ج ۲) [illegible]

الجواب - نابالغ بچہ کے نکاح کا ولی اول باپ ہے پھر دادا پھر بھائی وغیرہ۔ پس باپ کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص نابالغ کا نکاح کرے تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دیگا تو نکاح ہوگا ورنہ نہیں[1]۔

باپ کی اجازت سے نابالغ کا نکاح ہوا اور نابالغ نے قبول کیا تو کیا حکم ہے

سوال ۹۴۷ زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کے نکاح پر اور عمر نے اپنے لڑکے نابالغ کے نکاح پر راضی ہو کر نکاح خواں کو کہا کہ نکاح پڑھو نکاح خواں نے زید و عمر کی موجودگی میں روبرو شاہدین نکاح کر دیا عمر نے قبول نہیں کیا۔ بلکہ لڑکے نے قبول کیا لہذا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب - جب کہ باپ اس نابالغ کا اس مجلس میں موجود تھا اور اس نے نابالغ کے قبول کو تسلیم رکھا تو وہ قبول باپ کی طرف سے منسوب ہو کر نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ صبی نابالغ ممیز کے اس قسم کے تصرفات جو متردد ہیں بین النفع والضرر ولی کے قبول پر موقوف رہتے ہیں اگر ولی جائز رکھے جائز ہوتے ہیں وما تردد من العقود بین نفع وضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ کتاب الماذون درمختار[2] اور نکاح بھی مثل بیع وشراء کے ہے فقط

نابالغ کا ولی ایجاب وقبول کے بعد مر جائے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۴۸ زید نے اپنے پسر نابالغ کے لئے ایک دختر نابالغہ عقد نکاح میں قبول کی زید کا پسر نابالغ ہی تھا کہ زید مر گیا اور ولایت وقبولیت نکاح کسی ولی دیگر کو نہیں دے گیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب - اگر زید نے اپنی حیات میں اپنے نابالغ پسر کا نکاح جو کہ نابالغہ لڑکی کے ولی کی ولایت سے ہوا تھا قبول کر لیا تھا اور ایجاب وقبول نکاح کا باقاعدہ شاہدین کی روبرو ہو گیا تھا تو وہ نکاح منعقد ہو گیا کیوں کہ نابالغوں کی طرف سے ان کا ولی ہی ایجاب قبول کرتا ہے۔ یعنی مر جانے کے بعد نکاح میں خلل نہیں ہوا، نکاح ہو چکا تھا۔

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ص ۱۲۰ ج ۵۔ ظفیر

نابالغہ کیلئے باپ کی اجازت کافی ہے مجلس میں اس کی موجودگی ضروری نہیں

سوال ۹۴۹ ایک نکاح میں یہ صورت ہوئی کہ لڑکی کا باپ بارات میں نہیں آیا اور نکاح لڑکے کے مکان پر ہوا قاضی لڑکی کے باپ سے اجازت لے کر آیا تب نکاح پڑھایا گیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں۔

الجواب۔ اگر دختر کا باپ اس نکاح ہونے کے بعد اس نکاح سے راضی رہا اور اجازت دیدی تو نکاح صحیح ہو گیا۔ فقط

بالغہ کا نکاح باپ نے کردیا مگر رخصتی کے وقت اس نے انکار کردیا کیا حکم ہے

سوال ۹۵۰ زید کے پیر نے زید کو اس بات پر مجبور کیا کہ تم اپنی دختر کا نکاح بکر کے پسر سے کردو۔ اولاً زید انکار کرتا رہا مگر پیر صاحب کے زیادہ دباؤ دینے پر ناچار د مجبور ہو کر راضی ہو گیا اور اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح بکر کے بیٹے سے پڑھا دیا لیکن اس کے بعد جب وہ لوگ رخصتی کرانے آئے تو زید نے رخصت نہیں کیا بلکہ دختر مذکور کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا اور نکاح اول کے وقت بھی زید نے اپنی لڑکی سے نکاح کی اجازت لی نہ بعد میں اس کو اطلاع دی اس صورت میں کون سا نکاح جائز ہے۔

الجواب۔ اس صورت میں پہلا نکاح صحیح ہو گیا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد[1] الحدیث در مختار میں ہے کہ سکوت عاقلہ بالغہ کا بوقت استیذان ولی اجازت ہے اور اسی طرح عاقلہ بالغہ کو جس وقت اطلاع نکاح کرنے کی ہو اور وہ سکوت[2] کرے تو یہ بھی اجازت ہے۔ پس دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا لان نکاح منکوحۃ الغیر باطل کذا فی الدر المختار والشامی قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء[3] الآیۃ فقط (لیکن اگر بالغہ نے نکاح کی خبر سنتے ہی انکار کردیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا۔ ظفیر)

اجازت کے بعد بالغہ کا نکاح درست ہے

سوال ۹۵۱ زید نے اپنی لڑکی کے نکاح کی تاریخ مقرر کردی اور لڑکی کو تنہائی میں بٹھا دیا۔ غرض لڑکی کو ہر طرح سے یہ علم ہو گیا

---

[1] ۔[2] دیکھئے رد المحتار ص ۳۸۲ ج ۲ ظفیر [3] سورۃ النساء - ۴۔ ۲ ظفیر

کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے ہوگا نکاح کے وقت زید نے قاضی سے کہا کہ لڑکی کا نکاح پڑھادو لڑکی کو نکاح کا علم ہوگیا ہے اس صورت میں نکاح ہوگیا ہے یا نہ۔؟

الجواب - باپ کے نکاح کرنے کی صورت میں لڑکی بالغہ کو نکاح کی اطلاع پر سکوت کرنا کافی ہے نکاح ہوجاتا ہے۔ لیکن سنت یہ ہے کہ باپ اپنی دختر سے اجازت نکاح کی لے اور کہے کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتا ہوں اس پر سکوت کرنا اس کی رضا و اجازت ہے نکاح ہوجاویگا[1] - فقط

بالغہ کی اجازت سے ماموں نے اس کا نکاح کر دیا تو وہ صحیح ہے۔

سوال ۹۵۲ ایک لڑکی نے اپنے ماموں کے پاس پرورش پائی کیوں کہ اس کا باپ دس سال سے مفقود الخبر ہے اور ماموں نے لڑکی کے تائے کی موجودگی میں بعد بالغہ ہونے کے نکاح کردیا اور لڑکی نے بوقت اجازت لینے کے سکوت کیا: تائے نے کسی وجہ سے اجازت نہ دی تو نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب - وہ نکاح اگر لڑکی کے بالغہ ہونے پر لڑکی کی اجازت سے کیا گیا ہے تو صحیح ہوا لیکن سکوت لڑکی کا بمقابلہ غیر ولی کے اجازت نہیں ہے اگر اسکے بعد دلالت رضا مثل وطی وغیرہ نہیں پائی گئی تو نکاح نہیں ہوا[2] - فقط

چچا نے بھتیجی کا نکاح کیا مگر بائیس سال کی عمر میں لڑکی نے دوسری شادی کرلی کیا حکم ہے

سوال ۹۵۳ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے چچا اور ماموں اور والدہ نے پڑھادیا ان کے سوا

---

[1] ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح الخ فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة الخ فسکتت عن رده مختارة او ضحکت غیر مستهزئة الخ فهو اذن (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۱ و ص ۴۰۲ ج ۲)

[2] فان استاذنها غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتها بل لابد من القول کالثیب البالغة الخ او ما هو فی معناه من فعل یدل علی الرضا کطلب مهرها ونفقتها او تمکینها من الوطی ودخوله بها برضاها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۳ ج ۲ و ص ۴۰۴) ظفیر

اور کوئی ولی نہ تھا بائیس سال کی عمر کے بعد لڑکی نے نکاح سے انکار کیا کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور سرکار میں دعویٰ کر کے دوسرا نکاح پڑھا لیا اور خاوند کے گھر چلی گئی۔ بعد اتنی مدت کے دعویٰ لڑکی کا صحیح رہا یا نہیں اور دوسرے نکاح میں جو لوگ باوجود علم کے شامل تھے انکے نکاح باقی رہے یا ٹوٹ گئے۔؟

الجواب - جب کہ اور کوئی ولی اقرب نابالغہ کا مثل باپ دادا اور بھائی کے موجود نہ تھا تو چچا ولی تھا جو نکاح اس نے کیا وہ صحیح ہو گیا[له]۔ بائیس سال کی عمر میں لڑکی کا انکار اس نکاح سے معتبر نہیں ہے اور دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا جو لوگ باوجود نکاح اول کے علم کے دوسرے نکاح میں شامل وشریک وحامی ہوئے وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں مگر ان کے نکاح نہیں ٹوٹے کیونکہ نکاح مرتد وکافر ہونے سے ... ٹوٹتا ہے اور وہ کافر ومرتد نہیں ہوئے۔ فقط

سوال ۹۵۴ | نابالغی میں باپ نے جو نکاح لڑکی کا کیا وہ درست ہے دوسرا نکاح بعد بلوغ نہیں کر سکتی |

ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا ایجاب وقبول اپنے بھتیجے کے لئے روبرو گواہان کے مجلس عام میں کیا یعنی شخص مذکور کے حقیقی بھائی نے قبول کیا اب جب کہ لڑکی بالغہ ہوئی تو اس کے باپ نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا آیا نکاح اول بحال رہا یا فاسد ہو گیا اور نکاح ثانی کے لئے اور اس شخص کیلئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب - اگر ایجاب وقبول اول بطریق نکاح ومجلس نکاح میں کیا گیا روبرو گواہوں کے تو وہ پہلا نکاح صحیح ہو گیا دوسرا نکاح اس کا باطل اور ناجائز ہوا وہ لڑکی پہلے شوہر کو ملنی چاہیئے اور دوسرے شوہر سے علیحدہ رکھی جاوے اور شخص مذکور جس نے ایسا کیا اس فعل سے توبہ کرے یہی کفارہ اس گناہ کا ہے۔ فقط

له اقرب الاولیاء الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ الخ ثم العم لاب وام الخ (عالمگیری مصری الباب الرابع فی الاولیاء ص ۲۶۷ ج ۱) ظفیر

ایک عورت نے کہا میرا نکاح فلاں سے کردو قاضی نے کردیا کیا حکم ہے۔

سوال ۹۵۵) مسماۃ سندر طوائف نے تین گواہوں کے روبرو اپنے نکاح کی اجازت دی کہ میرا نکاح رمضانی سے پڑھ دو تب قاضی نے نکاح پڑھا لیکن قاضی نے اپنے کان سے اجازت نہیں سنی تو یہ نکاح صحیح ہوگیا یا نہیں۔؟

الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہوگیا[۱]۔ فقط

نابالغہ کی شادی اسکی مرضی کے بغیر ولی نے کردی تو وہ جائز ہے

سوال ۹۵۶) ایک لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کے بھائی نے بلا رضامندی نابالغہ لڑکے چھ سالہ کے ساتھ کردیا۔ اس وقت سے آج تک وہ لڑکی ناراض ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہے اور لڑکے کی عمر دس سال کی ہے۔ آیا اس لڑکی کا نکاح بلا طلاق دوسری جگہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں اس لڑکی مذکورہ کے تین بھائی ہیں ان میں سے دو بھائی پہلے بھی ناراض تھے اور اب بھی وہ ناراض ہیں۔

الجواب۔ اگر بھائیوں کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی نابالغہ کا نہ تھا تو جس بھائی نے نکاح اس کا اپنی ولایت سے کفو میں کردیا وہ صحیح ہوگیا[۲]۔ نابالغہ کی ناراضی شرع میں معتبر نہیں ہے[۳]۔ اور جب تک شوہر بالغ نہ ہو اس کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی[۴] اور بدون طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا صحیح نہ ہوگا[۵]۔ فقط

---

[۱] قاضی کا سننا ضروری نہیں ہے لڑکی کا اجازت دینا کافی ہے ۱۲ ظفیر

[۲] ولو زوجها الاقرب حیث هو جاز النکاح (وفیه قبله) ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ و ص ۳۳۳ ج ۲)

[۳] وهی نوعان ولایة ندب علی المکلفة وولایة اجبار علی الصغیرة الخ وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر ومجنون الخ ایضاً ص ۳۰۲ ج ۲ ظفیر

[۴] ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم لقوله علیه السلام کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمجنون ولان الاهلیة بالعقل الممیز وهما عدیما العقل (هدایه کتاب الطلاق ص ۳۳۷ ج ۲) ظفیر

[۵] واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المهر ص ۳۸۴ ج ۲) ظفیر

صرف بالغہ کی اجازت سے نکاح درست ہے

سوال ۹۵۷ زید نے اپنے بیٹے بکر کو عمر کے مکان پر تین آدمی ہمراہ کر کے روانہ کیا انھوں نے عمر کے مکان پر پہنچکر عمر کی عدم موجودگی میں اور بلا اجازت صریحی یا ضمنی عمر کے۔ اس کے بیٹے شبیر حسن نابالغ اور اس کی زوجہ کو شامل کر کے عمر کی نابالغ لڑکی سے جس کی عمر پندرہ برس دو ماہ بارہ دن ہے نکاح کر لیا صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب - پندرہ برس کی عمر میں لڑکی شرعاً بالغہ شمار ہوتی[1] ہے اور بالغہ کا نکاح خود اس بالغہ کی اجازت سے صحیح ہے اگر کفو میں نکاح ہو پس اگر اس لڑکی سے اس کی والدہ وغیرہ نے اجازت لے کر اس کا نکاح کیا روبرو شاہدین کے تو نکاح مذکور صحیح ہو گیا[2]

جذام والے خاندان کے لڑکے سے شادی درست ہے

سوال ۹۵۸ ایک بالغہ لڑکی زید سے نکاح کرنے پر راضی ہے مگر زید کے خاندان میں جذام ہے تو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - نکاح کرنا درست ہے فی الحال کی حالت کا اعتبار ہے آیندہ کی خبر کس کو ہے ایسا وہم نہ کیا جاوے۔ فقط

لڑکی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں

سوال ۹۵۹ (۱) اگر لڑکی نے اجازت نکاح لفظوں میں نہ دی ہو اور صرف سکوت کیا تو یہ اجازت شمار ہوگی یا نہیں۔؟

دوسرا نکاح صحیح نہیں

۹۶۰ (۲) اب لڑکی اپنی ماں یا کسی اور رشتہ دار کے کہنے سننے سے اگر دوسری جگہ نکاح کر لے تو یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں۔

باپ کے نکاح کر دینے پر لڑکی اپنی رضامندی ظاہر کر دے تو کیا حکم ہے

۹۶۱ (۳) لڑکی کے باپ کو عمر کے لڑکے سے نکاح کرتے ہوئے دیکھکر خاموش رہنا اور بعد میں لڑکی کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا

---

[1] بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال الخ والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۶ ج ۵) ظفير
[2] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضاء ولي الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۲۹۷ ج ۲) ظفير

ہوگیا موجب نکاح ہے یا نہیں۔

لڑکی غائب رہی تو کوئی حرج نہیں ۹۶۲

(۴) دو دن لڑکی کے غائب رہنے اور اپنی ماں کے ساتھ کسی رشتہ دار کے یہاں رہنے سے نکاح میں کچھ خلل ہے یا نہیں۔

نکاح ہونے کے بعد فسخ نہیں کیا جا سکتا ۹۶۳

(۵) باوجود صحت نکاح زید اپنی بیوی کے کہنے سننے یا لڑکی اپنی ماں کے کہنے سننے سے نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں۔؟

رخصتی کا شوہر کو حق ہے ۹۶۴

(۶) زید کے اپنی بیوی یا کسی اور کے کہنے سننے سے نکاح سے ناراضمند ہونے سے اور لڑکی کے زوج کے ساتھ نہ رخصت کرنے پر شرعی مطالبہ شوہر کو ہے یا نہیں۔

الجواب۔ (۱) سکوت لڑکی کا اس موقع پر کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے کذا فی الدر المختار[1] (۲) دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔[2]

(۳) لڑکی کا یہ کہنا بھی اجازت نکاح کی ہے اور زید نے تو خود ناکح کو امر نکاح خوانی کا کیا ہے اس کی اجازت ظاہر ہے (۴) کچھ خلل نہیں آتا (۵) فسخ نہیں کر سکتے (۶) جب کہ معلوم ہوا کہ نکاح صحیح ہوگیا تو شوہر کو رخصت کرانیکا شرعاً حق ہے۔ فقط

نابالغ کا نکاح باپ کی اجازت سے ہوا مگر قبول صرف نابالغ نے کیا تو کیا حکم ہے

سوال ۹۶۵ زید اپنے بیٹے عمر کی بارات کی تیاری کر کے مع عمر خالد کے مکان پر گیا۔ تمام لوگوں کو مجلس نکاح میں جمع کیا اور ملا کو یہ کہا کہ میرے بیٹے عمر کا نکاح خالد کی لڑکی سے کر دو۔ ملا نے باجازت زید نکاح عمر کا کر دیا اور زید وقت ایجاب وقبول کے موجود تھا مگر قبول عمر نابالغ غیر عاقل نے کیا بموجودگی اپنے باپ زید کے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ نکاح شرعاً صحیح ہے کیونکہ باپ کی رضا و اجازت دلالۃً معلوم ہے فی الدر المختار ویثبت الاذن دلالۃ[3] وفیہ ایضاً وما تردد من العقود بین نفع وضرر

---

[1] فان استاذنها هو ای الولی الخ فسکتت الخ فهو اذن رایضاً ص۴۱۱ ج۲، [2] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المحرمات ص۳۸۲ ج۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ص۱۲۵ ج۵) ۱۲ ظفیر۔

کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ فان اذن لهما الولی فهما فی شراء وبیع کعبد ماذون فی کل احکامه وفیه ولا یتزوج الا باذنه[1] الخ من کتاب الماذون۔ فقط

پوتی کا دادانے نکاح کردیا باپ نے خاموشی اختیار کی اور راضی رہا تو نکاح ہوگیا

سوال ۹۶۶ زید کی لڑکی بوقت نکاح ۱۱ سالہ تھی۔ زید کی عدم موجودگی میں زید کے باپ نے نکاح کردیا تھا اور زید کو اطلاع دی کہ فلاں تاریخ نکاح ہے تم آکر شریک ہو۔ زید نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سفر خرچ نہیں ہے اور وہ شریک نہ ہوسکا۔ بعد چند روز کے زید آیا مگر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا کہ میری عدم موجودگی میں کیوں نکاح کردیا۔ پھر پردیس چلا گیا۔ اس کے بعد پانچ چھ مرتبہ آیا مگر کسی سے اشارۃً کنایۃً یہ نہیں کہا کہ میری مرضی سے نکاح نہیں ہوا۔ اس عرصہ میں زید کے باپ نے چار مرتبہ لڑکی کو رخصت بھی کیا۔ اب کسی وجہ سے زید کہتا ہے کہ نکاح ہماری مرضی سے نہیں ہوا۔ نکاح فسخ کرانا چاہتا ہے لہذا یہ نکاح جائز رہا یا ناجائز۔؟

الجواب - یہ نکاح جو دادا نے کیا صحیح ہوگیا اب فسخ نہیں ہوسکتا کہ باپ کی رضا دلالۃً پائی گئی ہے شامی میں فللولی الاعتراض مالم یرض صریحاً اودلالۃً[2] اس سے معلوم ہوا کہ دلالۃً رضا بھی مثل صریحی رضا کے ہے اور درمختار میں ہے وللولی الابعد التزویج بغیبة الاقرب الخ مسافة القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابه[3] الخ پس صورت موجودہ میں غالباً دونوں وجہ جواز نکاح کی قائم ہیں لہذا زید اب اس نکاح کو فسخ نہیں کراسکتا۔ فقط

ماں نے بالغہ کا نکاح کردیا اور وہ شوہر کے پاس رہی پھر نکاح ہوا یا نہیں

سوال ۹۶۷ مساۃ ہندہ جس کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی ہے اس کا والد فوت ہوچکا ہے حقیقی تایا اور والدہ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ص۱۳۰ و ص۱۵۱ ج۵ ۱۲ ظفیر
[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الاولی ص۴۱۳ و ص۴۱۴ ج۲ ظفیر
[3] رد المحتار باب الاولی ص۴۳۳ ج۲ ۱۲ ظفیر

موجود ہیں بغیر اس کی رضامندی اور اس کے تایا سے بغیر دریافت کئے محض اس کی ماں کی اجازت سے زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا تین ماہ سے اس کے نکاح میں ہے دو ماہ تک شوہر کے یہاں رہی لیکن اب شوہر کے گھر رہنے پر رضامند نہیں آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب علیحدگی کی کیا صورت ہے ہندہ مہر کی مستحق ہے یا نہ ؟

الجواب۔ خلوت اور وطی اگر برضا واقع ہو تو وہ بھی اجازت ہے کطلب مھرھا ونفقتھا وتمکینھا من الوطی الخ[1] در مختار پس اگر ایسا ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور مہر اگر موجل ہے تو اس کی وصولی کا وقت طلاق یا موت ہے فی الحال نہیں لے سکتی۔ فقط

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کو مار پیٹ کر اجازت لی اور نکاح کر دیا یہ درست ہے کیا

سوال ۹۶۸ ایک عورت بیوہ کو اس کے والد نے کہا کہ فلاں شخص سے تمہارا نکاح کرتے ہیں اس نے انکار کیا مگر اس کے باپ اور بھائی دونوں نے اس بیوہ کو زدوکوب کر کے اجازت نکاح لے لی اور نکاح کر دیا اس صورت میں اس بیوہ کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ صورت مسئولہ مذکورہ بالا میں نکاح ہو گیا کما فی الشامی اذ حقیقۃ الرضاء غیر مشروطۃ فی النکاح لصحتہ مع الاکراہ والھزل الخ[2] شامی جلد ثانی فی الدر المختار وقد نظم فی النھر ما یصح مع الاکراہ فقال طلاق وایلاء ظھار ورجعۃ نکاح مع استیلاد عفو عن العمد الخ[3] فقط

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی سے نکاح کے بعد پوچھا یہ نکاح منظور ہے یا نہیں وہ خاموش رہی کیا حکم ہے

سوال ۹۶۹ زید نے اپنی دختر بالغہ کا عقد خالد سے کر دیا نکاح سے ۲ منٹ کے بعد عمر نے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب النکاح ص ۴۲۳ ج ۲ قبیل مطلب الخصاف کبیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراہ ص ۵۹۰ ج ۲ ظفیر

جو لڑکی کا بھائی ہے یہ کہا کہ زینب دختر مذکور انکار کرتی ہے زید نے پھر زینب سے دریافت کیا کہ تو نکاح سے راضی ہے یا نہیں اس پر اس نے سکوت کیا۔ اس صورت میں یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا کما فی الدر المختار فان استاذنها هو ای الولی او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده الخ فهو اذن[۵۱] فقط

سوال ۹۷۰ لڑکی نے جب بلوغ کا اقرار کیا تو اسکی اجازت سے شادی درست ہوگی

ایک نر قسمے پندرہ برس سے کم عمر کی کسی یتیمہ لڑکی کا ماں اور نانی سے مشورہ لے کر بوقت شب اقرار بلوغ حیض کرا کے دکالۃ نکاح پڑھا دیا صبح کو لڑکی کا چچا نکاح کی خبر سنکر لڑکی کو چھین کر لے گیا اور اپنے بیٹے سے نکاح کر دیا اس صورت میں انکار کرنا لڑکی کا بعد اقرار کے معتبر ہوگا یا نہیں اور کون سا نکاح صحیح ہے۔

الجواب۔ در مختار میں ہے کہ مراہقہ کا اقرار بالبلوغ معتبر ہے اور انکار بعد الاقرار معتبر نہیں فلا یقبل جحودہ البلوغ بعد اقرارہ مع احتمال حاله درمختار وادنی مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنین هو المختار کما فی احکام الصغار درمختار[۵۲] لہذا نکاح اول صحیح ہو گیا دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے۔ فقط

سوال ۹۷۱ بڑا بھائی اگر بہن کا نکاح نہ کرے اور چھوٹا بالغ بھائی کر دے تو درست ہے

عمر خاں فوت ہوئے چار بیٹے اور چار بیٹیاں اور دو بیبیاں چھوڑیں ایک بیوی حاملہ چھوڑی جس کی عمر خاں کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ اب پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور بعد کی بیوی سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں پچھلی بیوی کے بڑے

---

۵۱ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۲۹۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

۵۲ الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۹۸ ج ۵ کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام)

بیٹے مجید خاں نے بعد پندرہ سال کے جو لڑکی عمر کے بعد پیدا ہوئی تھی اپنے قبضہ میں لے کر اس کی جانب سے مقدمہ پہلی بیوی اور پہلی بیوی کے جو وارث تھی مقدمہ لڑا کر تقریباً پچاس ہزار کی جائداد حاصل کی۔ اب لڑکی کی عمر ۲۵ یا ۳۰ سال ہے باوجود تقاضا کرنیکے مجید خاں برادر لڑکی اپنی نفع کی غرض سے شادی لڑکی کی نہیں کرتا ایسی صورت میں لڑکی کا دوسرا حقیقی بھائی جو مجید خاں سے چھوٹا ہے وہ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں مجید خاں لڑکی سے بات بھی نہیں کرنے دیتا جو اس کا منشار معلوم ہو۔ ایسی حالتمیں کیا کیا جاوے

الجواب - مجید خاں کا دوسرا بھائی اگر جوان اور بالغ ہے تو وہ لڑکی کو اطلاع کر کے اس کا نکاح کر سکتا ہے مگر چوں کہ لڑکی بالغہ ہے اس لئے اس سے دریافت کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے اور ساکت رہنا اس کا کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے اگر نکاح ہونے کے بعد جس وقت خبر اس لڑکی کو پہنچے اور وہ انکار نہ کرے یعنی اپنی رضامندی ظاہر کر دیوے اور سکوت کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جاویگا[له]

عورت کی اجازت سے گونگے سے نکاح درست ہے

سوال ۹۷۱ ایک گونگے مرد سے ایک عورت کا نکاح کرنے لگے عورت اول تو رضامند نہ ہوئی بہت دیر جھگڑنے کے بعد عورت بولی کہ اچھا کر دو" نکاح پڑھا دیا۔ اب وہ نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب - جب کہ عورت بالغہ نے کہدیا کہ اچھا نکاح کر دو گونگے سے اور نکاح کر دیا گیا یعنی ایجاب و قبول روبرو دو گواہوں کے ہو گیا وہ نکاح صحیح ہو گیا اور گونگے کا قبول کرنا اشارہ سے ہو سکتا ہے۔ فقط

بالغہ لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کر دیا لڑکی ناخوش ہے کیا حکم ہے

سوال ۹۷۲ سید محمد صاحب نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح بغیر اجازت اس کے اور اس کی والدہ کے ایک شخص سے

له لا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ فان استاذنها هو او وكيله الخ فسكتت الخ فهو اذن الخ در المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۴۲۳ ج ۲ ظفیر

کردیا۔ لڑکی سخت ناخوش ہوئی اور ناخوش ہے لڑکی یہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس سے نکاح ہوتا۔ لڑکی کا نام یوسف زماں عرف جیا ہے نکاح اس کے باپ نے صرف جیا کے نام سے کیا ہے۔ یہ نکاح جائز ہوا یا کیا۔؟

الجواب ۔ لڑکی کے باپ کو اپنی زوجہ یعنی لڑکی کی والدہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جبکہ لڑکی بالغہ ہو تو لڑکی کو اطلاع کرنا اور اجازت لینا ضروری ہے اطلاع ہونے پر اگر لڑکی نے سکوت کیا اور نکاح کو رد نہ کیا تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اگر دل میں لڑکی ناراض رہی لیکن اطلاع ہونے پر خاموش ہو گئی تو نکاح منعقد ہو گیا اور اب اگر انکار کرے تو نکاح باطل نہ ہوگا باپ نے اگر صرف جیا نام لیا تب بھی نکاح ہو گیا۔[1]

بیوہ بالغہ کے نکاح میں والد کی حاضری ضروری نہیں

سوال ۹۷۴ بیوہ ہندہ کے والدین موجود ہیں کیا ان کی غیر حاضری میں نکاح جائز ہے کیا بلا مرضی بیوہ کے اسکا نکاح جائز ہو سکتا ہے

الجواب ۔ والدین کی حاضری بیوہ بالغہ کی نکاح کے لئے ضروری نہیں ہے لیکن بلا رضاء بالغہ کے اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔[2] فقط

زبردستی کا نکاح جس کو عورت نے قبول نہیں کیا درست نہیں

سوال ۹۷۵ ایک عورت بالغہ کو چند اشخاص نے زبردستی جبراً گھر سے نکالکر ایک شخص کے ساتھ نکاح کر دیا بحضور شاہدان آیا یہ نکاح صحیح ہے یا ناجائز اور اس عورت کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ بغیر فسخ کے ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب ۔ اگر اس بالغہ نے اجازت نکاح کی نہیں دی اور نہ بعد نکاح کے راضی ہوئی اور نہ اجازت دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا قال فی الدر المختار فان استاذنہا

---

[1] فان استاذنہا ہو ای الولی وہو السنۃ او وکیلہ او رسولہ او زوجہا ولیہا واخبرہا رسولہ او فضولی فسکتت عن ردہ مختارۃ الخ فہو اذن الخ ولو استاذنہا فی معین فردت ثم زوجہا منہ فسکتت صح فی الاصح بخلاف ما لو بلغہا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۴۳۳ باب الولی) ظفیر

[2] ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاہا وان لم یعقد علیہا ولی۔

کا لثیب البالغۃ الخ[۱] اور اگر مطلب اکراہ غیر الاقرب کا جنبی الخ ولا عبرۃ بسکوتہا بل لابد من القول
کا یہ ہے کہ جبراً اکراہاً عورت سے ایجاب یا قبول کے الفاظ روبرو شاہدین کے کہلائے تو اس سے
نکاح منعقد ہو جاویگا لانہ یصح النکاح مع الاکراہ ای الایجاب او القبول مکرھاً لحدیث ثلث
جدھن جد وہزلھن جد الحدیث[۲]۔ فقط

بیوہ بالغہ خود مختار ہے دیور حقدار نہیں

سوال ۹۷۶ زید کی لڑکی بیوہ ہو گئی تو اس کے شوہر کا چھوٹا بھائی اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکی انکار کرتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کا حقدار اس کا دیور ہے صحیح ہے یا نہیں اور لڑکی کا نکاح جبراً اس سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اب یہ لڑکی خود مختار ہے بعد عدت گذرنے کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے کسی کو رد کرنے کا حق نہیں اس کے خاوند کے چھوٹے بھائی کا حق اس پر نہیں۔ لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے اور نہ جبراً وہ نکاح میں لا سکتا ہے فتاویٰ قاضیخاں میں ہے ولا یزوج البکر البالغۃ ابوھا علیٰ کرہ منہا خلافاً للشافعی وفی الثیب لا یزوج بالاجماع[۳]

بالغہ نکاح کر سکتی ہے جبراً نکاح حرام اور باطل ہے

سوال ۹۷۷ زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا جو عاقلہ بالغہ حرہ۔ عالمہ ہے اور ضروری شرائط مثل مہر وغیرہ ولی جائز والدین سے طے کئے مگر ایجاب وقبول کے وقت صرف دو گواہ موجود تھے عند الحنفیہ نکاح ہوا یا نہیں اگر ہوا اور والدین نے اپنی ناراضی ظاہر کر کے جبراً ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا حالاں کہ ہندہ نے نہ خلع کرایا نہ زید نے طلاق دی۔ بکر سے نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ حرہ۔ عاقلہ بالغہ اپنے نکاح کی خود مختار ہے اگر وہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو نکاح صحیح ہے اور کوئی ولی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ پس اس

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۳ ج ۲ ظفیر [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۹۶ ج ۲ ظفیر [۳] قاضی خاں علی ہامش الفتاویٰ الہندیۃ فصل فی الاولیاء ص ۳۳۲ ج ۱۔

صورت میں جو نکاح باپ نے جبراً بکر سے کیا وہ باطل و حرام ہے البتہ اگر وہ بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضامندی ولی کے کرے تو بقول مفتیٰ بہ وہ نکاح فاسد ہے قال فی الدر المختار وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر الخ لا مکلفة فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضی ولی الخ وله الاعتراض فی غیر الکفو الخ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان الخ وفی الشامی قوله وهو المختار للفتویٰ وقال شمس الائمة وهذا اقرب الی الاحتیاط کذا فی تصحیح العلامة قاسم الخ[1] ص۲۹۷ ج۲ فقط

سوال ۹۷۸ | بالغہ نے کفو سے جو نکاح خود کیا درست ہے باپ نے جو زبردستی کیا وہ جائز نہیں | ایک جوان لڑکی بالغہ نے اپنا نکاح اپنی قوم کے لڑکے سے خود دو گواہوں کے سامنے کرا لیا کچھ عرصہ کے بعد اس کے والد کو خبر ہوئی اس نے بلا طلاق شوہر اول کے دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ لڑکی کے باپ اور معلم نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب ۔ اگر عورت اور خاوند کے علاوہ دو گواہ مسلمان اور موجود تھے اور ان کے سامنے نکاح ہوا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا دوسرا نکاح جو باپ نے کیا بدون طلاق دینے شوہر اول کے صحیح نہیں ہوا۔[1] اور باپ اور معلم جن نے باوجود علم نکاح اول کے دوسرا نکاح پڑھا گنہگار ہوئے توبہ کریں اور نکاح اس معلم وغیرہ کا نہیں ٹوٹا۔ فقط

سوال ۹۷۹ | بالغہ نے جب وارثوں کے نکاح کو رد کر دیا تو صحیح نہیں ہوا | ایک لڑکی بالغہ کا نکاح بلا رضا لڑکی کے اس کی والدہ اور دیگر وارثوں نے کر دیا جس وقت لڑکی کو خبر ملی تو وہ بہت روتی پیٹتی اپنے گھر پر آئی اور کہا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے یہ نکاح ہوا یا نہیں۔؟

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الولی ص۴۱۴ و ص۴۱۲ ج۲ ظفیر ۔ [1] ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح الخ لانها حرة فلا یکون للغیر ولایة الاجبار (ہدایہ باب الاولیاء ص۲۹۳ ج۱) ظفیر

اجازت کی گواہی اگر لوگ دیں تو

سوال ۹۸ ؎ قاضی نکاح خواں اور دس بیس آدمی گواہی دیتے ہیں کہ لڑکی نے اور اس کے وارثوں نے اجازت دی تب نکاح پڑھا ہے ۔ لڑکی کہتی ہے کہ ہم نے اجازت نہیں دی یہ کام زبردستی ہوا ہے قاضی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور نکاح اس کا رہا یا نہ اور شرکاء نکاح کے لئے کیا حکم ہے ۔ ؟

الجواب ؎ وہ نکاح باطل ہو گیا۔[۱]

؎ اگر لڑکی کی اجازت دینے کے دو گواہ ثقہ و معتبر موجود ہیں تو اجازت لڑکی کی ثابت ہوگی اور انکار اس کا معتبر نہیں ہے نکاح ہو گیا ۔ فقط

بالغہ کے ولی ماموں اور خالہ نہیں ہیں

سوال ۹۸۱ ایک لڑکی جس کی عمر پندرہ سال ہے اور اس کی چھوٹی ہمشیرہ کی عمر سات سال ہے ان کے والدین فوت ہو چکے ہیں والدین کے قریب تر رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے ماموں و خالہ لڑکیوں مذکورہ کو اپنی ہمراہ لے آئے بڑی لڑکی کی منگنی ایک شخص سے کر دی ۔ بعد میں ایک شخص مبلغ تین سو روپے دینے والا ملا ماموں و خالہ نے پہلے منسوب شدہ شخص کو انکار کر دیا اور زیادہ رقم دینے والا شخص سے نکاح کرنا چاہا ۔ چنانچہ یہ خبر لڑکی بالغہ کو پہنچی اس نے ماموں و خالہ سے علیحدہ ہو کر پہلے شخص سے عقد شرعی کر لیا ۔ کیا لڑکی ایسا کر سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کے ولی ماموں و خالہ ہیں یا بڑی ہمشیرہ ولی ہے ۔ ؟

الجواب ۔ جب کہ وہ بڑی لڑکی بالغہ ہے تو اس نے اپنی رضامندی سے جو نکاح اپنا کفو میں کیا ہے وہ صحیح ہو گیا ۔ ماموں و خالہ کو کچھ اختیار اور ولایت اس پر نہیں ہے اور چھوٹی لڑکی کی ولی اس کی بڑی بہن ہے ماموں و خالہ اس کے بھی ولی نہیں ہیں ۔ فقط

؎ لا یجوز نکاح احد علی بالغۃ صحیحۃ العقل من اب او سلطان بغیر اذنہا بکرا کانت او ثیبا فان فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتہا فان اجازتہ جاز وان ردتہ بطل (عالمگیری باب مصطفائی رابع فی الاولیاء ص ۲۴۱) ظفیر ؎ نفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی (عالمگیری مصطفائی باب الاولیاء ج ۲ ص ۳۱۲) ظفیر ؎ الولی فی النکاح لا

(بقیہ ص ۹۵ پر)

دس برس کی لڑکی جب کہے کہ حیض آتا ہے تو مانا جائیگا اس کا نکاح اسکی مرضی سے ہوگا

سوال ۹۸۲ دس برس کی لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے کرادیا جب اس کو خبر ملی تو انکار ظاہر کیا کہ میں بالغ ہوں مجھکو حیض آتا ہے۔ کیا ایسے انکار سے نکاح فسخ ہوجاویگا یا نہیں اور اس کے بلوغ کو ثابت کرنے کیلئے اس کا قول معتبر ہے یا اور شہادت کی ضرورت ہے۔

الجواب۔ درمختار میں ہے وادنی مدتہ لہ اثنتی عشرۃ سنۃ ولھا تسع سنین الخ فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکن بھما الظاہر الخ[۱]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول لڑکی مراہقہ کا دربارہ بلوغ معتبر ہے اگر قرائن سے اس کا کذب ظاہر نہ ہو اور جب اس نے نکاح سے انکار کردیا تو نکاح صحیح نہیں۔ ظفیر)

باپ بھی بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کرسکتا

سوال ۹۸۳ ہندہ بالغہ اور مادر ہندہ یہ چاہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح غیر جگہ ہو اور پدر ہندہ راضی نہیں ہوتا اگر ہندہ بوجہ نزاع کے دوسری بستی میں چلی جاوے تو ایسی حالت میں ہندہ کی عدم موجودگی میں باپ اس کا نکاح کرسکتا ہے اور جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ بالغہ کا نکاح خود اسی کی اجازت سے ہوسکتا ہے جب کہ وہ کفو میں نکاح کرے اور اس کا باپ بلا اس کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کرسکتا[۲]۔ فقط

بالغ لڑکا لڑکی جو ہم کفو ہیں بغیر مرضی والدین نکاح کرسکتے ہیں

سوال ۹۸۴ ایک لڑکے ۲۴ سالہ کا رشتہ ایک لڑکی ۱۷ سالہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد بغیر مرضی لڑکے کی شادی

(بقیہ ص۱۴) العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام الخ ثم للاخت لاب الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۲ و ص۴۲۳ ج۲) ظفیر [۱] ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاھا وان لم یعقد علیھا ولی بکرا کانت او ثیبا (ہدایہ باب الاولیاء ص۲۹۴) ظفیر

[۲] اذ حقیقۃ الرضا غیر مشروطۃ فی الانکاح لصحتہ مع الاکراہ والھزل الی قولہ فالنکاح جائز (شامی ج۲ ص۴۲۶)

دوسری جگہ کردی چند وجوہات سے بوقت نکاح لڑکا انکار نہ کر سکا لیکن پہلی لڑکی سے اس کو محبت رہی اور لڑکے کے فعل ناجائز ہوا دمشق میں کمی نہیں یہ دونوں عثمانی ہیں اگر دونوں کا خون کر دیا جائے تو بیجا حرکت تو نہیں ہے اگر شادی کی جاوے تو کس کس کی رضا ہونی چاہیئے۔ فقط

الجواب۔ مارڈالنا ان کو جائز نہیں ہے اور نکاح دوسرا اس لڑکے کا لڑکی مذکورہ سے صحیح ہو سکتا ہے، نکاح کر دیا جاوے اور جبکہ لڑکی سترہ برس کی ہے تو وہ بالغہ ہے اس کی رضامندی سے اس کا نکاح شوہر مذکور سے ہو سکتا ہے اور چونکہ دونوں لڑکا و لڑکی ہم قوم و ہم کفو ہیں تو اگر لڑکی کے والدین وغیرہ کی اجازت نہ ہو تب بھی نکاح ہو سکتا ہے[1] اور اگر والدین راضی ہوں تو بہت اچھا ہو۔ فقط

زبردستی بالغہ سے اقرار کرالیا جائے تو نکاح ہوجائیگا

سوال ۹۸۵ اگر لڑکی بالغہ ہے اور اس کی مرضی نہیں ہے۔ اگر کسی طرح اقرار کرالیا جاوے تو نکاح ہو جاویگا یا نہیں۔؟

الجواب۔ نکاح ہو جاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح نہیں ہے اور شوہر کے گھر نہ جانے سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا[2] قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والرجعۃ الحدیث[3] اوکما قال۔

باپ کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا نکاح اگر دادا کر دے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۸۶ ایک شخص نے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے یعنی لڑکی کے باپ کی عدم موجودگی میں کر دیا ہے۔ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ صغیرہ کا باپ جبکہ موجود نہ ہو اتنی دور ہو کہ اس کے انتظار میں کفو خاطب کے فوت ہونیکا خوف ہو یعنی وہ انتظار نہ کر سکتا ہو تو دادا ولی صغیرہ کا ہے اسکا

---

[1] ینعقد نکاح الحرۃ العاقلۃ البالغۃ برضاھا وان لم یعقد علیھا ولی بکراً کانت او ثیباً الخ (ہدایہ باب الاولیاء ص ۳۱۳ ج ۲ ظفیر) [2] اذ حقیقۃ الرضا غیر مشروطۃ فی النکاح لصحتہ مع الاکراہ والھزل ولھذا لو اکرھت علی ان تزوجہ بالف ومھر مثلھا عشرۃ آلاف زوجھا اولیاؤھا مکرھین فالنکاح جائز (رد المحتار ص ۳۲۷ ج ۲ کتاب النکاح ظفیر)۔ [3] مشکوٰۃ ص ۲۸۴

کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔[۱] فقط

ولی ابعد نے نکاح کردیا ولی اقرب نے انکار کردیا پھر کچھ دنوں بعد اجازت دیدی کیا حکم ہے؟

سوال ۹۸۷ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں اور حقیقی دادا کے بھائی نے لڑکی کے چچا حقیقی کی پوشیدگی میں جو شہر ہی میں تھا اور اس نکاح سے لاعلم تھا کردیا بعد کو جب لڑکی کے چچا کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو اس نے نامنظوری کا اظہار کیا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد راضی ہوگیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ۔؟

الجواب۔ اس صورت میں جب کہ باپ دادا حقیقی موجود نہ تھا تو چچا ولی نابالغہ کا ہے والدہ اور دادا کا بھائی ولی نہیں ہے پس جبکہ چچا نے نکاح کی خبر سن کر انکار کردیا وہ نکاح فسخ ہوگیا۔ بعد میں راضی ہونے سے پھر وہ فسخ شدہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔[۲] فقط

ولی اقرب بہت دور ہو اور کفو رشتہ کے فوت کا اندیشہ ہو تو ولی ابعد نکاح کرسکتا ہے

سوال ۹۸۸ مساۃ رمضانو نابالغہ کا باپ مولابخش پردیس تھا اس کی والدہ نے اس کا نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ رمضانو بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ولی اقرب رمضانو کا اس صورت میں اس کا باپ مولابخش ہے اور بصورت موجود نہ ہونے ولی اقرب عصبات کی والدہ بھی ولی نکاح نابالغہ کی ہوسکتی ہے پس اگر مولابخش بہت دور تھا اور اس سے اجازت منگانے میں کفو حاضر کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا تو والدہ کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے اور اس حالت میں کہ نکاح نابالغہ کا باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی کرے۔ لڑکی کو بعد بلوغ کے فسخ نکاح کا اختیار رہتا ہے

---

[۱] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب مسافۃ القصر، فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ (رد المحتار) فلو کان الغائب ابا عادلھا جد وعم فالولایۃ للجد (رد المحتار باب الولی ص ۳۴۴ ج ۲)

[۲] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (رد المحتار علی ہامش در مختار باب الولی ص ۳۰۳ ج ۲) بخلاف ما لو بلغھا فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانہ بالرد ایضا ص ۴۰۲ ج ۲ (ظفیر)

لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرعی شرط ہے جو کہ اس زمانہ میں مفقود ہے لہذا حکم کیا جاویگا کہ والدہ کا کیا ہوا نکاح جو کہ بغیبوبۃ معتبرہ والد ہوا صحیح ہے اور بلا قضاء قاضی کے وہ فسخ نہیں ہو سکتا[۱]۔ فقط

باپ مفقود الخبر ہو تو چچا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں اور چچا کے اس نکاح کو باپ توڑ سکتا ہے یا نہیں

سوال ۹۸۹ اگر پدر نابالغہ مفقود الخبر باشد و برادران پدر موجود ولایت نکاح نابالغہ بآں برادران پدر ہست یا نہ؟ و نکاحیکہ اوشان بہ غیبوبۃ پدر کنند اگر پدرش واپس آید آں نکاح را فسخ کردن می تواند یا نہ۔؟

الجواب - ہرگاہ پدر مفقود باشد برادران را ولایت نکاح نابالغہ ہست و نکاحیکہ اوشان کردند پدر بعد واپس آمدن اور ا فسخ نمی تواند کرد[۲]۔

نابالغہ کا نکاح باپ لالچ کیوجہ سے غیر کفو میں کردے تو جائز ہے یا نہیں

سوال ۹۹۰ اگر باپ اپنی نابالغہ کا نکاح کسی غیر کفو سے بغیر رضامندی برادری و رشتہ داران طمع نفس کی وجہ سے کردے تو وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔؟

الجواب - ولی نابالغہ لڑکی کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور اگر باپ غیر کفو میں بھی اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کردیوے تو صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ باپ معروف بہ سوء الاختیار نہ ہو یعنی بدخواہی سے لڑکی کا نقصان نہ کرے۔ ہکذا فی الدر المختار[۳]۔

---

[۱] لہ اخیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ الخ بشرط القضاء للفسخ (رد المحتار) حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۳۲۱ ج ۲) ظفیر

[۲] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الخ ولا یبطل تزویجہ السابق بعود الاقرب لحصولہ بولایۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۰ ج ۲ و ص ۳۲۴ ج ۲) ظفیر

[۳] ولزم النکاح ولو بغبن فاحش او زوجہا بغیر کفو ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منہما سوء الاختیار مجانۃ و فسقا

(بقیہ ص ۹۹ پر)

نابالغہ کا باپ دباؤ میں آکر نکاح کر دے تو یہ درست ہوگا یانہ

سوال ۹۹۱/ ایک شخص اپنے لڑکے کی رشتہ کی گفتگو ایک شخص سے کررہا تھا اس کی زوجہ اور عزیز واقارب ناراض تھے ایک دن جنگل میں چار آدمی اکٹھے ہوئے اور لڑکے کو ساتھ لائے اور بیٹی والے کو بلاکر دباؤ دیکر نکاح کرالیا نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ اس صورت میں جب کہ نابالغہ لڑکی کے باپ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح کردیا تو وہ نکاح ہوگیا۔ اگرچہ باپ نے دوسرے لوگوں کے دباؤ سے نکاح کیا ہو پس اب وہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا۔[1] فقط

نابالغ لڑکی کا نکاح جو ولیوں کے ذریعہ ہوا درست ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں

سوال ۹۹۲۔ نابالغ لڑکا جس کی عمر چھ سال کی ہے اور نابالغہ لڑکی کی عمر پانچ سال کی ہے انکا نکاح پڑھادیا گیا لیکن لڑکا ولڑکی کلمہ نہیں پڑھ سکتے اور لفظ "قبول" اچھی طرح نہیں کہہ سکتے ہیں اس صورت میں بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جبکہ وہ دونوں بچے مسلمانوں کی اولاد ہیں تو بوقت نکاح ان کو کلمہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا ایجاب وقبول معتبر ہے بلکہ ان کے اولیاء کے ایجاب وقبول سے نکاح منعقد ہوجائیگا اور بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت نہ ہوگی[2] اور اگر اس وقت دونوں کے ولیوں نے ایجاب وقبول نہیں کیا صرف بچوں سے کہلادیا تو اب تجدید نکاح ضروری ہے۔ فقط (جب خود ولیوں نے کہلوایا تو یہ دلیل ہے کہ انھوں نے

(بقیہ ص ۹۸) وان عرف لا (در مختار) وفی شرح المجمع حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار لسفهه او لطمعه لا یجوز عقده اجماعاً (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر

[1] فان زوجهما الاب او الجد یعنی الصغیر والصغیرة فلا خیار لهما بعد بلوغهما لانهما کاملا الرأی وافرا الشفقة (ہدایہ کتاب النکاح باب فی الاولیاء ص ۲۹۴ ج ۲) ظفیر

[2] للولی انکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲) ظفیر

اپنی رضا کے بعد ایسا کیا یا ان کے حکم سے کیا یا اجازت سے اور ولی کا اس قدر کہنا ایجاب و قبول میں کافی ہے۔ اس لئے ہمارے ملک میں رواج یہ ہے کہ بچی کے دادا قاضی سے کہتے ہیں میری لڑکی کا ان کے اس لڑکے سے نکاح کردیجئے۔ لڑکے کا باپ بچے سے کہتا ہے بیٹا کہہ میں نے قبول کیا اور وہ خود مجمع کے سامنے کہتا ہے۔ واللہ اعلم ظفیر)

نابالغہ کا نکاح بلا مرضی ولی درست نہیں ہاں بالغہ اپنی مرضی سے کرسکتی ہے

سوال ۹۹۳ ایک لڑکی کی عمر تیرہ یا چودہ سال ہے اس کا باپ دادا تایا حیات ہیں دادا و تایا نے مشورہ کرکے لڑکی کا نکاح خفیہ کردیا اور پہلے لڑکی کے باپ نے دوسری جگہ نسبت کردی تھی۔ آیا بلا اجازت باپ کے یہ نکاح صحیح ہوسکتا ہے۔؟

الجواب ۔ اگر لڑکی بالغہ ہے مثلاً اس کو حیض آگیا ہے تو خود لڑکی کی اجازت و رضا سے اس کا دادا یا تایا وغیرہ نکاح اس کا کرسکتے ہیں اور نکاح صحیح ہے اور اگر لڑکی نابالغہ ہے جیسا کہ اس کی عمر سے ظاہر ہے تو بدون اس کے باپ کی اجازت کے دادا اور تایا نکاح بموجودگی باپ کے نہیں کرسکتے اور وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ جائز رکھے تو صحیح ہوگا اور اگر انکار کرے تو باطل ہوگا[1]۔ اور لڑکی کے بالغہ ہونے کی علامت اول تو حیض وغیرہ علامات کا ظاہر ہونا ہے اگر کوئی ایسی علامت موجود نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر میں بالغہ شمار ہوتی ہے۔ فقط

تایا زاد بھائی ولی ہے اس کے رہتے ہوئے نانی ولی نہیں

سوال ۹۹۴ ..... کیا نابالغان کی نانی جو نہ صرف نانی بلکہ وصی اور قائم مقام وصی نابالغان کے پدر متوفی کی ہے۔ یعنی وصیت کرمرا تھا کہ نانی نابالغان کی پرورش کرے گی اور کہا تھا کہ ان کی ولی بعد مرنے میرے کے تم ولی ہو۔ اس صورت میں ایسی نانی جو بمنزلہ قائم مقام کے ہے اس کے مقابلہ میں نابالغان کے

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (در مختار) فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۳)
ظفیر

تایازاد بھائی کو نابالغان کے ولی ہونے میں ترجیح ہو سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اس صورت میں تایازاد برادر ولی نابالغان کا ہے۔ نانی ولی نہیں اگرچہ وہ وصی ہو۔[1]

لڑکی کا باپ ایک شخص سے نکاح پسند نہیں کرتا باپ کی ماں اصرار کرتی ہے کیا حکم ہے

سوال ۹۹۵ زید کی ماں زید کی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کرنا چاہتی ہے جس کو زید قرین مصلحت نہیں سمجھتا اگر زید اپنی ماں کے کہنے پر عمل نہ کرے تو گنہگار ہو گا یا نہیں۔؟

الجواب - اس صورت میں ولی نکاح دختر کا زید ہے شریعت میں زید کو ولایت نکاح دختر خود حاصل ہے۔ پس اگر زید اپنی دختر کا نکاح خالد سے کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتا اور دختر کے حق میں یہ امر اس کو بہتر معلوم نہیں ہوتا تو مصلحت دختر کو مقدم سمجھیں اور نکاح نہ کریں اور اپنی والدہ کی رائے کے خلاف کرنے میں اس پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہ ہو گا اور زید اس وجہ سے اپنی والدہ کا نافرمان نہ ہو گا۔ فقط

منگنی کے بعد لڑکی بالغ ہوئی اور وہ شادی سے انکار کرتی ہے کیا حکم ہے

سوال ۹۹۶ ایک شخص نے اپنی دختر کی منگنی اور وعدہ دوسرے شخص سے کیا تھا اب لڑکی جوان ہو کر اس وعدہ اور منگنی کو نامنظور کرتی ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب - لڑکی کے جوان اور بالغ ہونے پر بدون رضامندی لڑکی کے اس کا نکاح جائز نہ ہو گا۔ پس جبکہ لڑکی اس شخص سے نکاح ہونے پر راضی نہیں ہے جس سے اسکے باپ نے وعدہ کیا تھا اور منگنی کی تھی تو باپ کو چاہیئے کہ وہاں نکاح نہ کرے اور اگر وہ بلا رضامندی لڑکی کے ایسا کریگا تو وہ نکاح نہ ہو گا۔[2] فقط

---

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ ثم یقدم الاب ثم الجد ثم الاخ الشقیق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنہ (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۳ و ص ۴۲۴ ج ۲) ظفیر

[2] ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۶۰ ج ۲) ظفیر

باپ نابالغہ کا نکاح جہاں بھی کردے صحیح ہے

سوال ۹۹۷ زید نے اپنی عورت کو طلاق دیدی اس سے ایک چھوٹی لڑکی بھی زید کو چونکہ اپنی بیوی اور لڑکی سے ایک گونہ عداوت ہے اس نے فوراً لڑکی کی شادی لڑکی کی غیبت میں خفیہ طور پر کردی ایسی صورت میں زید اپنی لڑکی کا نکاح بغیر رضا والدہ کے کرسکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہے جبکہ زید کی نیت بد ہو اور طمع نفسانی سے روپیہ وغیرہ بھی لیلیا ہو تو زید لڑکی کا ولی رہ سکتا ہے اور اس کا کیا ہوا نکاح جائز ہے۔ کیا زید لڑکی کا نکاح ایسی جگہ کرسکتا ہے جہاں لڑکی کا دینی و دنیاوی نقصان متصور ہو اور وہ نکاح باقی رہ سکتا ہے۔؟

الجواب - جب کہ وہ لڑکی نابالغہ ہے تو ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں اس کے باپ کو ہے باپ بدون رضامندی والدہ وغیرہ کے نابالغہ کا نکاح کرسکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا اور نیت کا حال چوں کہ معلوم نہیں ہو سکتا اس لئے اس پر مدار ولایت و عدم ولایت کا نہیں ہو سکتا شریعت میں باپ لڑکی کا خیر خواہ ہی سمجھا جاتا ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی نابالغہ دختر کا نکاح غیر کفو میں بھی کردے اور مہر مثل سے مہر میں کمی کردے تو پھر بھی نکاح صحیح ہے[۱]۔ فقط

ماں یا بھائی غیر کفو میں نکاح کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں

سوال ۹۹۸ ایک لڑکی کا نکاح اسکی والدہ اور بھائیوں نے غیر کفو میں کردیا اگر باپ دادا کے سوا کوئی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اس صورت میں نکاح ہوا یا نہ۔؟

الجواب - درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش اصلاً[۲] اس عبارت سے واضح ہوا کہ بھائیوں اور والدہ نے جو نکاح اس لڑکی کا غیر کفو میں کیا وہ صحیح

---

[۱] وللولی انکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مهرها وزیادة مهره او زوجها بغیر کفوء ان کان الولی اباً او جداً لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانة وفسقاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر [۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲۔ ظفیر

نہیں ہوا۔ فقط

ولی چچازاد بھائی اگر اپنے ساتھ نکاح کرے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۹۹ ایک نابالغ لڑکی جس کے والدین اور کوئی وارث اس کے چچا کے پسر کے سوا نہیں جس نے اس کو پرورش کیا ہے لڑکی کی نابالغی کی حالت میں اس چچا کے بیٹے نے اپنی ولایت سے اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب - جبکہ ولی اقرب اس نابالغہ کا وہی چچا کا بیٹا ہے تو اپنے سے نکاح کر لینا اس کا صحیح ہے کذا فی کتب الفقہ[1] (ولابن العم ان یزوج بنت عمہ الصغیرۃ من نفسہ فیکون اصیلا من جانب ولیا من آخر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النکاح ص ۳۹۴ ج ۲) ظفیر

نابالغ نکاح کا ولی نہیں ہو سکتا اس کا کیا ہوا نکاح درست نہیں

سوال ۱۰۰۰ ایک یتیم نابالغ لڑکی کے دو چچا حقیقی سفر میں تھے اس کی تیسرے چچا مرحوم کے لڑکے نابالغ نے اپنی چچازاد بہن کا نکاح غیر خاندان میں کر دیا نکاح سے پہلے جب ان کو خبر ہوئی تھی تو بذریعہ خط کے انکار کر چکے تھے اور اب بھی اس نکاح کو منظور نہیں کرتے آیا نابالغ بموجودگی چچا کے ولی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - نابالغ کسی حال میں ولی نہیں ہو سکتا۔ لہذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا[2] ولی اس نابالغہ کا اس صورت میں اس کا ہر ایک چچا ہے بموجودگی چچا کے چچا کا بیٹا ولی نہیں ہے

بھائی ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر چچا ولی نہیں ہو سکتا

سوال ۱۰۰۱ زید نے اپنے حقیقی چچا کو اپنی دو ہمشیرگان کے نکاح کی اجازت دی چچا نے ان کے نکاح کے بعد دوسری دو ہمشیرگان زید

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیہا لانہ یحجبہ حجب نقصان (رد المحتار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الخ ثم العم الشقیق ثم ابنہ الخ کل ہولاء لہم اجبار الصغیرین (رد المحتار باب الولی ص ۳۲۲ ج ۲) ظفیر

[2] بشرط حریۃ وتکلیف (الدر المختار) واحترز بالحریۃ عن العبد الخ وبالتکلیف عن الصغیر الخ علل الزیلعی عدم الولایۃ لمن ذکر بانہم لا ولایۃ لہم علی انفسہم فاولی ان لا یکون لہم ولایۃ علی غیرہم لان الولایۃ علی الغیر فرع الولایۃ علی النفس (رد المحتار باب الولی ص ۳۲۲ ج ۲) ظفیر

کا نکاح بلا اجازت زید کے اپنے لڑکوں سے کرلیا تو ان دونوں کا نکاح درست ہوا کہ نہیں۔؟

الجواب- نکاح ہر دو ہمشیرہ اخیرہ زید کا زید کی اجازت و رضا پر موقوف ہے اگر زید ان کے نکاح کو جائز رکھے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر انکار کردیگا تو وہ باطل ہو جاویگا[1]۔ فقط

عصبات نہ ہوں تو ولایت نکاح ماں کو ہے

سوال ۱۰۰۲ ایک شخص نے اپنی ربیبہ نابالغہ کا نکاح بولایت خود کسی سے کردیا۔ ماں اس لڑکی کی اس نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے اس کا دعویٰ شرعاً قابل قبول ہے یا نہیں۔؟

الجواب- عصبات کے بعد ولایت نکاح نابالغہ کا ماں کو ہے[2]۔ پس اگر شوہر والدہ نے بلا اجازت والدہ کے نابالغہ کا کردیا تو وہ نکاح والدہ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے انکار کردیا تو نکاح مذکور فسخ ہوگیا[3]۔ فقط

چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

سوال ۱۰۰۳ چچیرا دادا یا اس کی اولاد ولی ہوسکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب- جبکہ ان سے اقرب عصبہ نہ ہو تو وہ ولی ہوسکتے ہیں[4]۔

پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا باپ ولی ہے پھوپھا پھوپی نہیں ہیں

سوال ۱۰۰۴ ایک شخص کی عورت انتقال کر گئی ۲½ برس کی لڑکی چھوڑی اس لڑکی کی اس شخص کی بہن

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (رد المحتار) فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد ما لم یرض صریحاً او دلالة (رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲ ج ۲) ظفیر

[2] فان لم یکن عصبة فالولایة للام (در مختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۹ ج ۲) ظفیر

[3] نکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجیئ فی البیوع توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل (رد المحتار) الفضولی من یتصرف لغیره بغیر ولایة ولا وکالة او لنفسه ولیس اهلاً (رد المحتار باب نکاح الرقیق ص ۳۴۹ ج ۲) ظفیر

[4] الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب (در مختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۹ ج ۲) ظفیر

لے گئی اور اس کی پرورش کی جب لڑکی کی عمر ۱۱½ برس کی ہوگئی تب بلا اجازت لڑکی کے باپ کے لڑکی کی پھوپی اور پھوپا نے اس کا نکاح کر دیا باپ اور بھائی کی وہاں مرضی نکاح کرنے کی نہیں ہے۔؟

الجواب ۔ پھوپی اور پھوپا کو اختیار اس نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے۔ پس جو نکاح انھوں نے کیا وہ باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دیگا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر باپ انکار کر دیگا تو نکاح باطل ہو جادیگا اور باپ کی موجودگی میں بھائی کو بھی اختیار نکاح کا نہیں ہے[1]۔ فقط

ماموں کو عصبات و ذوی الفروض کے بعد ولایت حاصل ہوتی ہے

سوال ۱۰۰۵ ایک نابالغ لڑکے و لڑکی کا نکاح لڑکی کے ماموں کی ولایت سے ہوا اور ایجاب و قبول کرایا جائز ہوا یا نہ ؟

الجواب ۔ نابالغوں کا نکاح اگر ان کا ولی شرعی جس کو ولایت نکاح حاصل ہے کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور اگر نابالغوں کی زبان سے ہی ولی ایجاب و قبول کرا دے اور ولی اس نکاح کو جائز رکھے تو وہ نکاح بھی صحیح ہے لیکن واضح ہو کہ ماموں حقیقی کی ولایت عصبات اور ذوی الفروض کی ولایت سے موخر ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے[2]۔

باپ کے مرنے کے بعد نکاح کے باب میں اس کی وصیت کا اعتبار نہیں

سوال ۱۰۰۶ ایک شخص نے وصیت کی کہ میری لڑکی کا ناطہ میری برادری میں نہ کیا جاوے باہر غیر قوم میں کر دیا جاوے ۔ اب اس لڑکی کا وارث اس کا چچا ہے ۔ اسکو اس لڑکی کا ناطہ کہاں کرنا چاہیئے۔

الجواب ۔ اس وصیت کا اعتبار نہیں ہے اولیاء کو اختیار ہے کہ ہم قوم میں جہاں

---

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه الخ فیزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۴ و ص ۳۱۳ ج ۲) ظفیر

[2] الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام (ایضاً ص ۳۱۲ ج ۲) ظفیر

سمجھیں نکاح کر دیں متوفی کی وصیت کا بالکل خیال نہ کیا جاوے کیوں کہ یہ وصیت غیر معتبر ہے[1]۔

باپ نہیں تو دادا ولی ہے پھر اور عصبہ عصبہ کے بعد ماں

سوال ۱۰۰۷ رحیم اللہ نے اپنی بھاوج بیوہ سے نکاح کیا اور اس عورت کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی نابالغہ ہے لڑکی کی والدہ نے اجازت نکاح کی دی۔ لڑکی کے دادا نے ولی بننے سے انکار کیا۔ اس صورت میں والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ اس صورت میں اگر لڑکی نابالغہ ہے تو ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اگر دادا کفو میں نکاح کرنے سے انکار کرے اور مانع ہو اور کوئی دوسرا عصبہ بھی موجود نہ ہو تو ماں کو اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی ہے[2]۔ اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے اگر دادا مانع نکاح سے نہیں ہے تو بدون دادا کے اجازت کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا اور اگر لڑکی بالغہ ہے تو خود لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح صحیح ہے۔

نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں

سوال ۱۰۰۸ (۱) نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں۔؟

ہبہ کا حکم صرف نبی کیلئے ہے یا کسی اور کے لئے بھی

(۲) اگر کوئی عورت اپنا نفس نبی کے لئے ہبہ کرے، بے مہر بے نکاح تو آپ عورت پر تصرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ حکم صرف نبی کے لئے ہے یا امت کیلئے بھی۔؟

الجواب۔ (۱) نابالغہ کیلئے ولی شرط ہے اور بالغہ کے لئے ولی ہونا سنت اور مستحب ہے[3] اور لانکاح الا بولی اس صورت میں محمول ہے کمال نکاح پر۔

---

[1] ولیس للوصی من حیث ھو وصی ان یزوج الیتیم مطلقا وان اوصی الیہ الاب بذالک علی المذھب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۶ ج ۲) ظفیر

[2] ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۸ ج ۲) ظفیر

[3] وھی فانوعان ولایۃ ندب علی المکلفۃ ای البالغۃ العاقلۃ ولو بکرا وولایۃ اجبار علی الصغیرۃ ولو ثیبا وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ومجنون ورقیق لامکلفۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۴ ج ۲)

(۲) یہ حکم خاص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

چچازاد بھائی کے رہتے ہوئے باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہو سکتا

سوال ۱۰۰۹ نابالغان کے حقیقی تایا کے پسر عمر ۲۳ سال کے مقابلہ میں نابالغان کے ولی ہونے میں ان کا چچا بعید یعنی ان کے باپ کا چچازاد بھائی ترجیح دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - نابالغان کا ولی اس صورت میں تایا کا پسر ہے۔ باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہے۔[۱] فقط

وکیل نے لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کر دیا کیا حکم ہے

سوال ۱۰۱۰ اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت ہندہ کے نکاح اس کا پڑھا یا بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے یا نہیں۔؟ اور یہ سکوت اجازت ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت دئے ہندہ کے نکاح اس کا پڑھ دیا۔ بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے اور سکوت اس کا اجازت ہے۔ فان زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة او ضحکت غیر مستهزئة او تبسمت او بکت بلا صوت الی قوله فهو اذن (درمختار علی ہامش شامی)[۲]

چچا، ماموں، ماں، موجود ہیں، چچا شرکت عقد سے انکار کرتا ہے کیا کیا جائے

سوال ۱۰۱۱ ایک لڑکی بارہ تیرہ سال کی ہے اس کا باپ انتقال کر گیا۔ لڑکی کا ماموں اور چچا و ماں موجود ہے۔ لیکن چچا اس کے عقد میں شریک ہونے سے انکار کرتا ہے اس حالت میں کس کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے؟

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲ ظفیر

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب - اگر چچا کفو میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور کوئی دوسرا ولی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نابالغہ کی حاصل ہے در مختار میں ہے وتثبت للابعد التزوج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزوج اجماعاً ۱ الخ (درمختار)

سوال ۱۰۱۲ (نابالغہ کے نکاح کا اختیار باپ کو ہے یا نہیں) پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست یا نہ؟ ونکاح حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بعمر چند سال شدہ

الجواب - پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست ونکاح حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعمر ہفت سال شدہ است کذا فی حدیث رواہ مسلم (عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجہا وہی بنت سبع سنین وزفت الیہ وہی بنت تسع سنین الحدیث مسلم جلد اول ص۴۵۶)

سوال ۱۰۱۳ (ولی عصبہ چچیرے چچا کی رضا کے خلاف ماں نے نابالغہ کا نکاح کیا درست ہے یا نہیں) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ نے بموجودگی اس کے چچیرے چچا اور نابالغ بھائی کے اور بدون رضامندی ان دونوں کے کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور دوسرا نکاح لڑکی کا درست ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا ولی رشتہ کا چچا ہے بھائی بسبب نابالغ ہونے کے ولی نہیں ہے پس بدون رضامندی چچیرے چچا کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہوا۔ اگر اس نے ماں کے نکاح کئے ہوئے کو باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے ۲۔

سوال ۱۰۱۴ (بلا اجازت جو نکاح ہوا وہ موقوف ہے) زید کا سوتیلا لڑکا اپنے نکاح کے موقعہ پر راضی نہیں ہے۔ باہر کسی شہر میں نوکری پر ہے زید چالیس پچاس آدمیوں کا جرگہ لیکر

---

۱ الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر

۲ وفیہ ج للابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الخ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲) ظفیر

بکر کے گھر جاتا ہے تاکہ اپنے سوتیلے بیٹے کا عقد بکر کی لڑکی سے کرے حسب معمول نکاح پڑھا گیا اور زید نے اپنے سوتیلے بیٹے کی طرف سے جو حاضر نہیں تھا قبول کیا لیکن جب لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کی نوبت آئی تو بکر نے یہ کہدیا کہ لڑکی نابالغہ ہے اس پر لڑکی سے اجازت حاصل نہیں کی گئی حالاں کہ لڑکی اس وقت عاقلہ بالغہ تھی۔ ایسی صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ لڑکے کو جس وقت یہ اطلاع اور خبر پہونچے گی کہ میرے سوتیلے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکی سے کردیا ہے تو اگر اس وقت وہ نکاح مذکور کو جائز رکھے بشرطیکہ وہ لڑکا بالغ ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جاویگا۔ کما ہو حکم نکاح الفضولی۔ اسی طرح لڑکی کو اگرچہ وہ بالغہ ہے اور (قبل نکاح اس سے اجازت نہ لی گئی) جس وقت خبر نکاح کی پہونچیگی کہ میرے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکے سے کردیا ہے اور وہ سکوت کرلیگی تو نکاح صحیح ہو جاویگا الغرض نکاح مذکور موقوف ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی اجازت پر، مگر لڑکی کا سکوت بھی اس صورت میں اجازت شمار ہوتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے اوزوجها وليها واخبرها رسوله او فضولي عدل فسکتت عن رده مختارة الخ فهو اذن الخ[۱] فقط

رضامندی سے جو نکاح ہوا درست ہے بعد کا انکار معتبر نہیں

سوال ۱۰۱۵ تین گواہوں نے جوان بیوہ عورت کی رضامندی حاصل کر کے نکاح خواں سے کہا کہ وہ عورت یہ اقرار کرتی ہے کہ بعوض دو سو روپیہ مہر کے میرا نکاح کر دو۔ اس پر نکاح خواں نے نکاح کردیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ دو گھنٹہ بعد آپس کی رضامندی سے عورت انکار کرتی ہے۔؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط

(بعد کا انکار قابل اعتبار نہیں جبکہ گواہ موجود ہیں۔ ظفیر)

کتنی عمر میں عورت خود مختار ہوتی ہے

سوال ۱۰۱۶ (۱) عورت کس عمر کو پہونچکر اپنے نفس کا اختیار رکھتی ہے (۲) عورت کے بالغہ ہونے کی کوئی عمر مقرر ہے یا ایک بار حیض آنا بلوغ کیلئے...

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۲۱۱ ج ۲ و ص ۲۶۱ ج ۲۔ ظفیر

الجواب۔ (۱) پندرہ برس کی عمر جس وقت پوری ہوجاوے اس وقت عورت بالغہ شرعاً شمار ہوتی ہے اور اگر اس سے پہلے حیض آجاوے تو اسی وقت بالغہ ہوجاوے گی[1]۔

(۲) غرض یہ ہے کہ اگر حیض وغیرہ کوئی علامت بلوغ پائی جاوے تو اسی وقت بالغہ ہوجاوے گی اور اگر حیض وغیرہ نہ آوے تو پندرہ برس پورے ہونے پر بالغہ شمار ہوتی ہے۔ کذا فی الدرالمختار[2]۔

بالغ کی شادی اس کی خواہش کے مطابق ہونی چاہیے والدین کی خلاف مرضی کرنے میں کوئی گناہ نہیں

سوال ۱۰۱۷ والدین لڑکے بالغ کی شادی کرنا چاہتے ہیں مگر جہاں والدین شادی کرتے ہیں لڑکا اس کے خلاف دوسری جگہ خواہش مند ہے والدین کو وہاں کرنا چاہیے یا نہیں اگر لڑکا والدین کے خلاف شادی کریگا تو گنہ گار ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ جہاں لڑکا خواہشمند ہے والدین کو وہاں ہی نکاح کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ خلاف کرنے میں زوجین میں موافقت نہ ہو۔ اور لڑکے کو حتی الوسع والدین کی اطاعت کرنی چاہیئے لیکن اپنی خواہش اور رضا کی موافق خلاف والدین کی مرضی کے اگر نکاح کریگا تو گنہ گار نہیں ہے[3] بعد نکاح کے والدین کو جس طرح ہو راضی کرلیوے۔

بالغہ خود مختار ہے یوں ضابطہ کا دلی باپ ہے نانا۔ ماموں نہیں

سوال ۱۰۱۸ ایک لڑکی کو اس کے باپ نے لڑکی کے نانا و ماموں کو دیدیا تھا کہ تم اس کو پرورش کرو اور تم ہی اسکی شادی بیاہ کرنا۔ اب وہ لڑکی جوان ہوگئی ہے اب نکاح میں جھگڑا پیش آرہا ہے۔ نانا ماموں تو

---

[1] بلوغ الغلام بالاحتلام الخ والجاریۃ بالاحتلام والحیض الخ فان لم یوجد فیھما شئ فحتی یتم لکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی (الدرالمختار ص ۱۹۹ ج ۵ کتاب الحجر) ظفیر

[2] ایضاً ۱۲ ظفیر

[3] فانکحوا ما طاب لکم من النساء (النساء)

چاہتے ہیں کہ اور جگہ کریں اور باپ چاہتا ہے کہ کہیں اور کرے اب یہ فرمائیے کہ ولی کون ہے اور کون نکاح کر سکتا ہے۔؟

الجواب۔ ولی اس لڑکی کا اس کا باپ ہے مگر چونکہ لڑکی بالغہ ہے تو بلا اجازت اس کے اس کا باپ بھی نکاح نہیں کر سکتا لیکن باپ چونکہ ولی شرعی ہے[1] اس وجہ سے اس کی اجازت لینے پر لڑکی کا چپ رہنا رضا اور اجازت سمجھی جاوے گی بخلاف نانا اور ماموں کے کہ اگر یہ اجازت لڑکی سے نکاح کی لیویں تو جب تک لڑکی صراحتاً زبان سے اجازت نہ دے نکاح نہ ہوگا[2]۔ فقط

ولی ابعد نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے رد کر دیا تو نکاح نہیں ہوا۔

سوال ۱۰۱۹ ایک عورت حنفیہ جس کی عمر بیس سال کی ہے اس کا نکاح اول بحالت نابالغی عمر تقریباً آٹھ سال میں بولایت پھوپی و دیگر رشتہ داران باجبر و اکراہ ہوا تھا چونکہ اس کے والدین بھی اس نکاح سے ناراض اور علیحدہ تھے اس وقت تک وہ عورت خاوند اول کے گھر آباد نہیں ہوئی تھی اور نہ اس سے خلوت کی بدستور اول نکاح سے ناراض ہے مگر اب اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور وہ اب نکاح ثانی کی خواہش مند ہے تو کیا شرعاً وہ نکاح اول کو فسخ سمجھ کر اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ باپ دادا کی موجودگی میں دور کے رشتہ داروں پھوپی وغیرہ کو

---

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثیٰ علیٰ ترتیب الارث والحجب فیقدم الابن و ابن الابن کالابن ثم یقدم الاب ثم ابوه الخ (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲) ظفیر

[2] فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی الخ فان استأذنها هو ای الولی وهو السنة او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارة الخ ونحو ذلک الخ فان استأذنها غیر الاقرب کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتها بل لابد من القول کالثیب البالغة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۰ ج ۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علیٰ ترتیب الارث والحجب

ظفیر

اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگر پھوپی وغیرہ نے نکاح کر دیا تو باپ دادا وغیرہ ولی اقرب کی رضا و اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی اقرب راضی ہو تو نکاح قائم رہے گا ورنہ باطل ہو جاویگا[1]۔ پس اگر باپ وغیرہ نے اپنی حیات میں اس نکاح کو فسخ کر دیا تھا تو اس لڑکی کو دوسرا نکاح کرنا بغیر طلاق شوہر درست ہے اور اگر فسخ نہ کیا تھا اور بعد بلوغ لڑکی اس نکاح سے راضی نہ ہوئی تب بھی وہ نکاح فسخ ہو گیا۔ دوسرا نکاح لڑکی کو کرنا درست ہے۔ فقط

بالغہ نے ابن فلاں سے اجازت دی بعد میں معلوم ہوا وہ فلاں کا لڑکا نہیں ہے کیا حکم ہے

سوال ۱۰۲۰ زید نے اپنی لڑکی ہندہ سے اجازت لیکر عمر کے لڑکے بکر سے نکاح کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ بکر عمر کا لڑکا نہیں ہے کسی غیر ذات کا ہے جو عمر کی منکوحہ لے کر آئی تھی اب ہندہ بکر کے گھر جانے سے انکاری ہے کہتی ہے کہ مجھے دھوکہ دیا گیا۔ میں نے عمر کے حقیقی لڑکے سے نکاح کی اجازت دی ہے اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اگر ہندہ سے یہ کہہ کر اجازت لی تھی کہ میں تیرا نکاح بکر بن عمر سے کرتا ہوں اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا اور در حقیقت بکر بیٹا عمر کا نہیں ہے تو بکر سے جو نکاح باپ نے کیا وہ ہندہ کی اجازت پر موقوف رہا۔ اگر بعد اطلاع کے ہندہ نے سکوت کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو گیا[2]۔ فقط

ولی پر ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کی بات مانے

سوال ۱۰۲۱ زید کی برادری نے زید کے نام اقرار نامہ لکھ دیا ہے کہ یہ برادری کے سر پنچ اور قاضی ہیں۔ بغیر ان کی رضامندی کے دوسرا نکاح نہیں پڑھا جا سکتا۔ مگر بکر لڑکی کا ولی ہو کر زید کو نکاح نہیں پڑھانے دیتا بکر کی اس حرکت سے برادری میں تفرقہ اور فساد ہوتا ہے۔ شرعاً اس صورت میں کیا حکم ہے۔

[1] وان زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج ۲) ظفیر

[2] وتعتبر فی الاستئمار تسمیة الزوج علی وجہ تقع بہ المعرفة لتظہر رغبتہا فیہ من رغبتہا عنہ (ہدایہ باب فی الاولیاء، ج ۲ ص ۳۱۵)

الجواب :- بکر جس لڑکی کا ولی ہے وہ اس کا نکاح خود کر سکتا ہے ۔ کسی نکاح خواں کو اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ لیکن تفرقہ ڈالنا بھی برادری میں اچھا نہیں ہے ، بکر کو ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے تفرقہ برادری میں لازم آوے

فقط

(مگر زید کو بھی لازم ہے کہ ولی کی بات مانے ، اس کے اختیار میں خواہ مخواہ دخل نہ دے ۔ ظفیر)

صورت مسئولہ میں بھائی کی نامنظوری سے نابالغہ کا نکاح باطل ہوجائے گا

سوال (۱۰۲۲) زید نے ایک بیوی سلیمہ ایک لڑکی عقیلہ نابالغہ ایک لڑکا نعیم بالغ چھوڑا ۔ سلیمہ نے عقیلہ کا نکاح بلا مشورہ نعیم کے اس کی عدم موجودگی میں اغواء[۴] کر دیا ۔ اور حال یہ ہے کہ وہ مفاد و مضار سے واقف نہ تھی اب نعیم کہتا ہے کہ فسخ نکاح میں میں مختار ہوں اور اب سلیمہ بھی مضرات سے نعیم سے متفق ہے کیا نعیم فسخ نکاح کا مختار ہے ۔ ؟

الجواب :- ولی عقیلہ نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں نعیم ہے[۱] ۔ اور اگر نعیم موجود نہ ہو کہیں دور ہو اور کوئی عصبہ دوسرا بھی موجود نہ ہو تو ولی نکاح کی ماں ہے[۲] ۔ پس اگر نعیم نے باوجود موجود ہونے اپنے ماں کے کئے ہوئے نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ نکاح جو کہ نعیم کی رضا پر موقوف تھا باطل و فسخ ہو گیا اور اگر نعیم دور تھا اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کیا تو وہ صحیح ہو گیا ۔ اب نعیم اس کو فسخ نہیں کر سکتا ۔ کذا فی کتب الفقہ فقط

---

[۱] الولی فی النکاح [illegible] العصبة بنفسه [illegible] على ترتيب الارث والحجب فيقدم ابن المجنونة على ابيها [illegible] (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولی [illegible])

[۲] فان لم يكن عصبة فالولاية للام [illegible] (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولی [illegible]) ظفیر

[۳] وللولی الابعد التزويج بغيبة الاقرب [illegible] فلو زوج الابعد حال قيام الاقرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۳۲) [۴] اغواء یعنی دھوکہ دے کر ۔

دو برابر کے ولیوں میں جس نے پہلے نکاح کردیا وہ جائز ہے دوسرا باطل

سوال (۱۰۲۲) مسماۃ نعمت جس کی عمر ۱۳ سال ، ۷ ماہ کی تھی اس کے برادر چچازاد کلاں نے اس کا نکاح اپنی ولایت سے اپنے بھتیجے برادر زادہ سے کردیا اسی رات کو اس کے برادر چچازاد خورد نے مسماۃ کا نکاح ایک دوسرے شخص میتا سے کردیا۔ کون سا نکاح صحیح ہوا اور کون سا باطل ہوا۔ اب عمر مسماۃ کی ۱۶ سال اور چند ماہ کی ہے وہ اس نکاح سے بیزار ہے تو مسماۃ کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق فان لم یدر او وقعا معاً بطلا الخ[1] پس معلوم ہوا کہ جبکہ ہر دو برادر چچازاد کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی کا نہ تھا اور یہ دونوں برادران چچازاد ولی بدرجہ مساوی ہیں تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہوا اور پچھلا باطل ہوا۔ لہذا برادر چچازاد کلاں نے جو نکاح کچھ پہلے کیا وہ صحیح ہوا اور برادر چچازاد خورد نے جو نکاح کچھ پیچھے کیا وہ ناجائز و باطل ہوا۔ اب باقی رہا خیار فسخ بلوغ سو اس میں قضاء قاضی شرط ہے۔ بدون قضاء قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ نابالغہ بفور بلوغ عدم رضا اپنی ظاہر کردے۔[2] فقط

سولہ سالہ لڑکی خود اپنا نکاح کرسکتی ہے

سوال (۱۰۲۳) حرمت خاں عرصہ دس سال کا ہوا انتقال کر گیا۔ ایک بیوی اور ایک لڑکی چھ سالہ چھوڑی، ان دونوں کی پرورش لڑکی موجودہ کے ماموں نے کی۔ ۳ ماہ ہوئے لڑکی موجودہ کی ماں کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میری لڑکی کا نکاح صدیق پسر مولا بخش کے ساتھ کردیا جائے۔ اب لڑکی کی عمر سولہ سال کی ہے۔ ماموں کہتا ہے کہ لڑکی کا نکاح جس جگہ میرا دل چاہیگا کردوں گا۔ اور لڑکی کا تایازاد

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیه ولو الام او القاضی وان کان من کفو وبمهر المثل صح ولکن لهما ای صغیر وصغیرة وملحق بهما خیار الفسخ [illegible] بالبلوغ [illegible] بشرط القضاء للفسخ [illegible] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۴۹ ج ۲ ظفیر

بھائی کہتا ہے کہ میں لڑکی کی والدہ کی وصیت کے مطابق کردوں گا جبکہ لڑکی کی عمر سولہ سال ہے تو ولی نکاح کون ہے۔؟

الجواب۔ ولی شرعی اس صورت میں لڑکی کا تایا زاد بھائی ہے لیکن جبکہ لڑکی سولہ برس کی ہے تو شرعاً وہ بالغہ ہے اس کی اجازت اور اذن سے اس کا ماموں بھی کفو میں نکاح کرسکتا ہے اور وہ وصیت والدہ کی دربارہ نکاح معتبر نہیں ہے لڑکی کو اختیار ہے جہاں وہ راضی ہو کفو میں اپنا نکاح کرالے۔

عورت کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس کا ولی اس کا باپ ہے۔

سوال (۱۰۲۵) ایک شخص نے اپنی عورت مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کی، اور جس نے مول لی اس نے تحریر اسٹامپ پر کرالی۔ بعد دو تین ماہ کے اس نے ایک اور شخص کو مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کردی اور اسٹامپ پر تحریر کرادی،

مگر ہر دو کی تحریر میں لفظ تین طلاق کا موجود ہے۔ اب اس عورت نے دوسرے مشتری کے یہاں سے نکل کر نکاح کرلیا ہے اس لئے کہ دوسرے مشتری سے نکاح نہیں ہوا تھا۔ اس عورت کے پاس دس گیارہ سال کی لڑکی ہے جس وقت پہلے مشتری نے عورت لی تھی لڑکی کی بابت یہ وعدہ کیا تھا کہ میں لڑکی کو خوراک وغیرہ دوں گا ورنہ بعد سال کے میرا دعویٰ نہیں ہے، لڑکی کے باپ کو پانچ سال کی قید ہوگئی۔ لڑکی کا چچا موجود ہے آیا یہ عورت لڑکی مذکورہ کا نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب:- ولی اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور باپ کے بعد چچا ولی ہے۔ والدہ کو بدون اجازت ولی کے اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے۔ اور باپ کے اس کہنے سے اس کی ولایت ساقط نہیں ہوئی۔

اور یہ خرید و فروخت عورت کی حرام اور باطل ہے۔ البتہ باپ کے غائب ہونے کی صورت میں اور اس سے رائے و مشورہ نہ لے سکنے کی صورت میں اس کا بھائی

یعنی نابالغہ کا چچا ولی ہو جاوے گا، کما فی کتب الفقہ وللولی الابعد انکاح الصغیر والصغیرۃ لغیبۃ الاقرب[1] الخ ۔ فقط

سوال (۱۰۲۶) باپ جب صحیح الحواس نہ ہو تو لڑکی کا ولی کون ہے

زید بوقت شادی صحیح الحواس تھا کچھ عرصہ بعد مخبوط الحواس ہوگیا اور دختر خورد سالہ اور زوجہ کو گھر سے نکال دیا طلاق نہیں دی، کیا زید کی رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے عقد میں ضروری ہے؟

الجواب :- اگر زید صحیح الحواس ہو تو اس کی اجازت و رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے نکاح کے جواز کے لئے ضروری ہے، اور اگر زید صحیح الحواس نہیں دیوانہ یا مخبوط الحواس ہے تو اس کی اجازت و رضا کی ضرورت نہیں ہے[2] اور رضا و عدم رضا برابر ہے۔ چچا تایا وغیرہ جو اولیاء باپ دادا کے بعد کے ہیں نکاح نابالغہ کا کر سکتے ہیں۔

سوال (۱۰۲۷) دو برابر کے ولیوں میں سے ایک نے اپنے پوتے سے نکاح کردیا اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے، کون صحیح ہوا؟

دو برابر کے ولی میں سے ایک چچا نے نابالغہ کی شادی اپنے پوتے سے کردی، اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے، اس میں کون نکاح درست ہوا؟

الجواب :- قال فی الدر المختار ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق[3] الخ پس جواب صورت مسئولہ میں یہ ہے کہ ہر دو چچا ولی نکاح صغیرہ کے مساوی درجہ میں ہیں۔ جو سا اُن میں سے پہلے نکاح کر دیوے گا وہی صحیح و نافذ ہو جاتا ہے۔ قانون مقررکردہ نے خلاف کرنے سے بھی نکاح شرعاً ہو جاتا ہے اور پھر حاکم کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتا۔ الحاصل پہلا نکاح قائم رہا اور دوسرا باطل ہے۔

---

[1] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۳۳۲ ج ۲)

[2] و لا ولایۃ لعبد ولا صغیر ولا مجنون لانہ لا ولایۃ لہم علی انفسہم فاولی ان لا یثبت علی غیرھم (ھدایہ باب الاولیاء صفحہ ۲۸۶ ج ۲)

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی صفحہ ۳۳۲ ج ۲　　نیز

ولد الحرام کی ولی ماں ہے

سوال (۱۰۲۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کے بارے میں جو ایک ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہے جب کہ اس کی والدہ کا نکاح کسی سے نہ تھا۔ نابالغہ کی والدہ کی اجازت سے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا چند ماہ بعد نابالغ لڑکے کے والد نے اپنا خرچہ وغیرہ لے کر دوسرے کے سپرد کر دیا ہے اور بحیثیت ولی طلاق نامہ لکھ دیا ہے۔ تو جس کی سپردگی میں لڑکی ہے وہ شخص اپنے یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- ولد الحرام کا نسب والدہ سے ثابت ہوتا ہے باپ اس کا کوئی نہیں ہوتا۔ پس ولایتِ نکاح اس دختر کی جو بے نکاح کے ہوئی اس کی والدہ کو ہے اس کی والدہ نے جو نکاح اس کا کیا وہ صحیح ہو گیا[1]۔ شوہر نابالغ کے ولی کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے، پس وہ طلاق جو ولی کی طرف سے ہوئی صحیح نہیں ہوئی۔ اور نہ نابالغ شوہر کی طلاق واقع ہوتی ہے، کما فی الدر المختار لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ الخ والمجنون الخ والصبی[2]۔ پس جب تک شوہر اول بالغ ہونے کے بعد طلاق نہ دے طلاق واقع نہ ہوگی۔

حکومت کا مقرر کردہ ولی۔ نکاح کا ولی نہیں ہے بلکہ مال کا ہے۔

سوال (۱۰۲۹) ایک یتیمہ نابالغہ کا ولی سگا چچا زاد بھائی تھا اور جائداد نابالغہ پر قابض تھا اور سالہا سال سے اس کی کل آمدنی اپنے مصرف میں لاتا تھا نابالغہ کو ایک پیسہ بھی نہ دیتا تھا، اس کی بد دیانتی کی وجہ سے حاکم وقت نے نابالغہ کے ماموں کو ولی مقرر کیا اور نابالغہ کے چچا زاد بھائی نے مرنے سے سات روز قبل نابالغہ کا عقد اپنے پوتے سے کرایا، یہ عقد درست ہے یا نہیں؟ باوجود حاکم کے دوسرا ولی مقرر کرنے کے ولی سابق

---

[1] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۹ ج ۲)۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۰ و ص ۵۸۵ ج ۲۔ ظفیر

کو اختیار نکاح کا رہتا ہے یا نہ ؟

الجواب :- نابالغہ مذکورہ کا نکاح جو اس کے چچازاد بھائی نے اپنی ولایت سے اپنے پوتہ کے ساتھ کیا وہ صحیح ہے ، اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس کے چچازاد بھائی ہی کو ہے ماموں کو نہیں ہے[1] ، البتہ اس کے مال میں تصرف کا اختیار چچازاد بھائی کو نہیں ہے مال میں تصرف کا اختیار ماموں کو ہے جس کو حاکم نے مقرر کیا ، یا کسی اور امانت دار کے متعلق کیا جاوے ۔ فقط

باپ اور بہن ہو تو ولی باپ ہے مگر باپ کفو میں نہ کرے تو بہن کر سکتی ہے یا نہیں ؟

سوال (۱۰۳۰) زید کی ہمشیرہ ہندہ نے زید کی نابالغہ لڑکی مسماۃ زاہدہ کو پرورش کیا اور اپنا جانشین قرار دیا ہے ، اب ہندہ چاہتی ہے کہ زاہدہ کی شادی برادری میں کر دے لیکن اس معاملہ میں زید کی زوجہ دوسری حسد کی وجہ سے زید کو ورغلاتی ہے چنانچہ زید خلل انداز اور مانع ہے ، اس صورت میں ہندہ زاہدہ کا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :- ولی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے بدون باپ کی اجازت کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہو سکتا ، لیکن فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر ولی اقرب کفو میں نہ کرے تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا ہو جاتا ہے ، بناءً علیہ ہندہ اس کا نکاح کر سکتی ہے[2] ۔

غیر کفو میں ایک ولی نے نکاح کی اجازت دی اور ایک نے مخالفت کی کیا حکم ہے ؟

سوال (۱۰۳۱) زید نے اپنی دختر مسماۃ مریم کا نکاح مسمی بشیر سے کر دیا جو کہ اس کا قریبی

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ / ۲) [2] ویثبت للابعد من اولیاء النسب لو لم یزوج الاقرب زوج القاضی عند فوت الکفوء التزویج لعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج ای من کفوء بمہر المثل (رد المحتار باب الولی ص ۴۳۶ / ۲)

رشتہ دار تھا اور اپنی دوسری بیٹی زینب کا نکاح مسمیٰ خالد سے کردیا جو کہ دوسری قوم سے تھا۔ اب اس کے بعد زینب کے فرزند مسمیٰ بکر نے اپنی خالہ مریم کی دختر کریمہ سے اسکے اولیاء کی بغیر اجازت کے نکاح کرلیا اور کریمہ کا والد پہلے فوت ہوچکا تھا، اس کے بھائیوں میں سے ایک حقیقی برادر اس نکاح سے راضی تھا باقی سب حقیقی بھائی اور سب اہل قرابت کو یہ نکاح نامنظور تھا بوجہ اس بات کے کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا تھا تو بکر کا یہ نکاح جائز ہے یا نہ ؟

الجواب :- اقول و باللہ التوفیق مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کے ولی کی اجازت کے صحیح نہیں، لیکن اگر بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو ولی کو فسخ کرانے کا اختیار ہے اور قول مختار یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح صحیح ہی نہیں ہوتا یعنی جبکہ ولی راضی نہ ہو، لیکن اگر اولیاء میں سے ایک ولی بھی راضی ہوگیا تو وہ نکاح صحیح ہے پھر فسخ نہیں ہوسکتا، درمختار میں ہے :-

فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولي الخ وله الاعتراض في غير الكفوء الخ وفي غير الكفوء بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوى، وبناء على الاول وهو ظاهر الرواية فرضا البعض من الاولياء كالكل الخ[1]

پس روایت اخیرہ درمختار سے واضح ہوگیا کہ صورت مسئول عنہا میں نکاح صحیح ہوگیا کیونکہ بعد تسلیم اس امر کے کہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہو ایک ولی کا راضی ہونا بھی صحت نکاح کے لئے کافی ہے۔ فقط

سوال (۱۰۳۲) اگر لڑکا جس کی عمر ۱۲ و ۱۳ سال کے درمیان ہو اور لڑکی | بارہ تیرہ سال کا لڑکا اور نو دس سال کی لڑکی اپنے آپ کو بالغ بتائے تو مانا جائے یا نہیں ؟

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۔ ظفیر

جس کی عمر ۹ و ۱۰ سال کے درمیان ہو بالغ ہونا اپنا ظاہر کریں اور صاحب شعور ہونا ان کا بخوبی ثابت ہو تو شرعاً ان کا بیان قابل تسلیم ہے یا نہیں یعنی وہ بالغ متصور ہو سکتی ہیں یا نہیں ؟

الجواب :- بارہ تیرہ برس کی عمر میں لڑکا اگر بالغ ہونا اپنا بیان کرے اور بظاہر حال اس کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہو یعنی اتنی عمر میں لڑکوں کو احتلام ہوتا ہو تو قول اس کا معتبر ہے اور وہ بالغ شمار ہوگا۔

اور لڑکی کے لئے نو دس برس کی عمر میں یہ ہی حکم ہے یعنی قول اس کا در بارۂ بلوغ معتبر ہے اور پندرہ برس کی عمر میں تو لامحالہ بلوغ کا حکم شرعاً دے دیا جاوے گا۔

فی الدر المختار :- وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولھا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاھر الخ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لایقبل قولہ الخ [1]

سوال (۱۰۳۳) لڑکی حائضہ ہونے پر بالغ مانی جائے گی یا نہیں ، اگر وہ بالغ مانی جائے گی تو کیا وہ کفو میں شادی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں ؟

> حیض آنے کے بعد لڑکی بالغہ مانی جائے گی اور وہ اپنے نکاح کی مالک ہوگی۔

الجواب :- بالغہ مانی جاوے گی اور کفو میں اس کو نکاح کرنا اپنے اختیار سے درست ہے [2]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵۔ ظفیر
[2] بلوغ الغلام بالاحتلام ... والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل ۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵ ۔ ظفیر

فاحشہ ماں کو حق حضانت نہیں اور اس کے نکاح کا حق چچا کو ہے۔

سوال (۱۰۳۴) ولایت حسین تین بھائی تھے منجملہ ان کے لائق حسین و قدرت حسین فوت ہوگئے۔ مسماۃ رحمانی بیگم بیوہ قدرت حسین حاملہ تھی اس کے ایک لڑکی مصطفائی خانم پیدا ہوئی لہٰذا مسماۃ مذکورہ نے عدالت دیوانی میں ایک دعویٰ اپنے حق کا دائر کیا جس میں وہ کامیاب ہوگئی اور بموجب حکم نامہ ڈگری حاصل کی۔ اب چار پانچ سال سے مسماۃ مذکورہ فاحشہ ہوگئی اور اپنی دختر کو رقص کی تعلیم دلواتی ہے، اکثر متقی لوگ میرے اوپر طعنہ زن ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم دختر مذکورہ کو اپنے قبضہ میں لے کر اس کام سے محفوظ رکھو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- ان لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے، ولایت حسین جو دختر کا ولی ہے اس کو چاہیئے کہ اپنی برادر زادی کو اپنی ولایت و اختیار میں لے کر ایسے افعال قبیحہ سے روکے اور حسب مصلحت اچھے موقع پر اس کا نکاح کردے[1]۔ اس کی ماں کو کچھ ولایت و اختیار دختر مذکورہ پر شرعاً حاصل نہیں ہے، اس کا حق حضانت بھی بسبب اس کے فاحشہ ہونے کے ساقط ہوگیا[2]۔ فقط واللہ اعلم

لڑکی کا باپ لڑکے سے روپیہ لے لے تو ولی رہتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۰۳۵) لڑکی اور لڑکے کا نکاح نابالغی کی حالت میں والدین نے کردیا اور لڑکی کے والد نے

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲ و ص ۴۲۹ ج ۲)

[2] تثبت (الحضانۃ) للام النسبیۃ ولو کتابیۃ او مجوسیۃ او بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ حتی تسلم او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد بہا کزنا وغناء وسرقۃ ونیاحۃ (درمختار) ویشترط فی الحاضنۃ ان تکون حرۃ بالغۃ عاقلۃ امینۃ قادرۃ الخ (رد المختار باب الحضانۃ ص ۸۴۱ ج ۲ و ص ۸۴۲ ج ۲) ظفیر

لڑکے کے باپ سے پچاس سو روپے یا کچھ کم و بیش طمع نفسانی سے لے لئے، ایسی حالت میں یہ دختر کا ولی رہا یا نہیں اور نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بغیر طلاق لڑکی بعد بلوغ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:- نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے والد نے کیا صحیح ہے اور لڑکی کے باپ نے جو روپیہ شوہر کے والد سے لیا یہ رشوت ہے اور حرام ہے واپس کرنا چاہیئے، مگر اس لینے کی وجہ سے ولایت باطل نہیں ہوئی، اب بدون طلاق کے عورت کا نکاح ثانی نہیں ہوسکتا اور نہ اس صورت میں لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہے۔[۱]

حضرت علیؓ سے روپے لیے گئے تھے یا نہیں؟

سوال (۱۰۳۶) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر جہیز وغیرہ کے واسطے روپیہ لیا یا نہیں؟ یہ روایت کیسی ہے؟

الجواب:- حضرت علیؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روپیہ لینا جہیز وغیرہ کے واسطے ثابت نہیں بالکل غلط اور بے اصل ہے کوئی روایت اس قسم کی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو فقہاء کرام رحمہم اللہ اس کو حرام کیسے کہتے۔ فقط

نابالغہ نے بچپن کے نکاح سے انکار کردیا دوسرا نکاح کرلیا، اس نکاح اور نسب کا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۳۷) ہندہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، ہندہ کے ایک چچا نے دوسرے چچا کے لڑکے سے ہندہ کا صغر سنی میں نکاح کردیا، ہندہ بلوغ کے بعد اپنے شوہر کے گھر نہ گئی پھر انکار کردیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، بعد میں اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جس کو یہ سب واقعہ معلوم تھا۔ ہندہ کے اس دوسرے شوہر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اب اس لڑکی کا نسب کس سے ثابت ہوگا اور لڑکی کس کی وارث ہوگی اور اس کا وارث کون ہوگا اور ہندہ کس کے نکاح میں سمجھی جائے گی

[۱] اخذ اھل المرأۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ۲/۴۰۳)

شوہر کون تسلیم کیا جائے گا، دونوں نکاح میں کون صحیح ہوا ؟

الجواب :- ہندہ کا نکاح اول جو بولایت عم ہوا شرعاً صحیح ہے اور ہندہ کا انکار اگر بلوغ سے کچھ عرصہ کے بعد ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو وہ معتبر نہیں اور اس انکار سے نکاح سابق میں کچھ خلل نہیں آیا، جیسا کہ درمختار باب الولی ص ۴۲۰ میں ہے :

وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب والجد (الی ان) قال وان کان من کفوء و بمھر المثل صح ولکن لھما ای للصغیر والصغیرۃ وملحق بھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ لقصور الشفقۃ (الی قولہ) بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان الخ قال الشامی قولہ للفسخ ای ھذا الشرط انما ھو للفسخ ولثبوت الاختیار وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیہ بقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت نسخہ (شامی جلد ۲ ص ۴۲۰ و ۴۲۶)

چونکہ ہندہ مذکورہ نے بلوغ کے فوراً بعد انکار نہیں کیا اور نہ نکاح فسخ کرایا لہٰذا اس کا خیار بکر جو اس کو حاصل تھا باطل ہوگیا، قال فی الدر المختار :

و بطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمۃ اصل النکاح (الی ان قال) ولا یمتد الی اخر المجلس[1] .

اگر ہندہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو بھی اس کا خیار بکر سکوت وقت بلوغ سے ساقط ہوگیا، قال فی الدر المختار :-

وان جھلت بہ الخ لتفرغھا للعلم الخ[2]

پس دوسرا نکاح جو دوسرے شخص نے باوجود نکاح اوّل کا علم ہونے کے کیا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۵ ج ۲ [2] ایضاً ص ۴۲۶ ج ۲ ، ظفیر

شرعاً باطل ہے اور کالعدم ہے، اور اس دوسرے شخص نے نکاح باطل کرکے جو وطی ہندہ سے کی وہ زنا ہے اور اس سے جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نسب اس شخص سے جو کہ زانی ہے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کا نسب ہندہ کے شوہر اوّل سے ثابت ہے کیونکہ نکاح باقی رہنے کی وجہ سے اس کا فراش قائم اور حدیث شریف میں ہے:۔

الولد للفراش وللعاهر الحجر

قال الشامی فی البحر :۔

لو تزوج بامرأة الغير عالماً بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا يحرم على الزوج وطؤها وبه يفتى لانه زنا والمزنى بها لا تحرم على زوجها[1]

وفيه ايضاً من باب العدة : اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً۔[2]

وفی الدرالمختار فی فصل ثبوت النسب :۔

وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر مذ تزوجها لتصوره كرامة او استخداماً. فتح[3]

وفی الشامی فی شرح قول الدرالمختار: الفراش على اربع مراتب وقوی وهو فراش المنكوحة ومعتدة الرجعی فانه فيه لا ينتفی الا باللعان الخ۔[4]

---

[1] ردالمحتار فصل فی المحرمات ص[illegible] و ص[illegible] ج۲　[2] ردالمحتار باب العدة ص[illegible] ج۲　[3] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ص[illegible] ج۲　[4] ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ص[illegible] ج۲ ۔ ظفیر

عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ نکاح منکوحۃ الغیر سے باطل اور کالعدم ہے اور وطی کرنا اس سے زنا ہے اور زنا سے نسب کا ثابت نہ ہونا متفق علیہ ہے کما مرّ فی الحدیث۔

پس معلوم ہوا کہ ہندہ اسی شخص کی بیوی ہے جس سے اس کا پہلا نکاح ہوا اور اسی کی وارث ہوگی اور وہی اس کا وارث ہوگا۔ لڑکی کا نسب بھی اسی شخص سے ثابت ہوگا جس کی ہندہ بیوی ہے، دوسرا نکاح ہندہ کا جس شخص سے ہوا نہ ہندہ اس کی زوجہ ہے نہ اس سے وراثت کا کوئی تعلق بربنائے زوجیت ہوا اور نہ لڑکی کا اس سے نسب ثابت نہ وراثت کا اس سے کوئی تعلق۔ فقط

ماں نابالغہ لڑکی کا نکاح کردے اور باپ اجازت نہ دے تو نکاح نہیں ہوا

سوال (۱۰۳۸) ایک لڑکی نوسالہ کا نکاح اسکی والدہ نے بلا اجازت و رضامندی اس کے باپ کے کر دیا تھا اب وہ لڑکی بالغہ و جوان ہے اس کا شوہر اس کو نان نفقہ نہیں دیتا بلکہ ایک خط میں لکھتا ہے کہ میں نے اس کو دل سے طلاق دے دی ہے اور تحریری طلاق نامہ اس کو کچھ مدت خوار کر کے دوں گا مگر وہ خط گم ہو گیا ہے لیکن ایک اور خط موجود ہے جس میں چند الفاظ طلاق کنایہ کے موجود ہیں مثلاً (۱) وہ میری عورت نہیں (۲) اس کو کہو میرے گھر سے چلی جاوے مر مرضی ہو میں بالکل خرچ نہ دوں گا (۳) چند سال خراب کر کے تحریری طلاق دوں گا وغیرہ وغیرہ۔

کیا عورت مذکورہ کو نکاح مذکورہ کالعدم سمجھ کر نکاح ثانی کی اجازت ہے؟

نقل خط جو زوج نے بھیجا ہے

جناب والا مکرم میاں پیر محمد از جناب عبدالقیوم

خط آپ کا پہنچا حال معلوم ہوا، دل کو خوشی ہوئی۔ اور مجھ کو آپ اپنے دل کی بات ظاہر کریں کیا بات ہے؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے

رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ کوئی نہیں - آپ جس طرح کہیں وہی بات کروں گا لیکن چند سال خراب کرکے ، اگر میری والدہ کو برا سمجھے گی میری سخت دشمن ہے۔

جواب از جائے دیگر

صورتِ مذکورہ بالا میں عورتِ مذکورہ کو شرع محمدی کی رو سے نکاح ثانی کی اجازت ہے کیونکہ ماں ولی ابعد ہے اور باپ ولی اقرب - اور ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد نابالغہ کا نکاح نہیں کرسکتا وللولی نکاح الصغیر والصغیرۃ والولی العصبۃ بترتیب الارث (الی ان قال) وان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام (کنزالدقائق باب الاولیاء[1] صفحہ ۹۸) اور باب الکنایات میں ہے کہ جو شخص طلاق کے ذکر کے وقت اور عورت کے سوال کرنے کے وقت اپنے خاوند سے طلاق کا - اور غضب کی حالت میں اگر مرد اپنی بیوی کو کہے کہ تو چلی جا جدھر تیری مرضی ہو یا تو میری عورت نہیں ہے اور مانند اس کے - تو عورت پر طلاق بائن پڑجاتی ہے جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

پس اگر بالفرض والتقدیر پہلے نکاح کو صحیح بھی مانا جاوے تو اس خط اور دوسرے خط کے الفاظ سے نکاح فسخ ہوگیا اور شریعتِ محمدیہ کی رو سے عورتِ مذکورہ کو نکاح ثانی کی اجازت ہوگی۔

درمختار باب العنین میں ہے کہ لیکن قہستانی میں ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو فرقت کا اختیار ہے اور اسی طرح ہر عیب زوج سے کہ عورت بدون ضرر کے اس کے پاس نہ ٹھہر سکے تو عورت کو اختیار ہے جدائی کا[2] (صفحہ ۲۱۳ جلد ثانی) ؛

---

[1] دیکھئے البحرالرائق باب الاولیاء ص۱۲۳ج۳ [2] ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام برص ورتق وقرن وخالف الائمۃ الثلاثۃ... فی الخمسۃ لو بالزوج والظاهر ان اصلها وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج (ردالمحتار باب العنین ص۸۲۲ ج ۲) ظفیر ؛

الجواب (از حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ) :- اقول و باللہ التوفیق بیشک یہ صحیح ہے کہ ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں ہے اور اگر ولی ابعد ایسا کرے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے :

فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ[1] الخ

اور شامی میں ہے :

فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صراحۃ او دلالۃ تامل الخ

(صفحہ ۳۱۵ جلد ثانی شامی)

اور جواب کا جزو ثانی جو کنایات سے بحالت غصہ و مذاکرۂ طلاق طلاق بائنہ واقع ہونے کے متعلق ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ دوسرے خط کے مطابق جو کہ موجود ہے کہ والدہ سے پوچھو تمہاری کیا رائے ہے ؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ نہیں " اس میں اس کی عورت نہ رہنے کو والدہ کے ساتھ سلوک سے نہ رہنے پر معلق کیا ہے ، ایسی حالت میں اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہو اور شرط پائی جائے تو طلاق رجعی واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں ، اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دلالت حال کافی نہیں ہے نیت شوہر کی ضروری ہے

وقید بالنیۃ لانہ لا یقع بدونہا اتفاقا لکونہ من الکنایات واشار الی انہ لا یقوم مقامہا دلالۃ الحال لان ذلک فیما یصلح جوابا فقط وھو الفاظ لیس ھذا منہا واشار بقولہ طلاق الی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۳۳ ج۲ ، [2] رد المحتار باب الولی ص۳۳۳ ج۲ ؛ ظفیر

ان الواقع بهذه الكناية رجعی[1] الخ (صفحه قبیل باب طلاق غیر المدخول بها)

اور نیز شامی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیوب شوہر مثل جنون و برص وغیرہ میں مفتیٰ بہ قول شیخین ہے امام محمدؒ کا مذہب مفتیٰ بہ نہیں ہے چنانچہ شامی میں ہے

وقد تكفل في الفتح برد ما استدل به الائمة الثلاثة

ومحمد بما لا مزيد عليه[2] الخ (صفحه ۵۹۲ ج ۲ شامی)

الحاصل صرف وجہ اول ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے حکم بطلان نکاح مذکور کا کیا جا سکتا ہے اور اجازت نکاح ثانی کی اس عورت کو ہو سکتی ہے وہ یہ کہ والد نے جو نکاح دختر نابالغہ کا کیا اگر باپ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔

جعلی اجازت نامہ ولی کی طرف سے بنوا کر نکاح پڑھایا تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۳۹) سترہ سال ہوئے کہ زید نے اپنے پسر خالد کا رشتہ عمر کی دختر ہندہ سے پیغام دیا، چوں کہ زید رذیل قوم کا تھا اس لئے عمر نے اس درخواست اور پیغام کو ترشی کے ساتھ رد کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد عمر برہما چلا گیا، اس کے پیچھے عمر کی طرف سے ایک جعلی خط بنایا گیا کہ عمر اپنی لڑکی ہندہ کو بخوشی زید کے پسر خالد کے نکاح میں دیتا ہے اور نکاح پڑھوا دیا جائے۔

غرضیکہ ہندہ نو سالہ کا نکاح خالد سے کر دیا گیا۔ جب عمر کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوا، اور یہ لکھا کہ میں ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا اور لڑکی کو مت بھیجو۔

یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں؟ کچھ عرصہ کے بعد یعنی بالغہ ہونے کے چند

[1] دیکھئے رد المحتار، باب الصریح صفحہ ۴۲۳ قبیل باب طلاق غیر المدخول بہا ۱۲ [2] دیکھئے رد المحتار، باب العنین وغیرہ ۱۲ ظفیر

سال بعد ہندہ نے باسط سے نکاح کرلیا، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

الجواب :- خلاصۂ جواب یہ ہے کہ چوں کہ عمر اس نکاح سے راضی نہ تھا اور اس کی طرف سے جعلی خط بنایا گیا اور جس وقت عمر کو اطلاع ہوئی اس نے انکار کردیا[1]، لہٰذا وہ نکاح جو خالد سے کیا گیا باطل ہوگیا، لہٰذا ہندہ کا نکاح جو باسط سے کیا گیا وہ صحیح ہے۔ خالد کو دعویٰ زوجیت اس پر نہیں پہنچتا اور چوں کہ اس صورت میں خالد سے ہندہ کا نکاح صحیح نہیں ہوا لہٰذا اس کے بعد دیگر سوالات کے جواب کی ضرورت نہیں ہے جو کہ نکاح سابق کے صحیح ہونے پر متفرع ہیں۔ فقط

تیرہ سالہ لڑکی نے پہلے بلوغ کا دعویٰ نہیں کیا بعد میں کرتی ہے، کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۴۰) ہندہ جس کی عمر اس کی والدہ تیرہ سال بتلاتی ہے اور اس کا باپ زندہ نہیں ہے حقیقی چچا موجود ہے۔ ماں بلا رضا و موجودگی چچا کے نکاح ہندہ کا خفیہ کردیتی ہے اور ہندہ بوقت نکاح باوجود کہنے والدہ کے کہ یہ لڑکی نابالغہ ہے دعویٰ بلوغ کا نہیں کرتی۔ چچا نکاح سے مطلع ہوکر ناراض ہوا اور انکار کردیا۔ بعد انقضاء چھ ماہ تعلیم و تلقین سے ہندہ دعویٰ کرتی ہے کہ میں بوقت نکاح بالغہ تھی۔ یہ دعویٰ ہندہ کا صحیح ہوگیا یا نہیں یا نکاح کے وقت دعویٰ کرنا چاہیے تھا؟

الجواب :- تیرہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اور یہ عمر مراہقت کی ہے۔ اور در مختار میں ہے کہ مراہق اگر دعویٰ بلوغ کا کرے اور ظاہر حال اس کا مکذب نہ ہو تو قول اوس کا معتبر ہے۔ وادنیٰ مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولہا تسع سنین الخ فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبہما الظاہر الخ

---

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی سیجیٔ فی البیوع توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ التعقد والا تبطل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۴۲۲)

وھوان یکون بحال یحتلم مثلہ و الا لا یقبل قولہ۔ شرح وھبانیہ درمختار[1]

پس معلوم ہوا کہ لڑکی کا دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے اور اس دعویٰ کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ نکاح کے وقت دعویٰ بلوغ کا کرے بلکہ بعد میں دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے کیونکہ دعویٰ کی ضرورت اوس وقت ہوتی ہے کہ کوئی شخص مخالف اور منکر ہو۔ فقط۔

چودہ سالہ لڑکی کا نکاح باپ اس کی موجودگی کے بغیر کرسکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴۱) ایک لڑکی چودہ سال کی اندر میں اپنی بہن کے پاس ہے اور اس کا باپ بریلی میں رہتا ہے تو وہ بغیر موجودگی لڑکی کے اپنی اجازت سے اوس کا نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :- چودہ برس کی عمر میں لڑکی کے بالغ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ اگر حیض وغیرہ نہ ہو اور نابالغہ لڑکی کا نکاح اوس کا باپ بدون موجود ہونے لڑکی کے کرسکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور اوس کا نکاح دور بیٹھے بدون اطلاع کرنے لڑکی کے کردے اور جس وقت لڑکی کو خبر ہو وہ سکوت کرے تب بھی باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔ الغرض دونوں صورتوں میں باپ اپنی دختر کا نکاح دور بیٹھے کرسکتا ہے۔ اور سکوت اوس کا (بالغہ کا) اذن شمار ہوتا ہے[2] ۔

چچازاد بھائی نے بھی نکاح کیا اور سوتیلے چچازاد بھائی نے بھی، کون سا نافذ ہوگا

(سوال ۱۰۴۲) دو لڑکیاں ایک بالغہ دوسری نابالغہ اپنے سوتیلے چچازاد بھائی کی ولایت میں ہیں اور ایک لڑکا جوان لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی ہے وہ کچھ ماہ زاید چودہ سال کی عمر کا ہے۔ اب اس سوتیلے بھائی نے اذن میں سے ایک دختر بالغہ کا نکاح اپنے ساتھ کرلیا اور دوسری نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے سے کہ جو دوسری بیوی سے ہے

[1] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ ظفیر۔ [2] او وحماہ لیہا د اخبرھا رسولھا و فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃ الاتھو اذن ای فسکتت ایضا کان الولی الخ، ج ۲ ص ۳۰۳ ظفیر

اپنی ولایت سے پڑھوانا چاہتا ہے اور لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور میری ولایت سے میرا نکاح اس لڑکی سے پڑھا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح جائز ہوگا یا نہیں ۔ ؟

الجواب :- جب کہ حقیقی چچازاد بھائی جو کہ مراہق ہے یعنی قریب البلوغ ہے دعویٰ اپنے بالغ ہونے کا کرتا ہے اور قرائن سے اوس کا صدق ظاہر ہے تو قول اوس کا دربارہ بلوغ شرعاً معتبر ہوتا ہے ۔ کما قال فی الدر المختار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکن بھما الظاہر الخ فبعد اثنتی عشرۃ سنۃ یشترط شرط اٰخر لصحۃ اقرارہ بالبلوغ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لا یقبل الخ ۔ درمختار[1] ۔ پس چونکہ حقیقی چچازاد بھائی بالغ کی ولایت مقدم ہے علاتی چچازاد بھائی سے لہذا جو نکاح حقیقی چچازاد بھائی نے کیا وہ صحیح ہے اور بعد میں جو نکاح علاتی چچازاد بھائی نے کیا وہ باطل ہے ۔ پہلے جو یہاں سے جواز نکاح اس صورت میں لکھا گیا ہے وہ اس بنا پر تھا کہ سوال میں حقیقی چچازاد بھائی کو نابالغ ظاہر کیا گیا تھا ، لہذا اس صورت میں کہ وہ بالغ ہو وہ جواب صحیح نہیں ہے ۔ اور یہ جواب جو اب لکھا گیا ہے صحیح ہے ۔

نابالغہ کا نکاح طوائف کے یہاں کردیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴۳) ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کچھ روپیہ لے کر ایک طوائف کے یہاں کر دیا ۔ وہ خود بھی گروہ طوائف سے تھا اب فوت ہوگیا ہے ۔ لڑکی اس وقت سوتیلی والدہ اور سوتیلے والد کے قبضہ میں ہے وہ گروہ طوائف سے نہیں ہے اور سسرال جانا نہیں چاہتی اس لئے اس نے فسخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا ہے ۔ مجسٹریٹ صاحب کے ایماء سے ہر دو فریق نے اس دعویٰ

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحجر فصل ... بلوغ الغلام ص ۱۲۲ ج ۵ ۔ ظفیر

میں مجھ پر حصر کیا ہے کہ جو فیصلہ میں کردوں مجھکو منظور ہوگا۔ میں اس میں کیا فیصلہ کروں۔؟

الجواب:۔ لڑکی بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے لہذا آپ بوجہ حکم مسلم فریقین ہونے کے ان میں تفریق کرادیں۔ درمختار میں ہے ولزم النکاح ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا انتہی ملخصا[1] وفی الشامی ثم اعلم ان ماموعن النوازل من ان النکاح باطل معناہ سیبطل کما فی الذخیرة لان المسئلة مفروضة فیما اذا لم ترض البنت بعد ما کبرت کما صرح به فی الخانیة والذخیرة وغیرهما[2]۔ فقط۔

ولی کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح ماموں کردے اور خلوت بھی ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴۴) لڑکی نابالغہ کا نکاح اوس کا ماموں بلا اجازت علاتی بھائی اور باپ کے چچا کے کردیوے تو احناف کے نزدیک وہ نکاح درست ہوگا یا نہیں۔ اگر درست نہیں ہوا تو اس سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کیوں کہ لڑکی اس کے مکان پر گئی اور خلوۃ صحیحہ بھی ہوچکی ہے۔ اور مہر لازم ہوگا یا نہیں۔ اور عورت پر عدۃ ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب:۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ ولی اقرب کی موجودگی میں اگر ولی ابعد نابالغہ کا نکاح کردے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور ولی اقرب اس صورت میں علاتی بھائی ہے۔ پس اگر اُس نے نکاح کی خبر سن کر اوس نکاح کو جائز رکھا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا ہے اور اگر اوس نے اُس کو رد کردیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا ہے[3]۔ پس بصورت اجازت کے بدوں اوس کی طلاق کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۱ و ص ۴۱۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲)۔ ظفیر۔

اور طلاق کے بعد عدۃ لازم ہوگی اور مہر لازم ہے اور اگر اس نے باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہوگیا اس صورت میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے مگر بوجہ موطئہ بالشبہ کے تحت میں آنے کے عدت لازم ہوگی اور مہر مثل دینا ہوگا۔ درمختار وغیرہ۔ فقط

بالغہ کہتی ہے کہ جبراً نکاح ہوا میں نے اسکا انکار کر دیا۔

سوال (۱۰۴۵) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ زید مدعی ہے کہ میرا نکاح ہندہ بالغہ کے ساتھ باجازت پدر ہندہ ہوا تھا اور ہندہ رخصت ہو کر میرے مکان پر آئی اور چند بار خلوت بھی ہوئی۔ ہندہ مدعا علیہ زید مدعی کے ساتھ اپنی رضامندی واجازت سے اس نکاح کا بحلف انکار کرتی ہے اور وطی سے بھی بحلف انکار کرتی ہے کہ کبھی اپنے ساتھ وطی و دواعی جماع پر زید کو قدرت نہیں دی۔ اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ جس وقت مجھکو نکاح کی اطلاع ہوئی میں نے اوس سے انکار اور اظہار نارضامندی کر دیا تھا۔ اور بعض قرابت دار ہندہ کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں تو زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔؟

الجواب: حاصل جواب یہ ہے کہ درمختار میں ہے و لا تجبر البکر البالغۃ علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ الخ[له] پس اس صورت میں جبکہ ہندہ نے بوقت استیذان ونیز بعد نکاح کے اس سے انکار کر دیا اور اظہار نارضامندی کر دیا تو وہ نکاح باطل ہوگیا۔ بخلاف ما لو بلغها فردت ثم قالت رضيت لم يجز لبطلانه بالرد الخ درمختار[۲]۔ پس جب کہ رد کے بعد اگر وہ اپنی رضا کا بھی اظہار کرے تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ تو جس صورت میں بالغہ اول سے آخر تک انکار ہی کرتی رہے تو نکاح اوس کا کسی طرح صحیح نہیں ہوا اور چونکہ موافق اقرار بالغہ کے وطی نہیں ہوئی تو مہر بھی لازم نہ ہوا۔ لڑکی کو دوسرے شخص سے اپنی رضامندی کے کفو میں نکاح کرنا درست ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۱ ج ۲۔ ظفیر۔ [۲] ایضاً ص ۴۱۲ ج ۲۔ ظفیر۔

نومسلم کب نکاح کرے

سوال (۱۰۴۶) (۱) جب عورت مسلمان ہوکر مرد کافر سے جدا ہوجائے تو دوسرے شخص سے کس وقت نکاح کرسکتی ہے۔ ؟

عورت کہتی ہے دل سے اجازت نہیں دی

(۲) ایک مرد نے ایک عورت سے جبراً نکاح کیا مگر عورت نے دل سے اجازت نہیں دی یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ عورت اب سب سے یہی کہتی ہے کہ میں نے دل سے اجازت نہیں دی۔ اگر شوہر کلمات کفر کہے تو شرعاً کیا حکم ہوگا۔ ؟

الجواب :- تین حیض آنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے[۱]۔

(۲) اگر کوئی بالغہ عورت زبان سے اپنے نکاح کی اجازت دیدے اگرچہ دل سے راضی نہ ہو اور ناخوشی کے ساتھ زبان سے اجازت دیدے تو نکاح ہوجاتا ہے، اور جس عورت کا شوہر کلمات کفر کہے تو اوس کی عورت اوس کے نکاح سے خارج ہوجاتی ہے اور اوس کو تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ فقط۔

شیعہ بالغہ لڑکی سنی ہوکر خود نکاح کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴۷) ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے برضا ورغبت خود بلا اجازت والدین ایک سنی افغانی سے چار گواہ اور ایک وکیل کی موجودگی میں معرفت قاضی کے نکاح کیا۔ منکوحہ کے والدین بوجہ شیعہ ہونے کے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر سے فسخ کرانا چاہتے ہیں حالانکہ قبل نکاح لڑکی نے روبرو گواہان اقرار کیا ہے کہ میں سنت جماعت حنفی مذہب اختیار کرچکی ہوں اور وکیل نکاح ہونے کا توا قرار ہے اور میں وکیل بھی بنا مگر لڑکی کے ایجاب وقبول کی آواز میرے کانوں میں نہیں پہنچی۔ اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے۔ ؟

---

[۱] ولو اسلم احدھما ای احد المجوسیین او امرأة الکتابی فی دار الحرب ولم تبین حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشھر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ۲/۵۳۶ ظفیر)

الجواب :- درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی الخ[1] وھکذا فی العالمگیریۃ وغیرہ پس صورت مسئولہ میں جب کہ وہ لڑکی بالغہ ہے اور سنی ہو چکی ہے جیسا کہ شہادت سے ثابت ہے اور ایجاب وقبول بھی شہادت سے ثابت ہے لہٰذا اس کا نکاح سنی المذہب سے صحیح ہو گیا ہے۔ والدین دختر چونکہ شیعہ ہیں اور اپنے مذہب پر قائم ہیں نکاح مذکورہ فسخ نہیں کر سکتے۔ فقط۔

بدچلن ولی ولی باقی رہتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۴۸) اگر دختر کا ولی بدچلن ہو اور خبرگیراں نہ ہو تو اس کی ولایت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب :- کوئی ولی اگر بدچلن ہو یا خبرگیراں نہ ہو وغیرہ کا نہ ہو تو بوجہ ترک کرنے اپنے فرض منصبی کے وہ عاصی و فاسق ہے لیکن ولایت اس کی مطلقاً اس سے سلب نہیں ہوتی اور خاص صورت میں اس کی ولایت بھی سلب ہو جاتی ہے۔ بہرحال بالغہ لڑکی پر ولایت اجبار کسی ولی کو نہیں ہے۔ فقط۔

دادا نے کو خبر نہ لی ہو مگر باپ کے بعد ولی نکاح وہی ہے

سوال (۱۰۴۹) زید فوت ہو گیا اس کی دختر کی پرورش والدہ نے کی دادا چچا نے مطلق خبرگیری نہ کی اب والدہ اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے دادا چچا وہاں اذن دینے سے انکاری ہیں بلکہ قاضی شہر کو کہتے ہیں کہ ہماری بلا اجازت نکاح نہ پڑھایا جاوے ایسی صورت میں والدہ کی اجازت سے نکاح ہو جاتا ہے یا دادا چچا کی اجازت ضروری ہے۔؟

الجواب :- اگر وہ نابالغہ ہے تو باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اور دادا کے بعد چچا ولی ہے ان کی موجودگی میں والدہ کو اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگرچہ پرورش والدہ نے کی ہے پس جبکہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲/۴۲۳ - ظفیر - ۱۲

ولی اس نابالغہ کے نکاح کے دادا اور چچا ہیں تو اگر وہ قاضی نکاح خواں کو نکاح خوانی سے روک دیں تو وہ حق بجانب ہیں قاضی کو اس حالت میں بدون ان کی اجازت کے نکاح پڑھنا جائز نہیں ہے اور وہ نکاح نہ ہوگا[1]۔

نابالغہ بیوہ کا نکاح ساس نے کردیا مگر ماں نے رد کردیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۵۰) ایک لڑکی ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی ساس نے کردیا لڑکی کی والدہ اپنی لڑکی کو لے آئی اور بعد بالغہ ہونے کے اس کی اجازت سے اوس کا نکاح دوسری جگہ کردیا تو یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب:۔ نابالغہ کے نکاح کی صحت کے لئے ولی شرط ہے[2]۔ پس لڑکی کی ساس نے جو نکاح اوس کا کیا تھا وہ لڑکی کی ماں کی اجازت پر موقوف تھا اگر اوس نے اجازت نہیں دی تو یہ نکاح باطل ہوگیا۔ اب لڑکی کی رضا سے اوس کی ماں نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہے۔

قاضی کو جب معلوم ہو کہ لڑکی راضی نہیں تو وہ کیا کرے

سوال (۱۰۵۱) اگر قاضی کو معلوم ہو جائے کہ جہاں لڑکی بالغہ کے اولیا نکاح کرنا چاہتے ہیں لڑکی وہاں نکاح کرنے پر رضامند نہیں ہے تو اس کو کیا کرنا چاہیے۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں قاضی کو احتیاط کرنی چاہیے اور ولی دختر سے صاف کہدے کہ بدون اجازت بالغہ کے ان کا نکاح صحیح نہیں ہوتا تم اس کا خیال رکھو البتہ سکوت بالغہ کا ولی کے نکاح کردینے پر اگرچہ

---

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فان لم تکن عصبة فالولایة للام (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۶)

[2] وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر ومجنون (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۴) ظفیر

ولی یا اس کا ماضی نہ ہو جواز نکاح کے لئے کافی ہے[1] وتفصیلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

ولی یا وکیل کی اجازت چاہتے وقت لڑکی کی کون کون سی ادا اجازت ہے

سوال (۱۰۵۲) (۱) ولی کے لئے مثل (اب وجد) بنت باکرہ بالغہ سے وقت اجازتِ نکاح برائے اجازت یہ امور کافی ہیں۔ ضحک۔ بکاء بلا صوت وغیرہا یا تکلم ضروری ہے (۲) ولی اگر وکیل بنائے طلب اجازت بالنکاح میں تو اس وکیل من الولی کے لئے بھی وہ امور کافی ہوں گے جو ولی کے لئے کافی تھے یا اس وکیل کے لئے تکلم ہی ضروری ہوگا۔ (۳) وکیل من الولی اگر اجنبی غیر محرم ہے تو اس کے واسطے درصورت کفایت ان امور کے جو ولی کے لئے کافی ہیں ان کا خود مشاہدہ کرنا ضروری ہے یا ایک عورت کا اس کے متعلق خبر دینا کافی ہوگا۔ ؟

الجواب (۱ و ۲ و ۳) ۔ بکر بالغہ کا سکوت اور ضحک اور بکاء بلا صوت اذن ہے جب کہ اجازت چاہنے والا ولی ہو یا اوس کا وکیل یا قاصد اور اگرچہ وہ وکیل اجنبی غیر محرم ہو جب کہ اسکو یہ امور بذریعہ خبر معلوم ہو جاویں اگرچہ بذریعہ عورت معتبر کے ہوں لیکن اس حالت میں بصورت انکارِ بکر بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا۔ قال

---

[1] او زوجہا ولیہا واخبرہا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃ او ضحکت غیر مستہزئۃ او تبسمت او بکت بلا صوت فہو اذن (درمختار) قولہ عن ردہ قید بہ اذ لیس المراد مطلق السکوت لانہا لو بلغہا الخبر فتکلمت باجنبی فہو سکوت ہنا فیکون اجازۃ فلو قالت الحمد للہ اخترت نفسی او قالت ہو دباغ لا ارید فہذا کلام واحد فہو رد قولہ مختارۃ اما لو اخذہا عطاس او سعال حین اخبرت فلما ذہب قالت لا ارضی او اخذ فمہا ثم ترک فقالت ذالک صح ردہا لان سکوتہا کان عن اضطرار (ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۲ ج ۲ و ص ۴۱۳ ج ۲) ظفیر۔

فی الدر المختار فان استاذنها هو ای الولی الخ او وکیله او رسوله او زوجها ولیها و اخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت او ضحکت او بکت بلا صوت[1] الخ انتہی ملخصاً۔

زبان سے جب ولی نے کہدیا تو دل کا اعتبار نہیں

سوال (۱۰۵۲) مختار فاطمہ لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کی ماں نے بہ وکالت عزیز احمد جو لڑکی کا چچا دوری سلسلہ سے ہوتا ہے اپنے ایک عزیز مسمّٰی لائق علی سے کردیا اب یہ کہا جاتا ہے کہ لڑکی کا نکاح ماں کی ولایت اور اجازت سے جو ہوا یہ جائز نہیں ہے بلکہ عزیز احمد کی ولایت اور اجازت سے ہونا چاہئے تھا۔ عزیز احمد کا یہ خیال عرصہ سے تھا کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ ہو اسی وجہ سے عزیز احمد یہ مشہور کررہے ہیں کہ نکاح میری اجازت سے نہیں ہوا اور میں نے یہ وکالت دل سے نہیں کی تھی بلکہ بظاہر مروتاً کردی ہے۔ پس ایسی حالت میں یہ نکاح جائز طور پر ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- جب کہ نکاح مذکورہ بوکالت عزیز احمد کے ہوا ہے جو کہ ولی نابالغہ کا ہے تو یہ نکاح منعقد اور صحیح ہوگیا عزیز احمد کا کوئی عذر اب مسموع نہ ہوگا۔ فقط۔

دادا بڑھاپے کی وجہ سے ذی رائے نہیں رہا تو چچا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۵۳) ایک لڑکی جس کی عمر دس سال کی ہے اس کا باپ انتقال کرگیا ہے دادا موجود ہے اور چچا حقیقی موجود ہے۔ اور دادا کی یہ حالت ہے جیسا کہ کوئی دیوانہ ہوتا ہے اور اپنے اولاد کے نفع ونقصان کو نہیں سمجھتا۔ اب لڑکی کا حقیقی چچا یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی ولایت سے لڑکی کا عقد کردوں تو شرعاً یہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب:- اس صورت میں دادا کی ولایت ساقط ہے۔ چچا کی ولایت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے، درمختار باب الولی میں ہے هو البالغ العاقل الخ

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۱۱ ج ۲ ۔ ظفیر

ولو فاسقاً علی المذہب مالم یکن متہتکا[۱] الخ وفیہ لزم ولو بغبن فاحش او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج ابا او جدا مالم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لا[۲] الخ فقط۔

نشہ خوار باپ نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو اور کم مہر میں کیا۔ کیا حکم ہے

سوال (۱۰۵۴) ایک شخص چنڈو باز نشہ خوار نے محض اپنی نفسانی طمع کے لئے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے خاندان کے کم درجہ کے لوگوں میں ایک ایسے صغیر السن لڑکے سے کر دیا جس کے بالغ ہونے میں ۷-۸ سال کا عرصہ ہے اور لڑکی اس وقت بالغہ ہے اور مہر بہت کم مقرر کیا گیا ہے اس صورت میں ایسے باپ کا کیا ہوا نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق تحقیق صاحب فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک باپ پہلے سے معروف بسوء الاختیار نہ ہو تو وہ نکاح جو اس نے قبل از معروف ہونے کے کیا صحیح ہے جیسا کہ عبارت مالم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لا یصح سے ظاہر ہوتا ہے اور مہر کا حال یہ ہے کہ بعض اقوام میں مہر اس درجہ کثیر رائج ہے کہ کوئی عاقل اس کو پسند نہیں کر سکتا اور مغالاۃ مہر سے نہی صراحتہً موجود ہے تو اگر باپ نے موافق طریق سنت کی فرض کیجئے کہ اپنی دختر کا مہر مقرر کر دیا اور نابالغ شوہر سے نکاح کرنا مصلحت آئندہ دختر کی موافق سمجھا تو اسکو سوء الاختیار نہ کہا جاویگا اور اس وصف کے ساتھ معروف ہونا اس کا تو اس سے کسی طرح محقق نہ ہوگا البتہ اگر بحالت نشہ اس نے یہ نکاح کیا ہے تو صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار وکذا لو کان سکران[۳] وفی الشامی وھذا مفقود فی السکران وسیئ الاختیار اذا خالف الخ فقط۔

---

[۱] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۴۰۶ ظفیر۔ [۲] ایضاً ج۲ ص۴۱۲۔ ظفیر

[۳] ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۴۱۹۔ وکذا اذا ای لا یصح النکاح لو کان سکران فزوجہا من فاسق او شریر او فقیر او ذی حرفۃ دنیئۃ الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج۲ ص۴۱۹ ظفیر

مرزائی باپ نابالغہ کا ولی نہیں ہوسکتا

سوال (۱۰۵۵) ایک کنواری لڑکی عاقلہ بالغہ نے جس کے (والدین اور دادا اور دیگر رشتہ دار موجود ہیں) اپنے دادا کو ولی بنا کر اپنا نکاح اپنی برادری کے ایک لڑکے سے احکام شرعی کے مطابق کر لیا ہے لڑکی کا باپ کچھ عرصہ سے مرزائی ہوگیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں لڑکی کسی مرزائی کو دوں گا قادیان والوں نے حکم دیا ہے کہ اگر لڑکا مرزائی مذہب اختیار کرے تب لڑکی دی جا سکتی ہے۔ اس صورت میں جو نکاح لڑکی کا دادا کی ولیت سے ہوا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں اول تو لڑکی خود بالغہ عاقلہ ہے تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح کفو میں صحیح ہے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضیٰ ولی الخ[1] اور ثانیاً یہ کہ اگر ولی کے ذریعہ سے ہی نکاح اس کا کیا جاوے جیسا کہ سنت ہے تو ولی اس کا اس صورت میں اسکا دادا ہے باپ بوجہ مرزائی ہو جانے کے ولی نہیں رہا ولایت اس کی باطل ہو گئی[2] پس دادا نے جو نکاح اس بالغہ کا اس کی اجازت سے کیا وہ صحیح ہو گیا باپ کو اس نکاح کو توڑنے کا اختیار اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور مرزائی لڑکے سے نکاح صحیح نہیں ہوگا الحاصل جو نکاح بولایت دادا ہو گیا وہ صحیح ہے۔ قادیان والوں کا حکم باطل ہے۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۰۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] مرزائی مرتد کافر ہوتا ہے اس لئے وہ ولی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ولی کے لئے اسلام کی شرط ضروری ہے۔ بشرط حریۃ وتکلیف واسلام فی حق مسلمۃ ترید التزوج وولد مسلم لعدم الولایۃ (درمختار) یعنی ان الکافر لا یلی علی المسلمۃ وولدہا المسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۶ و ۴۱۹ ج ۲) ظفیر

عصبہ کسی بھی پشت کا ہو اس کے ہوتے ماں ولی نہیں۔

سوال (۱۰۵۶) اگر کسی نابالغہ کا کوئی عصبہ پانچویں پشت کا موجود ہو تو والدہ کا کیا ہوا نکاح جائز ہوگا یا نہیں اور وہ نابالغہ بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- جب کہ نابالغہ کا کوئی عصبہ کسی پشت کا موجود ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نہیں ہے۔ پس اگر ایسی حالت میں والدہ نابالغہ کا نکاح کرے گی تو وہ نکاح اس عصبہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر وہ اجازت دیگا تو وہ نکاح صحیح ہوگا اور اگر وہ انکار کردے گا تو وہ نکاح باطل ہوگا[1] اور اگر ولی عصبہ اس نکاح کو جائز رکھے تو نابالغہ کو بعد بالغ ہونے کے اختیار ہوگا کہ اس نکاح کو فسخ کرادے مگر بذریعہ قاضی وحاکم کے فسخ کرا سکتی ہے خود فسخ نہیں کر سکتی۔ کذا فی الشامی۔

پہلا نکاح صحیح ہے اور تعلیق کالعدم ہے

سوال (۱۰۵۷) زید کے والد نے زید کے روبرو اس کی دختر کا نکاح گواہوں کی موجودگی میں عمر کے بیٹے سے کر دیا۔ زید ساکت صامت رہا اب سہ ماہ کے بعد غصہ کی حالت میں ناراض ہو کر کہدیا کہ اگر میں عمر کے لڑکے کو ناطہ دوں تو مجھ پر میری عورت بسہ طلاق حرام ہے اب اگر کوئی شخص خواندہ معتمد علیہ زید کو تسلی دیوے کہ تیری لڑکی کا شرعی نکاح عمر کے لڑکے سے ہو چکا ہے یہ تمہاری تعلیق لغو ہے تم کو بغرض تشہیر دوبارہ جدید نکاح کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ زید نے اس پر اعتماد کر کے دوبارہ نکاح اپنی لڑکی کا عمر کے لڑکے سے کر دیا۔ کیا زید کی

---

[1] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام الخ فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۰ و ۴۲۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] ولہما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ۔ ایضاً ص ۴۲۰ ج ۲۔ ظفیر۔

سنکوحہ زید پر حرام ہو جائے گی۔ ؟

الجواب :- فلو زوجہا الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ اھ درمختار[1] قال فی الشامی فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح الابعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالۃً شامی[2] ص۳۱۵ جلد (۲) پس اگر زید نے صراحتہ یا دلالتہ اپنی رضا کا اظہار کر دیا مثلاً اپنی دختر کو اوس کے شوہر کے گھر بخوشی بھیجدیا یا مہر طلب کیا وغیرہ تو نکاح زید کے باپ کا کیا ہوا صحیح ہوگیا اور دوبارہ زید کا نکاح کرنا لغو اور فضول اور کالعدم ہے لہذا اُس کی زوجہ اس پر بسہ طلاق حرام نہ ہوگی لعدم تحقق الشرط اور اگر زید نے محض سکوت کیا تھا اور اجازت صراحتہ نہ دی تھی اور نہ دلالتہ اظہار رضا کیا تھا تو نکاح سابق منعقد نہ ہوا تھا پس زید نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہوگیا اور شرط سہ طلاق پائی گئی لہذا اوس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی۔ فقط۔

باپ نے نشہ کی حالت میں لڑکی نابالغہ کا نکاح کیا، ہوا یا نہیں

سوال (۱۰۵۸) ایک عورت کا نکاح صغرسنی میں ہوا تھا لڑکی کا والد اُس روز نشہ میں تھا۔ تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ بعد بلوغ لڑکی خاوند کے یہاں نہیں رہی۔ مقدمہ عدالت میں چلا لڑکی کے باپ نے یہ ثابت کیا کہ نکاح نہیں ہوا تھا۔ مگر ہوا ضرور تھا۔ عدالت نے نکاح کو فسخ کر دیا خاوند نے طلاق نہیں دی۔ اب عورت نے نکاح ثانی کر لیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ان کے لئے کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نکاح ضرور ہوا تھا اور باپ جو نکاح کرنے والا تھا وہ نشہ میں تھا لیکن نکاح کفو میں ہوا اور مہر مثل کے ساتھ ہوا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۱۴ ج۲ ۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الولی ص۳۱۴ ج۲ ۔ ظفیر

تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اس صورت میں بدوں طلاق دینے شوہر اول کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہو گا جیسا کہ شامی میں ہے و مقتضی التعلیل ان السکران او المعروف بسوء الاختیار لو زوجہا من کفوء بمہر المثل صح لعدم الضرر المحض[۱] ص ۳۰۵ جلد (۲) شامی۔ پس جو فتویٰ دوسرے فریق نے عدم جواز نکاح ثانی بدوں طلاق دینے شوہر اول اور بدوں گذرنے عدت کے دیا۔ اور یہ نکاح اول بسبب کفو میں ہونے کے صحیح ہو گیا۔ یہ فتویٰ صحیح ہے اور موافق ہے روایات کتب فقہ کے اور جو لوگ نکاح ثانی میں شریک ہوتے ان کا نکاح نہیں ٹوٹا۔ لیکن اگر باوجود علم اس امر کے کہ اس عورت کو شوہر اول نے طلاق نہیں دی شریک نکاح ثانی ہوتے تو گنہگار ہوئے۔ توبہ کریں۔ فقط۔

دادی کا لگایا ہوا رشتہ لڑکی کو پسند نہیں ہے

سوال (۱۰۵۹) ایک نابالغہ لڑکی کو اسکی دادی نے اپنے ہم قوم لڑکے کو دینے کا اقرار کیا اب دادی مرگئی ہے اور لڑکی کا باپ زندہ ہے اس نے لڑکی کے ماموں کو وکیل نکاح کا بنا دیا ہے اور لڑکی جوان ہے اور دادی کے کئے ہوئے رشتہ کو قبول نہیں کرتی اور دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہ۔ ؟

الجواب :۔ جب کہ لڑکی بالغہ ہو کر دادی کے رشتہ کو یعنی خطبہ منگنی کو منظور نہیں کرتی تو وہاں نکاح کرنا جائز نہیں ہے جہاں لڑکی کی مرضی ہے کفو میں نکاح کرے اور پہلے جو منگنی ہوئی تھی وہ نکاح نہیں ہوا بلکہ وہ بظاہر وعدہ نکاح تھا اور دادی کو بموجودگی باپ کے نابالغہ کے نکاح کی ولایت بھی نہیں ہے ہکذا فی کتب الفقہ۔

---

[۱] رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲۔ ظفیر ۱۲

باپ نے نکاح کردیا پھر لڑکی نے بالغ ہونیکا دعویٰ کیا اور نکاح کرلیا کونسا نکاح جائز ہوگا

سوال (۱۰۶۰) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو خالد کے لڑکے بکر سے منسوب کر رکھا تھا اور لڑکی اپنی نانی کے پاس رہتی تھی زید سخت بیمار ہوا اس لئے اپنی لڑکی ہندہ کا عقد عمر کے بیٹے ولید سے بولایت خود کردیا اور لڑکی کو بمبئی خبر بھیجدی کہ ہندہ کا عقد عمرو کے لڑکے ولید سے کردیا بولایت خود۔ نانی نے چند وجہوں سے ناخوش ہوکر عقد اسی لڑکے بکر بالغ سے کردیا جس سے باپ نے پہلے سے نسبت کر رکھی تھی اور باپ کو خبر کردی کہ لڑکی نے اپنا عقد آپ ہی بکر مذکور سے کرلیا اور بوجہ بالغہ ہونے کے اس کو کسی کی ولایت کی ضرورت نہیں پڑی اس وقت لڑکی کا سن قریب گیارہ برس کے تھا بعد چند روز کے بکر ہندہ کو رخصت کراکر اپنے گھر لایا اور اڑھائی تین برس کے بعد انتقال کیا جب لڑکی ہندہ کے دوسری عقد کی تیاری اور تجویز ہوئی تو نہ معلوم لڑکی نے کس مصلحت سے یہ بیان کیا کہ نانی نے جو ہمارا عقد بکر کے ساتھ کیا تھا اس وقت میں بالغ نہ تھی لوگوں کے بہکانے سے میں نے اپنے کو بالغ قرار دیدیا تھا بالغ تو میں بعد نکاح بکر کے ہوچکی ہوں آیا ایسی حالت میں باپ نے جو ولید سے نکاح کیا تھا وہ صحیح سمجھا جاوے یا نانی کے عقد کو اگر نکاح ولید سے صحیح ہوگیا تھا تو اب دوسری جگہ نکاح کے لئے ولید کی طلاق کی ضرورت ہے یا فسخ نکاح کی کیونکہ ولید اس کو اب اپنے نکاح میں رکھنا نہیں چاہتا اور ولید اس وقت مراہق ہے۔

الجواب :۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہندہ بوقت نکاح کے جو کہ اس کے باپ نے ولید سے کیا نابالغہ تھی تو باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوگیا اور وہ فسخ نہیں ہوسکتا اور اگر درحقیقت ہندہ بالغہ تھی اور باپ نے جو نکاح اسکا ولید سے کیا اس کو سن کر وہ ناخوش رہی تب بھی ولید سے نکاح اس کا صحیح ہوگیا

البتہ اگر اُس کو باپ کے نکاح کر دینے کی خبر نہ ہوئی یا خبر ہونے پر اُس نے انکار کر دیا اور اسی حالت میں اپنی رضامندی سے بکر سے نکاح کیا تو بکر سے نکاح صحیح ہو گیا بعد انتقال بکر کے دوسرا نکاح جہاں وہ راضی ہو ہو سکتا ہے اور واضح ہو کہ اگر ہندہ بوقت نکاح از بکر مراہقہ تھی اور اس نے اقرار اپنے بالغ ہونے کا کر لیا تھا تو وہ بالغہ سمجھی جاوے گی پھر انکار کرنا اس کا بلوغ سے معتبر نہ ہوگا تو اس حالت میں جب کہ اُس نے باپ کے نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کر دیا تھا یا خبر سے پہلے بکر سے نکاح باجازت خود کر لیا تھا تو بکر سے نکاح صحیح تھا ولید کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نکاح ہوا ہی نہیں تھا اور نہ کسی قاضی وغیرہ سے فسخ کرانے کی ضرورت ہے اور نہ طلاق مراہق کا مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے اور نابالغ اگرچہ مراہق ہو طلاق اس کی واقع نہیں ہوتی۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔

اب اگر ولید سے نکاح کرنا مناسب و مصلحت ہو کیا جاوے ورنہ کسی دوسرے شخص سے نکاح ہندہ کا کر دیا جائے در مختار میں ہے فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاھر[1] الخ

نابالغہ کا نکاح جس ولی نے پہلے کیا وہ درست اور بعد والا باطل ہے

سوال: (۱۰۶۱) ایک لڑکی نابالغہ کے دو ولی مساوی ہیں اور اس لڑکی سے دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے اپنی سند ایک ایک ولی کی طرف سے پہونچائی اور اولیاء نے بھی اقرار کیا اور در حقیقت جس شخص کا نکاح بعد میں ہوا تھا اس نے کسی طرح سے عدالت میں اپنے نکاح کو پہلے ہونا ثابت کر دیا اور لڑکی بھی بعد بلوغ اسی کے ساتھ رضامند ہے تو اب وہ لڑکی زوج اول کو ملنی چاہئے یا زوج ثانی کو۔؟

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵ ۔ ظفیر۔

الجواب :- درمختار میں ہے ولو زوجھا ولیان مستویان قدم السابق[1]
پس جس ولی نے پہلے نکاح کیا وہ صحیح ہوا اور وہ لڑکی زوجہ شوہر اول کی ہے اسی کو ملنی چاہئے اور جس نے بعد میں نکاح کیا وہ باطل ہے جب تک شوہر اول بالغ ہوکر طلاق نہ دیوے اس وقت تک دوسرے شخص سے نکاح صحیح نہ ہوگا۔ فقط (غلط طور پر پہل ثابت کرنے سے حکم نہیں بدلتا۔ ظفیر)

فصل دوم مسائل و احکام فسخ نکاح

بہار کے امیر شریعت اور قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۲) امیر شریعت اور اس کے قضاۃ کو جو بہار میں مقرر ہیں حق فسخ نکاح وغیرھا حاصل ہے یا نہیں۔ !

الجواب :- امیر شریعت مذکور اور اس کے قضاۃ کو حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے جیسا کہ شامی کی اس عبارت سے واضح ہے۔ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین[2] الخ

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب القضاء مطلب فی حکم تولیۃ القضاۃ فی بلاد تغلب علیھا الکفار ص ۴۲۸ ج ۴۔ فیجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما منھم الخ آگے یہ بھی ہے وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منہ کما ھو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیھم الکفار یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منھم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا ویکون ھو الذی یقضی بینھم (ایضاً) - ظفیر۔

مسلمانی ریاست کا قاضی اور ہندوستانی عالم نکاح فسخ کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۳) (۱) ریاست اسلامیہ کا قاضی خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں۔ (۲) اور کوئی عالم بموجب روایت فتاویٰ تنقیح حامدیہ لان فتوی الفقیہ للجاہل بمنزلۃ حکم القاضی الخ ہر حکومت گورنمنٹ میں خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ خیار بلوغ وغیرہ میں قاضی ریاست اسلامیہ فسخ نکاح کا حکم کرسکتا ہے۔ قاضی ریاست اسلامیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اسی قاضی سے فسخ کرانا چاہئے کیونکہ بے شبہ یہی امر حق ہے[۱]۔

(۲) اور روایۃ فتاویٰ تنقیح حامدیہ کو اوس پر محمول کرنا چاہئے کہ اگر اس عالم کو فریقین حَکَم تسلیم کرلیں تو اُس کا حکم نافذ ہوجائے گا[۲]۔ فقط۔

مسلمان حاکم قاضی کے قائم مقام ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۴) حاکم جو گورنمنٹ کی

---

[۱] مسلمانی ریاست اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہوتی تھی اور اس کا مقرر کردہ قاضی قاضی شرعی کے حکم میں ہوتا تھا۔ ظفیر۔ ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا (درمختار) فی التتار خانیۃ الاسلام لیس بشرط فیہ ای فی السلطان الذی یقلد و بلاد الاسلام التی فی ایدی الکفرۃ لاشک انہا بلاد الاسلام لا بلاد الحرب لانہم لم یظہروا فیہا حکم الکفر والقضاۃ مسلمون والملوک الذین یطیعونہم عن ضرورۃ مسلمون الخ (رد المحتار کتاب القضاء ص ۴۰۴ ج ۴) ظفیر

[۲] تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینہما الخ وشرطہ من جہۃ المحکم بالفتح صلاحیتہ للقضاء کما مر (درمختار) ای فی الباب السابق قولہ والمحکم کالقاضی (رد المحتار باب التحکیم ص ۴۳۳ ج ۴) ظفیر۔

طرف سے ہے اگر وہ مسلمان ہو تو قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں - ؟

الجواب :- حاکم جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے اگر وہ مسلمان ہے تو قائم مقام قاضی ہو جاتا ہے کما صرح بہ فی الدر المختار و تجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا وذکرہ مسکین وغیرہ الا اذا کان یمنعہ من القضاء بالحق[1] الخ

موجودہ دور میں قاضی کا کام حاکم زمانہ سے لینا کیسا ہے

سوال (۱۰۶۵) اگر زمانہ موجودہ میں کسی مسئلہ کے لئے قاضی کی ضرورت ہو تو کیا کیا جائے یعنی فسخ نکاح وغیرہ میں کیا حاکم زمانہ موجودہ یا کوئی عالم قاضی ہو سکتا ہے یا نہیں - ؟

الجواب :- تمہارے لکھنے کے موافق حکم مسلم فریقین قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حاکم عدالت جو کہ مسلمان ذی اختیار ہو جیسے جج وغیرہ ان کو بھی حکم قضاۃ کا اس بارے میں دیا گیا ہے کہ ان کا فیصلہ معتبر ہو[2] فقط -

مسلمان جج کے یہاں جھوٹا دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرایا تو اس کا اعتبار نہیں ہے

سوال (۱۰۶۶) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا عام مجمع میں - زید پردیس چلا گیا عورت نے مسلمان جج کے یہاں درخواست دی کہ میرا نکاح زید سے نہیں ہے اس پر جج نے نکاح فسخ کر دیا - یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں - ؟

الجواب :- اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوا اور وہ عورت بدستور

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاء مطلب لسلطان ان یقضی بین الخصمین ج ۴ ص ۴۲۶ - ظفیر - [2] تولیۃ الخصمین حاکما یحکم بینهما ورکنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر الخ وشرطہ من جہۃ المحکم صلاحیتہ للقضاء کما مر (در مختار) ای و یحکم کالقاضی (رد المحتار باب التحکیم ج ۴ ص ۴۶۳) ظفیر -

زید کے نکاح میں ہے بدون طلاق دینے زید کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔[1] فقط

مسلم حاکم کے ذریعہ فسخ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۷) یتیمۃ زوجہا عمہا فی الکفوٴ فلما بلغت مبلغ النساء قالت علی الفور انی غیر راضیۃ بنکاح العم وفسختہا بمحضر اختین لہا فرفعت تلک الحادثۃ فی اجلاس حاکم الوقت المسلم (جج صاحب) وبرہنت بشاہدین کاذبین احیاءً لحقہا وبرہن العم انہا اظہرت انکار التفسیخ بعد ستۃ اشہر تقریبا من وقت البلوغ فحکم ذالک الحاکم بفسخ النکاح تعویلاً علی انکارہا ہل یعد ذالک الحکم قضاءً شرعیاً ام لابد للفسخ الشرعی من نصب قاض یحکم بالقسط۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ حکم الحاکم بفسخ النکاح فی ہذہ الصورۃ صحیح نافذ والروایات الفقہیۃ منقولۃ فی جواب مولانا قطب الدین فعند ذالک الجواب وما کتب مولانا محمد اشرف علی مسلّم صحیح حق۔ فقط۔

عالم کو حکم بنا کر قضاء قاضی کی شرط پوری کی جا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۸) خیار بلوغ میں جب قضاء قاضی شرط ہے اور اس زمانہ میں قاضی موجود نہیں تو کیا کرنا چاہئے۔ آیا احد الفریقین کسی عالم کو اپنا حکم بنا لیں تو کام چل سکے گا یا نہیں۔؟

الجواب:۔ جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو تو حکم مسلم فریقین

---

[1] ایک ثابت شدہ نکاح جھوٹا دعویٰ اور فیصلہ سے ختم نہیں ہوتا ہے، اس کا نکاح جب ہو چکا ہے تو یہ دعویٰ دائر کرنا کہ نکاح نہیں ہوا ہے۔ کذب بیانی ہے۔ ظفیر۔

فسخ نکاح کر سکتا ہے مگر حکم کے لئے دونوں فریقین کا تسلیم کر لینا ضروری ہے[۱]۔

لڑکی خیار بلوغ میں بذریعہ مسلمان حاکم نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶۹) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح غیر اب و جد نے کیا تھا تو لڑکی بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اگر حاکم مسلمان حکم فسخ نکاح کا کرے تو صحیح ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ نابالغہ لڑکی جس کا نکاح باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا اس کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح کا ہے لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی یعنی حکم حاکم شرعی مسلم ضروری ہے کافر کے حکم سے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا اور جو حاکم مسلمان کفار کا مقرر کردہ ہے اس کا حکم بھی اس بارہ میں کافی ہے نکاح فسخ ہو جائے گا[۲] فقط

اس زمانہ میں جبکہ مسلمان حاکم نہیں ہے قضائے قاضی کی شرط کیسے پوری کیجائے

سوال (۱۰۷۰) صغیر و صغیرہ کا نکاح ان کے ولی نے کیا تھا صغیر کا نکاح بولایت باپ اور صغیرہ کا نکاح نانا کی ولایت سے ہوا تھا لڑکی بالغ ہو گئی اور لڑکا نابالغ ہے اور حین البلوغ عدم رضاء ظاہر کر دی ہے۔ شرح وقایہ میں ہے

---

[۱] هو تولية الخصمين حاكما يحكم بينهما وركنه لفظه الدال عليه مع قبول الآخر ذالك وشرطه من جهة المحكم بالكسر العقل لا الحرية والاسلام الخ ومن جهة المحكم بالفتح صلاحيته للقضاء كما مر (درمختار) اى فى قوله والمحكم كالقاضى (رد المحتار باب التحكيم ج۴ ص۴۶۲) واما المحكم فشرطه اهلية القضاء ويقضى فيما سوى الحدود والقصاص (ايضاً ج۴ ص۴۱۳) ظفير۔ [۲] ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو كافرا (درمختار) فى التتار خانية الاسلام ليس بشرط فيه اى فى السلطان الذى يقلد (رد المحتار كتاب القضاء ج۴ ص۴۲۰) ظفير۔

و فی غیرہما فسخ الصغیر ان حین بلغا الخ و شرط القضاء بفسخ من بلغ[1] اگر لڑکی کی طرف سے فسخ ہو سکتا ہے تو قضائے قاضی آجکل کیسے ممکن ہے کیا جمعیۃ العلماء یا خلافت کمیٹی یا عدالت فسخ کر سکتے ہیں۔ ؟

الجواب :۔ اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جیسا کہ شرح وقایہ کی عبارت منقولہ اور دیگر کتب فقہ کی عبارات اس پر دال ہیں اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم فسخ نہیں کر سکتا ہے اور اگر خلافت اور جمعیۃ العلماء کی طرف سے محکمۂ قضاء مقرر ہو جاوے اور قاضی مقرر کر لیا جاوے تو اس کا حکم بھی نافذ ہو سکتا ہے اور فسخ کر سکتا ہے[2]۔ فقط

فسخ نکاح بذریعہ عدالت حکومت یا قومی پنچایت ۔

سوال (۱۰۷۱) درصورت فسخ نکاح بخیار بلوغ قضائے قاضی شرط ہے مگر ہندوستان میں قضائے قاضی میسر نہیں ہے لہذا ضرورتاً حاکم وقت کا حکم دربارہ فسخ نکاح معتبر ہوگا یا نہیں۔ یا قومی عدالتوں میں کسی مسلمان عالم جج کا حکم اس بارہ میں شرعاً درست ہوگا یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ حاکم وقت کافر کا حکم اور قضاء درباره فسخ نکاح معتبر نہیں ہے[3]۔ اور قومی عدالتوں میں جس کو قاضی مقرر کر دیا گیا ہے

---

[1] دیکھئے شرح وقایہ۔ [2] و یصیر القاضی قاضیاً سترا فی المسلمین (رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۲۶) ظفیر۔ [3] و اھلہ اھل الشہادۃ ای ادائہا علی المسلمین (درمختار) الضمیر فی اھلہ راجع الی القضاء بمعنی من یصح منہ و حاصلہ ان شروط الشہادۃ من الاسلام و العقل و البلوغ الخ شروط لصحۃ تولیتہ و لصحۃ حکمہ بعدھا و مقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح (رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۱۲) ظفیر۔

اس کا حکم صحیح ہے[1]۔ فقط (اسی طرح مسلمان حاکم کے ذریعہ بھی فسخ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔ ظفیر)

افسر کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں

سوال (۱۰۷۲) اس علاقہ میں گرداور قاضی افسر نکاح خواں مقرر ہیں کہ وہ نکاح خوانوں کے رجسٹر کی پڑتال کریں اور کوئی نکاح ناجائز نہ ہو۔ آیا جو نکاح ناجائز ہو تو اس کو فسخ کر کے دوسرا نکاح باختیار خود پڑھا سکتے ہیں یا نہیں۔ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا اسکے بعد دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہ۔ ؟

الجواب: — یہ لوگ محض انتظام کے لئے ہیں ان کو شرعاً کوئی اختیار متعلق قضاء کے نہیں ہیں فسخ نکاح وغیرہ جس میں قضا شرط ہے اور اس میں ان کا فسخ معتبر نہیں ہے البتہ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا وہ چونکہ باطل و ناجائز ہوا اس لئے ایسی صورت میں ولی دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا یہ لوگ باجازت ولی دوسرا نکاح کرادیویں۔ فقط۔

انگریزی عدالت کا فیصلہ قضائے قاضی کے حکم میں نہیں

سوال (۱۰۷۳) خاوند نے عورت کو خلاف کرنے پر مارا عورت والدین کے یہاں چلی گئی۔ والدین نے مقدمہ کیا اور جھوٹے گواہ پیش کر کے سرکار سے طلاق کا حکم لے لیا مگر خاوند نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: — عورت مذکورہ کو شرعاً دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور سرکار کے کسی ملازم کا حکم قضائے قاضی نہیں کہا جا سکتا اس لئے اگر سرکاری جج کافر ہیں تو وہ دار الاسلام میں بھی قاضی نہیں ہو سکتا ہے اور اگر بعض اقوال کے موافق ہو بھی جاوے تو بھی اس کا حکم اہل اسلام پر نافذ نہیں

---

[1] ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین (رد المحتار کتاب القضاء ص ۲۲۶ ج ۴) ظفیر

کمافی الشامی ومقتضاه ان تقلید الکافر لایصح وان اسلم[1] وفیہ ایضاً عن البحر وبہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ[2] اور اگر سرکاری جج مسلمان بھی ہو تو بھی وہ قاضی شرعی نہیں۔ فی الدر المختار تحت قولہ ولو کافراً الخ اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم[3] الخ پس ثابت ہوا کہ عورت مذکورہ دوسری جگہ پر نکاح کرے گی تو زانیہ کے حکم میں ہوگی۔ فقط۔

فسخ نکاح کے سلسلہ میں سوال اور علماء کے اختلاف کا حل کیا ہے

سوال (۱۰۷/۲۴۷۸) مولوی عبدالحی صاحب نے مجموعۃ الفتاوی میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا ہو تو اس دیار میں اس کی کوئی صورت فسخ نہیں ہے۔ البتہ اگر قضاۃ دارالاسلام سے مثل بھوپال وحجاز وغیرہ سے طلب فسخ کریں تو فسخ ہو جائیگا اور نیز مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی حاکم مسلم کے پاس مرافعہ کریں بذریعہ کسی مولوی کے۔ وہ حاکم بہ فسخ کر سکتا ہے اگرچہ انگریز کی طرف سے ہو ان دونوں صاحبوں کا لکھنا صحیح ہے یا کیا۔

نابالغ کا وکیل بنانا۔

سوال (۱۰۸/۲۴۷۹) زید نابالغ نے عمر سے کہا کہ تم ہمارے چچا بکر کے پاس خطبہ کے واسطے جاؤ کہ وہ اپنی لڑکی سے میرا نکاح کردے۔ پس زید نابالغ اور عمر دونوں زید کے چچا کے پاس خطبہ کے واسطے گئے۔ عمر نے بکر سے کہا کہ زید تمہارا بھتیجہ ہے تم ضرور اپنی فلاں لڑکی کا نکاح اس سے کردو۔ بکر نے کہا ہم نے دیا ہم نے دیا۔ زید نابالغ نے کہا ہم نے قبول کیا۔ زید نے جو الفاظ عمر سے کہے ہیں ان الفاظ سے عمر اس کا وکیل ہو جاتے گا یا نہیں۔ نابالغ اگر کسی کو

---

[1] ردالمحتار کتاب القضاء ۴/۴۱۴۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ۴/۴۱۴۔)

[3] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب القضاء ۴/۴۲۶۔ ظفیر۔ ۱۲

وکیل بالنکاح بنا دے تو صحیح ہے یا نہیں اور زید نابالغ کا قبول کرنا صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب:- (۱) اس باب میں جو کچھ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم اور مولانا اشرف علی صاحب سلمہ نے لکھا ہے دونوں صحیح ہیں۔ اگر حاکم مسلمان جیسے جج وغیرہ جو مسلمان ہوں اگرچہ کفار کی طرف سے مقرر ہوں ان کی تفریق بھی معتبر ہے اور بلاد اسلام میں جاکر تفریق و فیصلہ کرا یا جاوے یہ بھی صحیح ہے۔ کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ جو قضاۃ کفار کی طرف سے مقرر ہوں وہ بھی فیصلہ کر سکتے ہیں[۱]

(۲) نابالغ کا وکیل بنانا صحیح نہیں ہے۔ پس اس صورت میں اگر چچا ولی اقرب ہے تو اپنی ولایت سے وہ نکاح صغیر کا کر سکتا ہے اور قبول نابالغ کا بالاستقلال صحیح نہیں ہے لیکن اگر ولی اُسکے قبول کو جائز رکھے تو وہ قبول معتبر ہے جبکہ نابالغ ممیز ہو۔[۲]

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرنے کے لئے جج کے یہاں دعویٰ درست ہے یا نہیں

سوال (۱۰۷۵) ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے بھائی نے بکر سے کر دیا بوقت بلوغ ہندہ نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے جس کے لئے قضائے قاضی شرط ہے۔ جبکہ قاضی ہمارے ملک میں زیر حکومت انگریزوں کی ہے قاضی ہے یا نہیں۔ اور مولیان بھی حکم قاضی نہیں ہوتے ہیں یا نہ اور فریقین حکم بھی نہیں بناتے تو کیا ہندہ جج صاحب کے یہاں دعویٰ فسخ نکاح کا کرکے نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- ایسی صورت میں شرعاً حسب تصریح فقہاء نکاح فسخ نہ ہوگا۔ لان من شرائط القضاء ولا یکون الکافر قاضیاً۔ البتہ اگر حاکم مسلم ایسا فیصلہ کرے تو معتبر ہوگا[۳]

---

[۱] ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۲۹۔ ظفیر) [۲] ومنہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاؤہ علی المسلم حال کفرہ الخ (رد المحتار کتاب القضاء ج ۴ ص ۴۱۹) ظفیر

نکاح فسخ کرنے کا حق مندرجہ ذیل لوگوں کو حاصل ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۷۶/۲) نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے ایک لڑکے کیساتھ کردیا لڑکی ہمیشہ اس نکاح کا انکار کرتی رہی جس وقت بالغ ہوئی حیض اس کو آیا اس وقت میں اسنے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا۔ چار مرد گواہ اس امر کے اس لے بنائے کہ میرا نکاح میرے چچا نے پڑھایا ہے فلاں کے ساتھ وہ مجھے منظور نہیں۔ اس صورت میں یہ نکاح فسخ تو ہونگے لیکن فسخ کرنے کا اختیار لڑکی کو نہیں ہے قاضی اس میں شرط ہے اس زمانہ میں حاکم مسلمان نہیں ہے اور نہ حاکم کی طرف سے قاضی جو اس امر میں فسخ کردے کہیں مقرر ہے اب اس امر میں کیا کیا جاوے۔؟

(۲) گاؤں کا پٹواری قاضی کا کام دے سکتا ہے یا نہیں؟ علیٰ ہذا گاؤں کا معتبر عالم اس امر میں قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے! ریاست اسلام مثلاً گجرات میں پیمن ہے وہاں حاکم زیر حکومت انگریز مسلمان اس کی طرف سے جو قاضی مسلمان ہے وہ اس امر میں فیصلہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا خود نواب صاحب اس امر میں فیصلہ کر سکتے ہیں یا نہیں! یا مثل بھوپال حیدرآباد رامپور ٹونک وہاں کے قاضی اس امر میں فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس صورت میں اگر لڑکی مع گواہ کے ایسے قاضی ریاست کے پاس جاوے اور لڑکا یا لڑکے کا ولی وہاں حاضر نہ ہو کیونکہ دوسری ریاست ہے بالجبر اس کو حاضر نہیں کر سکتے تو فقط لڑکی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟ غرض اس امر میں سہولت کے ساتھ نکاح فسخ ہو سکے ایسی صورت تحریر فرمائیں۔ لڑکا ابھی چھوٹا ہے اور لڑکی بالغ ہوگئی ہے اس لئے مفصل تحریر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں۔

الجواب: گاؤں کا مسلمان پٹواری یا معتبر عالم نکاح فسخ نہیں کر سکتا مگر جب کہ وہ حکم ہو فریقین کی طرف سے ریاست اسلامیہ کا حاکم

وقاضی فسخ کرسکتا ہے مگر حاضر ہونا شوہر بالغ یا نابالغ کے ولی ووصی کا ضروری ہے۔ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینہما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب[1]۔ شامی۔ ولو بلغت وھو صغیر فرق بحضرۃ ابیہ او وصیہ بشرط القضاء۔ درمختار[2] فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باپ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ نہیں کرسکتی

سوال (۱۰۷۷) ایک شخص حنفی نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا نابالغہ ہفتہ عشرہ میں شوہر کے مکان پر واپس آگئی جب بالغہ ہوئی تو اپنے والد سے کہدیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ کتب فقہ حنفیہ میں تصریح ہے کہ باپ نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کردیا ہو اُس کو وہ لڑکی بالغہ ہونے کے بعد فسخ نہیں کرسکتی[3]۔ لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت بحالت موجودہ نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط۔

باپ نے نابالغ لڑکی کا جو نکاح کیا وہ درست ہے فسخ نہیں ہوسکتا

سوال (۱۰۷۸) دو نابالغ بچوں کا نکاح اُن کے والدین کی اجازت سے پڑھا یا گیا اب چونکہ لڑکے کے وارثان والدین فوت ہوگئے اور وہ سقیم الحال ہوگیا اس لئے وارثان لڑکی اس کا نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں جب ان سے اس مسئلہ کے اندر زور دیا گیا تو اُنہوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوا چونکہ دونوں نابالغ تھے۔ آیا نکاح ثانی ہوسکتا ہے یا نہیں نیز نکاح پڑھانے والا کس جرم کا مرتکب ہے۔ ؟

---

[1] ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ ظفیر

[3] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ وان فعل غیرھما فلہما ان یفسخا بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۳)

الجواب:- نابالغوں کا نکاح ان کے باپ دادا وغیرہ اگر کریں صحیح ہوتا ہے[1] اور باپ دادا کے نکاح کو نابالغ بھی بعد بلوغ کے بھی فسخ نہیں کر سکتے[2] پس نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہے اگر کر دیا تو باطل ہے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ توبہ کرے۔ فقط۔

حاکم کو فسخ کا اختیار ہے جبکہ شوہر موجود ہو۔

سوال (۱۰۷۹) ہندہ صغیرہ نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کر دیا۔ جب ہندہ کو اول حیض آیا تو ہندہ نے گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کر دیا اور خالد سے نکاح ثانی کر لیا۔ کیا فسخ نکاح ہندہ کا جبکہ قاضی بھی ہمارے ملک میں موجود نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ اور حاکم بھی نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا کیا۔ اور زوج اول ہندہ کا حاکم کے روبرو نہیں آتا۔ نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے۔ اور اس وقت کے مونیان قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں اور جب کہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہ۔ ؟

الجواب:- قال فی الدر المختار ولکن لھما ای لصغیر وصغیرۃ خیار الفسخ بالبلوغ فی بشرط القضاء للفسخ (قولہ بشرط القضاء) لان فی اصلہ ضعفا فیتوقف علیہ کالرجوع فی الھبۃ وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینھما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب نھر . . شامی ص۴۰۲ ج۲[3]۔ اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہو گیا کہ اس فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے

---

[1] وللولی انکاح الصغیر والصغ[ی]رۃ جبرا ولو ثیبا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۱ ج۲)

[2] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ (رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲ ص۴۳۰ ج۲ ۔ ظفیر۔ ۱۲

قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کرسکتا ہے اور مولیان موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں اور نہ بدوں تسلیم فریقین حکم مقرر ہو سکتا ہے اور نہ اسکا حکم نافذ ہو سکتا ہے۔ اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہو سکتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسرا نکاح باطل ہے۔

عورت کا فسخ نکاح کے لئے مرتد ہونا بے سود ہے

سوال (۱۰۸۰) زینب نو مسلمہ بطیب خاطر زید کے نکاح میں آئی۔ چھ سات سال بعد زید کسی غرض سے دوسرے مقام کو چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اپنی منکوحہ مسماۃ کو اپنے مکان پر نہ پایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں میں ہے۔ زید کے بلانے پر مسماۃ نہیں آئی۔ زید نے عدالت سے چارہ جوئی کی جواب دعویٰ میں زینب نے بیان کیا کہ میں اپنے عزیزوں میں چلی گئی ہوں میں نے خنزیر کھایا ہے اور پوجا کی ہے۔ کیا اس بیان سے وہ مرتد ہوگئی اور نکاح فسخ ہوگیا یا کیا۔؟

الجواب:۔ اس حالت میں فتویٰ اس پر ہے کہ بعد تسلیم ارتداد زوجہ اس عورت کو بجبر شوہر اول کو واپس دیجائے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کی جاوے اور مشائخ بلخ کا فتویٰ اس پر ہے کہ زوجہ اگر حیلہ کرکے مرتدہ ہو تو شوہر اول کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ بجبر اس کو مسلمان کیا جاوے اور نکاح شوہر اول کا قائم ہے۔ درمختار میں ہے۔ وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار وعلیه الفتوی ولوالجیة. وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتیسیراً[1] (ترجمہ) اور مجبور کیجاویگی عورت اسلام پر اور شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنے پر از راہ توبیخ و زجر کے تھوڑے سے مہر پر جیسے ایک دینار مثلاً اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور مشائخ بلخ نے اسپر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۲ ج ۲ - ظفیر۔

فتویٰ دیا ہے کہ ایسی حالت میں زوجہ کے مرتدہ ہونے سے شوہر اول کا نکاح فسخ نہ ہوگا زجراً اور دشواری سے بچنے کے لئے۔

قبل بلوغ مباشرت کے باوجود خیار بلوغ حاصل ہے۔

سوال (۱۰۸۱) ہندہ کا عقد نکاح ہمراہ زید بعد وفات پدر ہندہ اس کی ماں نے بایام نابالغی ہندہ کر دیا تھا اور مجامعت نابالغی جبکہ ہندہ کے آثار بلوغ نمایاں نہیں ہوئے تھے اگر زید جبراً یا بہ رضامندی ہندہ مباشرت کی تو کیا ہندہ بعد بلوغ نکاح مذکور کو فسخ کر سکتی ہے۔ اور مباشرت مذکور اس کے اختیار خیار بلوغ کے مانع ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:- دخول و مباشرت قبل بلوغ مقطع خیار فسخ نہیں ہے بلوغ کے بعد ہندہ کو اختیار ہے کہ بفور بلوغ اپنی عدم رضامندی ظاہر کر دے اور فسخ نکاح کی طالب ہو مگر اس فسخ کے لئے فیصلہ قاضی شرط ہے۔ درمختار میں ہے۔ وخیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا[1]۔ رد المحتار معروف بشامی میں ہے۔ قولہ والثیب شمل مالو کانت ثیبا فی الاصل او کانت بکراً ثم دخل بھا ثم بلغت قولہ دفعہم حملہ فی الفتح علی ما اذا کان قبل الدخول اما لو دخل بھا قبل بلوغہ ینبغی ان لا یکون دفع المھر بعد بلوغہ رضا[2] وفیہ ایضا قبیلہ وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[3]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۶۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۶
[3] رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ ظفیر۔

دھوکہ دیکر غیر کفو والا شادی کرے تو بعد میں وہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۸۲) ہندوستان میں بہت سے ایسے شرفاء ہیں جن کے یہاں کفو کا اعتبار ہوتا ہے اگر کوئی غیر شخص دھوکہ دے کر اپنے آپ کو کفو ظاہر کرکے کسی کی لڑکی سے شادی کرے اور درحقیقت وہ اُس کا کفو نہ ہو تو ایسا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب:- ایسی صورت میں اختیار فسخ کا رہتا ہے۔ درمختار میں ہے۔ لو تزوجته على انه حر او سنى الخ فبان بخلافه او على انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا كان لها الخيار[1] الخ وفى الشامى لو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفوء فحق الفسخ ثابت للكل[2] الخ ـ

چچا کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فوراً فسخ ہو سکتا ہے مگر قضائے قاضی شرط ہے

سوال (۱۰۸۳) ہندہ نابالغہ کا نکاح ہندہ کے چچا نے زید کے ساتھ پڑھا دیا تھا ہندہ جس وقت بالغ ہوئی اُس نے چند آدمیوں کے روبرو فوراً نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کی کہ یہ نکاح مجھکو منظور نہیں ہے۔ کیا نکاح ہندہ کے نامنظور کرنے سے فسخ ہو گیا یا فسخ نہیں ہوا۔ ؟

الجواب:- کتب فقہ درمختار و شامی میں ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ کو بعد بالغہ ہونے کے فوراً اختیار ہے کہ اپنا نکاح فسخ کرا دے لیکن بدوں حکم قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہ ہو گا چنانچہ درمختار میں ہے بشرط القضاء للفسخ[3] اور شامی میں ہے فان اختار الفسخ فلا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء[4] الخ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۲ ـ [2] رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۳ ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۲ ـ ظفیر ـ [4] رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۱ ـ ظفیر ۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

پس اس زمانہ میں چونکہ قاضی شرعی نہیں ہے اس لئے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا کیونکہ ہندہ خود اپنا نکاح فسخ نہیں کرسکتی اور دوسرا نکاح بدون طلاق دینے شوہر کے نہیں کرسکتی۔

ایک غیر شخص نے نکاح کردیا اب بالغ ہونے کے بعد وہ فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۸۴) ہندہ کے والدین اور دادا و بھائی نے انتقال کیا۔ ہندہ کے دادا کے ہم زلف نے جو غیر شخص ہے آٹھ سال کی عمر میں ہندہ کا نکاح زید سے کردیا ہندہ نے بالغ ہوتے ہی چند گواہوں کے روبرو اس نکاح کو فسخ کردیا تو یہ نکاح فسخ ہوا اور ہندہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ نکاح مذکور فسخ ہوگیا۔ ہندہ کو اختیار ہے کہ دوسرے مرد سے اپنا نکاح کرلیوے[1]۔ فقط (یہ دراصل فضولی کا کیا ہوا نکاح تھا۔ وہ لڑکی کی بعد بلوغ منظوری پر موقوف تھا۔ اس نے اسے نامنظور کردیا۔ لہٰذا وہ ختم ہوگیا۔ اس لئے یہاں قضائے قاضی کی بحث نہیں چھیڑی گئی۔ ظفیر)

نابالغ لڑکے سے بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۸۵) ایک لڑکے نابالغ کا نکاح ایک لڑکی بالغہ سے ہوا۔ اب لڑکی نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے۔ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ جب کہ لڑکی بالغہ تھی اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا تھا تو یہ نکاح شرعاً صحیح اور منعقد ہوگیا۔ اب اگر لڑکی علیحدگی چاہتی ہے تو جس وقت لڑکا بالغ ہوجاوے اس سے طلاق لے لیجاوے یا خلع کرلیا جاوے یعنی لڑکی مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے۔ بدون طلاق دینے شوہر کے یا خلع

---

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل (درمختار) قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیرہ بغیر ولایۃ ولا وکالۃ (ردالمحتار باب الکفارۃ ص ۳۴۹ ج ۲) ظفیر۔

کرنے کے کوئی صورت علیحدگی کی اور جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے[1]۔ جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دیدے اُس وقت تک کوئی صورت فسخ نکاح اور کوئی جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے۔

باپ جب دیوانہ تھا تو چچا ولی تھا اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے باپ کو رد کرنیکا اور لڑکی کو بلا قضاء قاضی فسخ کا اختیار نہیں

سوال (۱۰۹۶) زید دیوانہ ہو گیا اور اس کی ایک لڑکی صغیرہ ہندہ کا نکاح زید کے بھائی یعنی ہندہ کے چچا بکر نے کر دیا اور اب لڑکی کا باپ اچھا ہو گیا اور اپنی لڑکی کے نکاح سے انکار کرتا ہے اور چار پانچ ماہ سے ہندہ بھی بالغ ہے وہ بھی بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے انکار کرتی ہے یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور اب ہندہ یا زید اسکو فسخ کر سکتے ہیں اور ہندہ کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب:- وہ نکاح جو ہندہ صغیرہ کا اسکے چچا بکر نے بحالت مذکورہ کیا وہ صحیح ہو گیا اور ہندہ کو بالغہ ہونے پر اگرچہ اختیار نکاح کے فسخ کرنیکا ہے لیکن قضائے قاضی اس فسخ کے لئے ضروری ہے اور اس زمانہ میں قاضی نہیں ہے لہذا بدون قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا[2] اور ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور زید کو فسخ کرنیکا اختیار نہیں ہے۔ کذا فی کتب الفقہ[3]۔

---

[1] اس میں خیار بلوغ کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ بلوغ کے بعد ہی لڑکی کی اجازت سے نکاح ہوا ہے بالغہ کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ حق نابالغہ کے لئے ہے۔ لما ای لصغیر و صغیرۃ وملحق بہما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ (الدر المختار علی ھامش رد المختار باب الولی ج۲ ص۲)

[2] فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المختار باب الولی ج۲ ص۲۱) ظفیر

[3] وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (در مختار) حال قیام الاقرب ای حضورہ وھو من اھل الولایۃ اما لو کان صغیرا او مجنونا جاز نکاح الابعد (رد المحتار باب الولی ج۲ ص۲۲) ظفیر۔

نکاح قبول کر لینے اور شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد نکاح فسخ نہیں ہوگا۔

سوال (۱۰۸۷) ایک لڑکی نابالغہ ثیبہ کا نکاح اُس کے سوتیلے باپ نے ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا لڑکی بعد بلوغ کے دو سال تک اپنے خاوند کے ساتھ رہی اب بعد دو سال کے نکاح سے انکاری ہے تو اس صورت میں اب لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ یہ نکاح نافذ ہے اور اب بعد اجازت بالغہ یہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔[1] فقط

چچا کے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے۔

سوال (۱۰۸۸) عائشہ صغیرہ کا نکاح اُس کے چچا نے کر دیا جبکہ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا بعد چند سال کے جب عائشہ کو حیض آیا اور بالغہ ہوئی تو فوراً اسی وقت اس نے اپنے نکاح سے انکار کیا اور دو معتبر شخص کے سامنے اپنے نکاح کو فسخ کیا بعد چند سال کے عائشہ نے اپنا نکاح اپنے کفو میں کر لیا۔ اب ایک شخص نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عائشہ کا نکاح اول کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتا۔ اور جو بعد میں دوسرا نکاح کیا وہ فاسد ہے اور جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے۔ آیا عائشہ کا اول نکاح فسخ ہو کر دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ اور جس مولوی نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح اول فسخ نہیں ہوا صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب و ابیہ الی ان قال ان کان من کفوء و بمھر المثل صح

---

[1] وخیار الصغیر والثیب اذا بلغا لا یبطل بالسکوت بلا صریح رضا اود لالۃ علیہ کقبلۃ ولمس و دفع مھر (درمختار) ومن الرضا د لالۃ فی جانبھا تمکینہ من الوطؤ (ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۰ ج ۲) ظفیر۔

ولکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء للفسخ قال فی رد المحتار المعروف بالشامی قوله للفسخ ای هذا الشرط انما هو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیه بقوله فیتوارثان فیه ای فی هذا النکاح قبل ثبوت فسخه اھ شامی جلد (۲) ص۳۰۷ ۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں بوجہ نہ ہونے قضاء قاضی کے نکاح اول فسخ نہ ہوا اور دوسرا نکاح جو قبل از فسخ نکاح اول ہوا باطل وحرام ہے ۔ پس جس عالم نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا وہ فتویٰ صحیح ہے اور مطابق ہے کتب معتبرہ حنفیہ کے ۔ اور جب کہ نکاح ثانی باطل ہوا تو جو تفریعات نکاح باطل پر ہوں گی وہ ظاہر ہیں ۔ اور واضح ہو کہ کسی عالم ایک یا زیادہ کا یہ کہہ دینا کہ نکاح فسخ ہوگیا ۔ قضاء نہیں ہے ۔ اور نہ قضاء قاضی کے قائم مقام ہے ۔ البتہ اگر کسی کو دونوں فریق یعنی زوجین پنچ حَکَم بنادیتے کہ جو کچھ وہ فیصلہ کرے گا ہم کو تسلیم ہے تو البتہ حکم اس حَکَم کا قائم مقام قضاء قاضی کے ہوتا ۔ واذ لیس فلیس ۔

ماں کا کیا ہوا نکاح تھا بالغ ہوتے ہی فسخ کر دیا ۔ کیا حکم ہے ۔

سوال (۱۰۸۹) ہندہ نابالغہ کا نکاح اسکی ماں نے اپنی برادری میں بعوض رشل کر دیا کیونکہ لڑکی کے باپ دادا انتقال کر چکے تھے ۔ لڑکی نے حیض جاری ہوتے ہی کہہ دیا کہ میں نکاح رکھنا نہیں چاہتی تو کیا نکاح فسخ ہوگیا اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے ۔ ؟

الجواب :- ایسی صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے

اور قاضی چونکہ اس زمانہ میں موجود نہیں ہے اس لئے بدون طلاق دینے شوہر بالغ کے کوئی صورت فسخ نکاح کی اور جواز نکاح ثانی کی نہیں ہے۔ فقط۔ (یوں اسکو خیار بلوغ حاصل [1] ہے۔ ظفیر)

ماں نے نکاح کیا لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی بالغ علیحدگی کی کیا صورت ہے

سوال (۱۰۹۰) ایک لڑکی جس کا والد فوت ہوگیا اوس وقت لڑکی کی عمر تخمیناً چھ یا سات سال کی تھی اوس کی والدہ نے اُس کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا تھا جس کی عمر دو یا تین سال کی تھی۔ اب لڑکی اٹھارہ سال کی اور لڑکا تیرہ سال کا ہے لیکن دونوں میں اس قدر منافرت ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتا۔ لڑکی کی علیحدگی کی کوئی صورت بتلائی جائے۔

الجواب :- اگر ماں اس وقت ولی تھی اور کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا تو والدہ نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ صحیح ہوگیا۔ اب صورت علیحدگی کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ لڑکا جب بالغ ہو جاوے یا پندرہ برس کا ہوجاوے وہ طلاق دیدیوے۔

دادا نے نکاح کیا اور لڑکی شوہر کے پاس رہی بھی اب وہ نکاح فسخ کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۹۱) زید کا بڑا بیٹا مرگیا اُس نے ایک لڑکی چھوڑی اور بیوہ چھوڑی زید نے اپنی پوتی کا نکاح اپنے نواسہ سے بغیر رضامندی لڑکی کی والدہ کے کردیا کچھ دنوں تو لڑکی اپنے شوہر کے یہاں رہی مگر بیوہ کے خاوند نے اس لڑکی کو سکھلادیا کہ تو کہدے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھوایا اور میں راضی نہیں ہوں

---

[1] حاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلہما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) صوبہ بہار میں امارت شرعیہ کے قضاۃ کے ذریعہ بہت آسانی سے یہ صورت نکل سکتی ہے۔ ظفیر۔

چنانچہ لڑکی برابر انکار کرتی ہے کہ میں چونکہ اب بالغ ہوں میرا نکاح نہیں پڑھایا گیا اور دادا نے نابالغی میں جو پڑھوایا اس پر میں رضامند نہیں ہوں۔ آیا شرعاً زید کا کیا ہوا نکاح ٹوٹ گیا یا بدستور رہا کیا لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے ایک مولوی کے فتوے پر زید کی پوتی نے دوسرا نکاح کر لیا ہے۔

الجواب:۔ دادا نے جو نکاح اپنی پوتی نابالغہ کا کیا تھا وہ فسخ نہیں ہو سکتا دوسرا نکاح جو لڑکی نے کر لیا وہ شرعاً باطل اور غیر صحیح ہے[1] لہٰذا وہ لڑکی شرعاً شوہر سابق کو ملنی چاہئے۔ ھکذا فی کتب الفقہ الحنفیۃ کالدر المختار والشامی والعالمگیریۃ والھدایۃ وغیرہ فقط

خیار بلوغ و فسخ نکاح

سوال (۱۰۹۲) ہندہ مراہقہ یا بالغہ کا نکاح اس کے ولیوں نے زید سے کر دیا جب وہ رخصت ہو کر زید کے گھر آئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زید سے راضی نہیں اور اس نے صراحۃً بھی یہ کہہ دیا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں اور نہ میں اس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہوں۔ بعد ازیں زید کے ولیوں نے ہندہ کے ولیوں کو بلا کر ہندہ کو ان کے سپرد کر دیا۔ چند مہینہ کے بعد ہندہ کے ولیوں نے آکر یہ کہا کہ ہندہ کہتی ہے کہ اب میں زید سے راضی ہوں اور اس کے یہاں جاؤنگی۔ لیکن اب زید کے ولی انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زوجہ مہر معاف کر دے اور زید طلاق دیدے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو ان ایام کا نفقہ جب سے زید کے یہاں آنے کا اقرار کیا زید پر واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہندہ اگر بالغہ تھی و اگر موافق رواج کے اسکے استیذان کے بعد اس کے ولیوں نے اس کا نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا اور ہندہ کو

[1] لیفعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ (رد المختار) [illegible]

اس صورت میں فسخ نکاح کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ہندہ بوقت نکاح نابالغہ تھی اور نکاح اوس کا باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا ہے تو اس صورت میں اگر ہندہ کو بفور بلوغ نکاح فسخ کرانے کا اختیار تھا مگر چونکہ شرائط فسخ نکاح نہیں پائے گئے لہذا وہ نکاح صحیح رہا۔ اب جبکہ زوجین میں توافق ہے اور ہندہ زید کے پاس رہنے میں راضی ہے اور زید بھی راضی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر آمادہ ہے تو زید کے اولیا کو ان میں مفارقت کرانا نہ چاہیے کہ یہ امر عندالشرع مذموم ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں زید کے ذمہ واجب ہے۔

فتجب للزوجة بنکاح صحیح علی الزوج ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر۔[1] درمختار۔ قوله ولو هی فی بیت ابیها تعمیم لقوله فتجب للزوجة وهذا ظاهر الروایة فتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبها۔ شامی[2] ص ۶۶۶ ج ۲

خیار بلوغ پر عورت گواہ بنادے تو تاخیر مضر نہیں | **سوال** (۱۰۹۳/۱) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد نے خیار البلوغ میں شہادت قائم کر دی ہے اور بعد شہادت ساکت رہنا قاضی موجود ہونے تک یا نوی منگانا قبل خلوۃ صحیحہ یہ موجب رضا مانع فسخ ہے یا نہ؟ اور فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے یا نہ؟

خیار بلوغ کے لئے قضائے قاضی | (۲) اگر ناکح غائب ہو تو قاضی کیونکر نکاح فسخ کرے گا اس میں قضائے قاضی شرط ہے؟

خیار بلوغ | (۳) خیار بلوغ کے بعد عورت کو جب نکاح کا علم ہو جاوے اور وہ مہر کی مقدار میں مخاصمہ کرے تو پھر بھی عورت کو خیار فسخ ہے یا نہ؟

---

[1] ردالمحتار باب النفقہ ص ۶۶۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب النفقہ ص ۶۶۶ ج ۲۔ ظفیر۔

الجواب :- (۱) قضائے قاضی فسخ کے لئے شرط ہے اگرچہ بفور بلوغ منکوحہ مذکورہ نے فسخ نکاح پر شہادت قائم کردی تو پھر ساکت رہنا وجود حضور قاضی تک خیار فسخ کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے کما فی الدر المختار. بشرط القضاء الخ اور اگر زوج غائب ہو تو اس کے حاضر ہونے تک قاضی فسخ کا حکم نہ کرے گا۔ قال فی الشامی وفیہ ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینہما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب[1] ۔ نہر الخ

(۳) علم اصل نکاح کے بعد سکوت منکوحہ صغیرہ بعد بلوغ مبطل خیار ہے پس منازعت کرنا مہر میں اور فسخ نہ کرنا نکاح کو بفور بلوغ مسقط خیار ہے۔ کما فی الدر المختار وبطل خیار البکر بالسکوت لو مختارۃ عالمۃ باصل النکاح[2] ۔ فقط

بلوغ کے وقت سکوت سے خیار بلوغ باطل ہوجاتا ہے

سوال (۱۰۹۴) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد کا بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہکر یہ کہنا کہ مجھکو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہے صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کو اس صورت میں اختیار فسخ نکاح ہے یا نہ؟ اور قاضی بھی اس نکاح کو فسخ کرسکتا ہے یا نہ۔؟

الجواب :- درمختار میں ہے وبطل خیار البکر بالسکوت[3] ولا یمتد الی آخر المجلس الخ وفی الشامی قولہ وبطل خیار البکر ای من بلغت وھی بکر[4] الخ پس معلوم ہوا کہ بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہکر منکوحہ مذکورہ کو خیار فسخ نہیں ہے۔ اور کوئی قاضی اس کو فسخ نہیں کرسکتا۔

فسخ نکاح میں زوجین کا موجود رہنا ضروری ہے یا نہیں۔

سوال (۱۰۹۵) فسخ نکاح خیار بلوغ میں قضاء قاضی یا حکم کی ضرورت ہے یا نہیں اور زوجین کا حاضر رہنا وقت قاضی کی قضاء کے

[1] دیکھئے رد المحتار۔ باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱۔ [2] ایضاً ج ۲ ص ۴۲۵۔ [3] ایضاً ج ۲ ص ۴۲۵۔ ظفیر۔ [4] " "

ضروری ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ قضائے قاضی یا حکم محکم کی ضرورت اور حضور زوجین یا ولی یا وصی نابالغ میں شرط ہے۔ ولوبلغت وھو صغیر فرق بحضرة ابیه او وصیه بشرط القضاء للفسخ[1] الخ۔ الدر المختار۔

مان نے نکاح کر دیا تھا لڑکی اسے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ وہ ماں پر الزام بھی لگاتی ہے

سوال (۱۰۹۶) ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا بعد میں عورت بیوہ مذکورہ کا انتقال ہوگیا۔ دختر نابالغہ سن بلوغ کو پہونچکر دوسال کامل اپنے شوہر کے گھر رہی۔ اب یہ عذر کرتی ہے کہ میرا نکاح جو والدہ نے بحالت نابالغی کر دیا تھا وہ فسخ کر دیا جاوے۔ اور سماۃ مذکورہ یہ بھی کہتی ہے کہ میرے شوہر کا ناجائز تعلق میری والدہ کے ساتھ تھا اس لئے میرا نکاح اس کے ساتھ حرام ہے۔ دختر کا یہ قول معتبر ہے یا نہیں اور حرمت ثابت ہوگی یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ نابالغ کے نکاح کی ولایت اور اختیار در اصل عصبات کو ہے۔ اول باپ پھر دادا پھر بھائی۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو چچا تایا ولی ہیں الی آخر الترتیب۔ اگر عصبات ذکور میں سے کوئی نہ ہو تو اس وقت والدہ کو اختیار نابالغ اور نابالغہ کے نکاح کا ہے۔ پس اگر باوجود موجود ہونے ولی عصبہ کے والدہ نے نکاح کیا تو وہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ البتہ اگر کوئی ولی عصبہ نہ ہو تو پھر والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے[2]۔ لہذا

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲۔ وفیه ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینهما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب (رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲) ظفیر۔ [2] فان لم یکن عصبة فالولایة للام (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۹ ج۲۔) ظفیر۔

صورت مسئولہ میں اگر باوجود ولی عصبہ کی موجودگی کے والدہ نے خود نکاح کر دیا اور ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہوا ورنہ باطل ہوا[1]۔ اور اگر ولی عصبہ نہ ہونے کی صورت میں والدہ نے نکاح کیا تو وہ صحیح ہے۔ اب فسخ نہیں ہو سکتا[2]۔ اور مسماۃ مذکورہ کا یہ قول کہ اس کے شوہر کا ناجائز تعلق اس کی والدہ سے تھا اس لئے نکاح ناجائز ہوا صحیح اور معتبر نہیں ہو سکتا اور محض اسکے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہو گی[3]۔

باپ دادا کے سوا کسی نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے۔

سوال (۱۰۹۷) یہ مقدمہ زیر دفعہ ۴۹۴ ازدواج ناجائز من جانب مستغیث عدالت راجپورہ میں دائر ہوا تھا مجسٹریٹ صاحب راجپورہ نے اس استغاثہ کو اس بنا پر خارج کر دیا ہے کہ مسماۃ کا نکاح جب عبدالکریم نابالغ سے ہوا تھا تو وہ نابالغ تھی اور اس کا نکاح ولی کی ولایت سے نہیں ہوا تھا اسلئے مسماۃ کو اختیار تھا کہ بالغ ہوتے ہی وہ اپنے پہلے نکاح کو فسخ کر دے اور دوسرے شخص سے نکاح کر لے۔ مسمی عبدالکریم مستغیث کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت اسکی عمر تقریباً سات سال کی تھی اور مسماۃ مریم کی عمر تقریباً نو سال کی تھی اور اب بوقت نکاح ثانی مسماۃ مریم ۱۶ سال کی تھی اور اس وقت تقریباً ۱۰ سال کی عمر ہے وکیل مستغیث کی اس کی نسبت یہ بحث ہے کہ بیشک ایسا نکاح جو ولی کی ولایت میں نہ ہوا ہو بالغ ہونے پر عورت ایسا نکاح منسوخ کر سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ

---

[1] فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۳۲۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] لھما ای الصغیر والصغیرۃ وملحق بہما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ لقصور الشفقۃ الخ بشرط القضاء للفسخ (ایضاً ص ۳۳۱ ج ۲) ظفیر۔ [3] تزوج بنت امرأۃ ثم جاءت فقالت ابوک نفسی ان صدقتہا بانت بلا مہر والا لا (ایضاً فصل فی المحرمات ص ۳۸۸ ج ۲)

بالغ ہونے پر عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حسب قاعدہ حاکم عدالت یا قاضی سے وہ اجازت نکاح.... حاصل کرے اور جب تک بحکم عدالت نکاح منسوخ نہ ہو نکاح قائم رہتا ہے عورت حسب مرضی خود بخود نکاح شرعی کو منسوخ نہیں کر سکتی وکیل.... نے دفعہ ۵۰ قانون شرع محمدی فیصلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۹ پیش کرکے یہ بحث کی ہے کہ صورت مذکورہ میں عورت کو بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح کا اختیار ہوجاتا ہے عدالت سے ایسا حکم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور قانون شرع محمدی کی رو سے جب کسی نابالغ بچہ کی شادی سوائے باپ اور دادا کے کوئی اور شخص کرائے تو بالغ ہونے کے وقت لڑکا اور لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ اس نکاح کو قائم رکھیں یا نہ رکھیں اور ثبوت میں حوالہ ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ مصر اور شرائع الاسلام صفحہ ۳۰۹ کا دیا گیا ہے اور اس امر کے متعلق کہ فسخ نکاح کے لئے حکم عدالت ضروری ہے حوالہ فتاویٰ عالمگیری کا دیا گیا ہے اور درج کیا گیا ہے کہ کتاب ردالمحتار کے صفحہ ۵۰۲ جلد ۲ پر یہ تشریح کی گئی ہے کہ ایسے فعل کے انفساخ کے لئے جس کے کرنے کے فریقین مجاز ہیں کسی عدالتی حکم کی ضرورت نہیں ہے البتہ تصفیہ متنازعہ کے لئے ایک عدالتی شہادت کی ضرورت ہے۔ واقعات وحالات مقدمہ یہ ہیں۔ غور طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسا نکاح جو بوقت نابالغی باپ دادا کے علاوہ کسی اور شخص کی اجازت سے ہوا ہو اور حقیقی چچا اس کا نکاح کرنے والا ہو تو متعاقدین میں کے ایسے شخص کے بالغ ہوجانے پر وہ فسخ ہوسکتا ہے یا کہ نہیں اور ایسے انفساخ کیلئے عدالت یا کسی شرعی شخص کی اجازت ضروری ہے یا نہیں۔ اور عورت مجاز ہے کہ بلا اجازت عدالت یا شرعی فتویٰ کے انفساخ بموجودگی شوہر اول نکاح ثانی کرے پس مقدمہ ہذا میں حسب الحکم جناب جج صاحبان، مکلف خدمت ہوں کہ جناب واقعات مقدمہ اور امور تنقیح طلب عدالت ہذا پر غور فرما کر بذریعہ مستند کتب شرعی

مذہب اہل سنت والجماعت جواب بحوالہ مفصل عنایت فرما دیں ۔

الجواب :۔ جس صورت میں کہ نابالغہ کا نکاح سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کرے تو نابالغہ کو بعد بالغہ ہونے کے یہ اختیار ہے کہ اپنے نکاح سابق سے انکار کردیوے اور اسکو بذریعہ قاضی کے فسخ کرالے کیونکہ بدوں قضاء قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا جیسا کہ ردالمحتار المعروف بالشامی میں صراحۃً یہ مذکور ہے کہ بدوں قضاء قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔ عبارت اس کی یہ ہے — فی الدر المختار قولہ بشرط القضاء للفسخ الخ قولہ للفسخ ای ھذا الشرط ای ھو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ فلا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[۱] الخ ص ۳۰۷ جلد ثانی شامی باب الولی

پس یہ عبارت صریح ہے اس بارہ میں کہ لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے لیکن وہ خود فسخ نہیں کرسکتی بلکہ قاضی شرعی فسخ کرے گا اور بلا قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور لڑکی کو یہ درست نہ ہوگا کہ بدون فسخ کرنے قاضی کے اور بدوں گذرنے عدت[۲] کے وہ نکاح ثانی کرسکے۔ فقط ۔

جب بلوغ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہی تو اب اس کو حق فسخ حاصل نہیں ہے

سوال (۱۰۹۸) مسماۃ زینتن کی عمر جب چودہ برس کی ہوئی تو اس کے ولی اقرب چچا نے اس کا نکاح ابراہیم سے کردیا۔ اسی روز سے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے ساتھ خلوت میں رہنے لگی۔ نکاح کے چار پانچ روز بعد حائضہ ہوئی اور اس کے بعد بھی چار پانچ ماہ تک شوہر کے ساتھ رہی بعدازاں باہم کچھ ناچاقی ہوگئی اور شوہر اپنی بیوی سے علیحدہ رہنے لگا۔ اب مسماۃ مذکورہ دعویٰ کرتی ہے کہ جب

---

[۱] دیکھئے ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۱/۲ - [۲] ضمیمہ دیکھیں ۔

میرا نکاح ہوا تو میں نابالغہ تھی۔ اب مجھے یہ نکاح منظور نہیں۔ اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :- اب وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا یعنی صورت موجودہ میں عورت کو خیار فسخ نکاح باقی نہیں رہا۔ قال فی الدر المختار ولا یمتد الی اٰخر المجلس (درمختار) ای مجلس بلوغها او علمها بالنکاح اھ ای فلو سکتت ولو قلیلا بطل خیارها اھ شامی۔[1]

سوال (۱۰۹۹) زید نے اپنی دختر کا عقد اپنی بیماری میں اپنے چچازاد بھائی کو ولی قرار دیکر اور بکر نے اپنے لڑکے کی طرف سے ولی بنکر پڑھوالیا تو لڑکی کو بوقت بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں۔ ؟

باپ نے چچازاد بھائی کے ذریعہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا تو کیا اس کو خیار بلوغ حاصل ہے

الجواب :- اس صورت میں لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ جس وقت لڑکی بالغہ ہو اسی وقت یہ کہہ دے کہ میں نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہوں اور قاضی شرعی نکاح فسخ کر سکتا ہے بدون قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الدر المختار وشرط للکل القضاء وفیہ ایضاً وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب لهما خیار الفسخ بالبلوغ اھ بشرط القضاء اھ۔[2]

سوال (۱۱۰۰) زید نے اپنے نابالغ لڑکے کی منگنی عمرو کی نابالغہ دختر سے کردی لڑکے لڑکی کے باپ نے ایجاب وقبول کیا اور نکاح بھی پڑھا گیا۔ اب دونوں بالغ ہو گئے ہیں

بالغ ونابالغہ کے ولیوں نے ایجاب وقبول کیا تو کیا بعد بلوغ وہ فسخ ہو سکتا ہے

---

[1] رد المحتار، باب الولی ص ۲۶۵ ج ۲ ظفیر ۱۲

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۱۹۹ ج ۲ ظفیر ۱۲

تو وہ نکاح جائز ہے یا اب پھر نکاح پڑھانے کی ضرورت ہے اگر اب لڑکا یا لڑکی مع رضامندی والدین اس نکاح سے انکار کریں تو قابل پذیرائی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو علیحدگی کی کیا صورت ہے۔؟

الجواب :- اگر باقاعدہ نکاح پڑھایا گیا اور ایجاب وقبول نکاح کا ہو گیا تو انعقاد نکاح میں کچھ شبہ نہیں رہا اب فسخ نہیں ہو سکتا اور والد کے کئے ہوئے نکاح کو لڑکی بعد بلوغ کے فسخ نہیں کر سکتی اور اگر ایجاب وقبول حسب قاعدہ نکاح نہ ہوا تھا محض منگنی تھی اور لفظ نکاح کے ساتھ ایجاب وقبول نہ ہوا تھا بلکہ محض ایسا ہوا کہ لڑکی کے ولی نے کہا کہ میں نے لڑکی تمہیں دیدی اور لڑکے کے ولی نے کہا کہ میں نے لیلی یا مجھے منظور ہے تو یہ وعدہ نکاح ہے نکاح اس سے مجلس منگنی میں منعقد نہیں ہوتا اس صورت میں نکاح دوبارہ ہونا چاہئے لیکن اگر زوجین میں سے کوئی اس تعلق کو پسند نہ کرے تو وہ نکاح سے انکار کر سکتا ہے۔

بغیر قضائے قاضی صرف انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔

سوال (۱۱۰۱) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ولی عصبہ نے کر دیا بعد بلوغ یعنی حیض آنے پر ہندہ نے اس نکاح سے انکار کر دیا بعد انکار کے ہندہ کے ماموں نے اس کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح اول ہی قائم ہے تو قاضی اور جو لوگ دوسرے نکاح میں شریک ہوتے ان کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب :- نکاح اول جو نابالغہ کے ولی جائز نے کیا وہ صحیح ہو گیا اور بعد بلوغ ہندہ کے محض ہندہ کے انکار کر دینے سے بدون قضائے قاضی منسوخ اور فسخ نہیں ہوا

پس دوسرا نکاح جو ہندہ کے ماموں نے کیا وہ ناجائز ہوا[1]۔ باوجود علم کے جو لوگ شریک نکاح ثانی ہوئے اور جس نے نکاح پڑھایا وہ گنہگار ہوئے توبہ کریں اور اعلان کردیں کہ دوسرا نکاح نہیں ہوا۔ فقط۔

والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کرسکتی ہے یا نہیں -

سوال (۱۱۰۲) ہندہ نابالغہ کا نکاح والدہ کی ولایت سے ہوا تھا۔ اب ہندہ کی عمر پندرہ سال ہے اور ہنوز ہندہ اپنے والدین کے گھر مقیم ہے۔ اس صورت میں ہندہ والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں اور بعد بلوغ ہندہ کو اختیار فسخ نکاح ہے یا نہیں۔ اور ولی ہندہ کا کون ہے۔؟

الجواب :- والدہ کی ولایت نکاح نابالغہ میں عصبات سے موخر ہے پس اگر کوئی ولی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا مثل چچا وغیرہ کے تو والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہوگیا۔ ہندہ کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح حاصل تھا مگر اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے[1] اور یہ خیار بعد بلوغ ہوتا ہے اگر بفور بلوغ اس نے اس نکاح کا انکار نہیں کیا اور اس کو رد نہیں کیا اور قاضی سے فسخ نہیں کرایا تو پھر فسخ نہیں ہوسکتا۔ درمختار میں ہے ولا یمتد الی اخر المجلس الخ ای مجلس بلوغها الخ شامی[2] وفی الدر المختار ایضا بشرط القضاء[3] الخ

ولد الزنا نابالغہ لڑکی کا نکاح ماں نے کردیا تو کیا اس کو بعد بلوغ فسخ کا اختیار ہے

سوال (۱۱۰۳) ایک لڑکی سکندہ کا نکاح اس کی نابالغی میں اُسکی ماں نے بدون ولی عصبہ

---

[1] بشرط القضاء للفسخ (درمختار) حاصله انه اذا کان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر۔

[2] ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲ - [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲ - ظفیر

نے کیا اور سکندر ولد الزنا ہے اوس نے بالغ ہوتے ہی ولی عصبہ کا نکاح کیا ہوا فسخ کیا۔ یہ فسخ کرنا صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب: سکندر کی والدہ نے اگر نکاح سکندر مذکور ولد الزنا کا کیا تو نکاح صحیح ہوگیا اور بعد بلوغ سکندر کو فسخ کا اختیار ہے لیکن یہ فسخ بدون قاضی کے فسخ کرنے کے صحیح نہ ہوگا کما فی الدر المختار وغیرہ ولکن لھما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء اور شامی میں ہے وحاصلہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء الخ جلد ثانی شامی[1]۔

الغرض جب کہ اس فسخ کے لئے قاضی شرعی کا فسخ کرنا شرط ہے تو اس زمانہ میں فسخ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فقط۔

چچا نے نکاح کیا بالغ ہونے کے بعد لڑکی نے ناراضی ظاہر کی کیا کیا جائے

سوال (۱۱۰۴) ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اسکے عم حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کردیا جب لڑکی بالغ ہوئی تو اوس نے اپنی ناراضی ظاہر کرنے کے لئے اپنے چچا کو نوٹس دیدیا کہ مجھکو آپ کا کیا ہوا نکاح قبول و منظور نہیں ہے۔ اوس کے بعد قریباً تین سال تک سکوت کرکے اب عدالت مجاز سے فسخ نکاح کے واسطے چارہ جوئی کرتی ہے۔ اس صورت میں نکاح قائم رہا یا فسخ ہوگیا۔؟

الجواب: اگر بفور بلوغ اوسنے فسخ نکاح کا اظہار کردیا تو پھر تاخیر سے اوس کا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا وینبغی ان تقول فی فور البلوغ اخترت نفسی ونقضت النکاح فبعدہ لا یبطل حقھا بالتاخیر حتی یوجد التمکین الخ شامی ص۳۰۹ جلد (۲)[2] فقط

---

[1] ردالمحتار باب الولی ص۴۲۱/۲۔ ظفیر۔　[2] ردالمحتار باب الولی ص۴۲۵/۲۔ ظفیر۔

شیعہ نے سنی ہو کر دھوکہ دیکر نکاح کیا تو وہ فسخ ہوگا۔

سوال (۱۱۰۵) زید نو وارد شیعۃ المذہب نے خالد سنی المذہب کو یہ یقین حلفاً دلاکر خالد کی دختر نابالغہ ہندہ سے عقد کیا کہ وہ سنی ہے بعد عقد کے زید سے افعال شیعہ تعزیہ داری وغیرہ ظاہر ہوئے اس صورت میں دختر خالد ہندہ کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی الخ فبان بخلافہ الخ کان لہا الخیار الخ[1] اس عبارت سے واضح ہے کہ اس صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

چچا کے نکاح کرنے سے خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے مگر تاخیر کرنے سے وہ باطل ہوجاتا ہے

سوال (۱۱۰۶) ایک شخص نے مرنے سے قبل اپنے بھائیوں کو بلاکر یہ وصیت کی کہ میری فلاں لڑکی کا میرے بھتیجہ سے نکاح کردینا۔ بھائیوں نے حسب وصیت نکاح کردیا۔ بوقت نکاح وہ لڑکی نابالغہ تھی۔ اب وہ اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں یا وصی جو وکیل میت ہے اور وکیل کا نکاح کیا ہوا ہے موکل کا نکاح سمجھا جاویگا اور لڑکی کو اس اعتبار سے حق فسخ نہ ہوگا اور بلوغ سے کچھ دیر بعد فسخ کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس وصیت کا شرعاً اعتبار نہیں ہے اور نہ بحیثیت وصی ہونے کے وصی کو نکاح یتیمہ کا اختیار ہوتا ہے بلکہ میت کے بھائیوں نے جو نکاح یتیمہ نابالغہ کا کیا ہے وہ بحیثیت ولی ہونے کے صحیح ہوا ہے نہ نیابۃً عن المیت۔ کما قال فی الدر المختار ولیس للوصی من حیث ھو وصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان اوصی الیہ الاب بذلک علی المذھب نعم لو کان قریباً او حاکماً بملکہ بالولایۃ[2] الخ اور وکالت بعد موت موکل کی باطل ہوجاتی ہے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۶۲۲ ج۲۔ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص۳۴۴ ج۲ تبیل الکفو ۶۔

لہذا برادران میت بعد اس کے مرنے کے وکیل نہ رہے پس یہ نکاح برادران میت کا بوجہ ان کی ولایت کے ہوا نہ بوجہ وکالت کے اور اس میں نابالغہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہوتا ہے اور تاخیر کرنے سے خیار باطل ہو جاتا ہے۔ ولا یمتد الی اخر المجلس لانہ کالشفعۃ. درمختار[1] اور نیز اس صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے یعنی اگر نابالغہ نے بفور بلوغ اس نکاح کو نامنظور کیا اور فسخ کرانا چاہا تو بدوں قضاء قاضی کے فسخ نہ ہوگا۔ کما فی الشامی وحاصلہ انہ اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء[2] الخ ص۳۰۷ جلد ثانی شامی۔

بلوغ میں سن ہجری کا اعتبار

سوال (۱۱۰۷) سماۃ اقبال بیگم نے اپنی رضامندی سے اپنا نکاح مرزا عظیم کے ہمراہ کیا جبکہ سماۃ کی عمر بحساب سن عیسوی ۳ دن کم پندرہ برس کی تھی اور بحساب سنہ ہجری کچھ ۱۲م گے پندرہ سال کی۔ تو اس حالت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ؟ اور بلا طلاق یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ شرعاً پندرہ سال ہجری پورے ہونے سے عورت بالغہ شمار ہوتی ہے[3] پس صورت مذکورہ میں نکاح سماۃ کا مرزا عظیم بیگ سے صحیح ہو گیا بشرطیکہ مرزا عظیم کفو سماۃ اقبال بیگم کا ہو، پس بدون طلاق دیئے شوہر کے نکاح فسخ نہ ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۵ ج۲۔ [2] رد المحتار باب الولی ص۴۲۸ ج۲۔ ظفیر۔ [3] اجل سنۃ قمریۃ بالاھلۃ علی المذھب (درمختار) وجھہ ان الثابت عن الصحابۃ کعمر وغیرہ اسم السنۃ واھل الشرع انما یتعارفون الاشھر والسنین بالاھلۃ فاذا اطلقوا السنۃ انصرف الی ذالک (رد المحتار باب العنین ص۸۱۸ ج۲)۔ ظفیر

نابالغہ کے باپ کے ماموں نے شادی کردی تو یہ نکاح فسخ ہوگا یا نہیں۔

سوال (۱۱۰۸) ایک لڑکی کی شادی اسکے باپ کے ماموں نے اپنی ولایت سے بحالت کم سنی و نابالغی (جب کہ لڑکی کا باپ شریک شادی تھا مگر نکاح اس کی ولایت سے نہیں ہوا) کی۔ چونکہ لڑکا بداطواری کرتا ہے لہذا لڑکی شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ سن بلوغ کو پہونچکر نکاح سے انکار کردے آیا لڑکی کو بالغہ ہوکر نکاح فسخ کرنیکا اختیار ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- نابالغہ کے باپ کی موجودگی میں ماموں کو قطعًا ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے۔ البتہ اگر باپ اس کو اجازت دیدے تو ماموں نکاح کرسکتا ہے اور وہ نکاح باپ کا کیا ہوا سمجھا جاتا ہے اور باپ کے نکاح کئے ہوئے کو لڑکی بعد بالغہ ہونے کے فسخ نہیں کرسکتی کما فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ اوبغیر کفوان کان الولی المزوج بنفسہ بغبن ابًا اوجدًا الخ وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام او القاضی او وکیل الاب الخ لکن فی النھر بحثًا لو عین لوکیلہ القدر صح الخ (درمختار) وکذا لو عین لہ رجلاً غیر کفوٍ کما ابحثہ ... [illegible] شامی۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ اگر باپ نے شوہر کو متعین کرکے وکیل سے کہدیا کہ اس سے نکاح کردو تو وہ نکاح بھی فسخ نہیں ہوسکتا۔

نابالغہ کے چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نکاح کردیا تو اس کے فسخ کا طریقہ کیا ہے۔

سوال (۱۱۰۹) عبدالرحمن خان نے اپنی وفات پر ایک زوجہ سکینہ ایک دختر نابالغہ مسماۃ ظریفہ ایک بھتیجہ فیض اللہ خان وارث چھوڑے ہیں فیض اللہ خان نے ظریفہ کا نکاح اپنے لڑکے نصراللہ خان سے بلا رضامندی سکینہ کے کردیا

[1] دیکھئے رد المحتار [illegible] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۲ ج ۲

تھوڑے دنوں کے بعد سکینہ نے نکاح ثانی کر لیا اس کے بعد فیض اللہ خان نے دعوی استقرار حق کا سب جج سہارنپور میں اس امر کا کیا کہ میں نے ظریفہ نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے نصر اللہ خان سے کر دیا کسی دوسری جگہ ظریفہ نابالغہ کا نکاح نہ کیا جاوے۔ عدالت نے یہ حکم دیا کہ یہ نکاح بوجہ طمع جائداد کے ہوا ہے۔ اس واسطے کہ لڑکا لڑکی سے بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے ظریفہ نابالغہ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ اس نکاح کو عدالت سے منسوخ کرا کر دوسرا نکاح کر لے چنانچہ اس نے اول حیض آتے ہی اپنے پہلے نکاح کو نامنظور کر دیا تھا اور عدالت سب ججی سہارنپور سے بھی نکاح منسوخ کرا لیا تھا لیکن سب جج صاحب مسلمان نہیں تھے۔ اس کے بعد ظریفہ نے خود اپنا نکاح دوسرے شخص سے کر لیا تھا۔ یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ اس صورت میں ولایت نکاح مسماۃ ظریفہ نابالغہ کی اس کے تایا زاد بھائی مسمی فیض اللہ خان کو حاصل تھی کیونکہ وہ عصبہ ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے۔ در مختار میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ[۱] الخ بنا بریں علیہ جو نکاح ظریفہ نابالغہ کا اس کے تایا زاد برادر فیض اللہ خان نے اپنے لڑکے نصر اللہ خان کے ساتھ کیا تھا وہ شرعاً صحیح اور منعقد ہو گیا تھا اور مسماۃ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا حاصل تھا لیکن قضاء قاضی شرعی اس فسخ کے لئے شرط ہے۔ بدون حکم قاضی کے یہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔ اور حکم حاکم غیر مسلم کا اس بارہ میں شرعاً معتبر نہیں ہے[۲]۔ اس لئے صورت مسئولہ میں نکاح ظریفہ کا جو نصر اللہ خان کے ساتھ ہوا تھا فسخ نہیں ہوا۔ اور دوسرا نکاح مسماۃ ظریفہ کا

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲ ظفیر [۲] ومن علامات تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ (رد المحتار کتاب القضاء ج ۴)

صحیح نہیں ہوا بلکہ نصراللہ خان سے طلاق لے کر اور عدۃ[3] گذار کر دوسرا نکاح کرنا چاہئے۔ اگر سب جج صاحب شوہر کو حکم دے کر طلاق دلادیں تو بھی طلاق واقع ہوجاوے گی یا کسی مسلمان ریاست سے جو بااختیار ہو نکاح فسخ کرایا جاوے۔ شامی میں ہے اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ او العلم بہ فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء[1] . انتہی۔ اور جامع الفصولین میں ہے لو اختار احدھما الفرقۃ ورد النکاح بخیار البلوغ لم یکن ردا ولا یبطل بہ العقد ما لم یحکم القاضی بہ[2] الخ۔ مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم در فسخ نکاح بخیار بلوغ۔ میں استفسار بعینہ اسی قسم کا نقل فرمایا ہے۔ فقط۔

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۱۰) ایک یتیمہ نابالغہ آٹھ سالہ کا نکاح بولایت ماں اور بھائی کے ایک لڑکے نابالغ سے کردیا گیا۔ اب لڑکا بالغ ہے اور لڑکی تیرہ سالہ قریب البلوغ ہے مگر حیض نہیں آیا۔ اور لڑکے کی بدچلنی کی وجہ سے شوہر کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔ تو کیا ایسی صورت میں یہ لڑکی اپنا نکاح جو بولایت ماں اور بھائی ہوا ہے۔ فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔ اور لڑکے نے دعویٰ کردیا ہے کہ میری عورت پر مجھ کو قبضہ دلایا جاوے۔ جبکہ لڑکی اور ولی دونوں شوہر سے ناراض ہیں تو لڑکے کو لڑکی پر قبضہ دلایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :- اس صورت میں وہ لڑکی قبل البلوغ اپنا نکاح فسخ نہیں کراسکتی۔ اور بالغہ ہونا اس کا بعمر تمامی پندرہ سال ہے یا حیض وغیرہ علامات

---

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۴۲۱/۲ ۔ [2] جامع الفصولین ص ۳۴۱/۱۷۰ الفصل الخامس والعشرون فی الخیارات ، [3] ضمیمہ دیکھیں ۱۲

بلوغ سے ہے اور یہ بھی فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قضاء قاضی اس فسخ کیلئے شرط ہے درمختار میں ہے وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیہ الخ لهما خیار الفسخ بالبلوغ الی ان قال بشرط القضاء[1] الخ اور بحالت موجودہ جب کہ عمر لڑکی کی تیرہ سال کی ہے اور وہ قریب البلوغ ہے اور طاقت جماع رکھتی ہے تو شوہر کے سپرد کیا جا سکتی ہے۔ شامی میں ہے: وقد صرحوا عنه بان الزوجة اذا كانت صغيرة لا تطيق الوطى لا تسلم الى الزوج حتى تطيقه والصحيح انه غير مقدر بالسن بل يفوض الى القاضي بالنظر اليها من سمن او هزال[2] الخ ص ۳۹۹ جلد ثانی باب القسم۔ وفی باب المهر من الدر المختار وللزوج المطالبة بتسليمها ان تحملت الرجل[3] الخ -

باپ نے اپنی شادی کی لالچ میں نابالغہ لڑکی کی شادی کردی تو وہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۱۱) ایک شخص عورت پر عاشق ہو گیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا عورت کے باپ نے عاشق کو کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح پہلے میرے لڑکے سے کردو پھر میں تم سے بیاہ کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح اس کے لڑکے سے کر دیا۔ بعد کو آپس میں نااتفاقی ہو گئی تو دختر مذکورہ بعد بلوغ اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں۔ چونکہ باپ نے عشق کی وجہ سے دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا تو سوء اختیار ثابت ہوا یا نہیں۔ درمختار میں ہے وان عرف من الاب والجد سوء الاختیار مجانة وفسقا لا یصح النکاح اتفاقا الخ -

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۹ ج ۲ - ۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب القسم ص ۵۲۹ ج ۲ ۔ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب لابی الصغیرة المطالبة بالمهر ص ۴۵۸ ج ۲ ۔ ظفیر۔

الجواب: اس صورت میں باپ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور صغیرہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا بھی نہیں ہے اور اس عبارت منقولہ درمختار میں شامی نے یہ بحث کی ہے کہ صاحب فتح القدیر نے فرمایا ہے کہ عدم صحت نکاح بصورت معروف ہونے باپ کے ہے ساتھ سوء الاختیار کے، اور یہ امر اول نکاح صغیرہ خود میں صادق نہ آویگا والحاصل ان المانع ھو کون الاب مشھوراً بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشھوراً بذلک ثم زوج بنتہ من فاسق صح (الی ان قال) فلو زوج بنتاً اخری من فاسق لم یصح الثانی لانہ کان مشھوراً بسوء الاختیار قبلہ بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبلہ[1] الخ

سوال (۱۱۱۲) ایک عورت اس غرض سے عیسائی ہوئی ہے کہ نکاح فسخ ہو جاوے ایسی صورت میں نکاح فسخ ہو جاوے گا یا نہ۔؟

فرقت کے لئے عورت عیسائی ہو جائے تو بھی فسخ نہیں ہوتا —

الجواب: قال فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ ثم قال وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتویٰ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجراً[2] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ مشائخ بلخ کا فتویٰ بصورت مسئولہ عدم فرقت کا ہے۔

سوال (۱۱۱۳) زینت زوجہ بکر نے نکاح فسخ کرانیکی وجہ سے فریب کیا کہ مذہب نصرانی قبول کیا اور پھر مسلمان ہو گئی اور نکاح خالد سے کر لیا، یہ حیلہ جائز ہے یا نہیں اور بکر مستحق نکاح کا اس سے ہے یا نہیں۔؟

الجواب: قال فی الدر المختار وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح وفی الشامی وتمنع من التزوج بغیرہ بعد

---

[1] رد المحتار باب الولی ص۳۰۸ج۲۔ ظفیر۔ [2] دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۴۰ج۲۔ ظفیر۔

اسلامہا و لا یخفی ان محلہ ما اذا طلب ذلک اما لو سکت او ترکہ صریحا فانہا لا تجبر و تزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ الخ بحر و نہر۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اول اگر نکاح کرنا چاہے بجبر نکاح کر سکتا ہے۔ فقط۔

فصل سوم نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

فضولی نے نکاح کر دیا اور عورت نے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے۔

سوال (۱۱۱۴) ایک شخص نے مجمع میں یہ کہا کہ تم گواہ رہو میں نے فلاں عورت غائب کا اس مرد حاضر سے نکاح کر دیا۔ اور یہ شخص نکاح کرنے والا اس عورت کا ولی شرعی نہیں ہے لیکن جب عورت کو خبر پہونچی تو اس نے اس نکاح کو قبول کر لیا تو کیا یہ نکاح جائز و مکمل ہو جائے گا۔ اور اگر مہر کی تعداد بیان نہ کی ہو تو کس قدر مہر واجب ہوگا۔؟

الجواب:- جب کہ شوہر نے اس نکاح کو قبول کر لیا تھا اور پھر جس وقت عورت کو خبر پہونچی تو اس نے بھی اس نکاح فضولی کو قبول کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

بلا اجازت ولی غیر نے نکاح کر دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۱۵) ایک مسماۃ کے والدین

---

[1] و نکاح عبد و امۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی سیجیٔ فی البیوع توقف عقوده کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل (در مختار) قولہ کنکاح الفضولی ای الذی باشره مع آخر اصیل او ولی او وکیل الخ قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیره بغیر ولایۃ ولا وکالۃ (رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۴۴ ج ۲) ظفیر۔

اور دادا و بھائی فوت ہو گئے اور اس کے دادا کے ہمزلف نے جو غیر شخص ہے سماۃ مذکورہ آٹھ سالہ کا نکاح کر دیا۔ سماۃ نے بالغ ہوتے ہی اسی وقت روبرو گواہان شرعی کے اس نکاح کو فسخ کر دیا تو شرعاً یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ سماۃ کے دادا کا ہمزلف ظاہر ہے کہ ولی اس نابالغہ کا نہیں ہے بلکہ اجنبی اور فضولی ہے۔ لہٰذا وہ موقوف ہے کسی ولی کی اجازت پر اور اگر ولی کوئی نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہے یا خود نابالغہ کی اجازت پر بعد بلوغ کے موقوف تھا اور جب سماۃ مذکورہ نے بعد بلوغ کے اُس نکاح کو فسخ کر دیا اور اُس سے انکار کر دیا تو وہ باطل ہو گیا۔ درمختار میں ہے۔ ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی سیجیٔ فی البیوع توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل[1] الخ وتفصیلہ فی الشامی[2]۔

سوال (۱۱۱۶) اگر زید ہندہ کے ساتھ اس طرح پر نکاح کرے کہ بلا اجازت واطلاع | عورت کے ساتھ مرد خود گواہوں کے سامنے نکاح کرے اور فضولی قبول کرے کیا حکم ہے

ہندہ کے عمرو بکر سے کہے کہ تم دونوں گواہ رہو میں نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اور خالد دوسرا فضولی فی المجلس کہے کہ میں نے ہندہ کی طرف سے قبول کیا تو یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرے فضولی کا قبول بالاتفاق غائب کے اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ اگر اس قول مفتی بہ کے بموجب کہ جس چیز میں جد وہزل برابر ہے اوس میں لفظ کے معنی کی حقیقت بلکہ مضمون کا بھی علم شرط نہیں اس صورت میں ہندہ غائبہ من المجلس سے کسی دوسرے وقت میں عربی زبان میں مثلاً یہ کہلا لیا جاتے رضیت بالتزوج

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۹۔ ظفیر۔ ۱۲

[2] دیکھئے شامی باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۹۔ ظفیر۔ ۱۲

الذی قبلہ عنی خالد تو یہ شرعاً اجازت ہو جائے گی اور نکاح مذکور منعقد ہو جائے گا یا نہ۔؟

الجواب:۔ وکیل بنانے یا فضولی کے عقد کی اجازت دینے کے لئے رضاء موکلہ مجیزہ کی ضرور ہے اور رضاء کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس کو سمجھے ورنہ بلا علم رضا بالعقد الموقوف کیسے حاصل ہو سکتی ہے[1]۔

فضولی کے نکاح کی خبر پر لڑکا خاموش رہا جب لڑکی کی دوسری شادی ہو گئی تو کہتا ہے کہ نکاح ہو چکا ہے

سوال (۱۱۱۷) امیر خان ملازم فوجی کے نکاح کی قبولیت ایک فضولی نے کی اور امیر خان کو بذریعہ خط کے خبر دی کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت کے ساتھ کر دیا ہے امیر خان نے اس عقد کی منظوری و عدم منظوری کا کوئی جواب نہیں دیا یعنی ساکت رہا۔ اس حالت سکوت میں فضولی کا انتقال ہو گیا۔ اور والدہ دختر نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اب امیر خان باوجود عدم قبولیت نکاح فضولی مدعی نکاح ہے۔ کیا یہ عورت امیر خان کی منکوحہ کہی جائے گی یا زوج ثانی کی زوجہ متصور ہو گی۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں اگر امیر خان اب بھی نکاح فضولی کو قبول کرے تو نکاح اسکا صحیح و نافذ ہوگا اور دوسرا نکاح باطل و حرام ہے۔ درمختار میں ہے ولو اجاز من لہ الاجازۃ نکاح فضولی بعد موتہ صح لان الشرط قیام المعقود لہ و احد العاقدین لنفسہ الخ قولہ و احد العاقدین) ھو العاقد لنفسہ کما فی البحر ای سواء کان اصیلاً او ولیاً او وکیلاً فانہ عاقد لنفسہ بمعنی انہ غیر فضولی تامل و انظر ما لو کان فضولیاً بان کان کل من العاقدین فضولیین و الظاھر ان الشرط قیام المعقود لہما[2] فقط

[1] العبرۃ فی العقود للمعانی دون الالفاظ. قواعد الفقہ قاعدہ ۱۸۳ ص۹۱، [2] رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج۲ ص۴۵۱

صورت ذیل میں نکاح درست نہیں ہوا

سوال (۱۱۱۸) زید نے ایک معاملہ میں یہ قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میں جو نکاح کروں یا جس عورت سے نکاح کروں اُس پر طلاق مغلظ ہے۔ اب اگر زید اپنا نکاح بذریعہ وکیل فضولی بصورت ذیل کرے کہ زید اپنے کسی خاص محب سے یہ کہے کہ جب میرے نکاح ہونیکا وقت قریب آجائے اور ہندہ منسوبہ کی جانب سے اذن آجائے مجھ سے ایجاب قبول کرانے کے قبل تم دو گواہوں کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے زید کی جانب سے ہندہ کو بعوض اس قدر مہر نکاح میں قبول کیا۔ اس کے بعد ناکح ہندہ کا نکاح زید سے پڑھادے اور یہ کہے کہ ہندہ تمہارے نکاح میں دی گئی اور زید زبان سے کہے کہ میں نے قبول کی تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا یا نہیں۔ اور زید نے شخص مذکور کو اپنا وکیل نہیں بنایا۔

الجواب:- اس طریق سے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ایک شخص فضولی جو ولی اور وکیل جانبین کا نہ ہو وہ متولی ایجاب وقبول طرفین کا نہیں ہوسکتا درمختار میں ہے ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیا او وکیلا من الجانبین او اصیلا من جانب و وکیلا او ولیا من اٰخر او ولیا من جانب و وکیلا من اٰخر کزوجت بنتی من موکلی لیس ذٰلک الواحد بفضولی ولو من جانب[۱]

پس صورت مذکورہ میں بذریعہ فضولی زید کا نکاح موافق طریق مذکور کے سبب عدم حنث ہوسکتا تھا بشرطیکہ عورت کی طرف سے ایجاب کرنے والا دوسرا شخص ہو خواہ اُس کا ولی یا وکیل یا فضولی۔ قال فی الدر المختار تنکاح الفضولی ای الذی باشرہ مع اٰخر اصیل او ولی او وکیل او فضولی

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ۳۷۴/۲

امالو تولی طرفی العقد وهو فضولی من الجانبین او احدهما فانه لا یتوقف الخ ای بل یبطل[1] وفی کتاب الایمان منه حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل ومنه الکتابة خلافا لابن سماعة لا یحنث به یفتی خانیة قوله ومنه الکتابة ای من الفعل مالو اجاز بالکتابة[2] الخ شامی۔

صورت مذکورہ میں نکاح فضولی درست نہیں

سوال (۱۱۱۹) زید نے ہندہ کیساتھ اس طرح پر نکاح کیا کہ بلا اطلاع واجازت ہندہ کے خالد اور ولید دو شخصوں سے ہندہ کو ان کی اچھی طرح بتلا کر کہا کہ میں نے تم دونوں کے سامنے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اس کی بعد یہ عبارت قبلت تزویج من ارسل هذا القرطاس الیّ نفسی من نفسه لکھکر ایک لڑکے کے ہاتھ ہندہ کے پاس بھیجدی اور اس لڑکے سے کہدیا کہ ہندہ سے کہدینا کہ یہ ایک دعا ہے زید نے لکھکر بھیجی ہے اس کو تین مرتبہ پڑھو تو اس کا فائدہ بعد میں بتایا جائے گا۔ پس اس لڑکے نے ایسا ہی کیا اور وہ عبارۃ تین مرتبہ ہندہ سے کہلوا دی مگر ہندہ کو اس کا گمان بھی نہیں کہ اسکی کہہ لینے سے نکاح ہو جائے گا۔ ہاں یہ یقینا جانتی ہے کہ یہ کاغذ زید ہی کا بھیجا ہوا ہے پس یہ تو ظاہر ہے کہ فضولی کا نکاح اجازت پر موقوف ہوتا ہے اور علی ما فی الدر المختار وغیرہ یہ بھی مفتی بہ ہے کہ جس میں جد وہزل برابر ہو اس میں لفظ کی معنی کی حقیقت یا اس کے مضمون کا علم شرط نہیں پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ بطور مذکور شرعاً ہندہ کی اجازت ہوئی یا نہیں۔ بر تقدیر ثانی کیا اجازت کا بھی کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہونا شرط ہے اس وجہ سے نہیں ہوئے

---

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ص ۳۴۲ ج ۲۔ [2] دیکھئے رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل وغیرہ مطلب لا یتزوج فزوجه فضولی ص ۱۲۹ ج ۳۔ ظفیر۔

یا اور کسی وجہ سے غرضیکہ جس وجہ سے نہیں ہوئے اُس وجہ کو مفصل ومدلل ارقام فرمادیں اور اجر جزیل اللہ تعالیٰ سے پاویں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولایتوقف الایجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح وبیع وغیرھما بل یبطل الایجاب ولاتلحقہ الاجازۃ اتفاقاً الخ ثم قال ویتولی طرفی النکاح واحد الخ لیس ذلک الواحد بفضولی ولو من جانب وان تکلم بکلامین علی الراجح لان قبولہ غیر معتبر شرعاً لما تقرران الایجاب لایتوقف علی قبول غائب الخ[1] وفی رد المحتار قولہ لما تقرر حاصلہ ان الایجاب لما صدر من الفضولی ولیس لہ قابل فی المجلس ولو فضولیاً اٰخر صدر باطلاً غیر متوقف علی قبول غائب فلایفید قبول العاقد بعدہ[2] الخ ص۳۲۶ وفیہ ایضاً قولہ ولو من جانب ای سواء کان فضولیاً من جانب واحد او من جانبین الخ او کان فضولیاً من احدھما وکان من الاٰخر اصیلاً او وکیلاً او ولیاً ففی ھذہ الاربع لایتوقف بل یبطل[3] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح فضولی کا موقوف اجازت پر نہیں رہا بلکہ باطل ہوگیا علاوہ بریں ایجاب قبول کا دو گواہوں کو سننا ضروری ہے کما فی الدر المختار وشرط حضور شاھدین حرین الخ مکلفین سامعین قولھما معاً[4] الخ الغرض صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ مطلب فی الوکیل والعقود فی النکاح ص۳۲۵ و ص۳۲۶ طبع۔ [2] رد المحتار باب ومطلب ایضاً ص۳۲۶ طبع
[3] رد المحتار باب ایضاً ص۳۲۶ طبع۔ [4] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص۳۰۲۔ طبع۔

فضولی نے نکاح کیا اور ولی نے اجازت نہیں دی کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۰) زید کی لڑکی زینب نابالغہ کا نکاح خالد فضولی نے کر دیا ولید کے ساتھ۔ زید نے اپنے محلہ کے آدمیوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ میری لڑکی زینب کا عقد میرے بھتیجے نذیر سے کردو ان حضرات نے زید سے یہ کہا کہ اگر تو اجازت عقد کی دوسری جگہ دے آیا ہے تو نکاح وہاں ہوگیا۔ زید نے حلفیہ بیان کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی۔ تب نکاح زینب کا نذیر کے ساتھ باجازت زید کر دیا۔ اس صورت میں کون سا عقد صحیح ہوا۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں خالد فضولی کا کیا ہوا نکاح زید کی اجازت پر موقوف تھا پس جب کہ زید نے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ باطل ہوگیا[1] اور خود زید نے اپنی ولایت سے جو نکاح زینب کا نذیر سے کرادیا یہی نکاح نذیر سے ہوا صحیح ہوا خالد کا کیا ہوا نکاح صحیح نہ ہوا۔ فقط۔

بذریعہ خط وکیل بنایا اور وکیل نے اپنے ساتھ شادی کر دی کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۱) ہندہ ایک بارہ برس کی لڑکی ہے اور اس کا ولی بجز اس کی ماں کے کوئی دوسرا نہیں ہے اور وہ زید کے گھر رہتی ہے جو کہ بہت دور کا عزیز ہے زید نے اس کی ماں کو بذریعہ ڈاک خط بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں جہاں مناسب سمجھوں ہندہ کا نکاح کر دوں ہندہ کی ماں نے بذریعہ کارڈ اس کی اجازت دے دی زید نے اس کا نکاح خود اپنے ساتھ بموجودگی ایک مرد اور دو عورت کے کر لیا۔ ایک زید کی بہن اور ایک زوجہ اولی ہے کیا ایسا نکاح جائز ہے۔ ؟

---

[1] ونکاح عبد وامۃ بغیر اذن السید موقوف علی الاجازۃ کنکاح الفضولی توقف عقودہ کلہا ان لہا مجیز حالۃ العقد والا تبطل الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۹۲ ج ۲ طبع۔ " " " "

الجواب: — جائز ہے [۱]

کسی نے عورت کو وکیل بنایا اس نے اپنے شوہر کے ساتھ اسکی شادی کردی

سوال (۱۱۲۲) فاطمہ نے ایک عورت زینب سے یہ کہا کہ میں تم کو اپنی لڑکی کی شادی کا وکالۃً اختیار دیتی ہوں کہ تم اپنی پسند سے جہاں چاہو اس کی شادی کردو زینب نے بموجودگی دو مرد کے اس لڑکی کا نکاح خود اپنے شوہر خالد کے ساتھ کر دیا دراں حالیکہ اس لڑکی کو وکالت اور نکاح کی خبر نہیں ہے بعد کو معلوم ہوا اور وہ یہ سن کر خاموش ہوگئی لڑکی بالغ نہیں قریب بہ بلوغ ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ اور کیا جواز و عدم جواز لڑکی کی اطلاع غیر اطلاع کو بھی صورت مذکورہ میں دخل ہے یا نہیں۔ یعنی کن کن صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے اور کن کن صورتوں میں نہیں۔ ؟

الجواب: — اول اس میں یہ بحث ہے کہ والدہ کی ولایت نابالغہ کے نکاح کے لئے عصبات سے موخر ہے اصل ولی نابالغہ کے نکاح کا عصبہ ہے علی ترتیب الارث والحجب یعنی مثلاً باپ ولی مقدم ہے اس کے بعد دادا وان علا پھر بھائی پھر چچا تایا الخ پس اگر عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ولایت نکاح نابالغہ کی ماں کو ہے پس ماں نے اگر اپنی ولایت شرعیہ کے حاصل ہونے کے وقت مثلاً زینب کو وکیل اپنی نابالغہ دختر کا بنا دیا اور اختیار دے دیا کہ جہاں چاہے میری دختر کا نکاح کر دے تو اگر زینب نے بموجودگی شاہدین اپنے شوہر سے نکاح کر دیا تو وہ صحیح ہے بشرطیکہ اسکا شوہر

---

[۱] وکلتہ ان یتصرف فی امرھا فالت لہ زوج نفسی ممن شئت لو یصح نزوجھا من نفسہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۵۱۲ ج ۲ ۔ ظفیر) ۔ ۔ ۔

کفو ہو اس منکوحہ کا۔[1] فقط

ولی اگر دوسرے کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۳) بھائی کی موجودگی میں اور کسی رشتہ دار مثلاً ماموں وغیرہ کو دلہن کا مقرر وارث بن کر منکوحہ ہونے کے لئے وکالت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ولی جائز اگر کسی دوسرے رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کو وکیل بنادیوے تو جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔[2] فقط

ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ تم اپنے ساتھ میرا نکاح کرلو اس نے گواہ کے سامنے کرلیا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۴) اگر ہندہ اس امر کی تحریر بذریعہ ڈاک زید کے پاس بھیجدے کہ تم اپنا نکاح میرے ساتھ کرلو اور زید اس تحریر کے موافق اپنا نکاح بطریقہ شرع شریف قاضی و وکیل و شاہد کے روبرو نکاح پڑھ لے تو وہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہیں۔؟

الجواب:- اس طرح نکاح صحیح ہے مگر شامی میں منقول ہے کہ زید کو مجلس نکاح میں روبرو شاہدین عورت کی تحریر کو سنانا چاہئے اور یہ کہنا چاہئے کہ فلاں عورت بنت فلاں نے مجھکو اپنے نکاح کا وکیل بنادیا ہے لہذا میں اپنا نکاح اس سے کرتا ہوں تم اس کے گواہ رہو۔ پس اگر اس طریق پر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہو جاوے گا۔[3] فقط

---

[1] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۱) امر بتزویج امرأۃ فزوجہ جاز (درمختار) لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل (رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۴) ظفیر۔ [2] لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل والفضولی ج ۲ ص ۴۳۶) ظفیر۔ [3] ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب وصورتہ ان یکتب الیہا یخطبہا فاذا بلغہا الکتاب احضرت الشہود وقرأتہ علیہم وقالت زوجت نفسی منہ

بالغ اپنے نکاح کا باپ کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۵) ایک شخص بالغ سفر میں ہے اُس کا والد مکان پر اس کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب و قبول کرتا ہے اس شخص نے جو سفر میں ہے بذریعہ خط اپنے والد کو لکھ بھیجا کہ تم کو میری جانب سے ایجاب و قبول کی اجازت ہے اس طرح نکاح جائز ہے یا نہیں یا پھر نکاح وایجاب و قبول کی ضرورت ہے۔ ؟

الجواب :- اس صورت میں نکاح صحیح ہے وکیل نکاح اپنے موکل کی طرف سے ایجاب و قبول کرسکتا ہے قال فی الدرالمختار کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منك ویقول الاٰخر تزوجت الخ وفی الشامی قولہ کزوجت نفسی الخ) اشار الی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصیلا او ولیا او وکیلا الخ ومثل بنتی ابنی ومثل موکلتی موکلی الخ الشامی[1] پس دوبارہ اُس شخص کو جو سفر میں ہے ایجاب و قبول کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

عورت نے پانچ ہزار مہر پر نکاح کی اجازت دی لیکن وکیل نے کم کردیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۶) زید و ہندہ دونوں بالغ ہیں ان کا نکاح ہوا ہندہ نے اپنا مہر پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج تعین کرکے وکیل کو ہدایت کی لیکن وکیل بھول گیا یا کسی اور وجہ سے اس نے قاضی کے سامنے ہندہ کی رضامندی شرع محمدی مہر پر ظاہر کی یعنی دو دینار سرخ اور ۳۳ ٹکہ چنانچہ اس تعین مہر سے نکاح ہوگیا فریقین کے مانے پر اختلاف مہر کا حال معلوم ہوا ہندہ اس سے کم پر رضامند نہیں ہے اور زید اس بڑی رقم کو منظور نہیں کرتا کیا نکاح ہوگیا۔ زید نے ہندہ کو چھوا بھی نہیں ہے صرف صورت دیکھی ہے کیا کوئی تعداد مہر کی واجب ہوئی۔ ؟

الجواب :- یہ نکاح موقوف ہے اگر زید اس مقدار پر راضی ہو

[1] ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ ج ۲ ۔ ظفیر

جو منکوحہ کہتی ہے تو نکاح نافذ ہوگا اور اگر راضی نہ ہو تو باطل ہوگا کما فی نکاح الفضولی درمختار میں زیادتی کی طرف خلاف کرنے کی مثال موجود ہے کمی کی نہیں ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بصورت خلاف وکیل کو اختیار باقی نہیں رہتا پس وہ بحکم فضولی ہوگا قال فی الدر المختار وکلہ بان یزوجہ فلانۃ هکذا فزاد الوکیل فی المهر لم ینفذ[1] الخ۔ فقط

عورت وکیل بنادے اور وکیل دو گواہوں کے سامنے خود نکاح کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۲۷) ایک عورت بیوہ نے بوجہ اندیشہ فساد خفیہ نکاح اس طرح کیا کہ جس شخص سے نکاح کیا اس کو اس عورت نے یہ کہا کہ میں نے تجھکو اجازت دی میرا نکاح اپنی ساتھ کرلو دو گواہوں کے سامنے پانچ روپیہ مہر پر چونکہ گواہ اس موقعہ پر نہیں آسکتے تھے نہ عورت کسی دوسرے موقعہ پر جاسکتی تھی اس لئے اس شخص نے علیحدہ مسجد میں دو آدمیوں کے سامنے یہ کہدیا کہ فلاں عورت نے مجھے اجازت دی ہے کہ تم میرا نکاح اپنے ساتھ کرلو اس لئے میں تم دونوں گواہوں کے سامنے اس عورت کو پانچ روپیہ مہر پر قبول و منظور کرلیا اور تم دونوں کے سامنے نکاح اس عورت کا اپنے ساتھ کرلیا۔ شرعاً نکاح درست ہوا یا نہ - ؟

الجواب:- یہ نکاح منعقد ہوگیا[2]۔

مندرجہ طریقہ سے نکاح درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۲۸) یہاں نکاح کا یہ طریق ہے کہ پہلے نسبت ہوتی ہے جس میں تمام امور طے ہوجاتے ہیں حتی کہ وقت نکاح سے چند گھنٹہ پہلے قاضی صاحب کو ولی کی طرف سے اس کی اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں کا نکاح فلانہ کے ساتھ اتنے مہر میں ہوگا فلاں فلاں وکیل و گواہ ہوں گے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۲۰۹ ج ۲۔ ظفیر۔

[2] لان الوکیل فی النکاح … من الولایۃ کما … تعرف … علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل ص ۳۲۳ ج ۲) ظفیر

پھر ولی یا اس کی اجازت سے تین قریبی رشتہ دار لڑکی کے پاس اجازت نکاح کی لینے جاتے ہیں لڑکی سکوت وغیرہ سے اجازت دیدیتی ہے پھر قاضی صاحب وکیل سے اجازت لیکر خطبہ وغیرہ پڑھکر ایجاب وقبول نکاح کا کرا دیتا ہے تو اس صورت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں درمیان ائمہ کے کچھ اختلاف تو نہیں ہے بعض دفعہ زوج حنفی اور زوجہ شافعی ہوتی ہے اس سے نکاح میں کچھ فرق تو نہ ہوگا۔ ؟

الجواب:۔ اس صورت میں موافق تفصیل سوال کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور جب کہ ولی یا اس کے وکیل نے قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح کرنے اور ایجاب وقبول کرنے کی دیدی تو قاضی اس کا وکیل ہو گیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ یہاں ان بلاد میں بھی قریب قریب اسی صورت سے ایجاب وقبول ہوتا ہے کہ ولی یا اس کا وکیل قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح خوانی کی دیتا ہے اور وہ خطبہ وغیرہ پڑھکر ایجاب وقبول کراتا ہے اور اس میں حنفی وشافعی ہونے سے کچھ اختلاف نہیں ہوتا سب کے نزدیک باتفاق اس طرح ایجاب وقبول صحیح ہے اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ من کتب الفقہ۔ فقط۔

---

[1] لان الوکالۃ نوع من الولایۃ کنفاذ تصرفہ علی الموکل
ردالمحتار مطلب فی الوکیل ص۔۔۔ ۔۔۔

فصل چہارم متفرق مسائل واحکام نکاح

کیا رشتہ داروں کے علاوہ غیروں میں شادی پسندیدہ نہیں ہے

سوال (۱۱۲۹) زید اپنی پھوپھی زاد بہن یا چچازاد بہن سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا بعض مصالح کی وجہ سے کیا حدیث کی رو سے غیر خاندان میں شادی کرنا پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ ؟

الجواب: - شریعت میں اس بارہ میں توسیع ہے جہاں مناسب سمجھے شادی رشتہ کرے خواہ غیروں میں یا رشتہ داروں میں شریعت میں نہ یہ ضروری ہے کہ رشتہ داروں میں نکاح شادی کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ غیروں میں ہی کرے جہاں اپنی مصلحت مقتضی ہو وہاں کرے[1] فقط۔

بلوغ کا حکم پندرہ برس پر ہوتا ہے اور مراہق کا بارہ سال میں۔

سوال (۱۱۳۰) لڑکا کتنے سال کا بالغ ہوجاتا ہے جس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ عورت کو فتویٰ کس عمر کے لڑکے پر دیا گیا ہے اور مراہق کتنے برس کا ہو جاتا ہے۔ ؟

الجواب: - اگر اور کوئی علامت بلوغ کی نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا گیا ہے اور بارہ برس کی عمر کا لڑکا مراہق ہوجاتا ہے اور بالغ سے پردہ کرنا ضروری ہے[2]

---

[1] قال اللہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (سورۃ النساء - ۱) الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ او لصحتہ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۲۵ ج۲) [2] الابد لی کل منہا من سن المراھقۃ واقلہ للانثی تسع وللذکر اثنا عشر لان ذلک اقل مدۃ یمکن فیہا البلوغ کما صرحوا بہ فی باب بلوغ الغلام (رد المحتار فصل فی المحرمات ص۳۸۰ ج۲) ظفیر۔

لڑکی کے ولی کو وعدہ کے باوجود مصلحت کے پیش نظر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے

سوال (۱۱۳۱) احمد کا رشتہ یوسف کی لڑکی سے ہوکر تاریخ نکاح مقرر ہوگئی اور لڑکی والوں کی فرمائش کے موافق کپڑا زیور وغیرہ تیار کراکے دیا گیا غرض کل سامان تیار ہوچکا اور چار روز میں نکاح ہونے کو تھا کہ اسماعیل نے یوسف کی اسی لڑکی سے پیغام بھیجا کہ احمد سے نہ کرو وہ غریب ہے ہم بیس ہزار کا زیور دیتے ہیں ہماری ساتھ نکاح کردو غرض احمد کا زیور کپڑے وغیرہ واپس کرکے اسماعیل نے اپنا نکاح اس سے کرلیا یہ فعل اسماعیل کا جائز ہے یا حرام لڑکی والوں نے احمد کا پیغام توڑ کر اسماعیل سے زیادہ پیسے کے لالچ میں نکاح کردیا ان کے لئے کیا حکم ہے فاسق فاجر ہیں یا کیا ہے ؟

الجواب :- اولیاء دختر کو مصلحت دختر کی رعایت کرنا مقدم ہے اور خلاف وعدہ کرنا اگرچہ بے وجہ ممنوع ہے لیکن بہتری دختر کی اگر دوسری جگہ کرنے میں ہو تو اولیاء دختر کو اس کی اجازت ہے بلکہ ضروری ہے کہ مصلحت دختر کی رعایت کیجاوے البتہ اسماعیل کو نہ چاہیے تھا کہ یوسف کی دختر سے خطبہ اپنے نکاح کا بھیجتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے ولا یخطب علی خطبۃ اخیہ[۱] ۔ فقط

مرد نکاح کا دعوی کرتا ہے عورت منکر ہے کیا کیا جائے

سوال (۱۱۳۲) زید دعوی کرتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ سے باجازت ہندہ ہوگیا تھا لیکن ہندہ انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے ہرگز اجازت نہیں دی مجھے اس نے بجبر اپنے یہاں روک رکھا ہے۔ شاہدین کا بیان ہے کہ ہم نے ہندہ سے تو اجازت کا کوئی لفظ نہیں سنا البتہ زید کو جب کہ وہ بروقت نکاح ہندہ کے پاس سے آیا یہ کہتے سنا کہ ہندہ میری ساتھ نکاح کرلینے کے تے راضی ہے اور اجازت دیتی ہے

---

[۱] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح والخطبۃ عن البخاری ومسلم ص۲۷۰ ۔ ظفیر ۔

چنانچہ اسی بنا پر قاضی نے نکاح پڑھا دیا تو کیا یہ نکاح درست ہے۔ ؟

الجواب :- اس صورت میں جب تک دو گواہ عادل ایجاب و قبول کے سننے والے موجود نہ ہوں نکاح ثابت نہ ہوگا اور زید کے اس کہنے سے کہ ہندہ نکاح کرنے پر راضی ہے اجازت و رضاء ہندہ ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صحیح نہیں ہوا اور یہ کہ نکاح کے گواہ نہیں ہیں کذا فی عامۃ کتب الفقہ[1]۔

شوہر کہتا ہے نکاح ہوا، عورت انکار کرتی ہے گواہ فاسق ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۳) زید قوم کنجن نے ثالث پر عدالت دیوانی میں دخل زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہے کہ میری عورت منکوحہ ہے اور ثالث نے اغوا کیا ہے اور اب وہ میرے خلاف ثالث ہی کی طرفدار ہے۔ ثالث کہتا ہے کہ یہ ایک طوائف تھی مجھ سے ملاقات ہوئی اور میرے گھر آ گئی۔ عورت بھی اس کے بیان کی تائید کرتی ہے۔ عدالت نے یہ مقدمہ پنچایت میں بھیجکر دریافت کیا کہ عورت منکوحہ زید ہے یا نہ۔ پنچایت نے زید سے گواہ طلب کئے زید نے گواہ قوم کے کنجن پیش کئے۔ پنچوں نے جو فیصلہ کیا اس کا خلاصہ یہ ہے "چونکہ گواہ عادل نہیں اس لئے نکاح زید کا ثابت نہیں ہے اور عورت بھی منکر ہے۔" اس صورت میں فیصلہ پنچایت کا صحیح ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :- ایسے گواہوں کی موجودگی بوقت ایجاب و قبول سے جن کا ذکر سوال میں ہے یعنی کنجن وغیرہ نکاح تو منعقد ہو جاتا ہے لیکن بصورت انکار زوجہ از نکاح مثلاً ایسے فاسق گواہوں سے عند الحاکم والقاضی نکاح ثابت نہیں ہوتا۔ پس فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے۔ فاسق گواہوں سے نکاح کا ثبوت

---

[1] وشرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر لیتحقق رضاہما وشرط حضور شاہدین حرین او حر و حرتین مکلفین سامعین قولہما معا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۰۲ ج ۲) ظفیر۔

نہ ہوگا اس لئے مناسب ہے کہ بوقت انعقاد نکاح دو مرد عادل پرہیزگار موجود ہوا کریں جو ایجاب و قبول کو سنیں تاکہ بوقت ضرورت ان کی شہادت سے نکاح ثابت ہو جائے یا اگر فساق ہی موجود ہوں تو ان سے توبہ کرا لیجاوے کہ بعد توبہ کے وہ بھی عادل و ثقہ ہو جاتے ہیں اگرچہ پہلے زنا وغیرہ افعال محرمہ کے مرتکب ہوں[1]۔

عورت و مرد نکاح کا انکار کریں اور تیسرا شخص دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۴) مسمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا ہے اور ہر دو یعنی مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح نہیں ہوا امان خان اثبات نکاح کے دو گواہ بھی پیش کرتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خان جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کا ان کے باہم ہونیکا کر رکھا ہے باوجود مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف کے انکار کے ثالث شخص کی شہادت پیش کرنے سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور باوجود انکار نکاح ان ہر دو کے یہ شہادت قابل التفات ہے۔ ؟

الجواب:۔ بدوں دعویٰ کے نکاح میں شہادت مسموع نہ ہوگی اور نکاح ثابت نہ ہوگا کیونکہ حقوق عباد میں بلا دعویٰ کے شہادت مسموع نہیں ہوتی

---

[1] و شرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح الخ او فاسقين الخ وان لم يثبت النكاح بهما در مختار) اعلم ان النكاح له حكمان حكم الانعقاد و حكم الاظهار فالاول ما ذكر والثاني انما يكون عند التجاحد فلا يقبل في الاظهار الا شهادة من تقبل شهادته في سائر الاحكام (رد المحتار كتاب النكاح ص۲۷۵ ج۲) ظفیر۔

کما فی الشامی فی بیان شرائط الشہادۃ وتقدم الدعوی فیما کان من حقوق العباد[۱] صفحہ ۳۹۱ جلد (۴) اور وہ امور جن میں دعویٰ شرط نہیں ہے ان میں نکاح داخل نہیں ہے۔ کما صرح بہ فی الشامی۔ (لہٰذا نکاح ثابت نہیں ہوا۔ ظفیر)

تحریری طلاق کے بعد عورت دوسرے کے ساتھ رہی اور دعویٰ نکاح کیا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۵) ہندہ ایک آوارہ عورت ہے اُس کا پہلا نکاح ایک معمولی شخص سے ہوا تھا اُس نے بعض وجہ سے ہندہ کو تحریری طلاق نارغخطی لکھکر ادس سے کنارہ کشی اختیار کرلی یہ طلاق واقع ہوئی یا نہ۔ بصورت وقوع طلاق اندرون میعادِ عدت ہندہ نے زید کے ساتھ جو ایک دولت مند آدمی تھا رہنا شروع کیا کچھ دنوں بعد زید نے لاولد انتقال کیا۔ زید کے انتقال کے بعد ہندہ نے بطمع جائداد متروکہ زید اپنے آپ کو زوجہ منکوحہ زید کی ہونے کا دعویٰ باعلان کیا اور بیان کیا کہ میرا نکاح زید سے بالکل خفیہ طور پر ہوا تھا اس طرح پر کہ سوائے قاضی ناکح و وکیل و دو گواہان خالد و بکر عام طور پر وقوع نکاح نامعلوم ہے۔ لیکن ثبوت نکاح کے لئے اول تو وکیل مطلق کو پیش نہیں کیا ہے اور دو گواہان خالد و بکر مسلمہ ہندہ و ناکح کو وقوع و تسلیم نکاح سے قطعاً انکار ہے صرف ناکح قاضی ہندہ کے موافق نکاح تسلیم کرتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید سے شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں۔ اور قاضی شرعاً کیا فیصلہ کرے گا۔؟

الجواب: ہندہ پر شوہر اول کی طرف سے طلاق واقع ہوگئی کیونکہ تحریری طلاق اور فارغخطی سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

---

[۱] ردالمحتار کتاب الشہادات ص ۳۹۱ ج ۴۔ ظفیر۔

کما حققہ فی الدر المختار[1] ورد المحتار۔ باقی ہندہ کا دعویٰ زید سے نکاح کرنے کا وہ بدون دو گواہان عادل کے جن کی شہادت شرعاً مقبول ہو ثابت نہ ہوگا۔ کما فی الدر المختار قولہ ولو فاسقین الخ اعلم ان النکاح لہ حکمان حکم الانعقاد وحکم الاظہار فالاول ماذکرہ والثانی انما یکون عند التجاحد فلا یقبل فی الاظہار الا شہادۃ من تقبل شہادتہ فی سائر الاحکام کما فی شرح الطحاوی فلذا انعقد بحضور الفاسقین والاعمیین والمحدودین فی قذف وان لم یتوبا وابنی العاقدین وان لم یقبل اداءہم عند القاضی[2] الخ اس عبارت سے اور نیز عبارت درمختار سے واضح ہوا کہ نکاح دو گواہوں کے ایجاب وقبول سننے سے منعقد ہو جاتا ہے اگرچہ وہ گواہ فاسق اور غیر مقبول الشہادۃ ہوں۔ لیکن اگر باقی ورثاء اس نکاح کا اقرار نہ کریں تو ثبوت عند القاضی بحق کافۃ الناس بدون دو معتبر گواہوں کی گواہی کے نہ ہوگا۔ فقط۔

مرد نکاح کا دعویٰ کرے عورت انکار تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۶) ایک عورت ایک شخص کے پاس عرصہ چھ سال سے رہتی تھی اب وہ عورت اس کے پاس سے نکل گئی شخص مذکور نے بذریعہ عدالت اُس کو گرفتار کرا دیا عورت کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس دوستانہ طریقہ سے رہتی تھی اب رہنا

---

[1] کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقاً ولو علی نحو الماء فلا مطلقاً ولو کتب علی وجہ الرسالۃ والخطاب کان یکتب یا فلانۃ اذا اتاک کتابی ہذا فانت طالق طلقت بوصول الکتاب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ص ۵۸۹ ج ۲) ظفیر

[2] رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۶ ج ۲۔ ظفیر

۱۲ ۲ ۱۲

۲۶

نہیں چاہتی شخص مذکور کا بیان ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ دہلی میں ہوا ہے اور ایک فقیر نے نکاح پڑھایا تھا اب وہ فقیر مرگیا کسی قسم کی دستاویز وغیرہ بھی نہیں ہے شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب: ۔ اگر مرد کے پاس دو گواہ عادل نکاح کے نہیں اور عورت نکاح سے انکار کرتی ہے تو دعویٰ مرد کا شرعاً ثابت نہ ہوگا. کذافی کتب الفقہ[1] ۔ فقط

عورت شوہر کے عنین ہونے کا دعویٰ کرے اور مرد انکار کرے کیا حکم ہے

سوال (۱۱۳۷) اگر کوئی عورت یہ دعویٰ کرے کہ میرا خاوند عنین ہے اور شوہر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس سے وطی کی ہے تو ملاحظہ عورت کا کیا جائیگا یا مرد کا اگر ملاحظہ کرنے والا غیر مسلم ہو تو اس کی شہادت معتبر ہے یا نہ۔ اور ایک شخص کی شہادت معتبر ہے یا نہیں۔ اگر مرد کا عنین ہونا ثابت ہو جاوے تو اس کو مہلت دیجاوے گی یا نہیں اور مہلت دیجاوے گی تو کس وقت سے ۔ ؟

الجواب: ۔ درمختار میں ہے ولو ادعی الوطی وانکرته فان قالت امرأة ثقة والثنتان احوط انها بکر الخ خیرت فی مجلسها وان قالت هی ثیب او کانت ثیبا صدق بحلفه الخ[2] وفیه قبیله ویؤجل من وقت الخصومة الخ[3] اس عبارت سے واضح ہے کہ ملاحظہ عورت کا کیا جائے گا اور غیر مسلم کا اعتبار نہیں ہے اور ایک عورت مسلمہ ثقہ کا قول معتبر ہے اور شوہر کے عنین ہونے کے ثبوت پر شوہر کو مہلت ایک برس کی دیجاوے گی اور مہلت وقت خصومت سے دیجاوے گی ۔ فقط

[1] نصابها لغیرها من الحقوق الخ ... رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ...)

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ص ۲/۶۲۰ ۔ نیز [3] ولو وجدته عنینا ... اجل سنة الخ ویؤجل من وقت الخصومة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین ص ۲/۶۱۰)

کلکٹر سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کر کے منکوحہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳۸) عبدالستار کا نکاح سکینہ بی بی سے ہوا تقریبا سات برس ہوئے سکینہ کا باپ محمد صدیق سکینہ کو عبدالستار کے گھر سے لطائف الحیل سے اپنے گھر لے گیا بعد چند روز کے عبدالستار نے رخصتی کو کہا مگر والدین نے رخصت نہ کیا مجبوراً عبدالستار نے دعویٰ رخصتی دائر کر دیا۔ دوران مقدمہ میں محمد صدیق نے یہ کارروائی کی کہ ایک جھوٹا دعویٰ اس مضمون کا کلکٹر صاحب کے یہاں دائر کیا کہ عبدالستار نان ونفقہ سے خبر گیری سکینہ کی نہیں کرتا سکینہ کو اجازت عقد ثانی کی دی جاوے کلکٹر نے اجازت دیدی محمد صدیق نے اس کا دوسرا نکاح کر دیا صورت مذکورہ میں نکاح ثانی سکینہ کا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں سکینہ پر طلاق واقع نہیں ہوتی اور نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہوا اور مرتکب فعل مذکور کا عاصی وظالم وفاسق ہے مسئلہ یہ ہے کہ اگر واقعی بھی شوہر نان ونفقہ اپنی زوجہ کو نہ دے تو اس وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ درمختار میں ہے ولایفرق بینھما بعجزہ عنھا الخ ولابعدم ایفاء حقھا الخ[1] پس جب کہ واقعی نفقہ نہ دینے سے تفریق نہیں ہو سکتی تو جھوٹا دعویٰ کر کے کیسے تفریق ہو سکتی ہے۔ فقط۔

خلاف شریعت انگریزی عدالت کا فیصلہ نکاح کے باب میں معتبر نہیں

سوال (۱۱۳۹) لطیف نے دعویٰ حقوق ازدواج دائرہ عدالت دیوانی کیا جس کے اوپر گواہ اثبات نکاح کے دیدئے اور لطیف نے روبرو منصف صاحب کے یہ بیان کیا کہ اگر مدعا علیہ مع قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر حلفیہ بیان دیدے کہ اس کی بہن مساۃ فتح خاتون کی شادی مظہر کے ساتھ نہیں ہوئی تو

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب النفقة ص ۱۰۳/۲ ظفیر۔ ” ”

میرا دعویٰ خارج کیا جاوے منصف صاحب نے اس کے حلف اٹھانے پر امیر مدعا علیہ مسٹ دعوی مدعی لطیف کا خارج کر دیا یہ جائز ہے یا نہ اور فتح خاتون کا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ مسئلہ شریعت کا یہ ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر[1] پس مدعی مسمی لطیف نے اگر دو گواہ عادل و ثقہ ثبوت نکاح کے پیش کر دیئے ہیں تو حاکم کو حکم انعقاد نکاح کا دینا چاہئے تھا اور اگر وہ ہر دو گواہ عادل و ثقہ نہیں ہیں یا ان کی شہادت میں سقم ہے تو مدعا علیہا یعنی سماۃ فتح خاتون کے انکار حلفیہ پر مدعی کا دعوی خارج ہو سکتا ہے اور اگر سماۃ نابالغہ ہے تو ولی کا حلف کافی ہے پس بصورت بالغہ ہونے سماۃ مذکورہ کے خود اس کے حلف کی ضرورت ہے اس کے بھائی کے حلف سے مدعی کا دعوی شرعاً خارج نہ ہوگا اور نکاح ثانی سماۃ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط۔

منگنی کا دعوی کیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۱۴۰) زید دعوی کرتا ہے کہ عمر نے اپنی ہمشیرہ ہندہ کی نسبت میری ساتھ کر دی۔ عمر کہتا ہے کہ میں نے نسبت نہیں کی زید غلط دعوی کرتا ہے شرعاً نسبت مانی جائے گی یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ زید کے پاس اگر اپنے دعوی کے موافق دو گواہ شرعی موجود نہیں ہیں تو قول عمر کا معتبر ہے اور بعد ثبوت منگنی کے بھی عمر اگر مصلحت نہ سمجھے اس سے نکاح کرنے کی اور لڑکی کے لئے دوسرا موقع اچھا نہ ہو تو اس سے نکاح کر دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا[2]۔ فقط۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف باب الاقضیۃ والشہادات ص۳۲۶ ج۲۔ ظفیر[2] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دعا الرجل الرجل الی ولیمۃ ان یجیب فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک ... (مشکوٰۃ باب الولیمۃ ص۲۷۸) ظفیر

چھٹا باب

مسائل احکام کفاءت

فاسق سے نکاح بلا اجازت ولی درست ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۴۱) ایک طوائف ایک شخص سے نکاح کرنے کو مستعد ہوئی۔ اس کے باپ نے یہ کہا کہ یہ شخص علانیہ افعال فسق میں مبتلا ہے لہذا میں اس سے نکاح کرنے پر مستعد نہیں۔ کسی صالح شخص سے نکاح کرلے۔ بعد ازاں اُس شخص نے گناہوں سے تائب ہو کر اس عورت سے بلا اذن اس کے والد کے نکاح کرلیا ہے۔ اگر پہلی حالت میں یعنی بلا تائب ہونے کے نکاح ہو جاتا تو صحیح ہوتا یا نہیں۔ اور اب جو پچھلی صورت میں نکاح ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور ولی اگر راضی نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ عبارت درمختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ[1] الخ کا کیا مطلب ہے۔؟

الجواب:۔ اگر عدم کفاءت اس بنا پر ہے کہ وہ شخص افعال فسق میں مبتلا تھا تو بعد تائب ہونے کے نکاح کی صحت میں کلام نہیں[2] اگرچہ ولی راضی نہ ہو۔ البتہ پہلی صورت میں بلا رضاء ولی کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۸ ج ۲، ص ۴۰۹ ج ۲۔ ظفیر۔

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (مشکوٰۃ باب التوبۃ والاستغفار ص ۲۰۶) ظفیر ۱۲

کما ہو مفاد عبارۃ الدر المختار[1] ۔ فقط

کم درجہ کی عورت کا نکاح سید سے بلا اجازت ولی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۲) ایک طوائف اپنے والدین کی رضامندی اور تعلیم سے ناچنے گانے اور زناکاری میں مبتلا تھی بامداد سرکار ان سے جدا ہوکر ایک آشنا قدیم ملازم ریلوے سے کہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتا ہے نکاح کرنا چاہتی تھی اور والدین کا ابتداء سے یہ اصرار تھا کہ اس شخص سے نکاح نہ کرے۔ پردیسی فاسق ہے۔ ہماری برادری کا ایک صالح شخص ہے اس سے یا کسی اور باشندہ شہر نیک آدمی سے نکاح کرے وہ عورت کسی دوسرے سے رضامند نہیں تھی۔ ناچار اس مرد سے مسلمانوں کی جماعت کثیر نے توبہ کراکر اس عورت سے نکاح کرادیا۔ یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا بسبب عدم کفاءت و عدم رضاء والدین منعقد نہیں ہوا۔ ؟

الجواب :- جب کہ زوج شریف ہے اور عورت دنیہ ہے تو عدم کفاءت کی وجہ سے بطلان نکاح کا حکم نہ کیا جاوے گا اس لئے کہ کفاءت میں جانب زوج کا اعتبار ہے کہ وہ عورت سے کم درجہ کا نہ ہو اگرچہ عورت کمتر ہو[2]۔ اور زوجین جب کہ دونوں تائب ہوگئے تو اس حیثیت سے کفاءت بھی ثابت ہوگئی

[1] (وتعتبر) في العرب والعجم (ديانة) أي تقوى (فليس فاسق كفواً لصالحة أو فاسقة بنت صالح معلناً كان أو لا) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص [illegible] ظفير.

[2] الكفاءة معتبرة في ابتداء النكاح للزومه أو لصحته من جانبه أي الرجل لأن الشريفة تأبى أن تكون فراشاً للدني ولذا لا تعتبر من جانبها لأن الزوج مستفرش فلا تغيظه دناءة الفراش وهذا عند الكل في الصحيح والكفاءة وهي حق الولي لا حقها. الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص [illegible]

بہر حال نکاح مذکور صحیح ہے فی الدر المختار الکفاءۃ معتبرۃ الامن جانبہ الخ لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح و فی الشامی قولہ من جانبہ ای یعتبر ان یکون الرجل مکافئا لہا فی الاوصاف الآتیۃ بان لا یکون دونہا فیہا ولا تعتبر من جانبہا بان تکون مکافئۃ لہ فیہا بل یجوز ان تکون دونہ فیہا الخ۔[1] الحاصل نکاح مذکور جو برضا بالغہ ہوا صحیح ہے کیونکہ شوہر بعد توبہ کے فاسق نہ رہا اور نسباً اعلیٰ ہونا شوہر کا ظاہر ہے۔

سیدہ کا نکاح نعمانی سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۳) ایک ہندیہ سیدہ بالغہ نے ایک ہندی نعمانی ابناء ابو حنیفہؒ سے نکاح کیا۔ آیا اولیاء سیدہ کو فسخ نکاح کا حق ہے۔ کیا ابناء ابو حنیفہؒ حضرت فاطمہؓ اور حضرت صدیقؓ وغیرہما کے کفو ہیں بعض نے کہا کہ کفو ہیں کیونکہ غیر قریش قریش کے کفو ہیں اور نعمانی تو عجمی ہیں ۔ ؟

الجواب: قال فی الدر المختار العجمی لا یکون کفوا للعربیۃ ولو کان العجمی عالما او سلطانا وھو الاصح فتح عن الینابیع وادعی فی البحر انہ ظاہر الروایۃ واقرہ المصنف ثم ذکر عن النھر ان العالم العجمی کفو للعربیۃ ورجحہ الشامی وقال وکیف یصح لاحد ان یقول ان مثل ابی حنیفۃ او الحسن البصری وغیرھما ممن لیس بعربی انہ لا یکون کفوا لبنت قرشی جاھل او لبنت عربی بوال علی عقبیہ الخ[2] لیکن ظاہر ہے کہ

---

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۴۳۵، و ص۴۳۶ ج۲۔ ظفیر۔
[2] رد المحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۴۴۳، و ص۴۴۴ ج۲۔ ظفیر۔

یہ اختلاف وترجیح بصورت عالم ہونے عجمی کے ہے کیونکہ ابناء سماء ہو گئی جس سے عجمی کی کفاءت عربیہ قرشیہ کے ساتھ ثابت نہ ہوئی ۔

فاسق معلن شریف عورت کا کفو ہے یا نہیں اور نابالغہ کا نکاح بلا ولی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۴) ایک شخص نیم ملا گداگر فاسق معلن چور بدچلن زکوٰۃ خوار سوال کا پیشہ رکھنے والا ایک صالح مالدار مرد کی بیٹی ہندہ کو ورغلا کر باپ کے گھر سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر نکال کر لے گیا جس کی عمر ۱۳ سال ہے حیض حمل وغیرہ کا نشان نہیں رکھتی وہاں جاکر اس کے ساتھ بلا اذن ورضاء ولی سارقانہ نکاح پڑھالیا۔ جب ولی کو علم ہوا تو اپنی دختر کو گھر لے آیا اور کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح پڑھا دیا۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا مسماۃ ہندہ بالغہ ہے یا نابالغہ اور کیا نکاح ولی کا پڑھایا ہوا درست ہے یا اس گداگر کا۔ اور کیا گداگر فاسق وغیرہ صالح بنات کا کفو ہوسکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ مسماۃ ہندہ ۱۳ سالہ اس صورت میں نابالغہ ہے اور نابالغہ کا نکاح بدوں ولی کے صحیح نہیں ہے پس وہ نکاح جو اس اجنبی شخص نے کیا شرعاً صحیح نہیں ہوا اور ولی نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہوا کما فی الدرالمختار وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ[1] درمختار اور فاسق کفو صالحہ بنت صالح کا نہیں ہے کما فی الشامی فالفاسق لا یکون کفوا للصالحۃ بنت صالح[2] شامی ۳۲۱ ج ۲ ۔

گاڑیبان رودگر کا کفو ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۵) جو گاڑیبان بیل گاڑی چلاتا ہے رودگر کا کفو ہوسکتا ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :۔ ہوسکتا ہے ۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۲ ج ۲ ۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۶ ج ۲ ۔ ظفیر

صالحہ کا نکاح فاسق سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۶) مسماۃ ہندہ بالغہ باعصمت صالحہ نے زید سے کہ جو بحیثیت تو بیت تو برابر ہے مگر لیاقت علم. تہذیب. عزت. دولت صلاحیت میں بمقابلہ ہندہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اور ان تمام افعال ناشائستہ میں جو باعث عار ہوتے ہیں مبتلا اور بالکل خلاف شرع ہے بغیر رضامندی ولی کے نکاح کرلیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں. اگر صحیح نہیں ہوا تو اگر چند عرصہ کے بعد عیوب سے زید درست ہو جائے تو نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں اور زید سے کسی مزید تحقیقات کی ضرورت ہے یا نہیں اور زید کی موجودہ حالت دیکھکر تفریق نہ کرانا کیا حکم رکھتا ہے۔ ؟

الجواب:- درمختار میں ہے. ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھوالمختار للفتوی لفساد الزمان وفی الشامی ان ھذا القول المفتی بہ خاص بغیرالکفو[1] الخ پس جب کہ روایت مفتی بہ کے موافق وہ نکاح ہی نہیں ہوا کہ جو ہندہ نے بلا رضاء ولی غیر کفو میں کیا. تو بوقت درستی حال شوہر پھر وہ صحیح نہیں ہو سکتا اور ہر حال تفریق باہمی زید و ہندہ ضروری و لازمی ہے اور کسی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے اور تفریق نہ کرانا ایسی حالت میں کہ عدم کفاءت بوقت نکاح ثابت تھی. معصیت و اعانت علی المعصیت ہے. فقط۔

غیر کفو والے مرد نے دھوکہ دیکر ایک سیدہ سے نکاح کر لیا جائز ہوا یا نہیں ——

سوال (۱۱۴۷) زید غیر کفو غیر صحیح النسب نے اپنے کو شریف النسب جتاکر بکر شریف سید کی بالغہ لڑکی ہندہ سے بوکالت غیر ولی اپنا نکاح کیا اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:- درمختار میں ہے. ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھوالمختار لفساد الزمان[2] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ اپنا نکاح

---

[1] دیکھئے رد المحتار اور الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۔ [2] ایضاً ظفیر۔

غیر کفو میں کرے بلا اجازت و رضا ولی کے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوتا پس جبکہ وہ نکاح صحیح ہی نہ ہوا تو فسخ کی ضرورت نہیں ہے۔

مالدار کی لڑکی کا نکاح فاسق مرد سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۴۸) ایک شخص حجام زادہ نے قدرے روپیہ جمع کرکے پیشہ بزازی اختیار کرلیا ہے اور اب وہ بزازوں میں شمار ہوتا ہے اس کی بالغہ بیٹی نے بغیر اجازت والدین کے ایک خاندانی بزاز سے نکاح کرلیا۔ نکاح ہونے کے بعد اس شخص نے ایک خط لڑکی کے باپ کو تحریر کیا کہ یہ فعل میں نے نادانی سے کیا ہے آپ مجھے معاف کریں۔ اور میں نے نکاح کی درخواست اس لئے آپ سے نہ کی کہ شاید میرے ماموں ناراض ہوں گے کیونکہ اس کے رشتہ داروں کے نزدیک لڑکی کا باپ رذیل ہے۔ چند روز بعد لڑکی کی والدہ لڑکی کو لے آئی تھوڑے روز بعد لڑکے نے لڑکی کے باپ سے درخواست کی کہ لڑکی کو میرے گھر بھیجدو۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ ایک گھر تلاش کرکے سامان خانہ داری اس میں رکھدو تو ہم لڑکی کو روانہ کردیں گے۔ اس نے گھر کرایہ پر لیکر قدرے سامان بھی اس میں جمع کردیا۔ اس کے بعد لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا اور مفتی صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ بباعث اغوا کرنے لڑکی کے شخص مذکور فاسق ہوگیا اور مرد فاسق اس عورت کا کفو نہیں ہوسکتا اس لئے نکاح اول منعقد نہیں ہوا اور وہ وطی مثل زنا کے ہے اسکی عدت بھی نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ لڑکا اس لڑکی کا کفو ہے یا نہیں بباعث اغوا کرنے لڑکی کے اگر وہ شخص فاسق ہوگیا تو وہ لڑکی بباعث فرار فاسقہ ہوئی یا نہیں۔ لڑکی کی والدہ کا اس کے گھر پر جانا اور لڑکی کو اپنے ساتھ لے آنا اور لڑکے کا خط تحریر کرنا اور لڑکی کے والد کا لکھنا کہ ایک گھر تیار کرو رضاء ولی ہے کہ نہیں ان دونوں میں بغیر ولی کے نکاح منعقد ہوتا ہے کہ نہیں کیا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا یا لڑکی کے باپ کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔؟

الجواب: قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفوا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح[1] الخ وفیہ ایضاً ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً[2] الخ عبارت اولیٰ سے یہ معلوم ہوا کہ فاسق کفو صالحہ یا فاسقہ بنت صالح کا نہیں ہے اور عبارت ثانیہ سے یہ معلوم ہوا کہ بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح باطل ہے موقوف اجازت ولی پر نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں شوہر بسبب اغوا کرنے اور بھگا لیجانے عورت کے فاسق ہوگیا لہٰذا بموجب روایت ثانیہ درمختار جو کہ مفتی بہا ہے نکاح اس کا اس عورت سے صحیح نہیں ہوا اگرچہ عورت بھی فاسقہ ہوگئی ہو بوجہ فرار مع الرجل الاجنبی کے جب کہ باپ اس کا صالح ہو۔ پس اگرچہ پیشہ بزازی کی وجہ سے وہ دونوں ہم کفو ہیں لیکن فسق کی وجہ سے مرد اس عورت کا کفو نہیں رہا اگرچہ وہ عورت بھی فاسقہ ہوگئی ہو جب کہ باپ اس کا صالح ہو کما مر۔ یہ امور دلالت رضا ہیں لیکن جب کہ نکاح پہلے منعقد ہی نہیں ہوا تو یہ رضا اس نکاح کو صحیح نہیں کرسکتی اور منعقد نہیں ہوتا موافق قول مفتی بہ کے۔

حرامی لڑکے سے شریف عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۴۹) ایک لڑکے و لڑکی کا نکاح حالت نابالغی میں ہوا لڑکی کی والدہ کی اجازت سے۔ اب وہ دونوں بالغ ہیں۔ لڑکی کو بالغہ ہو کر یہ بات معلوم ہوئی کہ میرا شوہر اور اس کا باپ دونوں بے نکاحی عورت سے ہیں اسی وجہ سے لڑکی اس نکاح سے راضی نہیں۔ تو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں۔ یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ باپ دادا لڑکی کے مر چکے تھے۔

الجواب: یہ نکاح منعقد نہیں ہوا درمختار میں ہے واذا کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام الخ لا یصح النکاح من غیر الکفو[3] الخ۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۴۴ و ص ۴۴۱ ج ۲۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۹ ج ۲۔ [3] ایضاً ص ۴۱۹ ج ۲۔ ظفیر

بیوہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۰) بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بلا اجازت ولی کر سکتی ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :- بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضاء ولی کے نہیں کر سکتی ۔ اگر کرے گی تو موافق روایت مفتی بہا کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ[1] ۔ (لیکن یہ واضح رہے کہ غیر کفو سے یہاں مراد یہ ہے کہ لڑکا نیچ خاندان ہو ۔ اور اگر لڑکا عورت سے اونچے خاندان کا ہے تو جائز ہے ۔ ظفیر ۔)

سید اپنی لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۱) اگر سید اپنی دختر دوشیزہ برضامندی خویش غیر کفو میں دینا چاہے تو شرعاً منع ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :- باپ دادا اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کریں تو صحیح ہے[2] اور بالغہ کا نکاح برضاء دختر صحیح ہے ۔

بالغہ نے کفو میں شادی کی ۔ اب لڑکے کے فاسق ہونے کی وجہ سے ناراض ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵۲) ایک بالغہ نے اپنے قومی شخص سے بلا اجازت والد یا باقی اولیا جلا وطن ہو کر نکاح کر لیا ۔ کچھ دنوں کے بعد وطن واپس آئی ۔ اب بالغہ بوجہ فسق اس شخص کے ناراض ہے کیا بنت صالحہ فاسق کی کفو ہے یا نہیں ۔ اور ولی کو دفعاً للعار فسخ نکاح جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :- شامی میں ہے قلت والحاصل ان المفهوم من

---

(1) رد المحتار باب الولی ص ۲۹۸ ج ۲ ۔ ظفیر ۔ (2) والولی ای ا نکاح الصغیر والصغیرۃ ولزم النکاح ولو بغبن فاحش او زوجها بغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۰ ج ۲ ۔ ظفیر ۱۲

کلامهم اعتبار صلاح الکل (الیٰ ان قال) فعلی هذا فالفاسق لایکون کفوًا لصالحة بنت صالح بل یکون کفوًا لفاسقة بنت فاسق وکذا لفاسقة بنت صالح کما نقله فی الیعقوبیة فلیس لابیها حق الاعتراض[1] الخ فقط
اس سے معلوم ہوا کہ جو عورت خود فاسقہ ہو وہ اگرچہ بنت صالح ہو وہ کفو ہے فاسق کی لہذا نکاح مذکور اگر فاسقہ بنت صالح کا فاسق کے ساتھ ہوا تو وہ صحیح ہے۔

بالغہ سیدزادی کا نکاح بلا اجازت ولی غیر کفو میں جائز ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۵۳) سید زادی بالغہ صحیحة النسب کا نکاح کسی دوسرے شخص غیر عالم و غیر سید سے بلا رضائے ولی درست ہے یا نہ۔ !

الجواب:- سیدہ بالغہ نے اگر غیر کفو میں اپنا نکاح بلا رضائے ولی کیا ہے تو بیشک موافق روایت مفتی بہا کے نکاح اس کا صحیح نہیں ہے[2] اور اگر بہ رضائے ولی کیا ہے یا اس کا ولی نہیں ہے یا کفو میں نکاح کیا ہے تو صحیح ہے کما فی الشامی واما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا کما یاتی[3] الخ اور واضح ہو کہ فقہاء باب الکفارت میں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ قریش بعض بعض کے اکفاء ہیں پس شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی وغیرہ جس قدر قریشی ہیں سب سادات کے ہم کفو ہیں[4] فقط

---

[1] ردالمحتار باب الکفاءة ص ۳۲۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوی لفساد الزمان (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ص ۳۱۳ ج ۲) ظفیر [3] ردالمحتار باب الولی تحت قوله بعدم جوازه ص ۳۱۳ ج ۲ آگے اکھا ہے درج ہے لان وجه عدم الصحة علی هذه الروایة دفع الضرر عن الاولیاء اما هی فقد رضیت باسقاط حقها الخ (ردالمحتار باب الولی ص ۳۱۳ ج ۲) ظفیر۔
[4] تعتبر الکفاءة للزوم النکاح نسبا فقریش بعضهم اکفاء بعض (درمختار) والخلفاء الاربعة کلهم من قریش (ردالمحتار باب الکفاءة ص ۳۲۱ و ص ۳۲۲ ج ۲) ظفیر۔

سید کی لڑکی نے ایک لڑکے سے نکاح کیا جو اپنے کو شیخ کہتا تھا اب معلوم ہوا وہ کپڑا بننے والا ہے۔ کیا حکم ہے۔

سوال (۱۱۵۴) ایک عورت بالغہ نے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا عورت مذکورہ سید کی لڑکی ہے اور مرد نے پہلے اپنے کو شیخ ظاہر کیا مگر نکاح ہو جانے اور خلوۃ صحیح کے بعد معلوم ہوا کہ ذات کا جولاہا ہے اور یہ نکاح عورت کے والد کی غیبت میں ہوا۔ آیا نکاح صحیح ہوا یا نہیں بصورت صحت عورت یا اس کے والد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:- نکاح مذکور جو کہ غیر کفو سے ہوا موافق روایۃ مفتی بہا کے صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل اور ناجائز ہوا۔ در مختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ[۱]۔ فقط۔

سید شیخ کی لڑکی کا نکاح نومسلم کا نستھ سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۵) ایک شخص قوم کا کانستھ ہندو تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ نماز روزہ کا پابند ہے وہ کفو شیخ، سید کی دختران کا ہے یا نہیں اور جو لوگ بے نماز ہیں ان کو نومسلم پسند نہیں کرتا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔ ؟

الجواب:- شیخ سید کی لڑکی کفو اس نومسلم کی نہیں ہے[۲]۔ البتہ کوئی نومسلمہ یا دیگر اقوام کی دختر سے نکاح ہو سکتا ہے اگر بے نمازی ہو اس کو سمجھا کر نمازی بنایا جائے نکاح صحیح ہو جاوے گا کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ فقط۔

عجمی کی تعریف اور عربی النسل عورت کا نکاح لوہار نجار اور نداف سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۶) زید کہتا ہے کہ اگر سیدزادی یا ادنائی یا اور کسی اعلیٰ قوم کی عورت کسی ادنیٰ قوم کی مسلمان باشندہ لوہار۔ نجار۔ نداف سے مثلاً نکاح کرے بلا رضائے ولی کے تو بلا کراہیت درست ہے کیونکہ عجمیوں نے ذات کو ضائع کر دیا ہے یہ کہنا درست ہے یا نہ؟ اور

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص۲۰۹۔ ۱۲ ظفیر۔

[۲] من اسلم بنفسہ ولیس لہ اب فی الاسلام لایکون کفوا لمن لہ اب واحد فی الاسلام کذا فی فتاویٰ قاضیخان (عالمگیری باب خامس فی الکفاءۃ ج۲ ص۱۵) ظفیر۔ ۱۲

کفو کتنی چیزوں میں پنجاب ہند سندھ و بنگالہ وغیرہ میں معتبر ہوگی۔ عجمی کس کو کہتے ہیں زید یہ سند پکڑتا ہے کہ سیدزادی کا نکاح غیر قوم سے منع کرنا یہ مذہب شیعہ کا ہے عینی ص ۱۰۲ ج ۲ کی عبارت پیش کرتا ہے وفی البسیط ذهب الشیعة الی ان نکاح العلویات ممتنع علی غیرهم مع التراضی قال السروجی وهی قول باطل الخ اس عبارت کا کیا مطلب ہے اور کیا جواب ہے۔؟

الجواب :- عجمی کی تعریف ردالمحتار میں یہ کی ہے قوله واما فی العجم المراد بهم من لم ینتسب الی احد قبائل العرب[1] الخ پس جو شخص منسوب الی قبائل العرب نہیں ہے وہ عجمی ہے اور درمختار میں ہے العجمی لا یکون کفوا للعربیة[2] الخ اور جواب عینی کا یہ ہے کہ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ نکاح سادات علویات کا غیر علویات کے لئے بالکل ممنوع ہے اور مذہب اہل السنت والجماعۃ کا یہ ہے کہ اولاً علویات کا غیر علویات سے وہ مطلقاً منع نہیں کرتے بلکہ قریش غیر علویات کا سیدہ علویہ سے نکاح صحیح ہے کما فی الدر المختار فقریش بعضهم اکفاء بعض[3] اور ثانیاً عجمیوں سے بھی علویات کا نکاح حرام نہیں ہے بلکہ اگر ولی اور وہ عورت راضی ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے فاین هذا من ذالک۔ فقط۔

غیر کفو میں شادی ولی کی رضامندی سے درست ہے

سوال (۱۱۵۷) ایک مسلمان کسی قوم میں سے ہو وہ دوسری قوم میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب :- نابالغ کا باپ ایسا کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور وہ راضی ہو غیر کفو میں شادی کرنے سے اور اس کا باپ اور ولی بھی راضی ہو

---

[1] ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۳۲۰ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۳۲۰ ج ۲۔ [3] الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۳۲۰ ج ۲ ظفیر۔

تب بھی درست ہے۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ[۱]۔ فقط ۔

سوال (۱۱۵۸) زید ولد الزنا ہے اس کے اقارب اس کے نکاح کرنے سے عار کرتے ہیں زید مذکور کفو ہو سکتا ہے یا نہیں ۔؟

(ولد الزنا صحیح النسب کا ہم کفو نہیں ہے)

الجواب:۔ ولد الزنا کفو ولد الحلال اور ثابت النسب کا نہیں ہو سکتا لیکن اگر باپ اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیوے تو نکاح صحیح ہوگا یا خود دختر بالغہ ولی کی اجازت سے اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کر لیوے تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے[۱]۔

سوال (۱۱۵۹) زید نے (جو کہ شیخ فاروقی ہے) اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح عمر سے (جس کا تین پشت سے اسلام ہے) کر دیا ہے یہ لڑکا اس لڑکی سنکوحہ کا کفو ہے یا نہیں اس لڑکی کو نکاح کے فسخ کا اختیار بالغہ ہونے پر ہے یا نہیں ؟

(نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردے تو جائز ہے)

الجواب:۔ وہ لڑکا زید کی دختر کا کفو نہیں ہے لیکن باپ اگر اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کر دیوے تو صحیح[۲] ہے اور نابالغہ بعد بالغہ ہونے کے

---

[۱] واذا زوجت نفسها من غیر کفوء ورضی به احد الاولیاء لم یکن لهذا الولی ولا لمن مثله او دونه فی الولایة حق الفسخ الخ ولکن اذا زوجها احد الاولیاء برضاها کذا فی المحیط (عالمگیری باب خامس باب الاکفاء والکفاءة ص ۲/۱) اذا زوجها من رجل عرفه غیر کفوء فعند ابی حنیفة یجوز لان الاب کامل الشفقة وافر الرای فالظاهر انه تامل غایة التامل و وجد غیر الکفوا صلح من الکفوء کذا فی المحیط (ایضاً ص ۲/۱۲) ظفیر

[۲] قوله بعدم جوازه الخ وهذا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده واما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً (رد المحتار باب الولی ص ۲/۴۰۹) ظفیر

[۳] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً (درمختار) هذه روایة الحسن عن ابی حنیفة وهذا اذا کان لها ولی لم یرض به قبل العقد الخ فلا بد حینئذ لصحة العقد من رضاه صریحا (رد المحتار باب الولی ص ۲/۴۰۹) ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

اُس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتی. کذا فی الدر المختار و الشامی[1]. فقط

سید و شیخ ہم کفو ہیں یا نہیں

سوال (۱۱۶۰) غیر کفو مرد اور عورت میں نکاح بغیر اجازت عورت کے باپ کے ہو سکتا ہے یا نہیں خواہ عورت بیوہ ہو یا کنواری. عورت سیدانی ہو اور مرد شیخ ہو یہ غیر کفو ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ سید اور شیخ ہم کفو ہیں غیر کفو نہیں ہیں جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ قریش باہم کفو ہیں اور سید اور شیوخ خواہ صدیقی ہوں یا فاروقی یا عثمانی سب قریش ہیں[2] پس اگر عورت سیدانی بالغہ خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ شوہر شیخ سے نکاح اپنا برضا خود کرے تو وہ نکاح صحیح ہے باپ اس کو توڑ نہیں سکتا. کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضاء ولی[3] الخ فقط

زید نے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو درست ہے

سوال (۱۱۶۱) زید نے غیر کفو میں سو برس ہوئے نکاح کر لیا تھا اس کی اولاد، اولاد اولاد ہوتی رہی اور آپس میں نکاح شادی ہوتے رہے کوئی غیر اولاد میں نہیں رہی اب سو برس بعد ایک شخص زید کی قوم کا زید کے خاندان میں جو اس عورت سے ہے جس کا نکاح سو برس ہوتے ہوا تھا اور وہ عورت غیر کفو تھی نکاح کرتا ہے جائز ہے یا نہیں اور والدین یا کسی ولی کو حق فسخ نکاح بوجہ غیر کفو ہونے کے ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ زید کا غیر کفو میں نکاح کر لینے سے زید کی اولاد کے نسب میں کچھ فرق نہیں ہوا کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے پس اگر زید کی اولاد

---

[1] لو فعل الاب او الجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرۃ حق الفسخ بعد البلوغ (رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر.

[2] فقریش بعضهم اکفاء بعض الخ والعرب بعضهم اکفاء لبعض الانصاری والمهاجری فیه سواء کذا فی فتاوی قاضیخان (عالمگیری مصطفائی الباب الخامس فی الاکفاء ص ۱۵ ج ۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۰۲ ج ۲. ظفیر.

میں سے کوئی لڑکی بالغہ اپنا نکاح بدون رضائے اولیاء غیر کفو میں کرے گی تو وہ صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار ویفتی فی غیرالکفو بعدم جوازہ اصلاً وھوالمختار للفتویٰ[1] الخ اور اگر کوئی لڑکی نابالغ زید کی اولاد میں سے بلا رضا ولی کے اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے تو وہ صحیح ہے اور ولی اس کو فسخ نہیں کرسکتا کیونکہ کفاءت کا اعتبار اس میں نہیں ہے کہ کوئی مرد شریف کسی کم نسب والی عورت سے نکاح کرے کہ اس میں عورت پر کچھ عار نہیں ہے[2] اور مرد کی اولاد جو اس عورت سے ہوگی وہ باپ کے نسب پر ہوگی۔ فقط

بیوہ سیدانی غیر قریشی سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۶۲) ایک سیدانی بیوہ اگر کسی غیر قریشی سے کہ وہ نہ تو عالم ہے اور نہ پٹھان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں اگر نکاح ہوگیا ہو تو ایسے نکاح کو شرعاً توڑ دینا لازمی ہے یا نہ۔ اور کیا یہ نکاح قابل فسخ ہے اور وہ شخص قابل تعزیر ہے یا نہیں اگر تعزیر ہے تو کیا۔؟

الجواب:۔ اگر عورت بالغہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو وہ مطلقاً صحیح ہے اور اگر غیر کفو میں کرے تو اگر اس کا ولی موجود ہے اور وہ راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب مذہب مفتی بہ غیر صحیح ہے اور اگر اس کا کوئی ولی نہیں ہے یا ہے لیکن وہ راضی ہے تو نکاح مذکور صحیح ہے اور مرد غیر قریشی عورت سیدانی کا کفو نہیں ہے۔ قال فی الدرالمختار ویفتی فی غیرالکفو بعدم جوازہ اصلاً وھوالمختار للفتویٰ[3] الخ قال فی الشامی وھذا اذا کان لہا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضیٰ بعدہ بحر واما اذا

---

[1] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۰۲ ج ۲۔ ظفیر۔

[2] الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبہ الخ لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۵ ج ۲) ظفیر۔

[3] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۰۲ ج ۲۔ ظفیر۔

لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقاً[۱] الخ صفحہ ۲۹۷ جلد (۲) شامی اور جس صورت میں عدم جواز نکاح کا فتویٰ ہے اُس میں مابین زوجین تفریق کرادی جاوے گی اور کوئی تعزیر شرعاً اس میں نہیں ہے۔ فقط

پٹھان نے دھوکہ دیکر سیدزادی سے نکاح کر لیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۳) ایک پٹھان نے اپنی قومیت کو چھپا کر ایک سید کے یہاں پیغام نکاح دیا نکاح اس بنا پر قرار پایا کہ اگر تم شیخ ہو تو نکاح کیا جائیگا اس صورت میں نکاح درست ہوا یا نہ۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں نکاح ہو گیا تھا مگر بوجہ دھوکہ دہی کے عورت اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار ہے[۲]۔ فقط

ولی کی ناراضامندی بالغہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا درست ہوا یا نہیں

سوال (۱۱۶۴) ایک عورت بالغہ ثیبہ نے غیر کفو میں نکاح کرنا چاہا اس کے اولیاء میں سے اس ملک میں سوائے اس کی پھوپھی کے کوئی نہیں وہ مزاحم ہوئی حاکم وقت نصاریٰ کے حکم سے وہ نکاح ہو گیا پھوپھی نے بحیثیت ولی فسخ نکاح کا دعویٰ کیا پھوپھی کے دعویٰ پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو وہ کونسا ولی ہے جسے اس دعوے کا حق ہے اور پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے یا عصبات میں سے۔ امام طحاوی رح نے باب النکاح بغیر ولی عصبۃ کا جو باب باندھا ہے اس میں عصبہ کی قید سے کیا فائدہ ہے کیا اس میں اخیر تک ولی عصبہ ہی سے بحث ہے یا عام اولیاء سے فتاویٰ سراجیہ میں ہے امرأۃ تزوجت من غیر کفو فللولی ان یعترض ویرفع الی القاضی حتی یفسخ وان لم یکن الولی ذا رحم محرم کابن العم۔ اس کے کیا معنی ہیں اور ابن عم بنفسہ نہیں۔ ؟

---

[۱] رد المحتار باب الولی ص ۲۹۷ ج ۲ ۔ [۲] ولو انتسب الزوج لھا نسباً غیر نسبہ فان ظھر دونہ وھو لیس بکفو فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفوا فحق الفسخ لھا ۔ عالمگیری باب خامس فی الاکفاء ص ۲۹۴ ج ۱ ظفیر۔

الجواب :- کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ ولی نکاح کا عصبہ ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ذوی الفروض و ذوی الارحام کو ولایت حاصل ہے پس جبکہ سوائے پھوپھی کے اور کوئی ولی اس عورت کا وہاں موجود نہ تھا تو ولی اس حالت میں پھوپھی تھی جو کہ ذوی الارحام میں سے ہے[1] اور یہ بھی تصریح کتب فقہ میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بدون اجازت و رضاء ولی صحیح نہیں ہوتا پس جب کہ پھوپھی اس نکاح سے راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب فتویٰ متاخرین فقہاء صحیح نہیں ہوا اور امام طحاوی رح کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی دراصل عصبہ ہے اگر عصبہ نہ ہو تو پھر حسب تصریح دیگر فقہاء ذوی الفروض و ذوی الارحام ولی ہوتے ہیں جس کی تفصیل و ترتیب کتب فقہ میں موجود ہے اور فتاویٰ سراجیہ میں جو اعتراض ولی کا حکم لکھا ہے یہ اصل مذہب حنفیہ کا ہے لیکن متاخرین حنفیہ کا فتویٰ بطلان نکاح مذکور کا ہے۔ یعنی غیر کفو میں نکاح بالغہ بلا اجازت ولی کی باطل ہوتا ہے ولی کو فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ سب تفصیل در مختار و ردالمحتار میں ہے[2]۔ فقط۔

پٹھانی عورت کا نکاح شیخ زادے سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۶۵) ایک عورت مسماۃ ہندہ بیوہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے یعنی عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے مسماۃ کے علاتی چچا اس میں حارج ہیں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :- مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ بیوہ اپنا نکاح غیر کفو سے بلا رضامندی ولی کے کرے اور ولی اس کا اس نکاح سے راضی نہ ہو تو وہ نکاح نہیں ہوتا فتویٰ اسی پر ہے اور پہلے یہ مسئلہ لکھا جا چکا ہے لیکن اب توضیح سے معلوم ہوا کہ عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے یعنی قریش میں سے ہے جو کہ افضل ہے عورت کی قوم سے لہذا اگر

---

[1] فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۳۱۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوی لفساد الزمان (ایضاً ص ۳۰۴ و ص ۳۰۹ ج ۲) ظفیر۔

صورت واقعی یہی ہے تو یہ نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ کفاءت شوہر کی طرف سے معتبر ہے کہ شوہر عورت سے کمتر نہ ہو اور عورت کی طرف سے معتبر نہیں ہے یعنی اگر عورت کم درجہ کی ہو اور شوہر باعتبار نسب کے اعلیٰ درجہ کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں شرعاً و عرفاً عار نہیں ہے قال فی الدر المختار الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تأبی ان تکون فراشاً للدنی ولذا لا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وهذا عند الکل فی الصحیح[1] اھ۔ فقط

خاندانی مسلمان لڑکی کا نکاح نومسلم سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۶۶) ایک لڑکی خورد سالہ جس کے باپ دادا مسلمان تھے اس کا نکاح اس کے ماموں نے حالانکہ باپ زندہ باہر فاصلہ پر رہتا ہے ایک شخص نومسلم سے جس کے باپ دادا غیر مسلم تھے کر دیا اگر اس کا باپ اس عقد پر اعتراض کرے تو شرعاً اس عقد پہ موثر ہو سکتا ہے۔؟

الجواب: چونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا اس لئے بلا اجازت ولی اقرب یعنی باپ کے صحیح نہیں ہوا[2]۔ فقط۔ (اور اس لئے بھی نابالغہ کا ولی جب باپ موجود ہے تو ماموں کو حق ولایت حاصل نہیں ہے باپ کے رد کر دینے سے وہ نکاح درست نہیں رہا۔ ظفیر)

کفو میں نکاح درست ہے مہر کی کمی سے فرق نہیں پڑتا

سوال (۱۱۶۷) زید نے ہندہ ثیبہ بالغہ بیوہ سے بلا اذن ورضامندی تن بخشی کرائی اور دس درہم مہر مقرر ہوا زید نے وطی بھی کی زید خود مقر ہے نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور ولی کو فسخ کرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ زید اتمام مہر مثل سے انکار نہیں کرتا ہندہ ... ہے نکاح کفو میں ہوا ہے مہر مثل زیادہ ہے۔؟

الجواب: جب کہ نکاح کفو میں ہوا ہے تو ولی کو بصورت اتمام مہر مثل فسخ کا اختیار نہیں ہے اور نکاح صحیح ہو گیا اور ولی اتمام مہر مثل کرا سکتا ہے۔ کما فی الشامی

---

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۳۱۸۔ ظفیر۔ [2] من اسلم بنفسہ ولیس لہ اب فی الاسلام لا یکون کفواً لمن لہ اب واحد فی الاسلام کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری باب خامس فی الاکفاء ج ۱ ص ۲۹۰) ظفیر

قولہ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قید بذلک لئلا یتوہم عودہ الی قولہ فیفد نکاح حرۃ الخ وللاحتراز عما لو تزوجت بدون مہر المثل نقصا علمت ان للولی الاعتراض ایضا والظاہر انہ لاخلاف فی صحۃ العقد وان ہذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو[1] الخ فقط

ولد الزنا لڑکا اور صحیح النسب لڑکی ہم کفو ہیں یا نہیں۔

سوال (۱۱۶۸) ایک لڑکا ولد الزنا ہے اور لڑکی حلال نطفہ سے پیدا ہے۔ یہ دونوں کفو ہیں یا نہیں - ؟

الجواب:- وہ باہم کفو نہیں ہیں[2]۔

معماری کی شادی نجار سے جائز ہے

سوال (۱۱۶۹) زید معماری کا پیشہ کرتا ہے اور عمر کی خاندانی حالت یہ ہے کہ اس کے رشتہ دار اور بڑے نجاری کا پیشہ کرتے تھے لیکن عمر عطاری کی نزد کان اور پارچہ دوزی کا کام کرتا ہے۔ زید نے عمر کی سب حالت دیکھکر اپنی ہمشیرہ کا نکاح عمر سے کر دیا زید کی ہمشیرہ بعد نکاح ایک ماہ تک عمر کے گھر رہی۔ بعد ایک ماہ کے زید ہمشیرہ کو اپنے مکان پر لے گیا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور عمر نے جو بہت ایام تک زید کی ہمشیرہ سے ہم بستری کی وہ جائز ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- عمر کا نکاح زید کی ہمشیرہ سے صحیح ہو گیا اور ہم بستری وغیرہ سب جائز ہوئی زید کا انکار اب شرعاً معتبر نہیں ہے[3]۔ فقط

مسلمان لڑکی کا نکاح غلطی سے غیر برادری میں ہو گیا

سوال (۱۱۷۰) ایک مسلمان لڑکی نابالغہ کا

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الولی ص ۲/۲۹۷ ظفیر۔ [2] وتعتبر الکفاءۃ نسبا وحریۃ و اسلاما ودیانۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۲/۳۲۰) ظفیر

[3] وافاد کما فی البحر انہ لایلزم اتحادہما فی الحرفۃ بل التقارب کاف فالحائک کفو لحجام والدباغ کفو لکناس والصفار کفو لحداد والعطار کفو لبزاز قال الحلوانی وعلیہ الفتوی (رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۲/۳۲۴) ظفیر۔ ۱۲

نکاح ایک نہنگ قوم غیر پابند احکام اسلام سے غلطی سے وارثان نے کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ اُن کو اسلام سے مس نہیں ہے۔ لہذا لڑکی اُن کے گھر آباد ہونا نہیں چاہتی نہ وارث بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ نکاح صحیح ہوا یا نہ۔ ؟

الجواب:۔ اگر وہ شخص جس سے نکاح ہوا مسلمان کلمہ گو تھا اگرچہ فاسق تھا دیندار نہ تھا تو نکاح صحیح ہو گیا اور [1] بدوں طلاق دینے شوہر کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور اگر کافر تھا اور دعویٰ اسلام کا نہ کرتا تھا اور کلمۂ توحید سے منکر تھا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ فقط۔

نسب غلط بتا کر لڑکے نے شادی کی تو اب نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۷۱) ایک شخص نے اپنا نسب غلط بیان کر کے ایک شریف خاندان لڑکی سے باجازت اس کے باپ کے نکاح کر لیا حالانکہ لڑکی بالغہ ہے اس سے اجازت طلب نہیں کی گئی اب قبل رخصت اس شخص کا مجہول النسب ہونا ظاہر ہو گیا تو اس صورت میں ابطال یا فسخ نکاح کا حق ولی اور لڑکی کو ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ ولی اور عورت کو نکاح باقی رکھنے اور فسخ کرانے کا اختیار ہے۔ کما فی الشامی نقلا عن البحر عن الظہیریۃ لو انتسب الزوج لہا نسبًا غیر نسبہ فان ظہر دونہ وہو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل وان کان کفوًا فحق الفسخ لہا دون الاولیاء [2] جلد (۲) اور باب العنین کے آخر میں

[1] لو زوجوہا برضاہا ولم یعلموا بعدم الکفاءۃ ثم علموا لاخیار لاحد۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۲۰ ج ۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۲۶ ج ۲ الا اذا شرطوا الکفاءۃ او اخبرہم بہا وقت العقد فزوجوہا علی ذالک ثم ظہر انہ غیر کفوء کان لہم الخیار (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۲۰ ج ۲) ظفیر۔

صاحب شامی نے تحریر کیا ہے کہ جس شخص نے دھوکہ دیکر اور اپنا نسب غلط بتاکر نکاح کرلیا بعد میں اگر غیر کفو ظاہر ہوا تو ولی اور زوجہ دونوں کو فسخ کا اختیار ہے بنا بر حق کفاءت کی[1] اور اگر کفو ہے مگر جو نسب بیان کیا تھا وہ غلط نکلا تو اس صورت میں صرف عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اس وجہ سے دھوکہ کا اثر اس پر پڑے گا۔ کما قال لکن ظہر لی الآن ان ثبوت حق الفسخ لہا للتغریر لا لعدم الکفاءۃ بدلیل انہ لو ظہر کفواً یثبت لہا حق الفسخ لانہ غرہا الخ[2] فقط۔

سوال (۱۱۷۲) | ہاشمی اور بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں | قریشی ہاشمی اور سادات بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں اور دیگر قریش عرب پس ان کے مابین نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ قریشی ہاشمی وسادات بنی فاطمہ باہم کفو ہیں اور قریش بقیہ عرب غیر قریش کے کفو نہیں ہیں درمختار میں ہے فقریش بعضہم اکفاء لبعض قال فی الشامی اشار بہ الی انہ لا تفاضل فیما بینہم من الہاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرہم ولہذا زوج علی وہو ہاشمی ام کلثوم بنت فاطمۃ لعمر وہو عدوی قہستانی فلو تزوجت ہاشمیۃ قریشیا غیر ہاشمی لم یرد عقدہا وان تزوجت عربیا غیر قریشی لہم ردہ کتزویج العربیۃ عجمیا الخ[3] فقط

سوال (۱۱۷۳) | اعلیٰ نسب کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ درجہ کے لڑکے سے ہو جائے تو کیا حکم ہے | ایک عورت قوم آدان کی اگر حجام سے نکاح کرلیوے تو ولی عورت کا جو کہ اعلیٰ کفو کا ہے

---

[1] لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ او علی انہ فلان ابن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا لہا الخیار (رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۳۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدۃ ص ۳۳۳ ج ۲ ۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۳۳ ج ۲ ظفیر۔

بہ نسبت حجام کے شرعاً نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں عرب و عجم میں نسب کا لحاظ ہے یا نہیں

الجواب :- کفاءت میں نسب کا اعتبار عرب میں ہے اور عجم میں پیشہ وغیرہ کا اعتبار ہے پس اگر عورت اعلیٰ ہے باعتبار کفاءت کے اور مرد کم درجہ کا ہے اور کفو عورت کا نہیں ہے اور وہ عورت اس مرد سے نکاح کر لیوے تو ولی کو اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے کذا فی الدر المختار[1] فقط۔

چچا نے غیر کفو میں شادی کردی تو جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۷۴) مشرف خان نے اپنی برادرزادی نور النساء بی بی کا نکاح بحالت نابالغی ایک شخص کے ساتھ کر دیا لیکن نور النساء بی بی مذکورہ نے ہنگام بلوغ اپنے اظہار کر دیا کہ میں اس نکاح کو منظور نہیں کرتی، میرے چچا نے میرا نکاح غیر کفو میں کر دیا تھا جس سے میں راضی نہیں ہوں۔ ایسی صورت میں اس نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب :- در مختار میں ہے کہ باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی مثل تایا چچا وغیرہ کے اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اگر کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کرے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے مگر نابالغہ کو بعد بلوغ کے اس کے فسخ کرانے کا اختیار ہوتا ہے یعنی یہ کہ بذریعہ قاضی کے فسخ کرا لے پس اس صورت میں اگر نابالغہ مذکورہ کا نکاح اس کے چچا نے غیر کفو میں کیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا لڑکی کو اختیار ہے کہ بعد بالغہ ہونے کے اپنا نکاح اپنی رضا سے کسی کفو میں کرے ولو کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ الخ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً الخ[2] فقط۔

---

[1] والکفاءۃ حق الولی لا حقھا فلو نکحت رجلا ولم تعلم حالہ فاذا ھو عبد لا خیار لھا بل للاولیاء ولو الدخل علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۴۲۴) وان تزوجت من غیر کفو لا یلزم او لا یصح (رد المحتار باب کفاءت ص۴۲۴) ولہ ای للولی اذا کان عصبۃ الخ الاعتراض فی غیر الکفو فیفسخہ القاضی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۴۱۸) ظفیر۔ [2] تقدم ان غیر الاب والجد لو زوج الصغیرۃ او الصغیر فی غیر کفو لا یصح (رد المحتار باب الکفاءۃ ج۲ ص۴۲۱) ظفیر۔ " " " "

زنا کا پیشہ کرنے والے سے تیل نکالنے والے کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۷۵) ہندہ بالغہ نے بغیر اجازت اپنے اولیاء کے زید سے نکاح کر لیا زید وہندہ دونوں ہم قوم ہیں لیکن ہندہ کا کنبہ تیل نکالنے کا کام کرتا ہے اور زید کا کنبہ زنا کاری کرتا ہے ہندہ کے اولیا اس نکاح کی اجازت نہیں دیتے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:- قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی الخ قال فی رد المحتار للشامی وقال شمس الائمۃ وھذا اقرب الی احتیاط الخ[1] ص۲۹۶ جلد ثانی شامی وفیہ ایضا من الکفاءۃ فلیس فاسق کفوا لصالحۃ الخ[2] درمختار، ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط۔

ادنیٰ قوم کی لڑکی اعلیٰ قوم کے لڑکے سے نکاح کرے تو درست ہے

سوال (۱۱۷۶) ایک عورت باکرہ قوم بافندہ رذیل قوم عمر ۱۸ سال نے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے ایسے مرد سے جو شریف قوم کا ہے بدون اجازت ورضا ولی کے کر لیا اور روبرو دو گواہوں کے۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب:- اس صورت میں نکاح عورت بالغہ عاقلہ کا جو کہ اس نے اپنی رضامندی سے شریف قوم کے مرد کے ساتھ کر لیا ہے بدون اجازت ولی کے روبرو دو گواہوں کے وہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا ہے شامی میں ہے وان کان ما ظہر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد الخ ص۵۹۵ وفی ص۳۱۷ باب الکفاءۃ وفیہ اشعار بان نکاح الشریف الوضیعۃ لازم فلا اعتراض للولی بخلاف العکس[3]

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۹۶ ج۲ - ص۳۰۵ ج۲ ۔ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً باب الکفاءۃ ص۳۲۲ ج۲ و ص۳۲۳ ج۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

[3] رد المحتار باب الکفاءۃ ص۳۲۲ ج۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ ۱۲

جاہل کسان عالم کی لڑکی کا ہم کفو ہے یا نہیں اور نکاح درست ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۷۷) الزراع الجاهل هل يكون كفوء صغيرة العالم وهي غير عالمة ام لا و اذا زوج غير الاب والجد الصغيرة من رجل زراع هل يصح النكاح ام لا والحرفة فی الكفوء معتبر ام لا۔ ؟

الجواب:- اقول وبالله التوفيق. قول صاحب درمختار ولا هما لعالم وقاض[1] وتحقیق علامہ شامی ولا هما لبنت عالم وقاض الخ سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس صورت میں زراع جاہل کفو بنت عالم کا نہیں ہے اور غیر اب وجد نے یہ نکاح کیا تو بہ قول مفتی بہ نکاح صحیح نہ ہوگا وان کان المزوج غيرهما ای غير الاب وابيه الخ لا يصح النكاح من غير كفوء[2] الخ درمختار۔ البتہ اگر اب یا جد ایسا نکاح کریں تو صحیح ہے[3] درمختار۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی نجدی کو لڑکی دینا کیسا ہے

سوال (۱۱۷۸) نجدی وہابی غیر مقلد کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:- جس فرقہ کے کفر پر فتوی ہے جیسے مرزائی اور شیعہ غالی ان سے مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح حرام ہے نکاح نہ ہوگا اور جس فرقہ کے کفر پر فتوی نہیں ہے جیسے غیر مقلد اور نجدی ان سے نکاح سنیہ عورت کا صحیح ہے۔ فقط۔

شریف عورت نو مسلم مرد کی کفو ہے یا نہیں

سوال (۱۱۷۹) عورت مسلمہ شریف خاندان نو مسلم کی کفو ہو کر نسلاں در نسلاں بن ہو جاوے گا یا نہ۔ ؟

الجواب:- شریف عورت جس کے آباؤ اجداد مسلمان چلے آرہے ہیں

---

[1] دیکھئے الدر المختار مع رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۴۴ ج ۲ ولا الحائك لبنت البزاز والتاجر ولا هما لبنت عالم وقاض (رد المحتار ص ۳۴۴ ج ۲) ظفیر۔ ۱۲

[2] ، [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲ - ظفیر۔ ۱۲

تو مسلم کی کفو نہیں ہے لہٰذا اگر ولی اس عورت کا راضی نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اور اگر ولی اور وہ عورت راضی ہوں تو نکاح ہوجاتا ہے۔ ویفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ درمختار وھذا اذا کان لہا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ شامی[1] جلد (۲)

افغان اور اہیر باہم کفو ہیں یا نہیں اور ان میں باہم نکاح درست ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۸۰) زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے اور ہندہ قوم کی اہیرا ور اس کے ورثاء زراعت پیشہ ہیں۔ زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں ہندہ کے ورثاء کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے اور پیشہ فی الحال یکساں ہے لہٰذا زید مذکور اس عورت ہندہ کا کفو ہے اولیاء ہندہ نکاح مذکور کو فسخ نہیں کرا سکتے۔ قال فی الدر المختار وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب الخ شامی[2] فقط

پٹھان عورت کا نکاح راجپوت مسلمان سے جائز ہے۔

سوال (۱۱۸۱) مسماۃ ہندی بیوہ قوم پٹھان نے اپنا نکاح شمشاد علی خان راجپوت سے کرلیا ہے اس پر مسماۃ ہندی کی ماں اور بھائی ناخوش ہیں کہتے ہیں کہ اس نے غیر کفو میں نکاح کرلیا ہے۔ یہ نکاح ناجائز ہے اور قابل فسخ ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ جو قومیں عجمی ہیں ان میں کفاءت معتبر نہیں ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں نکاح مسماۃ ہندی بیوہ کا جو شمشاد علی خان کے ساتھ ہوا ہے وہ صحیح اور نافذ ہے[3] اور بھائی

---

[1] ردالمحتار باب الولی ص ۴۰۴ ج ۲ و ص ۴۰۶ ج ۲۔ [2] ردالمحتار باب [illegible]

[3] وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما (درمختار) [illegible] فی العرب قولہ اما فی العجم المراد بہم من لم ینتسب الی احد قبائل العرب الخ الامن کان لہ منہم نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ (ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۴۳۸ و ۴۳۶ ج ۲) ظفیر

اور اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط۔

نومسلم مرد و عورت کا نکاح درست ہے ان میں کفاءت کا اعتبار نہیں۔

سوال (۱۱۸۲) ایک بھنگی نے اسلام قبول کیا اور ایک ہندوانی عورت نے اسلام قبول کیا۔ ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا کفو کا لحاظ ہوگا۔؟

الجواب:- ان کا نکاح باہم جائز ہے اس میں کفاءت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دونوں نومسلم ہونیکے وجہ سے ایک درجہ میں ہو گئے[1] فقط۔

پڑھی ہوئی عورت کا نکاح جاہل مرد سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۸۳) میری ساتھ ایک عورت بیوہ نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے لیکن عورت پڑھی ہوئی ہے اور میں جاہل ہوں مدعی کا دعویٰ ہے کہ ہماری لڑکی پڑھی ہوئی کا نکاح تجھ جاہل کے ساتھ جائز نہیں ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

الجواب:- عورت بالغہ اگر اپنی مرضی سے اپنا نکاح کفو میں کرے تو صحیح ہے اور عورت کا پڑھی ہوئی ہونا اور شوہر کا جاہل ہونا مانع صحت نکاح سے نہیں ہے جب کہ شوہر عورت سے باعتبار پیشہ وغیرہ کے کم درجہ کا نہ ہو[2] فقط۔

قوم افغان عجمی ہے یا عربی اور اس میں کفو کا کیا طریقہ ہوگا

سوال (۱۱۸۴) قوم افغان عربی ہیں یا عجمی اگر عربی ہیں تو عرب کے کس قبیلہ کیطرف منسوب ہیں اگر عجمی ہیں تو کیا عجم میں کفو نسبی معتبر ہے یا نہیں۔ ملک افغانستان میں بعض جگہ رواج ہے کہ اپنی لڑکیوں کو فروخت کرتے ہیں اور ہمارے ملک کے لوگ تیلی۔ جولاہا۔ درزی۔ موچی۔ حجام۔ میراسی وغیرہم قیمتاً لاکر ان سے نکاح کرتے ہیں شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔؟

---

[1] واما فی العجم فتعتبر حریۃ و اسلاما (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الکفاءۃ ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر

[2] کفاءت میں علم کا اعتبار نہیں، نسب وغیرہ کا اعتبار ہے تعتبر (الکفاءۃ) فی العرب نسبا و حریۃ و اسلاما و دیانۃ و مالا و حرفۃ (الدر المختار علی هامش رد المختار باب الکفاءۃ ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر

الجواب :- اس امر کی تحقیق ان کے نسب نامہ سے ہو سکتی ہے کہ ان کا سلسلہ نسب کہاں پہونچتا ہے اور اہل عجم میں کفارت باعتبار نسب کے نہیں ہے[1] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعتبار سے ہے اور لڑکیوں پر قیمت لینے کا رواج اور رسم قبیح اور بد ہے مگر نکاح ہو جاتا ہے۔

افغان کا نکاح کبوہ سے درست ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۸۵) ہندہ نے اپنا عقد بغیر اجازت و رضا اپنے حقیقی چچا زید سے کر لیا۔ ہندہ ایک دولت مند شریف خاندان قوم افغان سے ہے اور زید ایک غریب آدمی قوم کبوہ سے ہے جن کو قوم شریف نہیں جانتے تو ولی ہندہ کا نکاح شرعاً فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔؟ اخرجہ دارقطنی ثم البیہقی فی سننہما عن جابر عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکحوا النساء الا من الاکفاء ولا یزوجن الا الاولیاء اور نیز یہ بھی موطا امام محمدؒ میں ہے ولو زوجت المرءۃ لنفسہا من غیر کفوء فلولیہا الفسخ حاشیہ موطا امام محمد رحمۃ اللہ ص۲۴۵ باب نکاح بغیر ولی۔

الجواب :- پٹھان اور کبوہ باہم کفو ہیں اور عورت بالغہ خود بلا اجازت ولی کے اپنا نکاح کفو میں کر سکتی ہے اور نکاح بالغہ کا کفو میں بلا اجازت ولی کے صحیح اور نافذ ہو جاتا ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے صحیح اور منعقد ہو گیا۔ اور چونکہ نکاح کفو میں ہوا ہے لہٰذا ولی کو حق فسخ حاصل نہیں ہے درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی[2] الخ۔ فقط۔

ولدیت اور ولدیت بدل کے نکاح جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۸۶) ولدیت اور ولدیت تبدیل کر کے نکاح ہوتا ہے یا نہیں۔؟

---

[1] وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب (رد المحتار باب الکفاءۃ ص۴۲۰ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۳۰۲ ج۲ ۱۲- ظفیر ۱۲ ۱۲ ۲

الجواب :- اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا ہے[1] ۔

نابالغہ کا انکار

سوال (۱۱۸۷) ۱؎ ہندہ نابالغہ کو جب فریب کا حال معلوم ہوا تو اس نے انکار کردیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے ۔ ؟

نابالغہ کی اجازت

سوال (۱۱۸۷) ۲؎ ہندہ نے بحالت عدم بلوغ نکاح کرنا منظور کیا پھر جس وقت بالغہ ہوئی اسی وقت نکاح کو نامنظور کیا اور فوراً ہی انکار کردیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے ۔ ؟

الجواب :- ۱؎ نابالغہ کا انکار و عدم انکار برابر ہے (اگر صرف اسکی اجازت سے نکاح کیا گیا ہے تو درست ہی نہیں ہوا[2] ۔ ظفیر)

۲؎ بعد بلوغ کے انکار معتبر ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے[3] ۔ کذا فی الدر المختار والشامی ۔ فقط ۔ (صرف نابالغہ کی منظوری سے نکاح درست نہیں اس لئے اگر ولی نے اجازت نہیں دی تھی تو وہ نکاح نہیں ہوا کہ فسخ کی ضرورت ہو ۔ ظفیر)

شیعہ دھوکہ سے نکاح کرے تو وہ جائز ہے یا نہیں ۔

سوال (۱۱۸۸) اگر مرد شیعہ کسی عورت کو یہ دھوکہ دے کہ میں سنی ہوں تو اس نکاح کی بابت علماء دین کیا فتویٰ فرماتے ہیں ۔ ؟

الجواب :- اس صورت میں فقہاء کا فتویٰ یہ ہے کہ نکاح نہیں ہوتا اور عورت اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے ۔ فقط ۔

---

[1] لو تزوجته على انه حر او سني الخ فبان بخلافه او على انه فلان ابن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا كان لها الخيار الخ (رد المحتار باب الكفاءة ص ۳۲۶ ج ۲) ظفير ۱۲

[2] وهو اي الولي شرط صحة نكاح صغير ومجنون ورقيق اي متحقق صغره فيشمل الذكر والانثى (رد المحتار باب الولي ص ۴۰۸ ج ۲) ظفير ۱۲

[3] لهما اي لصغير وصغيرة خيار الفسخ الخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ص ۴۲۰ و ص ۴۲۱ ج ۲) ظفير ۱۲

نکاح کے بعد جب معلوم ہو کہ لڑکا حرامی ہے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

سوال (۱۱۸۹) زید نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ہندہ کے پسر سے کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ ہندہ کا لڑکا حرامی ہے تو ایسے لڑکے سے جس کے نسب میں فرق ہو اور برادری میں بدنامی ہو۔ زید قبل بلوغ دختر اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے لڑکی بعد بلوغ کے اس کو فسخ کر سکتی ہے اور ولی بھی فسخ کر سکتا ہے[۱]۔ فقط

نسب میں دھوکہ دے کر نکاح کیا بعد میں غلط ثابت ہوا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۹۰) ایک شخص نے اپنے کو افغان ظاہر کر کے ایک نو مسلم صالح شخص کی لڑکی سے نکاح کیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ افغان نہیں ہے لڑکی اور ولی نے اسی وقت سے اظہار ناراضی کر دیا ہے آیا لڑکی اور اس کے ولی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ اگر وہ شخص کفو نہ نکلا تو لڑکی اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے کیونکہ اس نے دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے کی صورت میں فقہاء نے یہی حکم لکھا ہے کہ عورت اور اس کا ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں۔ کذا فی الدر المختار[۲]۔ فقط۔

شیعہ شوہر سے جو اولاد ہوگی وہ حلال ہے یا حرامی۔

سوال (۱۱۹۱) عورت سنی اور مرد شیعہ کا نکاح درست ہے یا نہیں اور جو اولاد ہوگی وہ حلال ہے یا حرامی اور اس مرد اور عورت کا جماع شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ عورت سنیہ کا مرد شیعہ سے نکاح درست نہیں ہے ان میں

---

[۱] و [۲] لو تزوجته على انه حر او سنی او ادعلى انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا لها الخيار (رد المحتار باب الكفاءة ص ۴۲۳ ج ۲) الا اذا شرطوا الكفاءة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذالك ثم ظهر انه غير كفو كان لهم الخيار (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ص ۴۲۳ ج ۲) ظفير۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

باہم تفریق کرادینی ضروری ہے اور مجامعت ومقاربت درست نہیں ہے باقی یہ کہ اولاد جو ہو چکی وہ ثابت النسب اور ولد الحلال ہے یا نہیں۔ اس میں یہ تفصیل ہے کہ چونکہ روافض کے کفر وارتداد میں کچھ تفصیل ہے اور نسب کے بارے میں احتیاط ہے اس لئے جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب اور وارث ہوگی[1] لیکن آئندہ کو احتیاط کرنی چاہئے۔

قوم راجپوت مسلمان لڑکی سے نقیر نے دھوکہ دیکر شادی کی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۲) زینب بیوہ قوم راجپوت سے ہے اس کی ایک لڑکی ہندہ نابالغہ ہے زینب نے دھوکہ زید میں آکر (جوکہ قوم کا نقیر تھا اس نے اپنے کو راجپوت بتلایا) اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح زید سے کردیا تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ کنبہ والے ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب: اہل عجم میں کفارت باعتبار نسب کے معتبر نہیں ہے[2] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعلیٰ ادنیٰ ہونے پر مدار ہے بناءً علیہ ظاہر صورت سوال میں نکاح منعقد ہوگیا اور بدوں طلاق دینے شوہر کے دوسرا نکاح ہندہ نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط۔

لڑکے نے دھوکہ دیا کہ فلاں قوم سے ہوں بعد نکاح معلوم ہوا وہ اس قوم سے نہیں ہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۹۳) زید نے بکر سے یہ کہا کہ میں قوم کا مردہ ہوں تم اپنی لڑکی میرے نکاح میں دیدو۔ بکر نے یہ قول زید کا سنکر اپنی لڑکی نابالغہ زید کے نکاح میں دیدی اب یہ معلوم ہوا کہ زید نومسلم کسی اور قوم کا ہے مردہ نہیں ہے بلکہ نٹ ہے۔ ا . لڑکی زید کے نکاح میں رہی یا نہیں اور نکاح جائز رہا یا نہیں اور وہ لڑکی والدین کے یہاں رہ سکتی ہے

[1] ویحتاط فی اثبات النسب ما امکن (رد المحتار فصل فی المحرمات ج۲) وتقدم فی باب المهر انما الدخول فی النکاح الفاسد موجب العدة وثبوت النسب (ایضاً باب العدة ج۲ ص۸۳۵) ظفیر

[2] وهذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریة واسلاماً درمختار ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب (رد المحتار باب الکفاءة ج۲ ص۳۲۳) ظفیر۔ ۱۲

یا نہ ۔ یا شوہر کے یہاں رہے ۔ ؟

الجواب :- تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المہر والنفقۃ فبان بخلافہ او علی انہ فلان بن فلان فاذا ھو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار الخ (در مختار) وفی الشامی لو انتسب الزوج لہا نسبًا غیر نسبہ فان ظہر دونہ وھو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل[1] الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور بعد فسخ کرنے نکاح کے بکر اپنی لڑکی کو اپنے گھر رکھے شوہر کے گھر نہ بھیجے کیونکہ نکاح فسخ ہو گیا ۔ فقط

سیدہ کا نکاح نو مسلم حجام سے ہو گیا اور قبول دوسرے نے کیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۱۹۴) ۱ ۔ ہندہ بالغہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ایک شخص کو دی کہ خالد سے کر دے ۔ بجز ماں کے ہندہ کا کوئی ولی نہیں ہے ۔ وکیل بالنکاح نے ہندہ کا عقد یوں کیا کہ خالد خاموش رہا اور کسی دوسرے نے قبول کیا اور کسی تیسرے نے مہر کی تعیین کی اور مجلس مناکحت ختم ہوئی اور وکیل بالنکاح وغیرہ بھی اٹھ گئے پھر بعد عقد خالد و ہندہ یکجا ہوئے اور دو ماہ تک ساتھ رہے اتفاقاً ہندہ کو معلوم ہوا کہ میرا خاوند نو مسلم حجام ہے اس کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ یہ نطفہ سادات سے تھی ہندہ اپنے گھر چلی آئی اور اس سے ملنا نہیں چاہتی اور وہ بھی طلاق دینا نہیں چاہتا ۔ اس میں کیا حکم ہے ۔ ؟

مرد کی خاموشی قبول ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۴) ۲ ۔ کیا مرد کی خاموشی ایجاب و قبول سے ثبوت نکاح کے لئے کافی ہے ۔ ؟

غیر کفو سے علیحدگی کی صورت

سوال (۱۱۹۴) ۳ ۔ کیا تفریق کفو میں افتراق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے ۔ ؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدۃ ۲/۸۶۳ ۔ رد المحتار باب الکفاءۃ ۲/۴۲۲ ۔ ظفیر ۔ [2] رد المحتار باب العنین وغیرہ قبیل باب العدۃ ۲/۸۶۳ ۔ ظفیر ۔ ۱۲

دو ماہ ساتھ رہنے کے بعد

سوال (۱۱۹۴) ۴۔ اگر دو ماہ یا زائد غلطی سے زن وشو میں ناجائز طریقہ سے باہم صحبت رہے تو کیا حکم ہے۔؟

الجواب:۔ ۱و۲۔ مرد کی خاموشی ایجاب وقبول سے کافی نہیں ہے۔ اس صورت میں نکاح نہ ہوگا قال فی البزازیۃ اجاب صاحب الہدایۃ فی امرأۃ زوجت نفسہا بالف من رجل عند الشہود فلم یقل الزوج شیئا لکن اعطاہا المہر فی المجلس انہ یکون قبولا وانکرہ صاحب المحیط وقال لا مالم یقل بلسانہ قبلت[1]۔ لیکن جب کہ خالد کی طرف سے کسی دوسرے شخص نے قبول کیا تو یہ قبول کرنا فضولی کا ہوا لہذا یہ موقوف ہے خالد کی اجازت پر اگر خالد نے اس کے قبول کرنے کو جائز رکھا اور زبان سے کہدیا کہ میں نے اس کے قبول کو تسلیم کیا تو نکاح صحیح ہوجائے گا کما ہو حکم نکاح الفضولی۔

۳۔ اگر بوقت نکاح بندہ کو اور اس کی ماں کو جو اس کی ولی ہے خالد کے غیر کفو ہونے کا علم نہ تھا تو موافق روایت درمختار ان کا نکاح نہیں ہوا۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا[2] الخ اور اگر خالد نے اپنا نسب خلاف ظاہر کیا اور بعد میں بندہ کو معلوم ہوا تو بعد علم کے اس کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔ لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی الخ فبان بخلافہ او علی انہ فلان بن فلان فاذا ہو لقیط او ابن زنا کان لہا الخیار[3] الخ۔

۴۔ جو فعل غلطی سے ہوا وہ معاف ہے آئندہ عورت کو اختیار علیحدہ ہوجانے کا ہے۔ فقط

بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کب درست ہے

سوال (۱۱۹۵) بالغہ عورت کا نکاح غیر کفو میں ہوسکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکی سنی شخص کی ہو اور لڑکا عموماً پیشہ چوہڑی وغیرہ کرتا ہو مگر مسلم ہو نیز ولی غیر اب وجد ایک دفعہ لڑکی کا نکاح کر دینے سے ولایت اسکی ساقط ہوتی ہے یا نہیں۔؟

---

[1] ردالمحتار کتاب النکاح ص ۳۶۳/۲۔ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الولی ص ۴۰۹/۲

[3] ردالمحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۶/۲۔ ظفیر۔ ۱۲

الجواب :- عورت اگر خود غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو اور اس کا ولی بھی اس پر راضی ہو تو جائز ہے البتہ رضائے ولی کے بغیر بالغہ عورت کو بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا اختیار نہیں۔ قال فی الدر المختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ[1] وفی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر۔ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ[2] شامی ص۲۹۷ جلد (۲) اور ایک دفعہ نکاح کر دینے سے ولی کی ولایت زائل نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم۔

باجازت ولی اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۶) اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم کے مرد سے باجازت اولیاء جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- عورت بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو میں کرے اور اولیاء اس کے راضی ہوں تو وہ نکاح صحیح ہے البتہ اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو مفتی بہ یہ ہے کہ وہ نکاح غیر صحیح ہے۔ درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً الخ قولہ بعدم جوازہ اصلاً ھذا روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ رح، ھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ[2] شامی ص۲۹۷ جلد (۲) فقط۔

سید زادی کا نکاح غیر سید سے درست ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۷) سید زادی کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب :- درمختار میں ہے۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً الخ[3] اگر سید زادی بالغہ اپنا نکاح اپنی رضاء واجازت سے غیر کفو میں کرے بدون اجازت اپنے ولی کے تو یہ جائز نہیں ہے اور اس پر فتویٰ ہے اور اگر ولی کی اجازت سے کرے

---

[1] رد المحتار باب الولی ص۲۹۷ ج۲ ۔ ظفیر [2] ایضاً ۔ ظفیر ۔ ۔ ۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص۲۹۷ ج۲ ۔ ظفیر ۔ ۔

تو وہ نکاح صحیح ہے کذا فی الشامی[۱] جلد ۲ ۔ فقط (یہ واضح رہے کہ غیر سید سے مراد اگر شیخ صدیقی فاروقی، عثمانی ہے تو یہ نکاح درست ہے کیونکہ یہ سید کے ہم کفو ہیں، ہاں عجمی النسل ہو تو جائز نہ ہوگا۔ ظفیر)

بالغہ سیدزادی کی شادی ولی کی رضا سے غیر کفو میں جائز ہے۔

سوال (۱۱۹۸) ایک شخص نے حسب احکام شریعت ایک عورت سے نکاح کیا اس وقت تک کچھ علم اس بات کا نہ تھا کہ یہ عورت سیدزادی ہے بعد میں شبہ گذرا کہ یہ شاید منکوحہ سیدزادی ہو اگر وہ سیدزادی ہو تو اس نکاح میں کوئی نقص تو نہیں ہے درآنحالیکہ مرد غیر سید ہے۔ ؟

الجواب :۔ اگر اس سیدزادی کا کوئی عصبہ نہ تھا یا اگر تھا تو اس کی رضا سے نکاح ہوا اور وہ سیدزادی بالغہ تھی اور اس نے اپنی رضا سے غیر کفو سے نکاح کیا ہے تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہے البتہ اگر اس سیدزادی کا کوئی ولی عصبہ موجود ہے اور وہ اس نکاح سے جو کہ غیر کفو میں ہوا راضی نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ الخ درمختار۔ اور شامی میں ہے وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ شامی جلد ثانی صفحہ ۲۹۰[۲] ۔ فقط

غیر کفو سے شادی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۱۹۹) زید نے اپنا نکاح بالغ لڑکی سے کیا جو غیر کفو کی تھی یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ بالغہ لڑکی اگر اپنا نکاح اپنی مرضی سے خلاف راستے ولی

---

[۱] ھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد الخ اما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ (رد المحتار ص ۴۴۳ ج ۲) او زوجھا بغیر کفوء ان کان الولی ابا او جدا الخ یصح النکاح اتفاقاً الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۵۲ ج ۲) ظفیر

[۲] رد المحتار باب الولی ص ۴۴۳ ج ۲ ۔ ظفیر ۔ " " " " " " "

وبدون اجازت ولی غیر کفو سے کرے تو ناکلاح مفتی بہ مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوتا کذا فی الدر المختار اور اگر اس بالغہ کا کوئی ولی نہ ہو یا ہو اور اس نے اجازت دیدی ہو تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے[1]۔ (منشاء یہ ہے کہ لڑکی اونچے خاندان کی ہو تب یہ جواب ہے اور نکاح جائز ہے اس لئے کہ کفو کا اعتبار اسی صورت میں ہوا کرتا ہے[2]۔ ظفیر۔)

دھوکے سے جو نکاح ہوا اس میں اختیار فسخ ہے یا نہیں۔

سوال (۱۲۰۰) زید نے ہندو سے مسلمان ہو کر ایک عورت مسلمان سے نکاح کیا اس کی دختر پیدا ہوئی بعد بلوغ دختر کا نکاح خاندان کشمیریوں میں کر دیا یہ خاندان عرصہ دراز سے مالیر کوٹلہ میں آباد ہیں چونکہ ان کے ناموں میں آخر میں خان ہوتا ہے اور دستاویزات میں بھی افغان لکھواتے ہیں جس سے عموماً ان کو پٹھان سمجھتے ہیں زید نے بھی پٹھان کشمیری خیال کر کے اپنی دختر کا نکاح اس قوم میں کیا۔ دختر زید کا صرف دو دفعہ دو دو تین تین روز کے واسطے اپنے شوہر کے یہاں جانا ہوا۔ دختر زید کو شکایت ہے کہ مجھکو تحویلی کلمات شوہر نے کہے میری ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا گیا مجھکو یہ کہا گیا تھا کہ کشمیری پٹھان ہیں۔ یہ پٹھان نہیں لہذا میں ان کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔ مجھکو اوس سے علیحدہ کر دیا جاوے

---

[1] ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ الخ ان لم یکن لھا ولی فھو ای العقد صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً (درمختار) وھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً لان وجہ عدم الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر عن الاولیاء الخ وقول البحر لم یرض بہ یشمل ما اذا لم یعلم اصلاً فلا یلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منہ لا یکون رضا کما ذکرنا فلا بد حینئذ لصحۃ العقد من رضا صریحاً (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹) ظفیر۔ [2] فان حاصلہ ان المرأۃ اذا زوجت نفسہا من کفو لزم علی الاولیاء وان زوجت من غیر کفو لا یلزم او لا یصح بخلاف جانب الرجل فانہ اذا تزوج بنفسہ مکافئۃ لہ او لا فانہ صحیح لازم (رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۴۲۶ ج ۲) ظفیر۔ ۱۲

والدین دختر بھی چاہتے ہیں کہ یہ نکاح فسخ ہو جاوے۔ شرعاً یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ شامی میں اس باب میں تفصیل کی ہے اس قول درمختار پر۔

لو تزوجته على انه حر او سنی او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه الخ كان لها الخيار (قوله كان لها الخيار) اى لعدم الكفاءة واعترضه بعض مشائخنا بان الخيار للعصبة قلت وهو موافق لما ذكره الشارح اول باب الكفاءة من انها حق الولى لا حق المرءة لكن حققنا هناك ان الكفاءة حقهما ونقلنا عن الظهيرية لو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفوء فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفوا فحق الفسخ لها دون الاولياء وان كان ما ظهر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد وعن الثانى ان لها الفسخ لانها عسى تعجز عن المقام معه وتمامه هناك لكن ظهر لى الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتغرير لا لعدم الكفاءة بدليل انه لو ظهر كفوءا يثبت لها حق الفسخ لانه غرها ولا يثبت للاولياء لان التغرير لم يحصل لهم وحقهم فى الكفاءة وهى موجودة وعليه فلا يلزم من ثبوت الخيار لها فى هذه المسائل ظهوره غير كفوء. شامی جلد ثانی ص۵۹۰ آخر باب العنين قبيل باب العدة۔ اس عبارت سے یہ واضح ہے کہ امام ابو یوسفؒ یہاں تک فرماتے ہیں کہ جس صورت میں شوہر نے جو نسب اپنا بیان کیا ہے اگر اس کے خلاف ظاہر ہو اگرچہ وہ نسب اعلیٰ ہو زوجہ کے نسب سے اور موجب عار نہ ہو تب بھی زوجہ کو اختیار فسخ کا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے لانها عسى تعجز عن المقام معه اور علامہ شامیؒ کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی عبارت سے واضح ہے کہ لکن ظهر لى الآن سے بیان فرمایا ہے اور خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھوکہ کی وجہ سے عورت کو خیار فسخ ہے نہ بوجہ عدم کفاءت کے۔ اور دھوکہ صرف اس سے ثابت ہو [illegible] ہو [illegible]

لہ دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۳ و ص۸۲۴ [illegible]

دوسرا بیان کرے جو واقع میں اس کا نسب نہ ہو اگرچہ غرض شوہر کی دھوکہ دہی نہ ہو جیسا کہ عبارت لو انتسب الزوج الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ فقط۔

بجواب سوال مکرر متعلقہ ۱۲۰ مندرجہ ص ۲۳۸ از بندہ احقر بخدمت بابرکت حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا صدیق احمد صاحب مدظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والا نامہ پہونچا روایات فقہیہ سے دونوں باتوں کی گنجائش معلوم ہوتی ہے لہٰذا حالات حاضرہ کو دیکھکر مفتی جس جانب کو راجح وانسب جانے فتویٰ دے سکتا ہے علم فسخ کے تو قول طرفین فلا فسخ لاحد دلیل کافی ہے اور اگر مفتی کی رائے میں قرائن وحالات سے یہ راجح معلوم ہو کہ بحالت موجودہ زوجین میں موافقت نہ ہو گی اور فسخ کا حکم نہ کرنا دیگر فتن کا باعث ہوگا جیسا کہ مظنون ہے اور دلیل عسی ان نعجز عن المقام معہ کا چسپاں ہونا یہاں زیادہ قریب الوقوع معلوم ہوتا ہے تو قول امام ابو یوسفؒ کو اختیار کرنا بھی موید بالروایات ہے کیونکہ جیسا کہ فقہار نے فتوے کے لئے یہ ترتیب قائم کی ہے انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث[1] الخ اسی طرح بعض نے اس کو بھی صحیح فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ اور صاحبین میں سے جس کی دلیل قوی ہو گی اس کو اختیار کیا جاوے[2] جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرك الخ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ قوۃ دلیل کا معلوم کرنا ہمارا کام نہیں ہے اس کے سوا ایک اور قاعدہ کی فقہار نے تصحیح فرمائی ہے جس کو بندہ نے پرچہ مشتملہ پر نقل کر دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسائل قضار ومعاملات میں علی الاطلاق قول امام ابو یوسف رہ کا مفتی بہ ہوتا ہے جیسا کہ مسائل وقف میں بھی اس کی تصریح فقہار نے فرمائی ہے درمختار کتاب الوقف میں ہے۔ واختلف الترجیح والاخذ بقول الثانی احوط واسهل بحر وفی الدرر صدر الشریعۃ وبہ یفتی واقرہ المصنف[3] الخ درمختار ردشامی میں ہے قولہ واختلف الترجیح

---

[1] ردالمحتار مقدمہ ص ۶۵ ج ۱۔ [2] مقدمہ ردالمحتار ص ۶۵ ج ۱۔ [3] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الوقف ص ۵۰۶ ج ۳۔ ظفیر

مع التصریح فی کل منہما بان الفتوی علیہ لکن فی الفتح ان قول ابی یوسف رح اوجہ عند المحققین[1] الخ شامی ص۳۶۶ جلد (۳) الحاصل قول امام ابو یوسف رح کا ان معاملات میں راجح ہونا مصرح ہے لیکن مفتی اور قاضی بصورت اختلاف روایات جس جانب کو حسب ضرورت و قرائن اختیار کرے گنجائش ہے ولکل وجہۃ ھو مولیھا۔ فقط۔

درمختار میں ہے واختلف فیما اختلفوا فیہ والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک[2] ای قوۃ الدلیل وفی الشامی تتمہ قد جعل العلماء الفتوی علی قول الامام الاعظم فی العبادات مطلقاً الخ وقد صرحوا بان الفتوی علی قول محمد رح .... فی جمیع مسائل ذوی الارحام وفی قضاء الاشباہ والنظائر الفتوی علی قول ابی یوسف رح فیما یتعلق بالقضاء کما فی القنیۃ والبزازیۃ الخ ای لحصول زیادۃ العلم لہ بہ بالتجربۃ الخ وفی شرح البیری ان الفتوی علی قول ابی یوسف رح ایضاً فی الشہادات الخ شامی[3] جلد اول ص۴۹۔ فقط۔

تقیہ کا کیا معنی ہے اور شیعہ دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے جو نکاح کرتے ہیں اسکا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۰۱) رافضی شیعہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بیان کرکے اہل اسلام کی لڑکیوں سے نکاح کر لیا کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ تقیہ فرض ہے اور ان کا تقیہ کرنے سے اہل سنت والجماعت کی لڑکی کا نکاح اون سے قائم رہتا ہے یا نہیں اور اون کے تقیہ کا کیا حکم ہے اور تقیہ کے معنی شرعاً کیا ہیں۔ ؟

الجواب:۔ شیعہ اور رافضی اگر دھوکہ دیکر اور اپنے کو سنی ظاہر کرکے کسی

---

[1] ردالمحتار کتاب الوقف ص۵۸۶ ج۳ مبر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ص۶۵ ج۱ ظفر
[3] ردالمحتار ص۶۶ ج۱ ظفر ۱۲ ۱۲

سنیہ سے نکاح کر دیا ہو تو بعد علم کے اس عورت سنیہ اور اس کے ولی کو نکاح فسخ کرنے کا
اختیار ہے اور غالی رافضی جو الوہیت حضرت علی رضؓ کے معتقد ہیں یا حضرت ابو بکر صدیق رضؓ
کی صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھتے ہیں اون کو فقہاء نے
قطعاً کافر کہا ہے کما فی الشامی نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضؓ
او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی
او نحو ذالک من الکفر الصریح المخالف للقرآن الخ[1] ص ۲۹۴ جلد ثالث شامی
پس ایسے غالی رافضی کا نکاح مسلمہ سنیہ سے منعقد نہیں ہوتا۔ اور تقیہ جو کہ روافض کا معمول
ہے اور وہ در حقیقت نفاق ہے اور کذب ہے حرام ہے کیونکہ روافض بھی مثل منافقین کے
اہل سنت والجماعت کے دھوکہ دینے کو اون کے سامنے اپنی اغراض عاجلہ کی وجہ سے اپنے
کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ کو چھپاتے ہیں جیسا کہ منافقین اپنے عقائد باطلہ
کو اہل اسلام کے سامنے چھپایا کرتے تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتے تھے۔
کما قال اللہ تعالیٰ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ
قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَہْزِءُوْنَ الآیۃ۔ اور اس تقیہ کو فرض کہنا یہ بھی منافقین
کی سی خصلت ہے کہ وہ اس کو بڑی ہوشیاری سمجھتے تھے کہ جھوٹ بول کر آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اسلام کو دھوکہ دیتے تھے پس فرض کہنا روافض کا ایسے مذموم
اور قبیح امر کو یہ بھی منجملہ روافض کی خباثت کے ہیں اور دلیل ہے اونکے مذہب کے بطلان کی۔ فقط

بنت صالحہ کا فاسق سے نکاح جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۰۲) کسی فاسق کے فاسق لڑکے سے کسی متشرع آدمی کی لڑکی کا عقد ہو سکتا ہے یا نہ اگر در صورت عدم واقفیت
فسق کے عقد کر دیا جائے تو صحیح ہوگا یا نہ لڑکی قبل از بلوغ اپنے شوہر کے گھر گئی اور وہاں
بالغہ ہوئی وہاں سے میکہ آئی اور اب بوجہ فسق وفجور وتعدی شوہر وغیرہ دوبارہ سسرال

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۴۲۴ ج ۳ و ص ۴۲۶ ج ۳۔ ۱۲ ظفیر۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲ ۱۲

جانے سے انکار کرتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے لڑکی بالغہ ہے اور ولی اقرب (اب) نے اس کی بلا رضامندی اس کا عقد کر دیا قبل از عقد اس کی نارضائی اس درجہ تھی کہ سونا کھانا حرام کر دیا بعد از عقد بزرگوں کے جبر و اکراہ سے سسرال گئی اور پھر وہاں سے میکہ آئی اور اب عدم طلاق یا عدم خلع پر خودکشی کو ترجیح دیتی ہے اور سسرال جانا گوارا نہیں کرتی اور شوہر نہ طلاق پر راضی ہے نہ خلع پر لڑکی ارتداد و خودکشی پر آمادہ ہے تو بجز طلاق و خلع کے کوئی صورت لڑکی کی علیحدگی کی ہے یا نہ۔ ؟

الجواب: — قال فی الدر المختار فلیس فاسق کفوا لصالحۃ الخ وفی رد المحتار من الخانیۃ لایکون الفاسق کفوا للصالحۃ بنت الصالحین الخ ص ۳۲۰ جلد (۲) شامی وایضاً فی الدر المختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسہ ابا او جدا الخ ایضاً فیہ لکن لا اذا زوجہا الولی عندہا بحضرتہا فسکتت صح فی الاصح ان علمتہ کما مر والسکوت کالنطق فی سبع وثلثین مسئلۃ مذکورۃ فی الاشباہ الخ۔ ان عبارات وامثالہا سے جملہ شقوق سوال کا جواب یہ معلوم ہوا کہ فاسق عورت صالحہ دختر صالحین کا کفو نہیں ہے اور اگر باپ دادا کے سوا دوسرا کوئی ولی غیر کفو میں نکاح کر دے تو وہ صحیح نہیں ہوتا لیکن اگر باپ دادا غیر کفو مثلاً فاسق سے اپنی دختر کا نکاح کر دے تو وہ صحیح ہے اور لڑکی بالغہ پر ولایت اجبار کسی کو نہیں ہے اس کا نکاح خود اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے لیکن ولی نے اگر اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی اور اس نے نکاح کی خبر سنکر اس نکاح کو رد نہ کیا اگرچہ پہلے سے وہ خاموش تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اگر فوراً اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ مجھکو منظور نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہو گیا پس اگر یہ دوسری شکل واقع ہوئی ہے یعنی بالغہ نے نکاح کی خبر پا کر انکار کر دیا اور اپنی ناراضی ظاہر کر دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے اور اگر

پہلی صورت واقع ہوئی ہے یعنی اس لڑکی بالغہ نے نکاح کی اطلاع پاکر باپ کے کئے ہوئے نکاح پر سکوت کیا اور اس کو رد نہ کیا اور صراحۃً انکار نہ کیا تو وہ نکاح باپ کا کیا ہوا صحیح ہوگیا اس صورت میں بدون طلاق دینے یا خلع کرنے کے وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح کرنا اس کا جائز نہ ہوگا۔ فقط۔

فاسق صالحہ کا کفو ہے یا نہیں

سوال (۱۲۰۳) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ امۃ الرحمٰن بالغہ بنت مولانا سلیمان مرحوم بن مولانا محمد یوسف مرحوم بن مولوی عبدالقیوم مرحوم بن مولوی عبدالحی صاحب مرحوم جو کہ خود صالحہ اور بنت الصلحاء ہے اوس کے ماموں یہ کہتے ہیں کہ اسکا نکاح میرے لڑکے سے ہوگیا ہے۔ اور وہ لڑکا صوم وصلوٰۃ وضروریات شرعیہ کا پابند نہیں ہے انٹریس میں انگریزی پڑھتا ہے اور جدید روشنی کے روشن دماغوں کا ہم خیال ہے اور مسماۃ کا چچا مولوی محمد اسمٰعیل نبیرہ مولوی عبدالقیوم مرحوم یہ چاہتا ہے کہ مسماۃ کا نکاح کسی مرد صالح کے ساتھ اس کی رضامندی سے ہوجائے۔ چونکہ کفاءۃ دیانۃ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عبارات فقہیہ کی رو سے معتبر سمجھی گئی ہے۔

قال وتعتبر ایضاً فی الدین ای الدیانۃ وھذا قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف رحمہما اللہ ھو الصحیح لانہ من اعلی المفاخر والمرأۃ تعیر بفسق الزوج فوق ماتعیر بضعۃ نسبہ ھدایہ اولین فصل فی الکفاءۃ روی الحسن عن ابی حنیفۃ رح انما یجوز النکاح ان کان کفوًا و ان لم یکن کفوًا لا یجوز اصلاً واختلفت الروایات عن ابی یوسف رح والمختار فی زماننا للفتوی روایۃ الحسن رح قال الشیخ الامام شمس الائمۃ سرخسی رح روایۃ الحسن اقرب الی الاحتیاط قاضی خاں جلد اول فی شروط النکاح ص ۱۵۴۔ وتعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفوًا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان اولا علی الظاہر۔ درمختار علی حاشیۃ الطحطاوی

قولہ (معلنا کان او لا) اما اذا کان معلنا فظاھر واما غیر المعلن فھو بان یشھد علیہ بانہ فعل کذا من الفسقیات وھولا یجاھر بہ فیفرق بینھما بطلب الاولیاء۔ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار صفحہ ۲۴ جلد (۲)......

پس حسب قوانین مندرجہ بالا عبارات چچا مذکور نکاح سابق کو قاضی سے فسخ کرا کر کسی مرد صالح کے ساتھ اس لڑکی کی رضامندی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں! سنقی ریاست اسلامیہ کا باشندہ ہے قاضی ومفتی موجود ہیں فسخ نکاح کا کام ممکن ہے لڑکی سے بارہا دریافت کیا گیا حسب عادت بنات صلحاء وشرفاء شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتی ہے اور اجازت صریحہ کا ثبوت بھی لڑکی کی طرف سے نہیں معلوم ہوتا حالانکہ عبارت مندرجہ ذیل سے اجازت صریحہ ضروری معلوم ہوتی ہے قال ان فعل ھذا غیر الولی یعنی استامر غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضاھا حتی تتکلم بہ لان ھذا السکوت لقلۃ الالتفات الی کلامہ فلم یقع دلالۃ علی الرضاء ولو وقع فھو محتمل والاکتفاء بمثلہ للحاجۃ ولا حاجۃ فی حق غیر الاولیاء ھدایہ اولین باب الاولیاء والاکفاء۔

الجواب: یہ صحیح ہے کہ کفائۃ فی الدین معتبر ہے فاسق آدمی صالحہ بنت صالحین کا کفو نہیں ہے اور مفتی بہ یہ ہے کہ ولی مزوج اگر باپ دادا کے سوا کوئی اور ہے تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں ہوتا فسخ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اور صورت مسئولہ میں تو مزوج ولی بھی نہیں ہے کیونکہ عصبات کی موجودگی میں ماموں کو ولایت نہیں ہے بلکہ ماموں اس صورت میں اجنبی ہے۔ اس حالت میں تو اگر کفو میں بھی نکاح ہوتا تو بالغہ لڑکی کی صریح اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوتا اور صورت مذکورہ میں لڑکی کی صریح اجازت ثابت نہیں ہے۔ لہذا ان دونوں وجہوں سے نکاح مذکور غیر صحیح اور ناجائز ہے کما ذکر فی السوال۔

چچا جو کہ ولی شرعی ہے بالغہ کی اجازت سے کسی صالح شخص کے ساتھ اس کا نکاح

کردے یہ نکاح جائز ہو جائے گا اور ولی کے نکاح کرنے کی صورت میں بالغہ کا سکوت بھی دلیل رضامندی کی ہے کما فی الدر المختار وکذا اذا زوجها الولی عندها فسکتت صح وفیہ ایضاً قبلہ فان استاذنہا ھو ای الولی (الی ان قال) فسکتت عن ردہ (الی قولہ) فھو اذن الخ فقط واللہ اعلم۔

سوال (۱۲۰۴) بہن یا بیٹی کی اولاد کفو ہے یا نہیں؟ | بہن بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں

الجواب:۔ بہن بیٹی کی اولاد کفو ہے بشرطیکہ ان کی شادی کفو میں ہوئی ہو فقط کتبہ احقر الطلبہ رشید احمد غفرلہ۔ الاجوبۃ صحیحۃ۔ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ الکفاءۃ معتبرۃ من جانبہ لا من جانبہا (تنویر) درمختار علی الشامی جلد (۲) صفحہ ۴۳۶ ..... جمیل الرحمن ۔)

ساتواں باب

فصل اول مسائل و احکام مہر

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا روپیہ وارثوں کو دیا جائے یا خیرات کر دیا جائے۔

سوال (۱۲۰۵) زید کی بیوی ہندہ کے مہر پچاس روپیہ باندھے لئے تھے وہ بیوی مرگئی۔ اب زید چاہتا ہے کہ مہر ادا کر دوں۔ بیوی نے کچھ اولاد نہیں چھوڑی صرف ماں باپ ہیں اب وہ مہر کا روپیہ وارثوں کو دے یا خیرات کر دے اور مصرف خیرات عمدہ کیا ہے۔؟

الجواب:۔ جو مہر ہندہ کا بذمہ شوہر ہے اس میں نصف شوہر کو پہنچیگا اور نصف ہندہ کے والدین کو ملے گا[1] زید کو اپنے حصہ کا اختیار ہے کہ خیرات کر دے۔ والدین کا حصہ ان کو دینا چاہئے یا وہ اجازت دیں تو خیرات کر دینا درست ہے۔ عمدہ مصرف صدقہ کے محتاج و مساکین ہیں باقی حسب موقع جس کام کی ضرورت ہو اس میں صرف کرے باختلاف اوقات مختلف مصارف بہتر ہوتے ہیں۔ فقط۔

مہر کے بدلے میں مکان دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۰۶) زید کی زوجہ ہندہ کے مہر پچاس روپیہ کے تھے۔ زید جب مرنے کے قریب ہو گیا تو اس وقت مجھکو بلایا اور قاضی کے رجسٹر میں قاضی سے یہ لکھوا دیا کہ بعوض مہر اپنی زوجہ ہندہ کو ایک مکان خام دیتا ہوں۔ روبرو گواہان کے یہ کام کیا گیا۔ اس صورت میں مہر ادا ہو گئے یا نہیں اور کوئی امر خلاف شریعت تو نہیں ہوا

الجواب:۔ اس صورت میں مہر ادا ہو گئے اور کچھ خلاف شریعت نہیں ہوا۔ فقط

[1] واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد و ولد الابن وان سفل (سراجی ص۲، م

مہر معجل چار سال بعد بھی ادا نہیں کیا تو حق زوجیت ہے یا نہیں۔

سوال (۱۲۰۷) ایک عورت کا نکاح مہر معجل کیساتھ ہوا جس کو عرصہ چار سال کا ہوگیا۔ لیکن شوہر نے وہ مہر ادا نہیں کیا۔ عدالت تک نوبت پہونچی ڈگری بھی مہر دں کی ہوگئی لیکن کوئی صورت وصولیابی کی نہیں۔ آیا ایسا شوہر حق زوجیت رکھتا ہے یا نہیں جبکہ شوہر مہر ادا کرنا نہیں چاہتا۔ ؟

الجواب:۔ مہر معجل کے ادا نہ کرنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا اور عورت اس کی زوجیت سے اور نکاح سے خارج نہیں ہوتی۔ لیکن عورت وطی وغیرہ سے انکار کرسکتی ہے اور ساتھ جانے سے بھی انکار کرسکتی ہے ولہامنعہ من الوطی و دواعیہ والسفربہ الخ لاخذ مابین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ الخ[1] ص۳۵۵ شامی باب المہر

مہر لینے کے لئے عورت اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۲۰۸) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کردیا۔ لڑکی زید کے گھر سے خاوند کے گھر کبھی نہیں گئی اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی۔ اور دولہا نے طلاق بھی نہیں دی اس صورت میں دولہن مہر کے لینے کی غرض سے اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں۔ اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو تو مہر کس قدر ہو نگے۔ ؟

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولہامنعہ من الوطی و دواعیہ والسفر بہ ولو بعد وطی وخلوۃ لاخذ مابین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ الخ[2]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مہر معجل ہے تو عورت مہر کے لینے کی وجہ سے وطی وغیرہ سے شوہر کو منع کرسکتی ہے۔ اور طلاق قبل وطی و خلوت سے نصف مہر لازم آتا ہے فقط (اور اگر مہر معجل (پوری ادائیگی والا) نہ ہو تو شوہر کو وطی سے منع نہیں کرسکتی۔ ظفیر)

جو عورت خود طلاق حاصل کرے کیا وہ مہر لے سکتی ہے۔

سوال (۱۲۰۹) جو عورت اپنے خاوند سے خود مانگ کر طلاق لے کیا مہر لینا شرعاً درست ہے یا نہیں جس حال میں کہ خلع نہ ہوا ہو اگر خاوند مہر دینے سے انکار کرے تو اسکا قیامت میں مواخذہ ہوگا یا نہیں۔ ؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۴۹۲ و ص۳۶۲ ج۲۔ [2] ایضاً۔ ظفیر

الجواب :۔ مہر اس عورت کا لازم ہے۔ اگر مدخولہ ہے تو پورا مہر واجب ہے ورنہ نصف۔ اور نہ دینے سے شوہر حقوق العباد میں ماخوذ ہوگا۔[۱] فقط

مہر معجل و مؤجل کسے کہتے ہیں

سوال (۱۲۱۰) [۱] مہر معجل اور مؤجل کس کو کہتے ہیں آیا معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی کتب فقہ میں معتبر ہیں یا فقہاء نے اپنی اصطلاح میں کوئی دوسرے معنی لیکر فقہ میں استعمال کیا ہے۔ ؟

مہر نصف معجل ہو اور نصف مؤجل تو مطالبہ کرنا کیسا ہے

سوال (۱۲۱۰) [۲] کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور اس میں مہر نصف معجل اور نصف مؤجل قرار پایا اور بعد بیس برس نکاح عورت قبل طلاق اور قبل موت احد الزوجین مطالبہ مہر کا کہ یہ مطالبہ کرنا عورت کا صحیح ہے یا نہ۔ ؟

جب مہر میں تفصیل نہ ہو تو مطالبہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۱۰) [۳] کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہو اور مقدار مہر ذکر کی گئی لیکن معجل اور مؤجل کا کچھ تذکرہ نہیں ہوا تو بلا طلاق اور بلا موت احد الزوجین کے عورت کو حق مطالبہ مہر کا حاصل ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ مہر معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی اصطلاح فقہاء میں ہیں یعنی جو مہر فی الحال دیا گیا یا فی الحال دینا اس کا قرار پایا وہ معجل ہے اور جس مہر کی کچھ مدت ادا کے لئے مقرر کی گئی یا بلا تعیین چھوڑا گیا ہو وہ مؤجل ہے اور غیر معین مدت کے لئے مدت موت یا طلاق ہے پس اگر نصف مہر معجل اور نصف مؤجل ہے تو معجل کا مطالبہ عورت فی الحال کر سکتی ہے[۲]

---

[۱] ویجب العشرۃ ان سماھا او دونھا ویجب الاکثر منھا ان سمی الاکثر ویتأکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی او خلوۃ … وانما یتأکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ (رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۴۲) ظفیر۔ [۲] وللمنصف ان الوطی ودواعیہ الا لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ او اخذ کلہ مما یحل لتأخیرہ … لان المعروف کالمشروط ولہذا ان لم یؤجل او اجل کلہ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۶۴) ظفیر۔

اور مؤجل غیر معین کا مطالبہ بدون مفارقت کے یعنی بدون طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا۔ اور تیسرے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ بلا طلاق یا موت کے مطالبہ مہر کا نہیں ہو سکتا کما فی العالمگیریۃ۔ لاخلاف لاحد ان تاجیل المھر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم یصح و ھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت الخ عالمگیریۃ۔[1] فقط

مہر مؤجل ادا کئے بغیر بھی بیوی کو بلا سکتا ہے اور بیوی کی تکلیف بیان کرنا جرم نہیں

سوال (۱۲۱۱) زید نے اپنی دختر کی شادی بکر کے ساتھ کر دی بکر کی سوتیلی نو شدا من بکر سے کسی وجہ سے ناراض ہے اور زوجہ بکر کو اس کے گھر جانے نہیں دیتی اور زید کو بھی بہکا رکھا ہے۔ نکاح بکر کا بہ تقرر مہر مبلغ پانچ صد روپیہ ایجا الوقت پر معین ہوا ہے جو غیر معجل ہے دختر زید وقت نزدیکی کے چیں بجبیں ہوتی ہے لیکن بعد نزدیکی کے تکلیف ہونا بتلاتی ہے کہ جس کا اظہار حال علاج ہونے پر زید کو ہوا اب زید اس بات پر پردہ فاش کرنیکا جرم بکر پر عائد کر کے زوجیت سے قطع تعلق کرانیکا خواہشمند ہے۔ آیا اس صورت میں بکر اپنی زوجہ کو بلا سکتا ہے۔ اور بکر نے اگر علاج کی غرض سے عورت کا جسمانی حال کہا تو بکر پر کوئی مواخذہ یا جرم عائد ہو سکتا ہے۔ اور زید اپنی دختر کا مہر فی الحال لے سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- بکر اس صورت میں اپنی زوجہ کو بلا سکتا ہے اور اس کو حق ہے کہ اپنی زوجہ کو بلا دے۔ اور مہر جس کی کوئی میعاد بیان نہیں کی گئی اس کا وقت وصول کا طلاق یا موت ہوتی ہے فی الحال اس مہر کا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔[2] اور بغرض علاج تکلیف جسمانی

---

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص ۲۹۹ / ۱ - ظفیر۔

[2] ولا یبذکر الوقت للموجل الخ فیقع ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بالموت او بالطلاق وروی عن ابی یوسف ما یؤید ھذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص ۲۹۹ / ۱ ظفیر)

زوجہ کا بیان کرنا جرم نہیں ہے۔ بلکہ اس میں مجرم نہیں ہے۔ فقط۔

مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا ہے جائداد میں دونوں بیویوں کی اولاد کا حق ہے

سوال (۱۲۱۲) زید نے اپنی منکوحہ سے مرض الموت میں درحالیکہ اس کے بطن سے کمسن اولاد بھی زندہ موجود ہے مہر معاف کرائے بعدہ زید نے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس بیوی سے بھی کچھ اولاد ہوئی اور موجود ہے اور اس کی وفات کے بعد موجودہ بیوی نے زید کی جائداد سے اپنا مہر اور حصہ وراثت اور اپنی اولاد کے حصہ وراثت حاصل کئے اور زید کی پہلی اولاد کو ان کی والدہ کے دین مہر سے بوجہ علت تمادی لادعویٰ کردیا اور جائداد زید پر اپنا قبضہ جمائے حصہ وراثت سے بھی محروم کروا رکھا ہے۔ آیا شرعاً پہلی بیوی کی اولاد زید کی جائداد سے اپنی والدہ کا دین مہر اور حصہ وراثت حاصل کرسکتی ہے یا نہیں اور کیا معاف کرالینے سے دین مہر ساقط ہوجاتا ہے۔ اور کیا تمادی اسقاط حقوق میں شرعاً معتبر ہے اور موثر ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب:۔ حالت مرض الموت میں مہر معاف کرنا شوہر کو معتبر نہیں ہے۔ اُس متوفیہ کی اولاد اپنا حصہ میراث کا اور مہر کا شرعاً پانے کی مستحق ہے زوجہ ثانیہ کا قبضہ تمام جائداد و ترکہ شوہری پر شرعاً باطل ہے پہلی زوجہ کی اولاد کا اس میں حق ہے اور تمادی شرعاً کوئی چیز نہیں ہے کتب فقہ میں ہے ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان[1] شامی۔ وفی الدر المختار اعتاقہ ومحاباتہ وھبتہ الخ کل ذالک حکمہ کحکم وصیتہ الخ[2] وفیہ ایضاً لا وصیۃ لوارث[3]۔ فقط۔

لڑکی کے ولی کو مہر لیکر خرچ کرنا اور مہر سے زیادہ روپیہ لینا کیسا ہے

سوال (۱۲۱۳) اولیاء مخطوبہ کو خاطب سے مہر کے سوا اور کچھ لینا اور مہر لیکر اس میں تصرف مالکانہ کرنا اور دعوت

[1] باب اللعان ص ۲۳ ج ۲۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب العتق فی المرض ص ۵۹۶ ج ۲ و ص ۵۱۴ ج ۵۔ ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الوصایا ص ۵۴۵ ج ۵ ۱۲۔ ظفیر ۱۲

وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

الجواب :- اولیاء مخطوبہ کو زر مہر سے کچھ لیکر اس میں تصرف بیجا کرنا جیسا کہ مذکور ہے یعنی اس کو دعوت اقرباء وغیرہم میں صرف کرنا اور ضائع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بعض اولیاء کو اگرچہ مہر کا لینا بعض احوال میں درست ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کے لئے اس مہر کو لیوے نہ یہ کہ تصرف بیجا اس میں کرے کہ اضاعت مال صغیر و صغیرہ باپ دادا کو بھی درست نہیں ہے اور غیر مہر سے کچھ لینا زوج وغیرہ سے اس کو فقہاء نے رشوت سے تعبیر فرمایا ہے اور عبارات مذکورہ فی السوال سے اس کی اجازت نہیں نکلتی کہ مہر لیکر اس کو بے موقع رسومات نکاح میں صرف کرے[1]۔ فقط

شوہر بعد نکاح مہر بڑھادے تو بیوی اس کی بھی مستحق ہوگی

سوال (۱۲۱۴) زوجین وقت نکاح نابالغ تھے اب دونوں بالغ ہیں اور زوجہ اب تک رخصت نہیں ہوئی۔ اگر زوج حسب منشاء زوجہ کی کچھ زیادہ مہر مقرر کردیوے اور پھر کبھی زوجہ کے رخصت ہونے کے لئے اگر مہر کے وصول کرنے کی ضرورت پڑے یا زوج طلاق دیدے تو زوجہ کل مہر یعنی کل مہر کی شرعاً مستحق ہوگی یا نہیں؟

الجواب :- قال فی الدر المختار قوله فانها تلزمه ای الزیادۃ ان وطی او مات عنها الخ[2] شامی۔ پس معلوم ہوا کہ وطی کے بعد پورا مہر مع زیادتی کے لازم ہوتا ہے۔ فقط۔

مطلق مہر کی صورت میں طلاق کے بعد عورت مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے

سوال (۱۲۱۵) ہندہ کا نکاح جو زید سے ہوا اس میں نہ تو قاضی صاحب نے نہ ناکح نے بھی مہر کی تفصیل بیان کی

---

[1] ومما لسحت ما یاخذ الصهر الختن بسبب بنته بطیب نفسه ... (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ص ۳۴۴/۵) ظفیر ۔ ۱۲

[2] رد المحتار، باب المهر ص ۴۶۳/۲ ۔ درمختار کی پوری عبارت یہ ہے او زید علی ما سمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس او قبول ولی الصغیر الخ (رد المحتار، باب المهر ص ۴۶۳/۲) ظفیر

نہ معجل کہا نہ مؤجل۔ ناکح نے کہا کہ میں نے ہندہ کو بعوض دین مہر ۵ ہزار کے اپنی زوجیت میں قبول کیا۔ آیا یہ مہر معجل ہوا یا مؤجل یا کچھ معجل اور کچھ مؤجل۔ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی کیا ہندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زید سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے۔ کیا بوقت نکاح مہر معجل و مؤجل کی تفصیل نہ ہونے سے اب ہندہ کے مہر کی وصولی میں کوئی جھگڑا پڑیگا۔ مہر معجل و مؤجل کی تعریف جامع مانع ارقام فرمادیں۔ ؟

الجواب: مہر معجل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی شرعی ہیں یعنی مہر معجل وہ ہے جو فی الحال دیا جاوے یا فی الحال دیا جانا اس کا مقرر کیا جاوے۔ اور مؤجل وہ ہے کہ اس کی کچھ مدت معین ہو۔ اور جس مہر میں معجل اور مؤجل کا کچھ ذکر نہ ہو اس میں عرف کا اعتبار ہے یعنی جس قدر عرفاً ادا کیا جاتا ہو اس قدر معجل ہوگا اور باقی مؤجل — عالمگیریہ میں ذکر کیا ہے کہ معجل کے لئے اگر کوئی وقت ذکر نہ کیا جائے تو وقت اس کی ادا کا طلاق ہے یا موت[1] پس صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے تو ہندہ مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ فقط۔

تیسرے خاوند کرنے کے بعد بھی پہلے دونوں خاوندوں سے مہر پا سکتی ہے

سوال (۱۲۱۶) حلیمہ نے تین نکاح کئے اب تیسرے خاوند کی بیوی ہے دو سابقہ خاوند فوت شدہ سے مہر لینے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب: وہ عورت مستحق مہر لینے کی ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضهم لا یصح ... الصحیح و هذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسها و هو الطلاق او الموت (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ص ۲۹/۲) ظفیر۔ ۱۲

[2] فمات او دخل بها او ماتت عنها لانه بالدخول یتحقق تسلیم المبدل و به یتاکد ... البدل و بالموت ینتهی النکاح نهایته والشیء بانتهائه یتقرر و یتاکد (هدایہ باب فی المهر ص ۳۰۲/۲) ظفیر ۔ ۱۲　۱۲　۱۲

دینار سرخ کی قیمت جب مختلف ہے تو فیصلہ کیا ہوگا

سوال (۱۲۱۷) ہندہ کا مہر یا نسو دینار سرخ قرار پایا تھا اور دینار سرخ کا وزن اور قیمت مختلف فیہ ہے۔ اقل درجہ دینار سرخ کتنے ماشہ کا اور سکہ کلدار مروجہ سے کتنے روپیہ کا ہوتا ہے اور اکثر درجہ کیا ہے اور قول مفتی بہ اس بارہ میں کیا ہے اور دینار کس چیز کا ہوتا ہے۔ ؟

الجواب :- دینار اور مثقال ایک چیز ہے اور وزن مثقال اور دینار کا ساڑھے چار ماشہ ہے اور یہ سونے کا ہوتا ہے۔ پس سونا اگر اٹھائیس روپیہ کا ایک تولہ آتا ہو جیسا کہ اسوقت نرخ ہے تو ایک دینار ۱۰؎ کا ہوگا۔ غیاث اللغات میں ہے کہ مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے[1]۔ فقط (اس وقت ۱۳۸۸ھ ہجری میں سونا پونے دو سو روپیہ تولہ بکتا ہے اس لئے اس زمانہ میں دینار کی قیمت بہت بڑھ جائیگی ہر زمانہ میں سونے کی جو قیمت ہوگی اسی نرخ سے قیمت لگے گی۔ ظفیر)

مرنے والی عورتوں کا مہر اس کی اولاد دے سکتی ہے

سوال (۱۲۱۸) شخصے متوفی سہ عورت داشت واں ہر سہ عورت قبل از وے متوفی شدند وا غیرا مہر ادا ساخت۔ الحال اولاد کبار باقی ہر دو زوجہ می خواہند کہ مہر امہات خود استخراج کردہ شود۔ آیا مہر آں دو زوجہ ادا کردہ شود یا نہ۔ ؟

الجواب :- دریں صورت مہر ہر دو زوجہ متوفیہ ادا کردہ شود و ہر چہ حصہ اولادِ شاں باشد باو شاں دادہ شود[2]۔ فقط۔

---

[1] والمثقال هو الدينار عشرون قيراطًا والدرهم اربعة عشر قيراطًا والقيراط خمس شعيرات كذا في التبيين (عالمگیری مصری کتاب الزكوٰة الباب الثالث ص ۱۶۷ ج ۱)

[2] والمهر يتاكد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين الخ (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل ثانی ص ۲۸۴ ج ۱)

ظفیر ۱۲

شوہر کی جائداد میں تصرف کرنے اور ترکہ لینے سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۱۹) زید نے انتقال کیا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ اور ایک دختر فاطمہ کو چھوڑا۔ اور زید پر اس کی زوجہ ہندہ کا دین مہر بھی تھا لیکن اتنا مال نقد و زیور و جائداد صحرائی و سکنائی کی قسم سے ترکہ میں چھوڑ گیا جو ہندہ کے دین مہر سے بدرجہا زائد تھا۔ ہندہ اپنی حیات میں تمام مالیت پر قابض و متصرف رہی اور بیع و ہبہ ہر قسم کا تصرف کرتی رہی اور مقدار مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی۔ بالآخر اس نے بقیہ جائداد کو اپنی دختر فاطمہ کے نام کر دیا اور آٹھواں حصہ جو اس کا شرعی حصہ تھا اپنے نام رہنے دیا قضاء الٰہی سے دختر فاطمہ کا بھی انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے شوہر اور اپنی خالہ خدیجہ کو چھوڑا۔ اب ہندہ مذکورہ کی ہمشیرہ یعنی خدیجہ اپنی ہمشیرہ ہندہ کے دین مہر کا دعوی کرتی ہے۔ فریق اول کہتا ہے کہ جب وہ اپنی حیات میں زید کی کل مالیت پر منفرداً مالک رہ کر دین مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی اور جو باقی رہی اسکو باستثناء آٹھواں حصہ اپنی دختر فاطمہ کے نام کر چکی اس لئے دین مہر میں سے جو خدیجہ نصف سہام اپنا چاہتی ہے نہیں مل سکتا۔ ہاں آٹھویں حصہ میں نصف بحیثیت ہمشیرہ ہونیکے مل سکتا ہے اس صورت میں دعوی خدیجہ کا ہندہ کے دین مہر کی بابت صحیح ہے یا نہیں - ؟

الجواب:- تصرف ہندہ کا ترکہ مشترکہ میں چونکہ بحیثیت وصول دین مہر نہیں ہوا ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ تصرف اس نے اپنی دختر کے اور اپنے حصہ شرعی کی حیثیت سے کئے ہوں اس لئے دعویٰ خدیجہ کا نصف دین مہر کا اور نصف حصہ شرعیہ ہندہ میں صحیح ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ہندہ نے دین مہر وصول کر کے تصرفات مذکورہ اسی مقدار دین مہر میں کئے ہیں اس وقت تک یہ متعین نہ ہوگا کہ ہندہ نے اپنا دین مہر وصول پالیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مہر معاف کرانے کے لئے حیلے کیا کیا ہو سکتے ہیں۔

سوال (۱۲۲۰) (۱) جو دین مہر خصوصاً کی حیثیت سے بہت زیادہ مقرر ہوا ہو ایسے دین مہر سے خلاصی کے لئے کیا کوئی حیلہ ہے؟

(۲) اگر بیوی سے اس مہر کے معافی کے کلمات کسی حیلہ سے کسی اجنبی زبان میں کہلالے جسے وہ نہیں سمجھتی، اور شوہر نے زوجہ کو اس کی اطلاع بھی نہیں دی تو کیا مہر معاف ہو جائے گا؟ (۳) اگر بیوی کو اس بات پر راضی کرے کہ وہ کہدے کہ میں نے اپنا حق مہر اللہ تعالیٰ کے یہاں مواخذہ سے بخش دیا یعنی میں اللہ کے یہاں نہیں لوں گی باقی تا زیست دنیا میں میرا حق رہا جب کبھی مجھے ضرورت ہوگی یا میں تم سے کبیدہ ہوں گی تو حاکم عدالت سے نالش کر کے لے سکوں گی۔ غرض معاف کرانے کا عنوان یہ ہوا کہ اگر تا زیست میں نے تم سے مہر نہ لیا اور تم سے خوش رہی تو بعد مرنے کے اپنا حق معاف کیا۔ تو ایسے معاف کرنے کا کوئی اثر ہوگا یا نہیں اور اس صورت میں مہر معاف ہو جائے گا یا نہ؟ (۴) کوئی حیلہ ایسا بھی ہے کہ زید کو اس سے نجات ہو۔؟ (۵) کیا بیوی کے معاف کرنے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا بھی عدم مواخذہ اخروی کے لئے شرط ہے۔؟

الجواب ۔ (۱) مہر زوجہ کا دین ہے شوہر کے ذمہ پر اس بارے سبکدوشی کی دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہ شوہر اس دین کو ادا کرے یا زوجہ سے معاف کرا دے اور کوئی حیلہ معافی کا نہیں ہے[1] (۲) اس طریقہ سے مہر ساقط (معاف) نہ ہوگا۔ (۳) درمختار میں ہے کما لا یصح تعلیق الابراء عن الدین بشرط محض کقولہ لمدیونہ اذا جاء غد او ان مت فانت بری من الدین او ان مت من مرضک ھذا او ان مت من مرضی ھذا فانت فی حل من مہری فہو باطل لانہ مخاطرۃ و تعلیق الخ و فی الشامی و ذکر شمس الاسلام خوفہا بضرب حتی تہب مہرہا فاکراہ ان کان قادرا علی الضرب و ذکر بکر سقوط المہر لا یقبل التعلیق بالشرط الا تری انہا لو قالت لزوجہا ان فعلت کذا فانت بری من المہر لا یصح قال لمدیونہ

[1] ومن سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا (ہدایہ باب فی المہر ص ۳۰۴) و ان حطت عنہ ... صح الحط لان المہر حقہا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء (ایضاً ص ۳۰۵) ظفر

ان لم اقتض مالی علیك حتی تموت فانت فی حل فهو باطل لانه تعلیق والبراءة لا تحتمله بزازیه شامی[1] جلد ۴ مسائل متفرقہ کتاب الہبہ ان عبارات سے واضح ہوا کہ صورت مذکورہ سے مہر معاف اور ساقط نہ ہوگا (۴) کوئی حیلہ ایسا معلوم نہیں (۵) مواخذہ اخروی سے بچنے کے لئے اور دیانۃً معاف ہونے کے لئے گواہوں کا موجود ہونا بوقت معافی ضروری نہیں ہے۔

طلاق دینے کے بعد مہر کی ادائیگی لازم ہوجاتی ہے۔ البتہ طلاق دینا شوہر کے اختیار میں ہے

سوال (۱۲۲۱)۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کردیا اور مہر مبلغ پانسو روپیہ مقرر کیا۔ اب لڑکی کا والد اور لڑکی خود یہ چاہتے ہیں کہ وہ شخص طلاق دیدے، لیکن وہ طلاق نہیں دیتا اس وجہ سے کہ لڑکی مہر مبلغ پانسو روپیہ مجھ سے وصول کرے گی جو کہ غیر معجل ہے، اور نہ اس شخص کے پاس اتنی وسعت ہے کہ مہر ادا کر سکے۔ اب وہ لڑکی اپنے مہر کی مستحق ہے یا نہیں

الجواب۔ یہ ضروری ہے کہ طلاق دینے کے بعد عورت مطالبہ مہر مؤجل کا فوراً کر سکتی ہے[2]، باقی طلاق دینے یا نہ دینے کے بارہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کوئی وجہ طلاق دینے کی موجود نہیں ہے یعنی شوہر کی طرف سے کچھ کوتاہی نان، نفقہ اور زوجہ کے حقوق ادا کرنے میں نہیں ہے تو طلاق دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے، البتہ اگر اس سے زوجہ کے حقوق ادا نہیں ہو سکتے اور اس میں وہ کوتاہی کرتا ہے تو اس کو طلاق دیدینا چاہئے[3]۔

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر کا مستحق کون ہوتا ہے

سوال (۱۲۲۲)۔ ایک شخص کی زوجہ فوت ہوئی۔ اور مہر نہ دیا گیا اور نہ معاف ہوا تھا۔ اب مہر کی ادائیگی کس صورت سے ہو سکتی ہے، مسجد وغیرہ کے کام میں یہ روپیہ صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] رد المحتار کتاب الہبہ مسائل متفرقہ ص ۷۶۱ ج ۴ ۱۲ ظفیر۔ [2] وان کان لا الی غایة معلومة فقد قال بعض المشائخ یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت الا تری ان الطلاق الرجعی یتعجل المؤجل ... عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل ثانی ج ۱ ص ۲۹۶ ظفیر

[3] الا ان [illegible] الزوج بواجب الامساك بالمعروف [illegible] علی هامش رد المحتار، کتاب الطلاق ص ۵۷۱ و ص ۵۷۳ ظفیر

الجواب۔ زوجہ کا مہر اگر ادا نہ ہوا تھا اور وہ انتقال کر گئی تو اس کے مرنے کے بعد وہ مہر اس کے ورثہ کو پہنچتا ہے اور وارثوں میں شوہر بھی ہے، اگر کچھ اولاد متوفیہ کے نہ تھی تو نصف شوہر کو پہنچے گا اور نصف باقی ورثہ ذوی الفروض یا عصبات یا ذوی الارحام کو جو بھی کوئی ان میں دور نزدیک کا قرابت دار موجود ہو اس کو دیا جاوے، اگر کوئی بھی نہ ہو تو پھر تمام مہر شوہر کو ملے گا، اس کو اختیار ہے وہ جہاں چاہے صرف کرے خواہ اپنے صرف میں لاوے یا مسجد وغیرہ میں صرف کرے، لیکن بموجودگی دیگر ورثہ کے شوہر کو ان کے حصہ میں کچھ تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ ان کا حصہ انہی کو دینا چاہئے[1]

خوشی سے مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۲۳/۱۲۲۳)۔ ایک عورت مر گئی، اور وقت مرگ کے بیہوش تھی، مہر معاف نہیں کیا مگر حیات میں خفیہ طور سے اپنی رضامندی سے شوہر کو معاف کر دیا تھا، اور لوگوں کو معاف کرنا معلوم نہیں ہے تو وہ مہر معاف ہوا یا نہیں۔ (۲) ایک عورت نے خفیہ طور سے مہر معاف کیا اور پھر ایک موقعہ پر اس نے چند عورتوں کے سامنے بلا حجاب ظاہر کر دیا کہ میں اپنے شوہر کو مہر معاف کر چکی ہوں اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں۔

الجواب۔ عند اللہ وہ مہر معاف ہو گیا۔[2] (۲) اس صورت میں بھی عند اللہ مہر معاف ہو گیا۔[3]

طلاق کے بعد مہر دینا ہوگا اور جو زیور ہبہ کر دیا ہے وہ بیوی کا ہے

سوال (۱۲۲۴/۱۲۲۴)۔ زید بوجہ نا اتفاقی و نافرمانی کے زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہے، عورت کو چونکہ یہ معلوم ہو گیا ہے بایں وجہ تمام زیورات جو کہ زید نے بعد نکاح کے بنوائے تھے کسی غیر جگہ پوشیدہ کر دیئے

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے سراجی باب ذوی الفروض ۱ ظفیر۔ [2] وان حطت عنہ من مہرہا صح الحط (ہدایہ باب فی المہر ص ۳۰۵/۲)۔ [3] وصح حطہا لکلہ او بعضہ عنہ قبل او لا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی حط المہر والابراء منہ ص ۴۶۲/۲ و ص ۴۶۵/۲) ظفیر

ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ بعد طلاق یہ تمام زیورات جو میرے قبضہ میں ہیں اور مہر زید سے لوں گی۔ آیا شرعاً بعد طلاق زید کے ذمہ اس عورت کا حق کس قدر ہے۔

الجواب۔ طلاق کے بعد شوہر کے ذمہ مہر کا ادا کرنا لازم ہے اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر ہے[1]، اور قبل طلاق جو کچھ شوہر نے کپڑا و زیور اس کو ہبہ کیا وہ اس کی مالک ہوگئی، اور جو زیور و کپڑا عاریۃً دیا وہ شوہر کو واپس ملے گا یا مہر میں شمار ہوگا[2]۔

غیر مطلقہ نے دھوکہ دے کر نکاح کیا اور شوہر سے ہم بستر ہوگئی تو مہر واجب ہوا یا نہیں۔

سوال (۱۲۲۵)۔ ہندہ غیر مطلقہ اگر زید سے نکاح پڑھوالے اور زید سے ہم بستری وغیرہ کرے تو زید کو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، ہندہ واقع میں غیر مطلقہ ہے مگر گواہ مسلمان پیش کرکے کہ میں مطلقہ ہوں نکاح پڑھوا لی ہے۔

الجواب۔ اس صورت میں مہر لازم ہے[3]۔

عدت میں جو نکاح ہوا اس کا مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۲۶)۔ ہندہ کا بحالت عدت اگر نکاح پڑھ دیا جاوے تو منعقد ہوگا یا نہیں اور بحالت عدت اگر نکاح ہوگیا اور ہم بستری کی نوبت آئی تو مہر واجب ہوگا یا نہیں۔

---

[1] وتجب لمطلقة الرجعی والبائن والفرقة بلا معصیة الخ النفقة والسکنی والکسوة ان طالت المدة (در مختار) وفی المجتبی نفقة العدة کنفقة النکاح الخ واطلق فشمل الحامل وغیرها والبائن بثلاث او اقل (رد المحتار، باب النفقة، مطلب فی نفقة المطلقة ص ۹۲۲ ج ۲) [2] ولو بعث الی امرأته شیئاً ولم یذکر جهته عند الدفع غیر جهة المهر الخ فقالت هو ای المبعوث هدیة وقال هو من المهر الخ فالقول له بیمینه والبینة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده الخ فی غیر المهیأ للاکل والقول لها بیمینها فی المهیأ له (الدر المختار علی هامش رد المختار، باب المهر ص ۳۶۵) ظفیر۔ [3] ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطی فی القبل لا بغیره کالخلوة (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب المهر ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر

الجواب۔ عدت میں نکاح نہیں ہوتا، لیکن اگر عورت نے آکر کہا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دیدی ہے اور عدت گزر گئی تو اس کے بیان پر اس سے نکاح کرنا درست ہے، اور بعد دخول و صحبت شوہر ثانی تمام مہر مثل لازم ہے در مختار میں ہے وکذا لو قالت امرأة لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحھا[1] الخ الوطی فی دار الاسلام لا یخلو عن حد او مہر الخ در مختار والموطوءة بشبهة ومنه تزوج امرأة الغیر غیر عالم بحالها[2] الخ

سوال (۱۲۲۷) زید نے ہندہ کے ساتھ عقد کیا۔ اور ہندہ کے والیان کو مہر وغیرہ ادا کر دیا بعدہ بوقت خلوت صحیحہ ہندہ خنثیٰ مشکل ثابت ہوئی، آیا زید ہندہ کے والیان سے مہر وغیرہ خرچ شدہ لے سکتا ہے یا نہیں،

مہر دینے کے بعد عورت خنثیٰ مشکل نکلی تو مہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں

الجواب۔ خنثیٰ مشکل سے نکاح صحیح نہیں ہوتا، در مختار میں اس کی تصریح ہے[3] پس جبکہ نکاح صحیح نہ ہوا تو مہر وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا، اور شوہر نے جو کچھ دیا وہ واپس لے سکتا ہے۔[4]

سوال (۱۲۲۸) ایک شخص نے اپنی حیات میں بحیثیت طول عمر کے حواس ٹھیک نہ رہنے کی حالت میں اپنی عورت کو کچھ جائداد منقول و غیر منقول دین مہر میں مہر کی مقدار سے زیادہ عورت کی ترغیب سے لکھا کر رجسٹری کرا دی اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

دین مہر میں مہر سے زیادہ جائداد لکھ دی تو کیا حکم ہے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۲ ج ۲ ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۹۲ ج ۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۲ ج ۲ ظفیر

[4] عقد یفید ملک المتعة ای حل استمتاع الرجل من امرأة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی فخرج الذکر والخنثیٰ المشکل الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النکاح ص ۳۵۸ ج ۲ ظفیر

الجواب - مہر کی مقدار سے زیادہ جو اس حالت میں دی وہ بحکم وصیت ہے لہٰذا ناجائز ہے بحکم لا وصیۃ لوارث[1]

مہر کا دعویٰ کس پر کیا جائے

سوال (۱۲۲۹) ہندہ کا نکاح زید سے بتعین مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا، اور اس نکاح کے ٹھہرانے والے اور اس کے متعلق تمام مراسم کے انجام دینے والے زید کا بھائی خالد اور زید کی والدہ سعیدہ تھے، زید نے بعد اس کے لاولد وفات کی، اور زید کے باپ نے بحالت حیات خود جائداد زرعی کل اپنی زوجہ کے نام جو کہ ساۃ ہندہ کی ساس ہے ہبہ کر دی تھی، صرف مکان مسکونہ ہبہ سے مستثنیٰ تھا جس کے مالک وراثۃً زید اور خالد اور ایک بہن حمیدہ اور ساۃ سعیدہ ہوئے، حالت علالت میں زید سے خالد نے ایک بیع نامہ حصہ مکان کا بالعوض سات سو روپیہ کے لکھا لیا، حالانکہ وہ حصہ بہت زیادہ قیمت کا ہے، اور سعیدہ نے قبل نکاح ہندہ کے دستاویز کے ذریعہ چار روپیہ ماہوار تاحیات ہندہ کا کفاف مقرر کر کے اس کے ادا کے لئے ایک جائداد زرعی مکفول کر دی تھی، اب اس حالت میں اول دعویٰ مہر کا ہندہ کو کس پر کرنا چاہئے، آیا خالد اور سعیدہ بذات خود بھی ذمہ دار ادائے مہر کے ہیں یا نہیں، دوم آیا زر مہر اس حصہ مکان سے وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں جو کہ زید کا تھا اور اس حالت میں وہ بیع جو بحالت مرض الموت زید نے بنام خالد کی تھی جائز تھی یا نہیں، یا اسی خریداری کے ذریعہ سے خالد ادائے دین مہر ذمگی زید متوفی کا ہو گیا یا نہیں۔

الجواب - خالد اور سعیدہ پر جبکہ وہ متکفل اور ضامن مہر کے نہیں ہوئے دعویٰ مہر کا نہیں ہو سکتا اور مکان کا حصہ جو زید نے بحالت مرض موت خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہے بیع اس کی صحیح ہو گئی، لیکن جس قدر قیمت زید نے خالد سے کم لی ہے وہ خالد سے لی جاوے گی، اور ہندہ مہر میں اسی کو لے سکتی ہے اعتاق. ومحاباتہ لاحکمہ کحکم وصیۃ ولا وصیۃ لوارث[2]۔

---

[1] دیکھئے ہدایہ کتاب الوصایا ص ۶۴۲ ج ۴ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوصایا باب العتق فی المرض ص ۵۹۰ ج ۵ ظفیر۔

مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی وہ معتبر ہے یا جو خفیہ طور پر رجسٹری شدہ ہو

سوال (۱۲۳۰) - کابین نامہ میں بالفرض مہر کی مقدار ایک لاکھ روپیہ تحریر ہے اور وقت نکاح پدر وکیل نے جس کو پدر دختر اور خود دختر نے نکاح کرنے کا کل اختیار دیا ہو، صرف ایک ہزار روپیہ مہر کا حکم دیا اور نکاح خواں نے بھی بوقت نکاح ایک ہزار روپیہ مہر کا مقرر کر دیا اور اظہار کیا اور سب حاضرین مجلس نے سنا اور تعداد رقم مہر مندرجہ کابین نامہ بالکل مخفی رکھی گئی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ مہر کونسا واجب الادا ہے آیا وہ جو کابین نامہ میں درج ہے یا وہ جس کا اظہار مجلس میں کیا گیا۔

الجواب - مہر کی مقدار وہ معتبر ہے جس کو نکاح خواں نے بوقت نکاح ظاہر کیا اور جس مہر کو سن کر شوہر نے قبول کیا اور حاضرین مجلس نے سنا، کیونکہ مہر وہی واجب ہوتا ہے جو عقد کے وقت نام لیا جاوے اور جس پر عقد نکاح کیا جاوے۔ قال فی الدرالمختار وتجب العشرة ان سماها او دونها ویجب الاکثر منها ان سمی الاکثر ویتأکد عند وطی او خلوة صحت الخ درمختار قوله ویتأکد ای الواجب من العشرة او الاکثر وافاد ان المهر وجب بنفس العقد مع احتمال سقوطه برده الخ شامی[1]

مہر معجل طے شدہ اگر شوہر نہ دے تو عورت باپ کے گھر جا سکتی ہے یا نہیں اور شوہر قید ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۳۱) - زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور مہر معجل قرار پایا، باوجود قرار پانے مہر معجل کے زید مہر ادا نہیں کرتا اور طرح طرح کے بہانے کرتا ہے، اس صورت میں جب تک زید مہر نہ دے قید ہو سکتا ہے یا نہیں، اور اگر ہندہ والدین کے گھر چلی جاوے تو کچھ قباحت تو نہیں۔

الجواب - مہر معجل ہونے کی صورت میں اگر شوہر باوجود غناء کے مہر دینے میں تاخیر کرے بطلب زوجہ حبس ہو سکتا ہے اور رد مختار میں فرمایا ہے کہ اگر زوجہ مہر معجل کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے والدین کے گھر چلی جاوے تو نفقہ ساقط نہ ہوگا اور ناشزہ نہیں ہے

---

[1] رد المحتار، باب المهر، ج ۲ ص ۴۶۲ ظفیر۔

اذا امتنعت للمهر الخ ای لانفقة الخارجة من بيته بغير حق الخ وفي الشامي قوله بغير حق ذكر محترزا بقوله بخلاف ما لو خرجت الخ وكذا هو احتراز عما لو خرجت حتى يدفع لها المهر الخ[1]۔

بیوی نے مہر معاف کر دیا اس کی موت کے بعد والدین طلب کرتے ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۲۳۲) ہندہ بالغہ پندرہ سالہ نے گواہوں کے سامنے اپنے شوہر کو مہر معاف کر دیا، اب بعد انتقال ہندہ کے اس کے والدین مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندہ نابالغہ تھی اس کا معاف کرنا معتبر نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ ہندہ جبکہ پندرہ سالہ اور بالغہ تھی تو معاف کرنا اس کا مہر کا صحیح ہے اور والدین کا مطالبہ مہر کا شوہر سے درست نہیں ہے[2]۔

مہر معاف کر دینے کے بعد اس کا انکار کرنا کیسا ہے

سوال (۱۲۳۳) اگر عورت مہر معاف کر دے اور پھر انکار کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب۔ عورت اگر مہر معاف کر دے تو پھر انکار کرنا مسموع نہ ہوگا مہر معاف ہو جاوے گا[3]۔

پندرہ ہزار میں پانچ ہزار معجل اور بقیہ مؤجل ہے تو کیا کیا جائے

سوال (۱۲۳۴) ایک نکاح نامہ لکھا گیا جس میں تعداد مہر پندرہ ہزار روپیہ عبارت ذیل مرقوم ہے۔ زر دین مہر معجل مبلغ پندرہ ہزار روپیہ قرار پاتے ہیں، منجملہ اس کے پانچ ہزار روپیہ اس وقت بھی مسماۃ از قسم اثاث البیت و زیورات ادا کر دیا گیا اور باقی ماندہ مبلغ دس ہزار روپیہ اپنی حیات میں مسماۃ موصوفہ کو ادا کر دوں گا، مبلغ دس ہزار روپیہ مذکور شرعاً معجل کی تعریف میں آئیگا

---

[1] رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۹ ج ۲ ظفیر۔ [2] ان حطت عنه من مهرها صح الحط لان المهر حقها والحط يلاقيه حالة البقاء (هدايه باب المهر ص ۳۰۵ ج ۲) ظفیر۔ [3] وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل او لا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۶۳ ج ۲) ظفیر۔

یا مؤجل ٹھہرے گا۔ اگر مؤجل قرار دیا جائے تو ارشاد ہو کہ مؤجل کے کتنے اقسام ہیں اور یہ صورت کونسی قسم میں داخل ہے، اور اپنی حیات میں ادا کر دینے کا جو وعدہ ہے اس کی رُو سے عورت اپنے شوہر سے کس وقت زرِ مہر مذکور یعنی دس ہزار روپیہ کے وصول کرنے کی مستحق ہو سکتی ہے۔

الجواب۔ شروع عبارت کابین نامہ میں اگرچہ کل مہر کو معجل قرار دیا تھا مگر بعد میں تفصیل کرنے میں پانچ ہزار کو معجل اور دس ہزار کو مؤجل قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا دس ہزار مؤجل ہو گیا، اور مؤجل الی الطلاق یا الی الموت صحیح ہے در مختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح[1] الخ اور شامی میں ہے کہ طلاق سے مؤجل بھی معجل ہو جاتا ہے۔ وبالطلاق یتعجل المؤجل[2]۔

سوال (۱۲۳۵)۔ بوقت نکاح علاوہ تعیین دین مہر کے لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ لے لیتا ہے، یہ لینا جائز ہے یا نہ۔ اور دین مہر میں شمار ہو سکتا ہے یا نہیں۔	لڑکی والے کا بوقت نکاح روپیہ لینا کیسا ہے

الجواب۔ ایسی رقم کو فقہاء نے رشوت قرار دیا ہے اور واجب الرد لکھا ہے۔ کمافی الدر المختار اخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترد لانہ رشوۃ[3]۔ اور جبکہ مہر کا نام نہیں لیا تو وہ مہر میں شمار نہ ہوگا۔

سوال (۱۲۳۶)۔ زید اپنی منکوحہ ہندہ سے بعد نکاح خلوت صحیحہ سے مستفیض ہوا، بعد چندے ہندہ	بعد خلوت خواہ عورت نافرمانی کرتی رہی ہو تو بھی طلاق کے بعد کل مہر واجب ہے

ناشزہ و نافرمان ہو کر مباشرت سے مانع ہوئی، باوجودیکہ زید مباشرت و جماع پر علی وجہ التام قادر ہے، لیکن ہندہ اطاعت زید سے برگشتہ ہے، اگر زید ہندہ کو طلاق دیدے تو زید پر کل مہر واجب الاداء ہے یا بعض۔ ہندہ نے صلب عقد میں زید سے یہ شرط کی تھی کہ میری بلا اجازت

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۳، ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۰، ۱۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۵۰۲، ۱۲ ظفیر

اگر دوسری عورت سے نکاح کرو گے تو میری طلاق میرے اختیار میں، اگر اختیار کروں گی تو کل مہر دینا پڑے گا۔ زید اگر دوسرا نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جاوے گا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب - جبکہ خلوت صحیحہ ہو گئی تو زید کے ذمہ کل مہر واجب الاداء ہو گیا[1]، زید اگر ہندہ کو طلاق دے گا تو پورا مہر زید کو ادا کرنا ہو گا، ہندہ یہ شرط کرتی یا نہ کرتی، زید کو مہر دینا ہی ہو گا لیکن دوسرے نکاح سے یہ شرط مانع نہیں ہے، دوسرا نکاح کرے۔ جس وقت مہر دینے کی طاقت ہو، مہر ادا کر دیوے۔ ہکذا فی الدر المختار۔

سوال (۱۲۳۷) جس عورت کا خاوند سفر میں ہو اور وہ عورت انتقال کر جاوے اور مہر ادا نہ ہوا ہو تو مہر کیونکر ادا ہو۔ *(عورت کے انتقال کے بعد اس کا مہر کیسے ادا کیا جائے)*

الجواب - بقدر حصہ دیگر ورثاء عورت کے وارثوں کو مہر ادا کر دیا جاوے[2]۔

سوال (۱۲۳۸) مہر شرعی کی مقدار کیا ہے۔ *(مہر شرعی کی مقدار کیا ہے)*

الجواب - دس درہم ہے[3]، اور ایک درہم تقریباً ۴ر کا ہوتا ہے، پس دس درہم قریب پونے تین روپیہ کے ہوئے۔

---

[1] والخلوة الخ كالوطئ فى ثبوت النسب الخ وفى تاكيد المهر المسمى، الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب فى احكام الخلوة ص ۳۴۴ ج ۲ ظفير۔

[2] اگر بچے نہیں ہیں تو عورت کے نصف مہر کا حقدار خود شوہر ہوگا، اور بقیہ نصف کے عورت کے بقیہ ورثاء رہوں گے، اور اگر بچے ہیں تو شوہر کو اس بیوی کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا، اور بقیہ تین چوتھائی اس کے بچے اور اس کے والدین کو۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

[3] واقل المهر عشرة دراهم لقوله عليه السلام ولا مهر اقل من عشرة (هدایہ باب المہر ص ۳۰۴ ج ۲) تحریرِ زیلعی میں النتایہ لکھتے ہیں۔ والمهر دون عشرة دراهم۔ حاشیہ ہدایہ ایضاً۔ ایک درہم ۱۳۲۳ھ میں ۴ر کا ہوتا تھا، اب ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۲ھ میں چاندی کافی گراں ہے پونے چار روپے تولہ سے کم نہیں ملتی اور دس درہم چاندی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتی ہے اس حساب سے اس کی قیمت ساڑھے نو روپے کے قریب ہوتی ہے، چاندی کی قیمت کے حساب سے دس درہم کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہے گی۔ واللہ اعلم ظفیر۔

تجدید نکاح میں مہر ضروری ہے یا نہیں

سوال (۱۲۳۹) - تجدید نکاح میں تعین مہر ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب - ضروری ہے[1]۔

بیوی جب مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۴۰) - میرا حقیقی بالغ بھائی عبد الوہاب فوت ہو گیا میں نے مرحوم کی بیوہ کو کہا کہ تیرا حق مہر اس کے ذمہ ہے اگر تو لینا چاہتی ہے تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں، ورنہ معاف کر دے، بیوہ مذکورہ نے برادری کے دو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں معاف کرتی ہوں، اس صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں مہر معاف ہو گیا، عند اللہ کچھ مواخذہ مہر کا عبد الوہاب متوفی کے ذمہ نہیں رہا[2]۔

مہر معاف کرنے کے بعد لینا اور عدت کے اندر نکاح کرنا کیسا ہے

سوال (۱۲۴۱) - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور زوجہ نے مہر معاف کر دیا اور عدت کے اندر ہی عورت نے عقد ثانی کر لیا، اور اپنے چند رفقاء کے ورغلانے سے شوہر پر عدالت میں مہر کا دعویٰ کر کے جھوٹا ثبوت بہم پہنچا کر مہر کی ڈگری حاصل کر لی اور اپنی تحریر معافی مہر سے منکر ہو گئی، اور طلاق بھی اس شرط پر تھی کہ حق مہر معاف۔ تو اس صورت میں معافی مہر سے انکار کرنا طلاق کے بارے میں موثر ہو گا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں شوہر کی طرف سے طلاق ہو گئی اور عورت کی طرف سے مہر معاف ہو گیا، پھر عورت کا معافی مہر سے منکر ہو کر اور جھوٹی شہادت عدالت میں پیش کر کے مہر کی ڈگری کرا لینا ظلم ہے، طلاق پر کچھ اثر اس کا نہ ہو گا، طلاق واقع ہو گئی اور مہر بھی عند اللہ

[1] ثم المہر واجب شرعاً ابانۃ شرف المحل (ہدایہ باب المہر ص۳۰۴ ج۲) ظفیر

[2] وان حطت عنہ من مہرہا صح الحط لان المہر حقہا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء (ہدایہ باب المہر ص۳۰۹ ج۲) و صح حطہا لکلہ او بعضہ عنہ قبل او لا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج۲) ظفیر

معاف ہوگیا ظلماً عورت کا مہر وصول کرنا فعل ناجائز اور حرام ہے۔ اور عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی حرام اور باطل ہے نکاح نہیں ہوا[1]۔ اور جو لوگ اس نکاح میں ساعی ہوئے مرتکب فعل حرام کے اور فاسق ہوئے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ[2] الآیۃ۔

مہر معجل ہو تو لڑکی کا باپ رخصتی سے قبل اسے وصول کر سکتا ہے

سوال (۱۲۴۲) زید کی لڑکی سے عمر کے لڑکے کا مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجل پر عقد ہوا، زید کی لڑکی نابالغہ ہے عمر گیارہ سال ہے، عرصہ سوا برس کا گذر گیا۔ اب عمر کا لڑکا زید کی لڑکی کو رخصت کرانا چاہتا ہے، زید کہتا ہے تاوقتیکہ مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجل ادا نہ کردگے تب تک لڑکی رخصت نہ کروں گا آیا زید کو اپنی لڑکی کے مہر معجل وصول کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور رخصت کے قبل کس قدر مہر معجل زید کو لینا چاہئے اور بعد رخصت کے کس قدر، اور بلا ادائیگی مہر معجل نکاح درست ہے یا نہ

الجواب۔ زید کو اپنی دختر نابالغہ کے مہر معجل وصول کرنے کا حق حاصل ہے در مختار میں ہے ولها منعه من الوطی ودواعیه والسفر الخ لاخذ ما بین تعجیله وفی الشامی قوله ولها منعه الخ وکذا الولی الصغیرة المنع المذکور قوله والسفر الاولی التعبیر بالاخراج کما عبر فی الکنز لیعم الاخراج من بیتها[3] الخ اور جبکہ کل مہر معجل قرار پایا ہے تو زید کل مہر کا مطالبہ قبل رخصت کرنے لڑکی کے کر سکتا ہے اور نکاح صحیح ہوگیا۔

ایک بیوی کا مہر پانچ ہزار ہے دوسری کا پانچ سو، کم والی کا بڑھا دینا کیسا ہے

سوال (۱۲۴۳) زید نے ہندہ سے پانچ ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا۔ اس کی بہت مدت کے بعد دوسری عورت زینب سے پانچ سو روپیہ مہر پر نکاح کیا اور دونوں کو ان کا مہر ادا بھی کر دیا۔ زینب نے ایک روز ارمان کیا کہ تم نے میرا مہر بہت کم مقرر کیا، زید نے اس کی دلجوئی کے لئے یہ قصد کیا کہ

[1] اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الخ فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا، رد المحتار باب العدة ج۲ ص ۸۳۵ ظفیر۔ [2] سورة البقرة ۔ ۳۰۔ [3] دیکھئے رد المحتار باب المہر ص ۴۹۹ و ص ۵۰۰ ج ۲ ظفیر

تین چار سو روپیہ اس کے مہر میں اور زیادہ کر دے۔ کیونکہ زیادۃ بعد العقد بھی اصل کے ساتھ بتصریح فقہاء ملحق ہو جاتے ہیں، تین سو چار سو اس کو اور دیدوں، خواہ نقد یا کسی مکان کا ایک حصہ کہ زینب کو فی الحال اس حصہ مکان کی ضرورت بھی ہے، لیکن زید کو اس میں تردد یہ ہے کہ جس طرح تمام حقوق میں زوجتین کے درمیان تساوی ضروری ہے کہیں یہ زیادۃ فی مہر احدہما خلاف عدل نہ ہو جائے، یہ زیادۃ فی مہر احدہما جائز ہے یا نہ، اگر کوئی دلیل صریح نہ ہو تو کوئی کلیہ ہی شافی ہو کافی ہے، اور تصریح فقہی اگر مل جاوے تو اقرب الی الاقناع ہے۔

الجواب۔ موافق اس قاعدہ فقہیہ کے کہ زیادۃ فی المہر بعد العقد ملحق باصل المہر ہے اور ہبہ مبتدئہ نہیں ہے کما یقول بہ الامام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ زیادۃ فی مہر احدی الزوجات درست ہے خصوصاً اس زوجہ کے مہر میں زیادتی کرنا جس کا مہر اصل سے کم ہو، اور اضرار زوجہ ثانیہ اس سے مقصود نہ ہو اور اس کو حیلہ ترک عدل و تسویہ بین الزوجات جو کہ واجب ہے نہ بنایا جاوے خلاف عدل نہیں ہوتا فتح القدیر کے جزئیہ ذیل سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ زیادۃ فی المہر اگر بطریق رشوت نہ ہو تو درست ہے، عبارت اس کی یہ ہے۔ قولہ وان رضیت احدی الزوجات بترک قسمہا لصاحبتہا جاز هذا اذا لم یکن برشوۃ من الزوج بان زادها فی مهرها لتفعل او یتزوجها بشرط ان یتزوج اخری فیقیم عندها یومین وعند المخاطبۃ یوما فان الشرط باطل ولا یحل لها المال فی الصورۃ الاولی فلہ ان یرجع فیہ[1] الخ اور عنایہ کی یہ عبارت بھی جواز کی طرف مشیر ہے قولہ خلافاً لزفرؒ فانہ یقول الزیادۃ هبۃ مبتداۃ لا تلحق باصل العقد ان قبضت ملکت والا فلا[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ زیادۃ کو ہبہ مبتدئہ قرار نہیں دیتے کہ اس کو خلاف عدل کہا جاوے کیونکہ یہ تصریح ہے کہ ہبات میں بھی تسویہ بین الزوجات ضروری ہے کما فی العینی علی البخاری و تمام العدل ایضاً

[1] فتح القدیر باب القسم ص ۲/۳۰۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] عنایہ علی ہامش فتح القدیر باب المہر ص ۲/۴۶۲ ۱۲ ظفیر۔

بین تسویتهن فی النفقة والكسوة والهبة ونحوها۔[1]

عورت کو مہر وصول کرنے کا حق ہے یا نہیں

سوال (۱۲۴۴) منکوحہ اپنے خاوند سے مہر مقررہ جس وقت چاہے طلب کرسکتی اور وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - مہر اگر معجل ہو تو عورت کو ہر وقت اس کے وصول کرنے کا حق ہے اور اگر موجل ہو تو طلاق کے بعد مطالبہ کرسکتی ہے، کذا فی کتب الفقہ[2]۔

نابالغ لڑکی کا ولی مہر کم کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۴۵) ولی نے نابالغ لڑکی کا نکاح بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر کے کردیا، لڑکے نابالغ کے باپ نے منظور کرلیا، کیا لڑکی کا ولی مہر کو کم کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب - درمختار میں ہے وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا الخ قال فی الشامی وقيد بحطها لان حط ابيها غير صحيح لو صغيرة[3] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ولی نابالغہ کو مہر کے کم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

اگر کسی عورت کو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو کیا پھر بھی وہ مہر پائے گی

سوال (۱۲۴۵) اول عشرہ جمادی الثانی میں مساۃ ہندہ کا عقد مسمی بکر کے ساتھ ہوا، تقریباً دو ماہ تک مساۃ مذکورہ اپنے شوہر کے پاس رہی، عشرہ سوئم ماہ ذیقعدہ میں مساۃ مذکورہ کے لڑکا پیدا ہوا مگر ضعیف القویٰ جو زندہ ہے، ایسی حالت میں مساۃ مذکورہ مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں، اور بچہ کی پرورش شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں۔

الجواب - جب کہ ہندہ سے بکر نے خلوت وصحبت کی ہے تو مہر پورا ہندہ کا بکر پر لازم ہوگیا کیونکہ نکاح اس صورت میں صحیح ہوگیا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ مہر مجرد نکاح سے لازم ہوجاتا ہے

---

[1] عمدة القاری شرح بخاری ص ۱۲/۹ ظفیر۔ [2] ولها منعه من الوطى ودواعيه الخ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه او اخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفا به يفتى الخ الا التاجيل لطلاق او موت عمار وفي الخلاصة وبالطلاق يتعجل الموجل ولو راجعها لا يتاجل (رد المحتار باب المهر ص ۲/۴۹۲) ظفیر۔

[3] رد المحتار باب المهر ص ۲/۴۶۳، ظفیر۔

لیکن احتمال سقوط رہتا ہے، جب شوہر نے وطی کرلی یا خلوت صحیحہ پائی گئی تو کل مہر واجب الادا ہوجاتا ہے، ردالمحتار میں ہے وافاد ان المہر انما یتاکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ[1] الخ اور بچہ چونکہ وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہے۔ اس لئے بکر سے نسب اس کا ثابت نہیں ہے اور نہ بکر کے ذمہ اس کی پرورش وغیرہ کا حق ہے۔ درمختار میں ہے واقلہا ستۃ اشہر اجماعا[2] الخ۔

بیوی مر جائے تو مہر دین لازم ہے یا نہیں اور وہ کس کو ملے گا

سوال (۱۲۴۷)۔ ہندہ زوجہ زید اچانک بغیر دین مہر معاف کئے فوت ہوگئی تو اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ (۱) ہندہ کے مذکورہ بالا صورت پر فوت ہوجانے سے زید دین مہر ہندہ سے سبکدوش ہوجاتا ہے یا نہیں، اور دین مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے یا نہیں (۲) اگر زید بلا ادا کرنے دین مہر کے سبکدوش نہ ہوسکتا ہو تو دین مہر ہندہ کے ورثاء کو دیوے یا فقراء پر تقسیم کردے۔ (۳) از روئے شریعت ہندہ کے ورثاء اس کے میکہ والے ہیں یا سسرال والے یا اس کی اولاد۔ (۴) اگر ہندہ کے دین مہر پانے کی مستحق اس کی اولاد ہی ہے تو زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے۔

الجواب۔ (۱) سبکدوش نہیں ہوتا، اور دین مہر اس کے ذمہ مثل تمام دیون کے باقی رہتا ہے کوئی وجہ ساقط ہونے کی نہیں[3] (۲) ہندہ کے ورثہ کو ملنا چاہئے[4]۔ (۳) جب کہ

---

[1] ردالمحتار باب المہر ص۴۵۸ ج۲ ظفیر۔ فلولاقل من ستۃ اشہر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ، ردالمحتار کتاب النکاح ص۲۶۳ ج۲ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی ثبوت النسب ص۸۵۴ ج۲ ظفیر۔ [3] شوہر مہر ادا کردیتا یا بیوی معاف کردیتی، یہاں ان دونوں صورتوں میں کوئی صورت پائی نہیں گئی، باقی موت تو اس سے مہر مؤکد ہوجاتا ہے تجب العشرۃ ان سماہا اودونہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج اوموت احدہما الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المہر ص۴۵۸ ج۲) ظفیر۔ [4] اگر بال بچے ہے تو ایک چوتھائی ورنہ نصف شوہر کا ہوگا، بقیہ دوسرے ورثہ کو پہنچے گا وہ ادا کردے یا ان سے معاف کرالے ۱۲ ظفیر۔

ہندہ کے نزلا دے تو ایک ربع تو اس کے شوہر کا ہے اور باقی اس کی اولاد وغیرہ کا ہے، پھر اگر ہے تو یہ دلیل اولاد کے نہ وارث ہونے کی کیوں ہوئی، علاوہ ازیں یہ کہنا کہ زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے درست نہیں، بیشک اولاد بھی زید کے مال کی وارث ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ سوا اولاد کے اور کسی کا کوئی حق اس میں نہ ہو، اگر دوسرے ورثہ ہوں گے، ان کا حق بھی اس میں نکلے گا، اور یہ سب کچھ زید کی موت کے بعد ہے۔

عورت کا یہ کہنا کہ مجھ سے ہم بستر ہو تو اپنی ماں سے ہو، طلاق نہیں ہے، طلاق دے تو بھی مہر ضروری ہے۔

سوال (۱۲۴۸): ایک عورت نے کسی بات پر اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تو میرے ساتھ ہم بستر ہو تو گویا اپنی ماں بہن کے ساتھ ہم بستر ہو، شوہر نے ہم بستر ہونا چھوڑ دیا اور طلاق دینے پر آمادہ ہے، اگر طلاق دیوے تو مہر دینا ہو گا یا نہ۔

الجواب۔ اس صورت میں اس شخص کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی، عورت کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا، اگر اس عورت کو رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے اور اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق دیدے، اگر طلاق دیدے گا تو مہر ادا کرنا لازم ہو گا۔[1]

رخصتی سے پہلے شوہر مر جائے تو مہر کتنا دینا ہو گا

سوال (۱۲۴۹): ہندوستان میں دستور ہے کہ بعض مرتبہ نکاح بالغ و بالغہ کا ہو جاتا ہے اور رخصت کی دوسری تاریخ مقرر ہوتی ہے، ایسی صورت میں اگر قبل رخصت خاوند فوت ہو جاوے تو بیوی کو کتنا دین مہر دیا جاوے گا۔

الجواب۔ اس صورت میں مہر پورا واجب ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ویتأکد عند وطی او خلوۃ صحت او موت احدھما۔[2]

---

[1] ویتأکد ای المھر عند وطی او خلوۃ صحت۔ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج۲ ظفیر

عورت کہتی ہے کہ شوہر یہ مکان مہر میں دے گیا ہے ورثہ انکار کرتے ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۲۵۰) - زید و عمر دو بھائی حقیقی ہیں، یہ علیحدہ علیحدہ شہروں میں مقیم ہیں۔ عمر اپنے باپ کی جائداد پر قابض ہے، زید کا اس سے کچھ سروکار نہیں ہے، زید نے اپنا ذاتی مکان دوسرے شہر میں بنا لیا ہے۔ زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا جس سے ایک لڑکی شادی شدہ موجود ہے، زید نے اپنا نکاح ثانی کیا، کچھ عرصہ کے بعد زید کا انتقال ہوگیا، زوجہ زید کو دو سال بعد بکر نے نکاح کا پیام دیا، زوجہ زید نے بکر سے نکاح سے انکار کیا اور عظیم کے ساتھ نکاح کرلیا، عظیم و بکر کی پہلے سے مخالفت تھی اس نکاح سے اور زیادہ ہوگئی، جب زوجہ زید کے نکاح ثانی کی اطلاع عمرو داماد زید کو ہوئی تو وہ دونوں زید کے مکان پر آئے اور اس کی زوجہ سے کہا کہ مکان خالی کردو کیونکہ تم نے اپنا نکاح کرلیا ہے، اب تمہارا اس مکان میں کوئی حق نہیں رہا۔ سابقہ زوجہ زید نے کہا کہ یہ مکان میرا شوہر میرے مہروں میں دے گیا ہے، میں اس پر قابض ہوں، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب - شرعاً شہادت کافی کسی طرف بھی نہیں ہے، نہ ادائے مہر کی اور نہ مکان کے مہر میں دئے جانے کی اس لئے کہ ادائے مہر کا گواہ صرف بکر ہے اور ایک شخص اگرچہ ثقہ بھی ہو، اس کی گواہی شرعاً معتبر نہیں ہوتی[1]۔ اور اس پر کوئی حکم شرعاً نہیں ہو سکتا۔ اور اس صورت میں تو وہ اس وجہ سے بھی مخدوش اور ناقابل اعتبار ہے کہ عداوت اس کی ظاہر ہے۔ اور مکان کا مہر میں ملنے کا بھی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صرف عورت کا بیان ہے لیکن چونکہ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ ترکہ میت سے اول دیون وغیرہ ادا کرکے جو کچھ باقی رہے وہ ورثاء کو ملتا ہے اور مہر بھی ایک دین بذمہ شوہر ہے اور مہر کا ادا ہونا ثابت نہیں ہے اور عورت مدعی مہر کی ہے، لہذا اس کا مہر اول دلوایا جاوے گا، پس اگر میت نے یعنی زید نے کچھ اور ترکہ سوائے مکان کے چھوڑا ہو تو

---

[1] ونصابها للغیر من الحقوق سواء کان الحق مالاً او غیره کنکاح وطلاق ووکالة ووصیة رجلان او رجل وامرأتان۔ الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ص ۴۰۴ و ص ۴۰۵ ج ۴ ظفیر

اس میں سے مہر ادا کیا جاوے گا۔ اور اگر سوائے مکان کے اور کچھ نہ چھوڑا ہو تو پھر مکان سے مہر دیا جاوے گا[1]۔ اور وارثوں کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس سے ادا کریں اور مکان بقدر حصہ خود رکھ لیں اور علاوہ مہر کے آٹھواں حصہ عورت کا میراث کے طور سے ہے اور نکاح ثانی کرنے سے اس کا مہر اور حصہ میراث ساقط نہیں ہوتا۔

مہر کی معافی کے دو گواہ ہیں کیا حکم ہے

سوال (۱۲۵۱) - ہندہ نے اپنے شوہر خالد کو اس کی بیماری میں اللہ کے واسطے اپنا مہر معاف کر دیا۔ اس واقعہ کے دو عینی گواہ یہ شہادت دیتے ہیں، قادر بخش کہتا ہے کہ میں مہر بخشنے کا گواہ ہوں۔ خالد نے کہا کہ مہر بخش دو، ہندہ نے کہا کہ اللہ کیواسطے معاف کیا۔ فاضل کہتا ہے کہ ہندہ نے کہا کہ خدا کے واسطے میرا مہر معاف کیا، آیا یہ شہادت کامل ہے یا ناقص۔

الجواب - یہ شہادت تو کافی ہے اگر دونوں گواہ عادل ہوں[2]، لیکن مرض الموت میں ہبہ کرنا یا دین معاف کرنا بحکم وصیت ہے[3]، اور وصیت وارث کیلئے درست نہیں ہے اس لئے مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا معتبر نہ ہوگا، لیکن اگر دیگر ورثاء راضی ہوں تو وارث کے لئے وصیت درست ہو سکتی ہے اور وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے اس میں بھی اگر ورثاء راضی ہوں تو ثلث سے زیادہ میں بھی جاری ہو سکتی ہے[4]۔

---

[1] تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول يبدأ بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته (سراجى ص ۳ و ص ۴) ظفير

[2] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ص ۵۱۳ و ص ۵۱۴) ظفير

[3] اعتاقه ومحاباته وهبته ووقفه وضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصية فيعتبر من الثلث كما افاده (درمختار) فوله محاباته اى فى الاجارة والاستيجار او المهر والشراء (رد المحتار كتاب الوصايا باب العتق فى المرض ص ۷۳۹) ظفير

[4] لا لوارث وقاتله الا باجازة ورثته لقوله عليه السلام لا وصية لوارث الا ان يجيزها الورثة يعنى عند وجود وارث آخر (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الوصايا ص ۵۲۵) ظفير

مہر معجل اور موجل وصول میں ایک ہیں یا الگ الگ

سوال (۱۲۵۱) - کیا مہر معجل اور موجل بعد ہم بستری کے ادائگی کی صورت میں ایک حکم رکھتے ہیں یا نہیں، یعنی زوجہ دونوں قسم کے مہر کو لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - درمختار میں ہے ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما[۱] شامی میں ہے افاد ان المھر وجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطہ بردتھا او تقبیلھا ابنہ او تنصفہ بطلاقھا قبل الدخول وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ[۲] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دخول اور وطی سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے احتمال سقوط اور تنصیف کا نہیں رہتا بلکہ پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتا ہے لیکن مہر معجل تو عورت فوراً وصول کر سکتی ہے اور شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا فوراً لازم ہے اور مہر موجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے اس سے پہلے عورت مہر موجل وصول نہیں کر سکتی کما مر[۳]۔

مہر مثل میں کس کا اعتبار ہوگا

سوال (۱۲۵۲) - زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اس عورت کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد پھر زید نے اس کی دوسری بہن سے شادی کی اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں، زید کی پہلی بیوی کی پہلی لڑکی سے عمر نے نکاح کیا۔ اس کا انتقال ہو گیا، اس کے نکاح سے ۳ سال بعد عمر نے اس کی دوسری حقیقی بہن سے مہر مثل پر نکاح کیا، عمر کو اپنی پہلی بیوی (زید زوجہ اولیٰ کی بنت اولیٰ) کا مہر یاد نہیں رہا، اور نہ رجسٹر قاضی میں درج ہے اور نہ کوئی گواہ باقی ہے، زید کی زوجہ ثانیہ سے جو چار لڑکیاں ہوئیں ان کا مہر ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ ہے، عمر کی زوجہ ثانیہ کا مہر مثل کیا ہوگا۔

الجواب - عمر کی دوسری زوجہ جو کہ حقیقی بہن ہے زوجہ اولیٰ متوفیہ کی تو مہر اس

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۵۶ ج ۲ ظفیر۔ [۲] رد المحتار، باب المہر ص ۳۵۶ ج ۲، ظفیر۔ [۳] لو کان الکل موجلاً لیس لہا المنع قبل حلول الاجل ولا بعدہ در رد المحتار، باب المہر ص ۳۶۲ ج ۲ ظفیر

زوجہ کا ہے وہی پہلی زوجہ کا مہر مثل ہے۔ پس جب کہ گواہوں سے کوئی مقدار مہر کی ثابت نہیں ہے جو مہر اس زوجہ کا ہے وہی زوجہ سابقہ کا ہوگا اور اگر اس میں بھی جھگڑا ہو تو علاتی بہنوں کے مہر کا اعتبار ہوگا۔ وفی الخلاصة ویعتبر باخواتها وعماتها الخ[1]۔ جب یاد نہیں تو اس کی زوجہ ثانیہ کی دوسری بہنوں کا جو مہر ہے وہی مہر مثل قرار پائے گا کیونکہ باپ کے خاندان کا مہر، مہر مثل کیا جاتا ہے۔ ظفیر۔

مطلق مہر بدرواج کے مطابق مؤجل قرار پائیگا اور عورت کیلئے نان نفقہ کا دعوی جائز ہے

سوال (۱۲۵۴) - ہندہ بالغہ کا نکاح ہمراہ زید بتقرر زر مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا، کوئی اظہار مؤجل یا معجل کا نہیں ہوا، عام رواج خاندانی ہندہ کا مہر مؤجل ہے اب ہندہ بوجہ ناموافقت شوہر خود جس میں زیادتی شوہر کی ہے مطالبہ مہر کرتی ہے آیا ناموافقت وعلیحدگی خاوند بلا اظہار طلاق جو ہندہ کے نکاح سے پانچ سات ماہ کے بعد سے بدستور ہے جس کو عرصہ پانچ سال گزر گیا ہے حکم اجل رکھتی ہے یا نہیں اور بصورت نہ رکھنے حکم اجل کے صورت موجودہ میں ہندہ مطالبہ مہر کر سکتی ہے یا نہیں، اور ہندہ حسب حیثیت اپنے خاوند کے نان نفقہ کا دعوی کر سکتی ہے یا نہیں۔

اور ہندہ اگر عدالت مجاز میں دعوی اور چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ یا طلاق دیوے یا حقوق زوجیت ادا کرے تو شرعاً اختیار حاصل ہے یا نہیں اور گناہ گار تو نہ ہوگی۔

الجواب۔ ایسی حالت میں مہر مؤجل سمجھا جاتا ہے اور اجل اس کی ادائیگی کی موت شوہر ہے یا طلاق[2]، اور جبکہ شوہر حقوق زوجہ ادا نہیں کرتا تو عورت اپنے حقوق ونفقہ کا دعوی

---

[1] والحرة مهرمثلها الشرعي مهر مثلها من قوم ابيها لا امها ان لم تكن من قومها كبنت عمه ... وفي الخلاصة ويعتبر باخواتها وعماتها الخ الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب في بيان مهر المثل ج ۲ ص ۴۴۳ ظفير

[2] وان بينوا قدر المعجل يعجل ذالك وان لم يبينوا شيئا ينظر الى المرأة والى المهر المذكور في العقد انه كم يكون المعجل لمثل هذه المرأة من مثل هذا المهر فيعجل ذالك معجلا ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف الخ عالمگیری کشوری باب المهر ج ۱ ص ۳۳۲ ظفير۔

کر سکتی ہے، شوہر کو چاہیئے اور اس پر واجب ہے کہ یا وہ حقوق زوجہ نان نفقہ وغیرہ ادا کرے، ورنہ طلاق دیدے کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ یا اچھی طرح عورت کو رکھے ورنہ طلاق دیدے اور بعد طلاق کے مہر کے وصول کرنے کا دعویٰ عورت کر سکتی ہے اور نفقہ بقدر حالہما یعنی بین بین شوہر کے ذمہ لازم ہے اس کو وہ بذریعہ عدالت بھی لے سکتی ہے اور عورت کی طرف سے یہ چارہ جوئی کہ یا شوہر نان نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے موافق حکم شریعت کے ہے اس میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور نفقہ اوسط درجہ کا بذمہ شوہر لازم ہوتا ہے یعنی عورت اور مرد دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہوتا ہے، مثلاً اگر عورت غریب ہے اور شوہر غنی تو متوسط درجہ کا نفقہ لازم ہوگا[2]۔

مہر میں جب اشرفی ہو تو اشرفی سے کون اشرفی مراد ہوگی

سوال (۱۲۵۵)۔ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور ایک سو ایک روپیہ اور ایک سو ایک اشرفی سکہ رائج الوقت مہر قرار پایا۔ اشرفی کی قیمت مختلف رہتی ہے تو اب ہندہ کو مہر کس حساب سے دیا جائے گا۔

الجواب۔ بحکم المعروف کالمشروط مہر میں وہ اشرفی مراد ہوگی جو اس وقت یعنی بوقت نکاح مروج تھی اور اگر مختلف وزن اور مختلف قیمت کی اشرفیاں اس وقت مروج تھیں تو جس اشرفی کا زیادہ رواج ہو وہ مراد ہوگی اور اگر یہ معلوم نہیں کہ اس وقت اشرفی کس قیمت کی زیادہ مروج تھی تو جو کچھ عورت کہتی ہے اور اس کا مکذب کوئی نہیں ہے تو اسی کے قول کے موافق اسی اشرفی سے حساب مہر کا کیا جاوے گا۔

شوہر مفلس ہو تو کیا عدالت مہر کم کر سکتی ہے

سوال (۱۲۵۶)۔ زید کا نکاح بتقرر مہر پانصد روپیہ ہمراہ مسماۃ مریم ہو کر کابین نامہ میں باضابطہ پانصد روپیہ بوقت نکاح تحریر ہوا، کچھ عرصے

---

[1] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۹ ۱۲ ظفیر [2] فتجب النفقۃ للزوجۃ بنکاح صحیح الخ علیٰ زوجہا ... بقدر حالہما بہ یفتی در مختار کذا فی الہدایۃ وھو قول الخصاف وفی الولوالجیۃ وھو الصحیح وعلیہ الفتویٰ رد المحتار باب النفقۃ ج ۲ ص ۹۴۴ ظفیر

بعد فریقین میں تنازعہ ہو کر مسماۃ مریم کی طرف سے دعویٰ پانصد روپیہ زر مہر عدالت میں دائر کیا گیا، عدالت ابتدائی سے باعتبار تحریر کابین نامہ دعویٰ ڈگری ہوا لیکن عدالت سیشن وچیف کورٹ سے بلا رضامندی مسماۃ مریم مدعیہ بجائے پانصد روپیہ مہر کے بتیس روپیہ چھ آنے زر مہر کو بوجہ مفلسی وناداری مدعا علیہ کے قائم رکھ کر باقی رقم مہر کو خارج کر دیا گیا شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب۔ شرعاً وطی کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے، شامی میں ہے فافاد ان المہر وجب بنفس العقد لکن مع احتمال سقوطہ برد تہا الخ وانما یتاکد لزوم تمامہ بالوطی ونحوہ[1] الخ اور اگر شوہر مفلس بھی ہو تو مہر ساقط نہیں ہوتا بلکہ مؤخر ہو جاتا ہے[2]۔ پس بالکل ساقط کر دینا مہر کا یا کم کر دینا خلاف حکم شرع[3] ہے۔

سوال (۱۲۵۷)
آنحضرت صلعم کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا

سوال (۱۲۵۷)۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اکثر بنات وازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا مہر کیا تھا، اور اس وقت سکہ رائج الوقت انگریزی سے تخمینہ کتنا ہوتا ہے۔

الجواب۔ پانسو درہم تھا جو تقریباً سوا سو روپیہ ہوتا[4] ہے۔

---

[1] رد المحتار باب المہر ص ۴۵۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب المہر ص ۴۵۲ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [3] قال فی البدائع واذا تاکد المہر بماذکر لا یسقط بعد ذالک الا بالابراء (ایضاً) ظفیر

[4] عن ابی سلمۃ قال سألت عائشۃ کم کان صداق النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان صداقہ لازواجہ ثنتی عشرۃ اوقیۃ ونش قالت أتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقیۃ فتلک خمس مائۃ درہم رواہ مسلم وعن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا وتقوی عند اللہ لکان اولکم بہا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکح شیئاً من نسائہ ولا انکح شیئاً من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشر اوقیۃ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد (مشکوۃ المصابیح باب الصداق ص ۲۷۷) پانچ سو درہم ایک سو سوا اکتیس تولے چاندی ہوتی ہے، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ کے زمانہ میں اس کی قیمت سوا سو روپیہ ہوتی تھی، ہمارے اس زمانہ میں ساڑھے چھ سو روپے سے زیادہ ہوتی ہے، واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

مہر میں آنحضرت صلعم کی مطابقت افضل ہے یا حسب حیثیت

سوال (۱۲۵۸) امیر کبیر اگر مہر میں مطابقت کرے حضرات بنات وازواج مطہرات کی تو یہ افضل اور موجب خیر و برکت ہے یا حسب حیثیت امراء کے لئے مہر افضل اور موجب خیر و برکت ہے۔

الجواب ۔ زیادہ مہر کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا کہ وارد ہے لاتغالوا اصدقۃ النساء الحدیث[1] لہٰذا متابعت بنات مکرمات وازواج مطہرات کی اس بارے میں افضل ہے اگرچہ جائز زیادتی بھی ہے[2]

فاحشہ عورت جو شوہر کے گھر سے بھاگ جائے مہر پائے گی یا نہیں

سوال (۱۲۵۹) ایک عورت بعمر ۲۰ سال جس کے ماں باپ کو بخوبی علم تھا کہ یہ بدچلن ہوگئی۔ اسی بدچلنی کی وجہ سے وہ دو ایک مرتبہ گھر سے بھی بھاگی، اس بدنامی کے مٹانے کی غرض سے اس کا نکاح ایک ناواقف شخص سے بمہر پانسو روپیہ کے کردیا، وہ عورت خاوند کے گھر آئی دہاں وہ چند ماہ رہی چونکہ اس کے ماموں کے ساتھ اس کا کچھ تعلق مشاہدہ ہوا، خاوند کے گھر آنے پر بھی اس کا ماموں اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ خاوند نے اس وجہ سے اس کی روک ٹوک نہیں کی کہ یہ اس کا ماموں ہے۔ حالانکہ یہ اس کا سوتیلا ماموں تھا مگر کسی کو بھی اس بات کا گمان نہ ہو سکا لہٰذا اس کا آنا جانا نہیں روکا گیا، اس عرصہ میں اس کی نوکری کسی دوسری جگہ کی ہوگئی، تب اس عورت نے اپنا تمام زیور اور گہنے جس قدر زیور اور تمام کپڑے وغیرہ کے لے کر آدمی رات کو وہاں سے بھاگی اور اپنے ماموں کے پاس چلی گئی، راستہ میں اس کا ایک چچا بھی ملازم تھا وہاں نہیں اتری اور نہ اپنے ماں باپ کے پاس گئی بعد تجسس بسیار کے پتہ ملنے پر چند آدمی وہاں گئے تو دیکھا۔ درحقیقت وہ ماموں کے پاس تھی وہاں سوائے

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح باب الصداق ص۲۷۷ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے نقل کی جا چکی ہے دیکھ لیں۔ ۱۲ ظفیر

اس کے ماموں کے اور کوئی نہ تھا، چنانچہ اس کا باپ اس کو اپنے گھر لے آیا، کیا ایسی عورت مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں وہ مہر پانے کی مستحق ہے۔[1]

مہر مؤجل جب چاہے وصول نہیں کر سکتی

سوال (۱۲۶۰) کیا مہر مؤجل سے یہی مراد ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے بعد خلوت صحیحہ جب چاہے زر مہر وصول کر سکتی ہے اور جب تک یہ دین مہر زوجہ اپنے شوہر سے وصول نہ کرے کیا شوہر سے علیحدہ رہ سکتی ہے۔

الجواب۔ یہ حکم مہر معجل کا ہے کہ عورت جب چاہے وصول کر سکتی ہے مہر مؤجل کا یہ حکم نہیں ہے اس کے وصول کرنے کا وقت موت یا طلاق ہے۔[2]

شوہر مہر مؤجل ادا کئے بغیر رخصتی کرا سکتا ہے

سوال (۱۲۶۱) شوہر بلا ادائے دین مہر مؤجل اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر مؤجل میں بیشک شوہر بدون ادائے مہر رخصت کرا سکتا ہے۔[3]

لڑکی والا شادی میں خرچ کرنے کیلئے مہر سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۶۲) لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ رقم مہر معینہ سے بطور مہر معجل قبل از نکاح لے سکتا ہے یا نہیں، اس وجہ سے کہ لڑکی کی شادی کے کاروبار میں یعنی ضروری اشیاء میں صرف کرے۔

الجواب۔ لڑکی کے سامان کے لئے باپ کو مہر کا کچھ حصہ لے کر اس میں صرف کرنا

---

[1] نہ زنا اولیاں او مثنا اس عورت پر ہے مگر چونکہ وہ شوہر کے پاس رہ چکی ہے اس لئے اس کا پورا مہر شوہر پر واجب الاداء ہے والمہر یتأکد بأحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت احد الزوجین (عالمگیری کشوری باب المہر ج۱ ص ۲۹۵) ظفیر۔ [2] لا خلاف لاحد ان تأجیل المہر الی غایة معلومة نحو شہر او سنة صحیح وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وہو الصحیح وہذا لان الغایة معلومة فی نفسہا وہو الطلاق او الموت (عالمگیری کشوری باب المہر ج۱ ص ۲۹۹) ظفیر۔ [3] ولو اجل الکل او بعضہ اجلاً معلوماً ثم حل الاجل لیس لہا ان تمنع نفسہا ... فی المہر ایضاً ص ۳۰۳ ظفیر

جائز ہے کما فی رد المحتار و فیما قبض الاب مھرھا وھی بالغۃ او لا وجھزھا او قبض مکان المھر عیناً لیس لھا ان لا تجیزلان ولایۃ قبض المھر الی الآباء وکذا التصرف فیہ[1] الخ

طلاق کے بعد مہر کی ادائیگی میں لڑکی اور حمل دینا کیسا ہے

سوال (۱۲۶۳)۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک جلسہ میں تین طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور بعوض مہر مقررہ کے اپنی ایک دختر تین سالہ اور ایک حمل سات ماہ کا دیا، دختر اور حمل کا مہر میں دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ دختر اور حمل کو مہر میں دینا ناجائز اور لغو ہے مہر پورا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور مہر مال سے ہوتا ہے لڑکی اور حمل مہر نہیں ہوسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ[2] الآیۃ

تنخواہ دیتے وقت شوہر نے کہا جو رقم خرچ سے بچ جاوے وہ مہر میں محسوب ہوگی کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۴)۔ زید اپنی زوجہ کو بارہ سال سے اپنی پوری تنخواہ دیتا ہے جو گھر کے خرچ سے بہت زائد ہے اور زوجہ زید نے اس میں سے ایک معتد بہ رقم پس انداز کرلی ہے، پانچ سال تک زید نے باقیماندہ رقم کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن پانچ سال بعد زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہدیا کہ جو رقم تمہارے نفقہ اور ایک بچہ کے نفقہ اور میرے خرچ سے زاید ہو وہ مہر میں شمار ہوگی۔ اس صورت میں باقیماندہ رقم مہر میں شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں مابقی رقم مہر میں محسوب ہوگی لتصریح الزوج بہ اور رقم نفقہ حسب عرف متعین ہوجاوے گی۔

مہر شوہر کی جائداد سے وصول ہوگا یا شادی کرنے والے کی

سوال (۱۲۶۵)۔ زید بالغ ہے مگر اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے، ایک غیر شخص نے اس کا نکاح ایک بالغ العمر سے

[1] رد المحتار باب المہر قبیل باب نکاح الرقیق ص ۲/۴۸۴ ظفیر۔ [2] سورۃ النساء۔ ۴

ایسی حالت میں کرایا کہ زید بالکل بے حس تھا اور اس کا مرض بتدریج بڑھتا چلا گیا، یہاں تک کہ زید کا انتقال ہوگیا، زید کو خلوت صحیحہ کا موقع تک نہیں ملا۔ زید کے انتقال کے ایک ہفتہ بعد غالباً اس کی بیوی بھی فوت ہوگئی۔ بیوی کے وارث مہر کے مدعی ہیں، کیا شرعاً یہ مہر واجب الادا ہے، اور ہندوستان میں اس کا کیا دستور ہے اور پنجاب میں کیا، کیا یہ مہر اس شخص پر واجب ہے جس نے زید کا نکاح کرایا تھا یا زید کی جائداد سے وصول ہوگا۔

الجواب۔ مہر بذمہ شوہر پورا واجب ہوگیا، زید کی جائداد سے لیا جاوے گا اور یہ شرعی حکم عام ہے، ہندوستان اور پنجاب میں کچھ فرق نہیں ہے۔[۱]

مہر معاف کرتے وقت کہا معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہارے لڑکوں نے جھگڑا کیا تو لے لوں گی کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۶)۔ زینب نے عبداللہ کے ایک طویل سفر کے وقت مہر معاف کردینے کی درخواست کی، زینب نے کہا کہ میں مہر معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہاری پہلی بیوی کے لڑکوں نے تمہارے بعد مجھ سے جھگڑا وغیرہ کیا تو میں عدالت کے ذریعہ سے ضرور اپنا مہر تمہارے ترکہ سے لوں گی، ورنہ معاف کرتی ہوں، تو آیا یہ دین مہر عنداللہ وعندالقضاء معاف ہوگیا یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں عنداللہ مہر معاف ہوا نہ عندالقاضی کما یصح تعلیق الابراء عن الدین بشرط محض الخ درمختار۔[۲]

نکاح بعد مہر بڑھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے۔

سوال (۱۲۶۷)۔ اگر بوقت نکاح زوجین بالغ ہوں اور دین مہر متعین ہو جاوے تو بعد نکاح اس مقدار معینہ دین مہر میں جو وقت نکاح قرار پایا تھا توسیع ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر ہو سکتی ہے تو حسب استدعا زوجہ یا شوہر خود بغیر استدعاء زوجہ بھی توسیع کر سکتا ہے، اگر توسیع جائز ہے تو بعد نکاح کس وقت، ہمہ وقت یا بعد خلوت صحیحہ۔

---

۱ ویتأکد (المھر) عند وطأ أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدھما الدر المختار علی ھامش رد المختار باب المھر ص ۳۵۵ ج ۲ ۔ ۲ رد المحتار کتاب الھبة مسائل متفرقہ ص ۷۱۶ ج ۴

الجواب۔ درمختار میں ہے وما فرض الخ بعد العقد الخ او زید علی ما سمّی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس[1] الخ پس معلوم ہوا کہ مہر کا زیادہ کرنا بعد قبول کرنے عورت کے صحیح و معتبر ہے اور لازم ہو جاتا ہے خواہ عورت کی طلب پر ہو یا خود شوہر زیادتی کر دیوے اور بعد دخول کے ہو یا قبل دخول کے غرض یہ کسی وقت ہو لیکن وجوب اس زیادتی کا بعد دخول یا موت کے ہے اور اگر قبل دخول و خلوت طلاق ہو جاوے تو وہ زیادتی ساقط ہے۔ اصل مہر کا نصف لازم ہو جاتا ہے۔ ھکذا فی الدر المختار[2] والشامی۔

تجدید نکاح کی صورت میں مہر پھر از سر نو ہوگا اور بیوی دونوں مہروں کی مستحق ہوگی۔

سوال (۱۲۶۸) جب کسی کو تجدید نکاح کی ضرورت ہو تو ایجاب و قبول کے وقت مہر سابقہ کا اعادہ کیا جاوے یا از سر نو جداگانہ مہر مقرر کرنے کی ضرورت ہوگی، اور اس مہر کی تقرری میں عورت کو اختیار ہوگا یا کیا اور مرد کو ہر دو مہر ادا کرنے ہوں گے یا کیا جبکہ مہر سابقہ بھی ہنوز ادا نہیں کیا ہے۔

الجواب۔ نکاح جدید میں مہر جدید ہوگا اور وہ باختیار عورت ہے جو مقدار وہ کہے دی ہوگی، اور شوہر کو دونوں مہر ادا کرنے ہوں گے[3]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۶۳ ج ۲ ظفیر۔ [2] لا ینصف لاختصاص التنصیف بالمفروض فی العقد بالنص بل تجب المتعۃ فی الاول ونصف الاصل فی الثانی (درمختار) قولہ لا ینصف ای بالطلاق قبل الدخول بحر قولہ ونصف الاصل فی الثانی ای فیما لو زاد بعد العقد (رد المحتار باب المہر ص ۴۶۲ ج ۲ قبیل مطلب فی حط المہر) ظفیر۔
[3] وتجب العشرۃ ان سماہا او دونہا ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتاکد عند وطأ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما او تزوج ثانیا (درمختار) فیما لو طلقہا بائنا بعد الدخول ثم تزوجہا فی العدۃ وجب کمال المہر الثانی بدون الخلوۃ والدخول (رد المحتار باب المہر ص ۴۵۸ ج ۲) ظفیر۔

بیوی نے کہا طلاق دیگا تو مہر معاف کردوں گی شوہر نے قبول کرلیا اس نے معاف کردیا اور شوہر نے طلاق نہیں دی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۹) - زوجہ زید نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو مجھ کو طلاق دیدے تو میں تمہارے مہر بخش دوں، زید راضی ہوگیا مگر عورت نے کہا کہ قسم کھاؤ، زید نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر تو میرے مہر بخش دے گی تو میں تجھے طلاق دیدوں گا، فوراً اس کی زوجہ نے مہر بخشدئے اور زید نے طلاق دینے سے انکار کردیا تو کیا اس صورت میں زوجہ زید مطلقہ مغلظہ ہوئی یا نہیں، اور اس کا مہر زید کو معاف ہوا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے گا تو مہر بھی معاف نہ ہوگا۔ کیونکہ مہر کی معافی عورت کی طرف سے بعوض طلاق کے تھی، پس جبکہ شوہر نے طلاق نہیں دی تو مہر بھی معاف نہیں ہوا[1] کیونکہ یہ معافی معلق تھی۔ ظفیر

زنا کی وجہ سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں اور زانیہ بیوی کو معاف کردینا کیسا ہے

سوال (۱۲۷۰) - ایک عورت منکوحہ شوہر دار نے زنا کیا آیا بوجہ زنا کاری کے دین مہر ساقط ہوگیا یا بذمہ شوہر باقی رہا اگر اس عورت زانیہ کے اس خطا کو اس کا شوہر معاف کردے تو مواخذہ قیامت اس پر رہے گا یا نہیں۔

الجواب - زنا کی وجہ سے اس کا مہر ساقط اور باطل نہیں ہوا پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور زنا کاری اللہ کا گنہ ہے توبہ کرنے سے اور استغفار کرنے سے معاف اور ساقط ہوجاتا ہے اور شوہر کی بھی خیانت اور حق تلفی ہے وہ شوہر کے معاف کرنے سے معاف ہوتی ہے لیکن شوہر کے معاف کردینے سے اللہ کا گنہ معاف نہیں ہوا وہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور جب صدق دل سے اللہ سے توبہ کرلی اور وہ توبہ قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے زنا کا گنہ معاف فرمادیا تو وہ معاف ہوگیا، شوہر معاف کرے یا نہ کرے، ہاں جو بے حرمتی اور خیانت شوہر کی ہوئی اس کا مطالبہ شوہر کی طرف سے ہوسکتا ہے اور وہ شوہر کے معاف کرنے سے ساقط

[1] قاعدہ ہے اذا فات الشرط فات المشروط ۱۲ ظفیر۔

ہوتا ہے اور شوہر سے بالاجمال بھی معاف کرا سکتی ہے، مثلاً یہ کہے کہ جو میں نے تمہاری خطا کی ہو اور قصور کیا ہو وہ معاف کردو، اگر وہ معاف کردے تو جو شوہر کی حق تلفی ہوئی تھی وہ معاف ہو جاوے گی فقط۔

حالت طلاق میں مہر کا فیصلہ کیا ہوگا

سوال (۱۲۷۱)۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور حسب رواج مبلغ دو ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا، چند ماہ بعد نااتفاقی ہو گئی۔ جس کو تقریباً سات سال ہوئے اب وہ بموجب شرع فیصلہ کرنا چاہتے ہیں، آیا حالت طلاق میں مہر وغیرہ کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب۔ اگر طلاق بطریق خلع ہو یعنی اس طرح کہ عورت اپنا مہر معاف کردیوے اور شوہر طلاق دیوے تو بعد طلاق کے عورت مطالبہ مہر وغیرہ کا نہیں کر سکتی اور اگر شوہر دیسے ہی بلاعوض مہر وغیرہ کے طلاق دیدیوے تو پھر عورت اگر مدخولہ ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو وہ پورا اپنا مہر لے سکتی ہے[1] فقط

جب مہر کا پتہ نہ چلے تو کیا طے کیا جائے

سوال (۱۲۷۲)۔ ہندہ کا انتقال ہو گیا، اب ہندہ کی ماں اور بھائی مسمی زید بکر عمرو وغیرہ اپنی بہن دلڑکی مسمی ہندہ کا دین مہر سو روپیہ مانگتے ہیں اور شوہر ہندہ ڈھائی سو روپیہ بتلاتا ہے مگر تحقیق کسی کو نہیں معلوم کہ کیا دین مہر مقرر ہوا تھا چونکہ قاضی وکیل وگواہان کا ووالدین دولہا ودلہن کا انتقال ہو گیا صرف ہندہ کی ماں ہے اس کو بھی بہ تحقیق معلوم نہیں ہے اور شادی دولہا و دلہن کی دس سال کی عمر میں ہو گئی تھی اس وقت ہندہ کے بھائیوں کی عمر ۶ سال وہ ۸ سال تھی، بھائیوں کو بھی کچھ پتہ نہیں البتہ ہندہ کی چچازاد بہن جو ہندہ کے باپ کا پھوپی زاد تھا اس کی لڑکی کا دین مہر کاغذ قاضی میں دو سو روپیہ کے تحریر ہے اور کوئی ہندہ کے حقیقی بہن وپھوپی

---

[1] ویتاکد المہر عند وطء او خلوة صحت من الزوج او موت احدھما الخ ویجب نصفہ بطلاق قبل وطء او خلوة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۳۵ ج ۲) ظفیر۔

نہیں ہے کیا تعداد مقرر کی جائے گی۔

الجواب - اس صورت میں ہندہ کے چچازاد بہن کا جو مہر ہے وہی ہندہ کا مہر مثل ہوگا۔ کمافی الدر المختار ومہر مثلہا مہر مثلہا من قوم ابیہا[1] فقط۔

مہر مؤجل قبل طلاق یا موت طلب نہیں کر سکتی اور بیوی کو شوہر کے یہاں رہنا ہوگا

سوال (۱۲۷۳) - زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا۔ ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی، ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس کی لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں خرچ دے، زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا، ہندہ زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے، ہندہ یہ عذر شرعی پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں، جب تک مہر ادا نہ کرے گا میں اس کے گھر نہ جاؤں گی، شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا گیا، شوہر یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجل نہیں تھا، رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے اور وقت نکاح بھی معجل کی صراحت نہیں کی گئی تھی، اگر مہر معجل ہوتا تو میں ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور برادری میں یہ دستور ہے کہ وقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے لہذا مسماۃ ہندہ کا مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہے اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے البتہ اس وقت وہ مطالبہ کر سکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دیدوں یا میرا انتقال ہو جائے، خلاف طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میرے ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے۔ آیا ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہئے یا نہیں اور کیا وہ قبل طلاق و موت مطالبہ کر سکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئے اور زوج کا عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب - زوج اس بارہ میں حق پر ہے، جبکہ مہر معجل نہیں تو عورت مہر کا مطالبہ موافق عرف کے قبل طلاق یا موت کے نہیں کر سکتی عالمگیریہ میں ہے وان کان لاالی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی بیان مہر المثل ص۴۶۳ ج۲ ۱۲ ظفیر

غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهذا الان الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق او الموت[1] الخ اور عورت کو اس صورت میں شوہر کے گھر جانے سے انکار کا حق نہیں ہے۔ فقط۔

اختلاف کی صورت میں مہر کیا ہوگا۔

سوال (۱۲۷۴) - ہندہ اپنے دین مہر کی تعداد سوالاکھ روپیہ بیان کرکے زوج کے مقابلہ میں دعویدار ہوئی، زوج نے یہ جواب دیا کہ تعداد مہر مجھے یاد نہیں مگر میں بعوض دین مہر مذکور اپنی جائداد جو تقریباً بیس ہزار کی ہے مدعیہ کی بطنی پسر کے نام کرنے کو طیار ہوں، دوران مقدمہ میں زوج کا انتقال ہوگیا اور اس کے پسر نے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہے مقدمہ کی جوابدہی کی اور تعداد مہر ہندہ دوسو روپیہ اور پانچ اشرفی بتائی، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا۔

الجواب - ایسی حالت میں شرعاً مہر مثل کو دیکھا جائے گا مہر مثل جس کے قول کے مطابق ہوگا، اس کے موافق کیا جاوے گا۔ وقالا يقضى بمهر المثل كحال حياة وبه يفتى، درمختار[2] فقط۔

مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں ہوسکتا اور بیوی شوہر کے یہاں رہے

سوال (۱۲۷۵) - زید کا نکاح ۵ / جون ۱۹۱۶ء مسماۃ ہندہ کے ساتھ ہوا تھا، شادی کے بعد ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے بعد شادی ہندہ کے حمل پڑ گیا، اور ۵ / اپریل ۱۹۱۷ء کو یعنی دس ماہ بعد ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اور اب تک زندہ ہے، ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں ہی خرچ دے، زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا، ہندہ اپنی والدہ اور دیگر عزیزان کے بہکانے سے اپنے زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے اور یہ عذر کرتی ہے کہ وہ اس کے گھر نہیں رہے گی اور نہ زوج کی

---

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح فصل حادی عشر ص ۳۰۰ ج ۱ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۵۰۲ ج ۲ ظفیر۔

ماں کے ساتھ رہنے پر رضامند ہے۔ اب ہندہ یہ شرعی عذر پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں، جب تک کہ میرے مہر ادا نہ کرے گا۔ میں اس کے گھر نہ جاؤں گی اور نہ زوج کو شرعاً بلا ادائے دین مہر مجھے میری والدہ کے یہاں سے لے جانے کا کوئی حق حاصل ہے چونکہ یہ شرعی مطالبہ زوجہ کا ہے اس لئے شوہر سے اس کا مطالبہ کیا گیا تو شوہر اس شرعی مطالبہ کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجل نہیں تھا، رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے، یہ امر فی الواقع صحیح ہے مہر بلا صراحت ہے اور وقت نکاح بھی معجل کے صراحت نہیں کی گئی تھی، اگر مہر معجل ہوتا تو میں اسوقت ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور نکاح کے وقت بھی تصریح نہیں کی گئی تھی، نیز مساۃ کے لڑکی پیدا ہوچکی ہے اور اس کی عمر اس وقت تقریباً دو سال ہے اب اس کو اس مطالبہ کرنے کا کہ بلا ادائے مہر نہیں جاسکتی کوئی حق حاصل نہیں ہے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ بوقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے اور زوجین میں اس طرح دینا لینا ہے لہذا مساۃ ہندہ کے مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہیں نہ اب اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل ہے البتہ اس وقت مطالبہ کرسکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دیدوں یا میرا انتقال ہوجائے، خلاف طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میری ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حسب شرع شریف ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہئے یا نہیں اور کیا وہ اس صورت مذکورہ بالا میں قبل طلاق وموت مطالبہ کرسکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئے اور زوج کا عذر عندالشرع معتبر ہے یا نہیں۔ جواب مع حوالہ کتب شرع شریف درج فرماکر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں بینوا توجروا۔

الجواب - عقد نکاح میں مہر ایک لازمی امر ہے خواہ بوقت ایجاب وقبول زوجین میں تذکرہ مہر نہ کیا گیا ہو یا اس شرط کے ساتھ نکاح ہوا ہو کہ مہر نہ دیا جائے گا تب

بھی مہر دینا لازمی ہوگا، مہر دو قسم کا ہوتا ہے ایک معجل اور ایک مؤجل، ہر ایک صورت مہر تصریح بوقت نکاح یا رواج بلاد پر موقوف ہے، مہر معجل کا مطالبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوجہ ہر وقت کرسکتی ہے اگرچہ پہلے اپنے نفس کو حوالہ زوج کرچکی ہو اور وہ اپنے نفس کو تسلیم سے روکنے کے لئے عدم ادا مہر معجل کا عذر کرسکتی ہے۔ صاحبین یعنی امام یوسف وامام محمد رحمہما اللہ کا اس میں خلاف ہے، یہ دونوں فرماتے ہیں کہ بعد خلوۃ صحیحہ اور تسلیم نفس کے زوجہ کو مہر معجل کی عدم ادا کی وجہ سے کف نفس کا حق حاصل نہیں رہتا یہی قول معتبر ہے۔

مہر مؤجل کا مطالبہ زوجہ قبل اجل نہیں کرسکتی نہ تسلیم نفس سے منع کرسکتی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ مہر کی کچھ تصریح نہ ہو، ایسی صورت میں کوئی حصہ مہر یعنی ثلث یا نصف و ربع وغیرہ مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ عرف اور رواج برادری کے موافق اس صورت میں حکم دلایا جائے گا۔ اگر برادری اور عرف میں ایسی صورت میں مہروں کا کوئی جزو دلایا جاتا ہے تو اسی قدر دلایا جائے گا ورنہ نہیں۔ صورت مسؤلہ منسلکہ سائل میں یہ امر صاف ہے کہ زوجہ تسلیم نفس کرچکی ہے کیونکہ اس کی لڑکی موجود ہے، اور مہر کی کوئی تصریح نہیں ہے، تو اب عورت کو کوئی حق کف نفس کا باقی نہیں رہتا اور اس کو شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار نہ کرنا چاہئے، زوجہ کا یہ عذر کہ میں والدہ زوج کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی شرعاً قابل پذیرائی ہے۔ وہ والدہ زوج کے ساتھ رہنے پر شرعاً مجبور نہیں کی جائے گی بلکہ زوج ہندہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور وہاں دونوں رہکر حقوق زوجین باہم ادا کریں، اس وقت عورت کا مطالبہ مہر قابل اعتبار نہیں ہے، کیونکہ سوال میں صاف الفاظ میں کہ مہر کی تصریح نہیں ہے برادری میں یہ رواج ہے کہ قبل طلاق اور موت مہروں کا لینا دینا نہیں ہوتا، زمانہ حیات زوجین میں نہ کوئی لیتا ہے نہ کوئی دیتا ہے بلکہ بعد طلاق یا موت مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس صورت میں خلاف رواج برادری عورت کو کوئی حق مطالبہ مہر کا نہیں ہے اور نہ اس

وجہ سے وہ کف نفس کر سکتی ہے ملاحظہ ہو بہشتی زیور حصہ چہارم مطبوعہ کانپور ص۱۹ بیان مہر
ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق یا موت یعنی مر جانے کے بعد ہوتا ہے۔ جب
طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعوی کرتی ہے یا مرد مر گیا ہو اور کچھ مال چھوڑ گیا ہو تو اس مال میں سے
لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں
بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے
طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعوی نہیں کر سکتی البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے،
اتنا دینا واجب ہے ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا، البتہ مہر معجل بوقت
نکاح قرار پائیں اور رواج برادری اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں رواج برادری بمقابلہ
تصریح و قبول شوہر متروک سمجھا جائے گا اور مقبولہ زوجین کو ترجیح دی جائے گی، پس خلاصہ یہ
ہے کہ زوجہ کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہئے اب انکار کا کوئی حق اس کو حاصل نہیں مہر مؤجل
کا مطالبہ وہ بعد طلاق یا موت کر سکتی ہے، شوہر کو چاہئے کہ زوجہ کو اپنے ساتھ رکھے اور حقوق زن
ادا کرتا رہے، بصورت مسئولہ میں شوہر کا عذر قابل قبول و اعتبار ہے اور اس کا عذر عند الشرع
معتبر ہے کما یعلم فی کتب الفقہ ملاحظہ ہو فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۳۲۵

ولو دخل الزوج بها او خلا بها برضاها فلها ان تمنع نفسها عن المسنن بها
حتی تستوفی جمیع المهر على جواب الكتاب والمعجل فی عرف دیارنا عند
ابی حنیفة رحمه الله تعالىٰ دفع عنه النفس بقولهما وان بینوا قدر المعجل
یعجل ذلك وان لم یبینوا شیئا ینظر الی المرأة والی المهر المذكور فی العقد انه
كم یكون المعجل لمثل هذه المرأة من مثل هذا المهر فیجعل ذلك معجلا ولا
یقدر بالربع ولا بالخمس وانما ینظر الی المتعارف وان شرطوا فی العقد
تعجیل كل المهر یجعل الكل معجلا و یترك العرف كذا فی فتاوی قاضیخان
بحر الرائق جلد ثالث مصری ص۱۹۱۔ بحث کف نفس یعنی بعد الدخول

لا تمنع نفسها ولو منعت لا نفقة لها زیلعی جلد ثانی مصری ص۱۵۵ قال ابو یوسف ومحمد رحمهما اللہ اذا دخل بها برضاها او خلا بها لیس لها ان تمنع نفسها وترتب علیہ استحقاق النفقة لها لان المعقود علیہ قد صار مسلماً الیہ بالوطأة او بالخلوة ولهذا یتاکد جمیع المهر فلم یبق لها حق الحبس کالبائع اذا سلم المبیع بخلاف ما اذا کانت مکرهة الخ مجمع الانهر جلد اول مصری ص۳۵۰ وللمرأة منع نفسها من الوطی والسفر حتی توفیها قدر ما بین تعجیله من مهرها کلاً او بعضاً ولها السفر والخروج من المنزل ایضاً ولها النفقة لو منعت نفسها لذلک وهذا قبل الدخول وکذا بعده عند الامام لان المهر مقابل بجمیع الوطات الموجودة فی الملک فاذا سلمت بعض المعقود علیہ لا یسقط حقها فی حبس الباقی کما سلم البائع بعض المبیع خلافاً لهما فیما کان الدخول برضاها وفی الایضاح انه قول الامام اولاً لان تسلیم المعقود علیہ یحصل بالوطأة الاولیٰ فیسقط حق امتناعها کما یسقط حق البائع فی حبس المبیع بعد تسلیمه قید برضاها لانها لو کانت مکرهة فلها الامتناع اتفاقاً فتاویٰ قاضیخان برحاشیہ فتاویٰ عالمگیری ص۳۵۳ بحث حبس نفس اذا زوجت المرأة ولها مهر معلوم کان لها ان تحبس نفسها لاستیفاء المهر فان کان فی موضع یعجل البعض ویترک الباقی فی الذمة ای وقت الطلاق او الموت کما هو عرف دیارنا کان لها ان تحبس نفسها لاستیفاء المعجل وهو الذی یقال فی الفارسیة دست پیمان ولیس لها ان تطالبه بکل المهر فان بینوا قدر المعجل یعجل ذلک وان لم یبینوا شیئاً ینظر الی المرأة والی المهر المذکور فی العقد انه کم یکون المعجل لمثل هذه المرأة مثل هذا المهر فیعجل ذلک معجلاً ولا یقدر ذلک بالربع ولا بالخمس وانما ینظر الی المتعارف لان الثابت عرفاً کالثابت شرطاً وان شرطوا فی العقد تعجیل کل المهر یجعل الکل معجلاً ویترک العرف۔ شامی جلد ثانی مصری ص۳۶۸

بحث منع نفس زوجہ. او اخذ قدر ما یعجل لمثلہا عرفاً ای ان لم یبین تعجیلہ او تعجیل بعضہ فلہا المنع لاخذ ما یعجل لہا منہ عرفا وفی الصیرفیۃ الفتوی علی اعتبار عرف بلدہما من غیر اعتبار الثلث او النصف وفی الخانیۃ یعتبر التعارف لأن الثابت عرفاً کالثابت شرطا تبیین الحقائق جلد ثانی مصری ص۱۵۵ بحث منع نفس اعلم ان المہر مذکور منہا ما تعورف تعجیلہ حتی لا یکون لہا ان تحبس نفسہا فیما تعورف تاجیلہ الی المیسرۃ او الموت او الطلاق ولو کان حالا لأن المتعارف کالمشروط وذلک یختلف باختلاف البلدان والازمان والاشخاص ہذا اذا لم ینصا علی التعجیل او التاجیل اما اذا نصا علی تعجیل المہر او تاجیلہ فہو علی ما شرطا حتی کان لہا ان تحبس نفسہا الی ان تستوفی کلہ فیما اذا شرط تعجیل کلہ ولیس لہا ان تحبس نفسہا فیما اذا کان کلہ موجلاً لأن النص یم اقوی من الدلالۃ فکان اولی. فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ بشیر حسین عفی لہ

الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند یکم رجب ۱۳۳۶ھ

بدچلنی کی وجہ سے طلاق میں بھی مہر واجب ہے

سوال (۱۲۷۶) - جو عورت بد چلن ہو اور بدچلنی کی وجہ سے اس کا خاوند طلاق دیدیوے تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب - اگر طلاق بعد دخول یا خلوت کے دی گئی تو پورا مہر شوہر کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے[1]، اور شوہر کی طرف سے جو کچھ شادی میں خرچ ہوا وہ مہر میں نہیں شمار ہوگا اور جو زیور عورت کو دیا گیا اس میں اگر نیت مہر میں دینے کی کی گئی اور عورت کی ملک کر دیا گیا، وہ البتہ مہر میں شامل ہوگا۔ فقط۔

---

[1] والمہر یتأکد باحد معان ثلثۃ الدخول والخلوۃ وموت احد الزوجین (عالمگیری کشوری کتاب النکاح باب المہر فصل ثانی ص۳۱۴ ج۲) ظفیر۔

جو روپیہ نکاح کے نام پر لیا گیا وہ رشوت ہے مہر میں محسوب نہ ہوگا

سوال (۱۲۷۷) - ایک شخص نے ایک عورت سے اس کے باپ کو کچھ روپیہ دیکر اپنے لڑکے کا نکاح کیا کچھ روز بعد عورت کا شوہر مرگیا پھر اس کے شوہر متوفی کے باپ نے دوسرے شخص سے وہ روپیہ واپس لیکر اس عورت کا نکاح کرادیا، ایسی صورت میں وہ روپیہ جو شوہر ثانی کی طرف سے دیا گیا اس کے مہر میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

الجواب - وہ روپیہ رشوت ہے شوہر کے باپ کو وہ روپیہ لینا درست نہیں ہے واپس کرنا چاہئے اور مہر میں وہ روپیہ بدون تصریح اس کے کہ یہ روپیہ مہر کا ہے محسوب نہیں ہوسکتا ہے۔ فقط۔

شوہر قبل خلوت مرجائے تو مہر کا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۲۷۸) - ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا اگر قبل خلوت صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس دن چار ماہ واجب ہے یا نہیں اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کر لیا، تو نکاح جائز ہوا یا نہیں، دین مہر پورا واجب ہے یا نہ۔

الجواب - مہر کل واجب ہے کیونکہ شوہر کے مرنے کی صورت میں زوجہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ پورا مہر شوہر کے ترکہ سے دلوایا جاوئے گا[1]۔ فقط

مہر معجل میں جب شوہر مفلس ہو تو کیا ہوگا۔

سوال (۱۲۷۹) - میری زوجہ کو اس کے والدین نے ورغلا کر اپنے گھر روک لیا ہے اور میرے اوپر مہر کا دعوی عدالت میں کرادیا ہے اور بوقت نکاح کے میرے سے ایک اسٹامپ اور قاضی کے رجسٹر پر ایک ہزار کا مہر معجل درج کرالیا تھا، اور میں ایک نوکری پیشہ آدمی ہوں کوئی کافی جائداد میرے پاس موجود نہیں ہے کہ میں مہر معجل ادا کروں، عرصہ ڈیڑھ سال سے بیکار ہوں، فاقہ کشی پر

---

[1] ویتأکد (ای المہر) عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۲۹ ج ۲ ظفیر۔

نوبت آگئی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے کچھ کمی مہر میں ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب الاداء ہے اور مہر معجل کا مطالبہ عورت ہر وقت کر سکتی ہے۔ باقی مفلسی کی وجہ سے وہی احکام جاری ہوں گے جو مدیون مفلس کے لئے ہوتے ہیں یعنی بعد اس کے کہ حکام کو اس کا مفلس ہونا محقق ہو جاوے تو اس کو مہلت دی جاوے گی یا کوئی قسط ادا کے لئے حسب استطاعت شوہر معین ہوگی۔ فقط

عورت سے مہر کے متعلق نہیں پوچھا اور شرع محمدی پر نکاح کر دیا گیا کیا حکم ہے

سوال (١٢٨٠) نکاح پڑھتے وقت عورت سے اجازت لے کر نکاح پڑھا گیا، لیکن وہ مہر کی اجازت لینا عورت سے بھول گئے بلکہ خاوند سے دریافت کیا اس نے شرع محمدی مہر کی اجازت دی، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور مہر کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا اور مہر کے جس مقدار پر عورت راضی ہو وہ درست ہے اگر عورت اسی مہر پر راضی ہے جو شوہر نے کہا تو وہی صحیح ہے ورنہ جو کچھ عورت کہے اور مرد اس کو قبول کر لیوے وہی مقدار مہر کی لازم ہوگی۔[1]

جو مکان مہر میں لکھ دیا وہ عورت کا ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (١٢٨١) زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کا نکاح حسین بخش کی لڑکی سے کیا اور حسین بخش نے اپنی لڑکی کا مہر دو سو روپیہ مقرر کیا اور زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کے مہر کے عوض میں اپنی جائداد میں سے ایک مکان مہر کے عوض میں لڑکے کی بیوی کے نام لکھ دیا، یہ درست ہے یا نہیں، اور زلفو اس مکان کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] ولها منعه من الوطئ ودواعيه والسفر بها ولو بعد وطئ وخلوة رضيتهما لأخذ ما بين تعجيله من المهر كله أو بعضه أو أخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفاً. الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ٢ ص ٣٦٢. ظفير. ويصح النكاح وإن لم يسمه فيه ... المهر واجب شرعاً إبانة لشرف المحل ... هو المال يجب في عقد النكاح على الزوج في مقابلة منافع البضع ... على هامش فتح القدير باب المهر ج ٢ ... ظفير

الجواب۔ وہ مکان حسین بخش کی دختر کا ہوگیا، مسمی زلفو کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔[1] فقط

مہر کا مطالبہ شوہر کے بعد اس کے باپ سے کیسا ہے

سوال (۱۲۸۲) - زید بالغ کا نکاح بولایت والد ہندہ کے ساتھ ہوا، زید و ہندہ ہر دو کا کفیل زید کا والد رہا، اب زید کا انتقال ہوگیا، کوئی جائداد نہیں چھوڑی، ہندہ مہر اپنا زید کے والد سے شرعاً وصول کرنے کی مجاز ہے یا نہیں

الجواب۔ مہر ہندہ کا بذمہ اس کے شوہر زید کے تھا، زید کے والد سے بدون اس کے ضامن ہونے کے ہندہ مطالبہ مہر کا نہیں کرسکتی۔[2]

اولاد ہونے سے مہر میں کمی تو نہیں ہوتی

سوال (۱۲۸۳) - ایک شخص کی زوجہ بارہ سال سے اپنے والدین کے یہاں ہے، اس بیوی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، شوہر نے ہر چند لانے کی کوشش کی مگر سسرال والوں نے انکار کیا، شوہر نے دوسری شادی کرلی، سسرال والوں نے مہر اور نان نفقہ کی بابت نالش کردی ہے، آیا اولاد ہونے سے عورت کے مہر میں کچھ کمی ہو جاتی ہے اور جب کہ مہر دیا جائے گا تو نان ونفقہ بھی دیا جائے گا یا نہیں، اور دونوں اولاد والدہ کی ہمراہ ہے۔ اور شوہر کہتا ہے کہ مہر تو میں دوں گا مگر میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے تو میرا ارادہ ہے کہ میں قسط سے مہر ادا کروں، یہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب - اولاد کے ہونے سے مہر میں کمی نہیں ہوتی، مہر پورا بذمہ شوہر اس صورت میں لازم ہے[3] لیکن چونکہ عورت کو اس کے والدین بے وجہ شوہر کے گھر نہیں بھیجتے

---

[1] اس لئے کہ مہر عورت کا حق ہے اور وہی اس کی مالک ہے ثم المهر واجب شرعاً ابانة لشرف المحل (ہدایہ) ظفیر۔
[2] وصح ضمان الولی مہرھا الخ وتطلب ای شاءت من زوجہا البالغ او الولی الضامن فان ادی رجع علی الزوج ان امر کما ھو حکم الکفالة (درمختار) لانہ لا یطالب بلا ضمان (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۱) ظفیر۔
[3] ومن سمی مھرا عشرة فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا لانہ بالدخول یتحقق تسلیم المبدل وبہ یتاکد البدل (ہدایہ باب المهر ج ۲ ص ۳۰۴) ظفیر۔

اس لئے نفقہ عورت کا بذمہ شوہر کے اس صورت میں لازم نہیں ہے۔ اور اولاد کا نفقہ بیشک لازم ہے[1] اور مہر کے مطالبہ کا حق عورت کو یا اس کے ورثہ کو جب کہ مہر موجل ہو بعد طلاق کے یا موت کے ہے[2] کذا فی الدر المختار ورد المحتار الشامی وغیرہما[3] اور بعد وجوب کے مہر اگر فی الحال کل ادا نہ ہو سکے تو برضا زوجہ اور اس کے ورثہ کے قسط وار ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن ابھی تو شوہر مہر کے دینے میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مہر موجل ہے اور میں نے طلاق نہیں دی تو ابھی مہر کا مطالبہ میرے ذمہ نہیں ہو سکتا ہے اور اگر شوہر کو یہ عذر کرنا نہیں ہے اور فی الحال ادا کرنا ہے تو قسط مقرر کر دیوے۔ فقط۔

سوال (۱۲۸۴) - زوجین میں بہت زیادہ ناموافقت تھی ایک روز چند اشخاص کو جمع کر کے ان کے روبرو عورت کو فارغ خطی دی اور عورت نے بھی قبول کر لی اور دوسرا شوہر کر لیا۔ اب پہلے شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں حالانکہ پہلے شوہر نے ایک دفعہ بھی جماع نہیں کیا۔

فارغ خطی قبول کرنے والی شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں

الجواب- قال فی الدر المختار ویسقط الخلع والمبارأۃ کل حق لکل منہما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح قولہ کل حق یشمل المہر والنفقۃ المفروضۃ والماضیۃ والکسوۃ کذلک[4] الشامی۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں بعد فارغ خطی کے مہر بذمہ شوہر لازم نہیں رہا اور دعویٰ عورت کا در بارہ مہر وغیرہ شوہر اول پر باطل ہے۔

مقدار مہر پر بحث اور اس کا فیصلہ

سوال (۱۲۸۵) - اس طرف یورپ میں عام طور سے

[1] فاما اذا امتنعت عن الانتقال الخ واما اذا کان الامتناع بغیر حق فلا نفقۃ لہا وان نشزت فلا نفقۃ لہا حتی تعود الی منزلہ والناشزۃ ہی الخارجۃ عن منزل زوجہا المانعۃ نفسہا منہ (عالمگیری مصری باب فی النفقات ص ۲۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] نفقۃ الاولاد الصغار علی الاب لا یشارکہ فیہا احد (ایضاً فصل نفقۃ الاولاد ص ۲۹ ج ۲) ظفیر۔ [3] ای التاجیل بالطلاق او موت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۹۳ ج ۲) ظفیر۔ [4] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۸۵۰ و ص ۸۵۱ ج ۲ ظفیر۔

امیر غریب سب کا مہر چالیس ہزار مقرر کرتے ہیں اور جو مہر ازواج مطہرات اور حضور کی صاحبزادیوں کا ہے اس کو ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، زید جو کہ عربی خواں طالب علم ہے اس کی نسبت پھوپی زاد ہمشیرہ سے ہوئی ہے، اب نکاح کی تجویز ہے اور لڑکی کے والدین چالیس ہزار سے کم پر کسی طرح راضی نہیں، زید کہتا ہے کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی ٹھہراتی ہے اس واسطے کہ اول تو شریعت نے اس شخص کو جو ادائگی مہر کی نیت نہ رکھے حکماً زانی قرار دیا ہے، چنانچہ ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں لکھتے ہیں السابعة والستون بعد المائتين ان يتزوج امرأة وفي عزمه انها لا يوفيها صداقها لوطلبته اخرج الطبراني بسند رجاله ثقات انه صلى الله عليه وسلم قال ايما رجل تزوج امرأة على ما قل من المهر او كثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها خدعها فمات ولم يؤد اليها حقها لقي الله يوم القيامة وهو زان انتهى اور میں حیثیت موجودہ کے اعتبار سے تقریباً آٹھ دس ہزار سے زائد کا متحمل نہیں اگر میں چالیس ہزار پر راضی ہو جاؤں تو ظاہر ہے کہ میری صحیح نیت ادائگی کی نہیں ہے اور چالیس ہزار مہر مقرر کرنا دراصل جائز تھا تو اب اس کو لازم اور مثل واجب کے سمجھنا اور سنت کی تخفیف کرنا سخت مذموم ہے۔ ایسی حالت میں حکم شرعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدار مسنون سے مہر میں زیادتی نہ کی جاوے اور اگر اس وقت کسی قدر زیادہ بھی ہو جو قلب پر گراں نہ ہو تو یہ بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے تاکہ رفتہ رفتہ عمل بالسنۃ کی نوبت آئے شرعاً جو حکم ہو تحریر کیجئے۔

الجواب۔ اس میں شک نہیں ہے کہ مہر کا کم ہونا بہتر ہے اور حیثیت سے زیادہ ہونا تو کسی طرح مناسب نہیں ہے حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم. ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم

نکح شیئًا من نسائہ ولا انکح شیئًا من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ[1]۔ اس روایت سے بنات وازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم ہونا معلوم ہوا، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں ساڑھے بارہ اوقیہ وارد ہیں جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں اور یہ باعتبار اکثر ازواج کے ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر چار ہزار درہم تھا، حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ اگر یہ شبہ کیا جاوے کہ حضرت عمرؓ کا مہر کی مقدار زیادہ بڑھانے سے منع فرمانا آیت کریمہ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا[2] کے منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیت سے بہت بڑا خزانہ بھی مہر میں مقرر کرنا جائز معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے، آیت سے جواز مہر کی زیادتی کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو یہاں تک کہ خزانہ ہو، اور حضرت عمرؓ کے ارشاد سے فضیلت کمی مہر کی معلوم ہوتی ہے پس کچھ تعارض نہ رہا کیونکہ حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ مقدار کثیر مہر کی مقرر کرنا جائز اور درست ہے لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ مقدار مہر کی کم ہو، پس یہی جواب صورت مسئولہ میں ہے کہ چالیس ہزار روپیہ یا اس سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔ اگرچہ حیثیت شوہر اس قدر نہ ہو اور ادا کرنا دشوار معلوم ہو اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن افضل اور بہتر اور موافق سنت کے یہ ہے کہ مہر کی مقدار کم ہو اور حیثیت سے زیادہ تو کسی طرح نہ ہو۔

باقی زید کا یہ خیال کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت محمد کو عاصی اور مرتکب حرام ٹھہراتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کے وقت مہر کی نفی بھی کردے کہ میں مہر نہ دوں گا تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے اور مہر مثل وہی ہے جو اس خاندان میں مروج ہو، پس اگر نیت نہ دینے کی ہو تو بدرجہ اولیٰ نکاح صحیح ہو جاوے گا[3]، اور روایت جو زواجر سے منقول ہے اس میں لفظ حقہا کا ہے

---

[1] مشکوٰۃ عن احمد والترمذی وغیرہما باب الصداق ص۲۷۷۔ ظفیر۔ [2] سورۃ النساء ۲۰۔ ظفیر۔ [3] وکذا یجب مہر المثل فیما اذا لم یسم مہرا او نفی ان وطئ الزوج او مات عنہا اذا لم یتراضیا ... قولہ او نفی بان تزوجہا علی ان لا مہر لہا (رد المحتار باب المہر ص۲ ...) ظفیر۔

جو جملہ حقوق کو شامل ہے یہاں تک معاشرت اور نفقہ وغیرہ کو بھی، پس جس شخص کی نیت نکاح میں یہ ہو کہ میں کوئی حق زوجہ کا ادا نہ کروں گا نہ مہر دوں گا نہ نفقہ نہ مسکن نہ لباس نہ صحبت وغیرہ تو اس کے عاصی عند اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے، اور واضح ہو کہ نیت ادا اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ہو سکا تو ادا کر دوں گا ورنہ معاف کرا لوں گا تو اس صورت میں لاکھوں روپیہ بھی مہر مقرر ہو تو گنجائش نکل سکتی ہے، بہر حال ماحاصل یہ ہے کہ زیادتی مہر کے جواز میں تو کلام نہیں ہے اور نہ نکاح کے منعقد ہونے میں کلام ہے اور قبول کرنا زیادہ مقدار مہر کا سبب معصیت بھی نہیں ہے البتہ کمی کرنا مہر کا بہت ثواب اور فضیلت رکھتا ہے اور جملہ اقوام شرفاء وغیر شرفاء کو اس رسم زیادتی مہر کو جو کہ درجہ مغالاۃ میں ہے ترک کرنا چاہئے اور کمی مہر کا رواج دینا چاہئے۔

لاولد عورت کے مہر کی وارث اس کی ماں بہن ہیں یا نہیں اور انکے معاف کرنے سے معاف ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۸۶) - میری اہلیہ کا لاولد انتقال ہو گیا، والدین اور بہن بھائی موجود ہیں، اگر مرحومہ کے والدین اپنا ترکہ مہر بطیب خاطر معاف کر دیں تو میں دین سے سبکدوش ہو سکتا ہوں یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں مرحومہ کے بہن بھائی وارث نہیں ہیں۔ والدین اور شوہر وارث ہیں۔ پس والدین اگر اپنا حصہ مہر بحق شوہر معاف کر دیں تو شوہر بری الذمہ ہو جاوے گا۔

معافی صراحتاً ہونی چاہئے

سوال (۱۲۸۷) - مرحومہ کا ترکہ مہر یا زیور دفعہ ثیاب وغیرہ کے اس کی والدین سے معافی کے لئے کنایۃً مثلاً مطالبہ نہ کرنا یا تصرف میں دخیل نہ ہونا کافی ہے یا صراحۃً الفاظ معافی شرط ہیں۔

الجواب - مطالبہ نہ کرنا یا دخیل نہ ہونا کافی نہیں ہے۔ صراحۃً معافی کے الفاظ کہنا ضروری ہے۔

مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۸) - ہندہ اور خالدہ نے اپنے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کرا لیا اس وجہ سے

کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر و عدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب۔ فی الواقع مرزائیوں کے بارے میں ایسا ہی فتویٰ ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہوگیا ہے لہٰذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر اور عدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہوگی[1]۔ فقط

شوہر پاگل ہو تو مہر کا مطالبہ کس سے ہو اور کب

سوال (۱۲۸۹) - ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، رخصتی سے پہلے وہ شخص پاگل ہوگیا اور گھر سے نکل گیا، جس کو نکلے ہوئے تقریباً چھ سال گذر چکے، اب تک کچھ پتہ اس کی موت و حیات کا معلوم نہیں، لڑکی کے والدین مہر طلب کرتے ہیں اس صورت میں لڑکے کے ورثہ کے ذمہ مہر واجب ہے تو کس قدر، نیز لڑکی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر مؤجل کا حکم شرعاً یہ ہے کہ بعد طلاق یا موت احد الزوجین اس کا مطالبہ عورت یا اس کے ورثہ کر سکتے ہیں، پس اس صورت میں کہ زوج مفقود الخبر ہے۔ جب تک اس کی موت کا حکم نہ کیا جاوے اس وقت تک عورت اور اس کے والدین مطالبہ دین مہر کا نہیں کر سکتے اور مہر اس صورت میں پورا بذمہ شوہر لازم ہے اور اس کی زوجہ چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پوری کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کیونکہ در بارہ نکاح حنفیہ نے بھی امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور میراث پر فتویٰ نہیں ہے اس میں نوے برس کی عمر یا موت اقران وغیرہ پر فتویٰ دیا ہے یا مفوض الی رای الحاکم ہے کما فی الشامی قولہ خلافاً لمالک رح - فان عندہ تعتد

---

[1] ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الخ ویثبت لکل واحد منهما فسخه دخل بها أولا وتجب العدة بعد الوطی الخ من وقت التفریق الخ ویثبت النسب (در مختار) قوله ویثبت النسب اما الارث فلا یثبت فیه (رد المحتار باب المهر ص ۳۵۹ و ص ۲۹۶ ج ۲) ظفیر۔

زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین وھو مذھب الشافعی القدیم واما المیراث فمذھبہما کمذھبنا فی التقدیر بتسعین سنۃ او الرجوع الی رای الحاکم[۱]۔ فقط

جو بیوی قابل مجامعت نہ ہو اس کا مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۰) - زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا اور زید ہندہ کے پاس بغرض صحبت تین شب متواتر گیا، معلوم ہوا کہ ہندہ قابل مجامعت نہیں ہے عضو مخصوص میں برائے نام سوراخ ہے پیشاب بھی بمشکل تمام ہوتا ہے، اب زید کہتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں گا، ہندہ اپنا مہر مانگتی ہے، اس صورت میں زید کو پورا مہر دینا ہوگا یا نصف۔ اس پر ایک شخص مولوی نور محمد نے پورے مہر کا حکم اور فتوی لکھا ہے جس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے جواب ذیل تحریر فرمایا ہے۔

الجواب - اقول وبیدہ ازمۃ التحقیق، صورت مسئولہ میں پورا مہر کسی طرح واجب نہیں، کیونکہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ رتق کی صورت میں خلوۃ صحیحہ متحقق نہیں ہوتی اور رتق کی تفسیر جو فقہاء نے کی ہے اس کے نیچے صورت مسئولہ بھی داخل ہو جاتی ہے کما فی الدر المختار من الحسی رتق بفتحتین التلاحم وقرن بالسکون عظم الخ وفی الشامی قولہ عظم فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع من سلوک الذکر فیہ الخ[۲] اور بحر الجواہر میں رتق کے یہ معنی لکھے ہیں رتق بالفتح ضد الفتق من باب نصر - باندساز تقاز نیکہ باوی دخول نتوان کرد، فی المغرب امرأۃ رتقاء اذا لم یکن لہا خرق الا المبال الخ وہ عورت جس کی ساتھ دخول نہ کرسکے اور اس کی صرف پیشاب کا روزن ہی ہو انتہی، اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ عورت مذکورہ پر عند الفقہاء وکذا عند الاطباء رتقاء ہونا صادق آئے گا۔ لہذا رتقاء کی ساتھ خلوۃ کا جو حکم ہے وہی اس

---

[۱] رد المحتار کتاب المفقود ص۔۔ مطلب فی الافتاء بمذہب امام مالک فی زوجۃ المفقود۔ ظفیر۔

[۲] رد المحتار باب المہر ص۔۔ مطلب فی احکام الخلوۃ۔ ظفیر۔

عورت کی خلوت کا بھی حکم ہوگا یعنی نکاح کو منعقد تسلیم کیا جائے گا اور اگر خلوۃ کے بعد وہ طلاق دے کر اس کو جدا کرنا چاہے گا تو نصف مہر دینا پڑے گا۔ کما فی الہدایہ: وان کان احدھما مریضاً او صائماً فی رمضان او محرماً بحج فرض او نفل او بعمرۃ او کانت حائضاً فلیست الخلوۃ صحیحۃ حتی لو طلقھا کان لھا نصف المھر (ص ۳۲۲ ج ۲) خلاصہ یہ کہ رتق وقرن کے ہوتے ہوئے خلوۃ غیر صحیحہ کو فقہاء نے تسلیم کرلیا ہے اور خلوۃ فاسدہ غیر صحیحہ کے بعد بصورت طلاق نصف مہر واجب ہوجاتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت مذکورہ بھی بصورت طلاق نصف مہر کی مستحق ہے اور مجبوب کے مسئلہ کے ساتھ اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ مجبوب کی صورت میں خلوۃ کو فقہاء نے فاسد نہیں مانا، بلکہ اس کو خلوۃ صحیحہ تسلیم کرتے ہیں۔ فاین ھذا من ذاک۔ فقط۔

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ مہر کا دعوی کرسکتا ہے (۱۲۹۱) باپ لڑکی کے مرنے کے بعد دعوی مہر کا کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بقدر اپنے حصہ کے باپ مہر کا دعوی شوہر سے کرسکتا ہے، اسی طرح شوہر اپنا حصہ عورت کے ترکہ سے لے سکتا ہے۔

بیوی کی ہر چیز میں شوہر کا جو حصہ ہے وہ وضع ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۲) جب کہ زید شوہر نے نفقہ اور سکنی ہمیشہ اپنے ذمہ رکھا اور نیز جو چیز باسن وغیرہ مسماۃ کے باپ کے گھر کی تھی یا کوئی جائداد کہ جس کا مالک بعد وفات مسماۃ کے نصف کا زید ہوا، اس کی بھی قیمت لگانی درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ شوہر اپنے نصف حصہ کا حساب کرکے مہر کے معاوضہ میں اس کو لگا سکتا ہے، مثلاً عورت کا باپ اپنے حصہ کا مہر لینا چاہتا ہے اور شوہر کا حق اس ترکہ عورت میں ہے جو کہ باپ کے قبضہ میں ہے تو اس کا حساب کرکے جس کا جو کچھ لینا دینا باقی رہے اس کے موافق عملدرآمد ہونا۔ فقط

مہر میں اختلاف پڑجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۹۳) - اگر مہر میں اختلاف ہو، خاوند کہتا ہے کہ مہر مثلاً ایک ہزار ہے اور وارث زوجہ کے مہر پانچ ہزار بتاتے ہیں اور خاندان میں مہر مختلف ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا۔

الجواب - اگر گواہ کسی کے پاس موجود ہوں تو اس کے موافق عمل کیا جاوے گا اور اگر گواہ کسی کے پاس نہیں ہیں تو جس کا قول موافق مہر مثل کے ہو، اس کے موافق حکم کیا جاوے گا[1]، اور مہر مثل وہ ہوتا ہے جو اس عورت کے باپ کے خاندان میں مروج ہو اور در مختار میں خلاصہ سے منقول ہے کہ اس کی بہنوں اور پھوپھیوں کے مہر کا اعتبار ہوگا۔ والحرۃ مہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأۃ تماثلہا من قوم ابیہا[2] الخ

مہر جو رسمی طور پر مقرر ہوتا ہے وہ لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۴) - مہر معجل ہندوستان میں محض رسمی طور سے مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ مرد کی نیت دینے کی ہوتی ہے اور نہ عورت کی لینے کی نیت ہوتی ہے اس صورت میں مہر لازم ہوتا ہے یا نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسی وارث نے دعویٰ مہر کا کیا ہے یا نہیں۔

الجواب - عرب میں دستور اکثر اپنی حیات میں مہر کے ادا کر دینے کا تھا اور مہر کی مقدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس قدر نہ ہوتی تھی جس کا تحمل شوہر کو نہ ہو یا ادا دشوار ہو، بہرحال مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو مقدار مہر کی مقرر ہو جاوے، وہ شوہر پر لازم

---

[1] وان اختلفا فی قدرہ حال قیام النکاح فالقول لمن شہد لہ مہر المثل بیمینہ وای اقام بینۃ قبلت سواء شہد مہر المثل لہ او لہا او لا　وان اقاما البینۃ فبینتہا مقدمۃ ان شہد مہر المثل لہ وبینتہ مقدمۃ ان شہد مہر المثل لہا لان البینات للاثبات خلاف الظاہر وان کان مہر المثل بینہما تحالفا فان حلفا او برہنا قضی بہ وان برہن احدہما قبل برہانہ. الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب مسائل الاختلاف فی المہر ص ۴۹۰ ج ۲ ظفیر۔ [2] ایضاً مطلب فی بیان مہر المثل ص ۴۸۷ ج ۲۔ ظفیر۔

ہوجاتی ہے، دینے کی نیت کا ہونا یا نہ ہونا اس پر کچھ اثر نہیں کرتا۔ فقط۔

جس نے غلط تعریف کرکے شادی کرائی اس سے مہر وصول کیا جاسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۵) - زید نے بکر کو اشتعال دیا کہ مسماۃ زینب بیوہ منکسر المزاج خوبصورت ہے بکر نے اس بیان پر اس سے نکاح کرلیا بعدہ معاملہ مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ زید کی تعریف کے برعکس ہے اور مطلقہ ہے اب بکر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا ہے اگر منکوحہ مہر طلب کرے تو بکر زید سے رجوع کرسکتا ہے کیونکہ زید نے بکر کو دھوکہ دیا ہے۔

الجواب - اس صورت میں بکر کے ذمہ جو مہر واجب ہوا بوجہ استمتاع منکوحہ[1] کے تو بکر اس کو زید سے نہیں لے سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین[2]۔ پس معلوم ہوا کہ مہر کا ذمہ دار شوہر ہی ہے زید سے اس کو لینے کا حق نہیں ہے اور اس دھوکہ دہی کی وجہ سے زید کے ذمہ ضمان مہر کی لازم نہ ہوگی۔ فقط

پونے تین روپے مہر ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۶) - مہر ۱۲/۲ کا ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب - مہر شرعی کم از کم دس درہم کا ہے[3]، جسکے تقریباً پونے تین روپے ہوتے ہیں (دس درہم ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی کے برابر ہے)، چاندی کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اس لئے ہر زمانہ میں سکۂ رائج الوقت سے مہر شرعی کی مقدار مختلف ہوگی (آج کل ساڑھے چھ روپے تولہ چاندی بکتی ہے، تو اس حساب سے اس کی قیمت سترہ روپے سے زیادہ ہوگی لہذا اس سے کم موجودہ دور میں مہر جائز نہ ہوگا۔ ظفیر)

---

[1] تجب العشرۃ ان سماھا او دونہا و یجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر (در مختار) افاد ان المہر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المہر ص ۳۵۵ ج ۲) ظفیر۔

[2] سورۃ النساء۔ ۴۔ ظفیر۔ [3] واقلہ عشرۃ دراہم فضۃ وزن سبعۃ مثاقیل الخ و تجب العشرۃ ان سماھا او دونہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۵۵ ج ۲) ظفیر۔

نابالغ پر مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۲۹۷) نابالغ لڑکے پر مہر واجب ہوتا ہے یا نہیں ؟ یا نابالغ کے باپ پر مہر لازم ہے ؟

الجواب۔ مہر نابالغ لڑکے پر لازم ہوا، اگر باپ اس کا ذمہ دار ہو گیا تھا تو باپ سے وصول ہو سکتا ہے[1]۔

نابالغ کی بیوی مہر کا دعویٰ کس پر کرے

سوال (۱۲۹۸) - اگر لڑکا لڑکی کو چھوڑ دے تو مہر کا دعویٰ کس پر ہو سکتا ہے ؟

الجواب۔ نابالغ لڑکا طلاق نہیں دے سکتا بعد بلوغ کے طلاق دے سکتا ہے[2]۔ مہر کا دعویٰ لڑکے یعنی شوہر پر ہوگا اور اگر باپ ذمہ دار ہوا ہے تو باپ بھی ہو سکتا ہے[3]۔

باپ ضامن ہو تو اس سے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا

سوال (۱۲۹۹) - لڑکا نابالغ ہے اور باپ کی اجازت سے مہر مقرر ہوا تھا اور نابالغ کے دستخط بھی کرائے گئے تھے اس صورت میں مہر کس پر واجب ہے اور کس سے لینا چاہئے ؟

الجواب - دستخط ہوئے یا نہ ہوئے لڑکا دراصل ذمہ دار مہر کا ہے اگر باپ ضامن ہو گیا تھا تو اس سے مہر لیا جاوے گا۔

شوہر پر مہر کس عمر میں واجب ہے

سوال (۱۳۰۰) - لڑکے پر کس وقت اور کس عمر میں مہر واجب ہوتا ہے ؟

الجواب - مہر کے واجب ہونے کے لئے بلوغ لڑکے کا شرط نہیں ہے۔

---

[1] اذا زوج ابنہ الصغیر امرأۃ وضمن عنہ المهر وكان ذالك في صحته جاز (الی قولہ) ثم للمرأۃ ان تطالب الولی بالمهر (عالمگیری کشوری ص ۲۹۷ ج ۱) ظفیر۔ [2] لا یقع طلاق (الی قولہ) الصبی ولو مراهقا (الدر المختار ص ۲۱۱ ج ۲) ظفیر۔ [3] من سمی مهرا عشرة فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بها او مات (الی ان قال) وان طلقها قبل الدخول والخلوۃ فلها نصف المسمی (هدایہ ص ۳۰۳ ج ۲) اذا زوج ابنہ الصغیر امرأۃ وضمن عنہ المهر (الی قولہ) للمرأۃ ان تطالب الولی بالمهر (عالمگیری کشوری ص ۲۹۷ ج ۱) ظفیر۔

نابالغ کے ذمہ بھی مہر لازم ہو جاتا ہے[1]۔

مہر لازم ہے خواہ حالت ظاہر نہ کی ہو

سوال (۱۳۰۱) ۔ نکاح کے وقت لڑکی کی حالت قاضی صاحب پر ظاہر نہیں کی تو نکاح صحیح اور مہر لازم ہوا یا نہیں ؟

الجواب ۔ حالت ظاہر کی یا نہ کی نکاح ہو گیا، اب کچھ نہیں ہو سکتا اور مہر لازم ہو گیا[2]۔

مہر ختم نہیں ہو سکتا

سوال (۱۳۰۲) ۔ اگر نابالغ لڑکے کے مہر توڑنے کی نالش عدالت میں کی جاوے تو مہر ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ نہیں ٹوٹ سکتا[3]۔ فقط ۔

عورت کے معاف کرنے سے مہر معاف ہو جاتا ہے

سوال (۱۳۰۳) ۔ اگر عورت بالغہ پہلی رات کو اپنا زر مہر معاف کر دے تو معاف ہو جاوے گا یا نہیں ؟

الجواب ۔ مہر معاف ہو گیا اگر زوجہ اس معافی کو تسلیم کرے یا دو گواہ مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادلہ گواہ ہوں تو مہر ساقط ہو گیا ۔ مطالبہ مہر کا پھر کوئی نہیں کر سکتا اور اگر زوجہ کو معافی سے انکار ہو اور گواہ شرعی موجود نہ ہوں تو مطالبہ زوجہ صحیح ہوگا[4]۔

بغیر خلوت طلاق سے نصف مہر ہوتا ہے

سوال (۱۳۰۴) ۔ اگر زوج اپنی منکوحہ کو نکاح کے بعد بغیر رخصتی کے طلاق دیدے، مہر لازم ہوگا یا نہیں ؟

---

[1] من سمی مهرا عشرة فما زاد فعلیه المسمی (هدایه ص ۳۰۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] وینعقد ای النکاح یثبت ویحصل انعقاده بالایجاب والقبول (رد المحتار ص ۳۶۰ ج ۲) ظفیر۔ [3] من سمی مهرا عشرة فما زاد فعلیه المسمی (هدایه ص ۳۰۴ ج ۲) افاد ان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ص ۴۵۲ ج ۲) ظفیر۔ [4] وصح حطها لکله او بعضه عنه قبل او لا (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۴۶۲ ج ۲) ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار کتاب الشهادات ص ۹۱ ج ۲ اور شامی ص ۵۱۵ ج ۴)،

الجواب - بدون خلوت صحیحہ اور وطی و جماع کے اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو آدھا مہر لازم ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم[۱] الآیۃ وفی الدر المختار ویجب نصفہ بطلاق قبل وطی او خلوۃ[۲] الخ فقط

مہر میں مکان دینا درست ہے اور اس سے نکاح ہوگیا

سوال (۱۳۰۵) - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مکان دینا مقرر کیا اور کہا کہ رجسٹری بعد نکاح کے کرادوں گا، دو سال ہوگئے رجسٹری نہیں ہوئی، اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں۔؟ اور نیز وہ شخص ٹھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے ان امور سے نکاح میں تو کچھ فرق نہیں آیا۔؟

الجواب - نکاح ہوگیا اور جو مکان شوہر نے مہر میں دینا مقرر کیا تھا وہ مہر ہوا اور زوجہ کی ملک ہوگیا، رجسٹری اگر نہ کی گئی تب بھی وہ مکان زوجہ کی ملک ہے، شوہر کی رجسٹری نہ کرانے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا اور نہ اس وجہ سے کہ شوہر ٹھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ فقط

مہر مؤجل کے وصول کرنے کی مدت

سوال (۱۳۰۶) - مہر مؤجل وصول کرنے کی کیا میعاد ہے؟

الجواب - مہر مؤجل فرقت بالطلاق کے بعد یا موت کے بعد ادا کرنا واجب ہوتا ہے ویقع ذالک علی وقت وقوع الفرقۃ بالموت او الطلاق وروی عن ابی یوسف مایؤید ھذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری کشوری ص ۲۳۶ ج ۲۔ ظ)

---

[۱] سورۃ بقرہ ۲ ظفیر [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۴۵۲ ج ۲۔ ظفیر۔

[۳] ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر ویتأکد عند وطی وخلوۃ صحت (در مختار) وافاد ان المھر وجب بنفس العقد الخ (رد المحتار ج ۲ باب المھر) ان المسمی ان کان غیر النقود بان کان عرضا او حیوانا او المال یکون معینا باشارۃ او اضافۃ فیجب بعینہ (رد المحتار ص ۴۹۲ ج ۲ مطلب تزوجہا علی عشرۃ دراہم وثوب) ظفیر

بیوی شوہر سے ترکہ پائیگی

سوال (۱۳۰۷) - زوجہ بعد وصول کرنے مہر کے ملکیت شوہر سے حصہ وصول کرنے کی مستحق ہے یا نہ؟

الجواب - بعد حاصل کرنے مہر کے اگر زوج فوت ہو جاوے تو زوجہ کو حصہ پہنچے گا اور قبل الفوت نفقہ و کسوۃ کے سوا استحقاق نہیں ہے - فقط۔

دیوانہ کی بیوی کیا کرے

سوال (۱۳۰۸) - ہندہ کا شوہر مسلوب الحواس ہو گیا آیا ہندہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ؟ اور ہندہ اپنے شوہر سے طلاق لے سکتی یا خلع کر سکتی یا نہ؟ اور مہر وصول کر سکتی ہے یا نہ؟ اور جب کہ شوہر مسلوب الحواس کی جائداد اس قدر ہے کہ وہ زوجہ کے بار کفالت کی ذمہ دار ہو سکتی ہے تو اس صورت میں زوجہ کو دعوی مہر کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہ؟

الجواب - مسلوب الحواس اور دیوانہ کی زوجہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی[1] اور دیوانہ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی[2] اور نہ خلع ہو سکتا ہے - مہر اگر مؤجل ہے تو شوہر دیوانہ کے مرنے کے بعد اس کی جائداد سے اس کی زوجہ مہر لے سکتی ہے فی الحال دعوی نہیں کر سکتی کیونکہ مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت کے بعد ہو سکتا ہے، صورت مسئولہ میں طلاق تو ہو نہیں سکتی لہذا بعد موت شوہر دعوی مہر کا ہو سکتا ہے[3]۔ ہذا کلہ فی کتب الفقہ۔ فقط۔

بیوی نے مہر معاف نہ کیا تو شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے

سوال (۱۳۰۹) - ایک شخص نے اپنی زوجہ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور نہ زوجہ سے معاف کرایا تھا کہ زوجہ کا انتقال ہو گیا تو اس وقت میں کیا حکم ہے؟

الجواب - مہر اس کا بذمہ شوہر واجب الادا ہے لیکن اگر متوفیہ کے اولاد کچھ

---

[1] ولا یتخیر احدهما ای الزوجین بعیب الآخر فاحشاً کجنون وجذام وبرص (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۲۲ ج ۲ باب العنین وغیرہ) ظفیر

[2] لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده (الی قوله) والمجنون (الدر المختار ص ۵۸۶ ج ۲) ظفیر

[3] ولو کان المهر مؤجلاً (الی قوله) ویقع ذالک علی وقت وقوع الفرقة بالموت او بالطلاق مروی عن ابی یوسف ما یؤید هذا القول کذا فی البدائع (عالمگیری کشوری ص ۲۲۴ ج ۲) ظفیر۔

نہیں ہے تو نصف ترکہ متوفیہ کا وارث شوہر ہوتا ہے اور نصف باقی ورثہ کو ملتا ہے۔ پس مہر میں سے بھی نصف شوہر کو پہنچا۔[1]

مہر معاف کرنے کے وقت گواہ ضروری نہیں

سوال (۱۳۱۰) - مہر معاف کرتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔؟

الجواب - مہر کے معاف ہونے کے لئے کسی گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے،[2] لیکن اگر عورت کے ورثہ انکار کریں تو دو گواہوں سے معافی ثابت ہوگی۔[3]

کیا مہر میراث میں داخل ہے

سوال (۱۳۱۱) - کیا مہر بھی میراث میں داخل ہے؟

الجواب - میراث میں مہر بھی داخل ہے۔ اگر اولاد نہیں تو خاوند کا حصہ نصف مہر وغیرہ ہے۔ فقط

بیماری کے اخراجات مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں

سوال (۱۳۱۲) - عورت منکوحہ کی بیماری و دیگر ضروریات میں جو روپیہ صرف ہو وہ مہر میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - یہ اخراجات بدون رضامندی عورت مہر میں محسوب نہیں ہو سکتے۔[4] فقط

مہر مقرر کرنے کی وجہ

سوال (۱۳۱۳) - نکاح میں مہر مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ اور اس کا کیا سبب ہے؟

---

[1] واما للزوج فحالتان: النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والربع مع الولد الخ سراجی ص ۔ ظفیر۔
[2] وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل او لا (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۲ مطلب في حط المهر) ظفير۔
[3] وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق الخ (هدايه ص ۲) ظفير۔
[4] اعلم ان المذهب الصحيح الذى عليه الفتوى وجوب النفقة للمريضة قبل النقلة او بعدها امكنه جماعها اولا، معها زوجها اولا حيث لم تمنع نفسها اذا طلب نقلتها فلا فرق حينئذ بينها وبين المرأة الصحيحة لوجود التمكن من الاستمتاع كما فى الحائض والنفساء الخ (رد المحتار باب النفقة ص ۲) ظفير۔

الجواب۔ نص قطعی میں وارد ہے واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین الآیۃ اس آیت قطعیہ سے مہر کا ضروری ہونا معلوم ہوا۔ راس سے عورت کی عظمت وشرافت کو اجاگر کرنا ہے، ثم المھر واجب شرعاً لشرف المحل۔ البحر الرائق ص۱۵۲ ج۲۔ ظفیر)۔

زیورات جو شوہر نے دیئے وہ مہر میں محسوب ہونگے یا نہیں

سوال (۱۳۱۴)۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پس مہر مقررشدہ میں زیورات از وقت نکاح تا وقت طلاق شمار ہوں گے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر شوہر نے مہر میں حساب کر کے زیور دیا ہے تو وہ مہر میں محسوب ہوگا اور اگر ہدیۃً وہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا، اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کر سکتا ہے[۱] فقط

مہر کا دعویٰ

سوال (۱۳۱۵)۔ زید نے اپنی ہمشیرہ مرحومہ ہندہ کے مہر کا دعویٰ عمر شوہر ہندہ پر کیا، عمر نے جواب دیا کہ ہندہ اپنی حیات میں مہر معاف کر چکی ہے اور ثبوت معافی میں چند گواہ پیش کئے، حاکم نے گواہوں میں جرح وغیرہ کا نقص نکال کر گواہی رد کر دی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب۔ معافی مہر کا ثبوت شرعی پورا ہو تو دعویٰ مہر کا عورت کے بھائی کی طرف سے مسموع نہ ہوگا، مفتی کا کام اسی قدر ہے کہ یہ تحریر کرے کہ اگر دو گواہ عادل معافی مہر کے موجود ہیں تو مہر ساقط ہے۔ اور مطالبہ عورت کے بھائی کا غیر مسموع ہے اور اگر دو گواہ عادل نہیں ہیں

یا کوئی امر موجب رد شہادت ان میں موجود ہے تو عورت کے بھائی کا صحیح اور مہر اس کو دلوایا جاوے گا، باقی قبول یا رد شہادت، یہ کام حاکم و قاضی کا ہے۔ فقط

اطاعت نہ کرنے کی صورت میں مہر

سوال (۱۳۱۶) ۔ زید کی بیوی اس کی اطاعت نہیں کرتی اگر زید اس کو طلاق دیدے تو مہر لازم ہوگا یا نہ ؟

الجواب ۔ اگر دخول یا خلوۃ صحیحہ ہو چکی ہے تو طلاق کے بعد پورا مہر ادا کرنا لازم ہے[1]۔ فقط

مہر مثل سے مراد کیا ہے

سوال (۱۳۱۷) ۔ ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا، بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا جتنا ان کا تھا اتنا ہی میرا ہے، بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی بہنوں کے برابر ہے اب عند الشرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کونسا مہر ادا کرنا ہوگا اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔ فقط

الجواب ۔ درمختار میں ہے ومھر مثلھا الشرعی مھر مثلھا اللغوی ای مھر امرأۃ تماثلھا من قوم ابیھا لا امھا ان لم تکن من قومہ کبنت عمہ الخ[2] وتعتبر المماثلۃ فی الاوصاف وقت العقد سنا وجمالا الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقرباء میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر اور صورت و دینداری وغیرہ میں اس کے مہر کو دیکھنا چاہیئے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں اور اس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں ہے اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے ان میں جو اس کے مماثل ہو عمر و صورت وغیرہ میں جو اس کا مہر ہوگا، وہی اس کا مہر ہوگا۔ فقط

---

[1] یجب الاکثر منھا ان سمی الاکثر ویتأکد عند وطء او خلوۃ صحت (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المہر ص ۴۵۶ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المختار ج ۲ ص ۴۸۶ باب المہر۔ ظفیر۔

مہر مؤجل قرار پایا اب لڑکی کا باپ معجل کا دعویٰ کرتا ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۳۱۸) - ہندہ کا نکاح زید سے ہوا، اور مہر مؤجل قرار پایا لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں لفظ مؤجل تحریر نہیں ہوا، ہندہ لاولد ہے اور اس کا باپ بہت مقروض ہے اس نے ہندہ کو اپنے قبضہ میں کر کے ہندہ کے نصف دین کا دعویٰ عدالت میں کر دیا۔ اس صورت میں مہر مؤجل کا اعتبار ہے یا کیا، جب کہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحت ہوتا ہے تو تا قیام نکاح و تا حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے، ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا رسوم ودجود اس وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو، اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چل سکتا۔

الجواب - اعتبار اسی کا ہے جو کچھ دربارہ مہر قرار پایا تھا پس جبکہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تو مؤجل ہی لازم ہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے، عرف یہی ہے کذا فی العالمگیریہ[1]۔

اگر مرنے والے شوہر کی جائداد مہر سے کم ہو تو بقیہ ورثہ کے ذمہ ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۱۹) - اگر متوفی کی جائداد مہر سے کم ہو تو ورثہ کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب - متوفی کی جائداد سے مہر لیا جا سکتا ہے[2] اگر متوفی کی جائداد اس کو کافی نہ ہو تو وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

عورت کی زندگی میں مہر میں کسی کا حق پہنچتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۲۰) - عورت کی زندگی میں اس کے مہر میں کن کن ورثہ کو حصہ پہنچے گا۔

---

[1] لاخلاف لاحد ان تاجیل المهر الی غایة معلومة، ثم ان کان لاالی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت. عالمگیری باب المهر ج۱ ص۲۹۹ ظفیر۔

[2] تتعلق بترکة المیت حقوق اربعة مرتبة الاول یبدأ بتکفینه وتجهیزه من غیر تبذیر ولا تقتیر ثم تقضی دیونه من جمیع ما بقی من ماله الخ سراجی ص۲۔ ظفیر۔

الجواب۔ کسی کو نہیں پہنچتا۔

سوال (۱۳۲۱) موت کے وقت جو مہر معاف کراتے ہیں اس سے معاف ہوتا ہے یا نہیں۔ شوہر کو دفن کرنے سے پہلے اکثر مورتیں ورثاء متوفی اپنا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے زوجہ متوفی کو مجبور کرتے ہیں کہ مہر معاف کردے چونکہ وہ وقت نہایت رنج والم وسقوط عقل و ہوش و پریشانی کا ہوتا ہے، ایسے وقت کی معافی مہر معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ایسے وقت کی معافی صحیح و معتبر ہے[1]۔

سوال (۱۳۲۲) معافی کے وقت کسی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ مہر معاف کرنے کے وقت زوج وزوجہ کے قریبی رشتہ دار باپ بھائی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب۔ معافی مہر کے لئے زوج اور زوجہ کے رشتہ داروں کے موجود ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر زوجہ معافی مہر سے انکار کرے تو شوہر کے وارثوں پر دو گواہ عادل معافی مہر کے پیش کرنا ہوگا۔ بدون گواہوں کے بصورت انکار زوجہ معافی مہر ثابت نہ ہوگی[2]۔

سوال (۱۳۲۳) مہر مطلق ہو تو کتنے کا مطالبہ زندگی میں کرسکتی ہے۔ اگر مہر بلا صراحت ثابت ہو تو اندریں حال کہ اگر عورت لاولدہ ہو اور اس کا باپ عیاش اور فضول خرچ اور مقروض ہو اور شوہر نے اس کی سکونت اور خورد ونوش کا بھی انتظام کردیا ہو اور کسی خاص رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر مہر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کی وہ دعوی دار ہے یا خمس وربع کی۔

الجواب۔ مہر مؤجل ہونا اگر ثابت ہوجاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے

[1] وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل او لا (در مختار) الحط الاسقاط كما في المغرب الخ وان لا تكون مريضة مرض الموت (رد المحتار باب المهر ص ۴۶۳ ج ۲ وص ۴۷۶ ج ۲) ظفير۔

[2] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق الخ رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ص ۵۱۵ ج ۴) ظفير۔

پر یا طلاق دینے پر کر سکتی ہے کذا فی العالمگیریہ وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت الخ باب المہر[1] ترجمہ، اور یہ اس لئے کہ غایۃ اور مدت معلوم ہے اور وہ طلاق ہے یا موت ہے الخ اور درمختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف الخ ۳۵۹ شامی جلد ۲[2] ترجمہ۔ مگر مدت مہر کی بوقت طلاق کے یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے (اس سے پہلے نہ نصف کا دعویٰ کر سکتی نہ ربع اور خمس کا۔ ظفیر)

مہر مؤجل ثابت ہو جائے تو کس وقت پانے کی عورت مستحق ہوگی

سوال (۱۳۲۴) - اگر مدعیہ کی طرف سے اس کے دعویٰ کے موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہو سکے اور زید ہی کا قول کہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تسلیم کر لیا جاوے تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے

الجواب - اگر مہر کے معجل و مؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو اور عورت کا دعویٰ عدم تصریح کا ثابت ہو جاوے تو عرف کے موافق حکم ہوگا اور جب کہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف و رواج وہاں کا دیکھنا چاہئے کہ عام طور سے جب کہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے قال فی فتح القدیر بل المعتبر فی المسکوت العرف الخ ۳۵۰ جلد ۲ یعنی بلکہ معتبر اس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو، عرف و رواج اس شہر کا ہے (اب اگر وہاں کا عرف مؤجل ہے تو طلاق یا موت کے بعد مطالبہ کا حق ہے پہلے نہیں۔ ظفیر)۔

مہر مطلق میں رواج ملنے کا نہیں ہے تو کیا حکم ہوگا

سوال (۱۳۲۵) - اور اگر مہر تو بلا صراحت ثابت ہو کر امروہہ کے اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب - جب کہ مہر میں کچھ تصریح اور قید نہ ہو اور عرف و رواج وہاں کا یہ ہے کہ تا قیام نکاح و تا حیات زوجین مہر نہیں دیا جاتا تو اسی کے موافق عمل درآمد ہوگا، اور ہندہ کو

[1] عالمگیری مصری ص ۲۹۰ ، ظفیر [2] دیکھئے رد المحتار مطبوعہ استنبول ص ۳۵۹ ج ۲ باب المہر ۔ ظفیر۔

کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گذرا، اور نیز فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں قاضی خاں سے منقول ہے فان لم یبینوا قدر المعجل ینظر الی المرأۃ والی المہر انہ کم یکون المعجل لمثل ھٰذہ المرأۃ من مثل ھٰذا المہر فیعجل ذالک ولا یتقدر بالربع والخمس بل یعتبر المتعارف فان الثابت عرفاً کالثابت شرطاً[۱] پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجل کی تو عورت کو اور اس کے مہر کو دیکھا جاوے گا کہ ایسی عورت کے لئے ایسے مہر میں سے کس قدر مہر معجل ہوتا ہے، اسی قدر اس کو فی الحال دیا جاوے گا۔ چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعیین اور تحدید نہیں ہے بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔

ثبوت رواج کے لئے کیا چاہئے

سوال (۱۳۲۶) ہندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں، اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ثبوت عرف ورواج کے لئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا عرف ورواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے، ہندہ کے باپ کا قول اس بارہ میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ عبارت قاضی خاں مذکورہ ینظر الی المرأۃ والی المہر الخ سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر بیوی شوہر کا مال لے کر بھاگ جائے تو وہ مہر میں وضع کیا جائے گا یا نہیں

سوال (۱۳۲۷) میری دوسری بیوی میری عدم موجودگی میں میری بغیر اجازت اپنے بہنوئی کے ساتھ بہ نیت فعل بد فرار ہوگئی اور اپنے ہمراہ مال وزیور جس میں میری لڑکی کا بھی زیور تھا جو تقریباً پندرہ سو کا تھا لے گئی اور اس کا مہر ایک ہزار کا ہے تو اس صورت میں وہ مہر کی دعوے دار ہو سکتی ہے یا مہر ادا ہوگیا۔

---

[۱] دیکھئے فتح القدیر باب المہر و عالمگیری ص۲۹ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

الجواب۔ اگر عورت اقرار کرے مال واسباب شوہر کے لیجانے کا اور اس کو مہر میں محسوب کرے تو محسوب ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

زنا کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو وہ مہر کی مستحق ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۲۸) ۔ زید اپنی عورت زانیہ کو طلاق دیتا ہے یہ عورت بعد طلاق کے مہر کی مستحق ہوگی یا نہ۔

الجواب۔ اگر صحبت یا خلوت ہو چکی ہے تو وہ عورت بعد طلاق کے کل مہر پانے کی مستحق ہے (اور اگر صحبت اور خلوت نہیں ہوئی ہے تو نصف۔ ظفیر)

بوقت موت قبل خلوت پورا مہر عورت کیوں پاتی ہے

سوال (۱۳۲۹) ۔ بصورت تسمیہ مہر عند النکاح قبل خلوت اگر زوج فوت ہو جاوے تو فقہ کی کتابوں سے کل مہر کا واجب الاداء ہونا معلوم ہوتا ہے فالمسمی عند الوطی او موت احدھما سواء کان الموت قبل خلوۃ او بعدہا[1] لیکن اس حکم کا ثبوت کہاں سے ہے آیۃ قرآنی یا حدیث سے۔

الجواب۔ موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ولا اختلاف للاربعۃ فی ھذا اور وہ حدیث جو عدم تسمیہ مہر و موت قبل دخول کی صورت میں پورا مہر لازم ہونے میں وارد ہے اس اجماع کی دلیل ہے، وہ حدیث یہ ہے۔ وعن علقمۃ عن ابن مسعودؓ انہ سئل عن رجل تزوج امراۃ ولم یفرض لہا شیئا ولم یدخل بہا حتی مات فقال ابن مسعودؓ لہا مثل صداق نسائہا لا وکس ولا شطط وعلیہا العدۃ ولہا المیراث فقال معقل بن سنان الاشجعیؓ فقال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بروع بنت واشق امراۃ منا بمثل ما قضیت ففرح بہا ابن مسعودؓ۔ رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی. مشکوۃ شریف[2]

---

[1] ویتاکد عند وطیٔ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج۲ ظفیر۔ [2] مشکوۃ شریف باب الصداق ص ۲۷۷ ۱۲ ظفیر۔

عورت مہر مؤجل زندگی میں وصول کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۰) - زید جو بیس سال سے اپنی زوجہ ہندہ کو نان و نفقہ نہیں دیتا، مہر مقررہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ جس میں سے دو ثلث مؤجل اور ایک ثلث معجل ہے، اس میں سے مہر معجل تو بتدریج وصول ہوگیا، اب مہر مؤجل زید کے ذمہ باقی ہے، زید اس کی ادائگی سے پہلوتہی کرتا ہے، زید کے کوئی جائداد بھی ایسی نہیں ہے جو بعد وفات وصول کی امید ہو، اب ہندہ مہر مؤجل وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر مؤجل کے وصول کا وقت فقہاء نے موت یا طلاق لکھی ہے یعنی جبکہ مہر مؤجل کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تو بوقت فرقت وصول ہو سکتا ہے خواہ فرقت طلاق سے ہو یا موت سے۔ قال فی العالمگیریہ لاخلاف لاحد ان تاجیل المھر الی غایۃ معلومۃ نحو شھر او سنۃ صحیح وان کان الا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم یصح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق او الموت کذا فی المحیط عالمگیریہ[1]

والدین کی اجازت کے بغیر عورت مہر معاف کرسکتی ہے یا نہیں اور میاں بیوی میں اختلاف کی صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳۱) - زوجہ بالغہ بلا اجازت والدین کے مہر معاف کرسکتی ہے یا نہیں اگر شوہر گواہ پیش کرے کہ زوجہ نے مہر معاف کردیا ہے اور زوجہ منکر ہو تو اس صورت میں دعوی عورت کا مسموع ہوگا یا نہ۔

الجواب۔ زوجہ بالغہ برضائے خود اپنا مہر معاف کرسکتی ہے[2]، اور شوہر اگر دو گواہان عادل و ثقہ سے معافی مہر ثابت کردے تو عورت کا انکار معتبر نہیں ہے اور دعوی عورت کا دربارہ مہر غیر مسموع ہے[3]۔

---

[1] عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع ج۱ ص۲۹۶ ۱۲ ظفیر۔ [2] وصح حطھا لکلہ او بعضہ عنہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج۲ ص۳۴۵) ظفیر۔ [3] وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال مثل النکاح والطلاق الخ (ہدایہ کتاب الشہادۃ ج۳ ص۱۵۵) ظفیر۔

مہر کی معافی کے بعد عورت پھر مستحق ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۲) - اگر عورت راضی وخوشی سے شوہر کو معاف کردے روبرو گواہان کے تو بعد معاف کرنے کے پھر عورت مستحق مہر پانے کی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - اگر عورت مہر معاف کردے تو مہر معاف ہوجاتا ہے اور بعد معاف کرنے کے پھر عورت کو عنداللہ مہر کا لینا شوہر سے درست نہیں ہے، لیکن اگر عورت مہر کے معاف کرنے سے منکر ہو اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل معافی مہر کے نہ ہوں تو قاضی حکم مہر دلوانے کا کردے گا۔[1]

مہر جب مطلق ہو تو عورت کیا یہ دعویٰ کرسکتی ہے کہ مہر دو ورنہ تمہارے پاس نہ جاؤں گی

سوال (۱۳۳۳) - ہندہ کا مہر بوقت نکاح مطلق تھا۔ بلاقید معجل و مؤجل۔ اب ہندہ اپنے والدین کے یہاں ہے اور اس کی یہ خواہش ہے کہ اپنا مہر وصول کرلوں اور نفقہ وغیرہ کا انتظام ہوجائے تب زوج کے گھر جاؤں۔ اس صورت میں ہندہ وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - ہندہ کو ابھی مہر وصول کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ مہر مطلق میں عرفاً وصول مہر کا وقت موت یا طلاق ہے باقی شوہر اگر فی الحال مہر دیدے کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر جبراً ہندہ ابھی اس کو وصول نہیں کرسکتی۔[2] اور نفقہ ہندہ کا شوہر کے ذمہ اسی وقت لازم ہے کہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، شوہر جہاں رکھے وہاں رہے۔[3]

طلاق بائن کے بعد جب دوبارہ شادی کی تو پہلا مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۳۴) - ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے مہر مقررہ پر ہوا، تین چار ماہ بعد شوہر نے زوجہ منکوحہ کو طلاق بائن دیدی، چند ایام کے بعد بروئے شرع پھر اسی سے نکاح ثانی کرلیا اور مہر

---

[1] قال علیہ السلام البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر، ہدایہ ص ۲/۳۶۴ ظفیر۔ [2] ولہا منعہ من الوطئ ودواعیہ والسفر بہا ولو بعد وطئ وخلوۃ رضیتہما لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ، او قدر ما یعجل لمثلہا عرفاً۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۲/۴۹۵ ظفیر۔ [3] فتجب للزوجۃ علی زوجہا ولو صغیراً، لا ممتنعۃ نفسہا للمہر، ولا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشزۃ حتی تعود۔ ایضاً باب النفقہ ص ۲/۸۶۴، ظفیر۔

دوسری مرتبہ مہر جدید بوعدہ عند الطلب قرار پایا اور مہر اول کی بابت کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں مہر اول قابل ادائیگی رہا یا نہیں۔

الجواب۔ وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اگر طلاق دی جاوے تو پورا مہر لازم ہوتا ہے پھر جو دوسرا نکاح ہو گیا اس کا مہر علیحدہ واجب ہے، مہر اول بھی ادا کرنا چاہئے اور مہر ثانی بھی۔ ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت[1] الخ (در مختار)

مہر کی کم اور زیادہ مقدار کیا ہے

سوال (۱۳۲۵) - مہر شرع محمدی کی مقدار کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے۔

الجواب۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہیں جو قریب تین پونے تین روپے کے ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد نہیں ہے ہکذا فی کتب الفقہ[2] یہ واضح رہے کہ دس درہم کا صحیح وزن ساڑھے اکتیس ماشے چاندی ہے لہذا چاندی کے بھاؤ کے حساب سے دس درہم کی قیمت متعین کی جائے گی۔ مفتی صاحب نے تین پونے روپے دس درہم کی قیمت ۱۳۴۸ھ میں لکھا ہے اس وقت چاندی سستی تھی اس وقت ۱۳۹۱ھ میں چاندی کا بھاؤ تقریباً ستر روپے تولہ ہے، اس حساب سے دس درہم کی قیمت ہمارے زمانہ میں اٹھارہ سوا اٹھارہ روپے ہوگی، اس لئے سوا اٹھارہ روپے سے کم مہر نہیں ہو سکتا ہے اور جس طرح قیمت بڑھے گی روپے کی مقدار بھی زیادہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)۔

جو مہر طے ہوا ہے وہی واجب ہے یا زیادہ یا کم

سوال (۱۳۲۶) - زید کا نکاح بعمر سولہ سال ہندہ کے ساتھ جس کی عمر تیرہ سال کی تھی ہوا تو کیا وہ تعداد مہر کی جو بوقت نکاح قائم ہوئی، وہی واجب ہوئی ہے یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۵ ج ۲ ظفیر۔ [2] اقلہ (ای المہر) عشرۃ دراہم الخ وتجب العشرۃ ان سماہا او دونہا وتجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر (در مختار) یجب الاکثر ای بالغا ما بلغ (رد المحتار باب المہر ص ۴۵۵ ج ۲) ظفیر۔

الجواب۔ جو مقدار مہر کی بوقت نکاح مقرر ہوئی وہی قائم رہے گی اور وہی مقدار بذمہ شوہر واجب ہے لیکن اگر قبل از دخول وخلوت کے شوہر طلاق دیدیوے تو نصف مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہوگا۔[1]

مہر کا ایک حصہ دیدیا تو اب طلاق کے وقت پھر کل کی مستحق ہے یا نہیں۔

سوال (۱۳۳۷) وقت نکاح تشریح مہر موجل ومعجل کی نہ تھی اور بعد نکاح کے زید نے ایک جزو مہر کا ہندہ کو ادا کیا تو طلاق کے وقت کل مہر ادا کرنا ہوگا یا کیا۔

الجواب۔ طلاق کے وقت کل مہر باقی ماندہ ادا کرنا ہوگا۔[2]

طلاق نہ دینے کی صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳۸) درصورت نہ دینے طلاق کے کل مہر کا دعوی ہو سکتا ہے یا جزو کا یا نہیں ہو سکتا۔

الجواب۔ نہیں ہو سکتا۔

طلاق کی طلب پر شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو تو بیوی کے باپ نے ذمہ لیا اب طلاق دیدی تو مہر کا کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳۹) ایک شخص نے اپنے داماد سے کہا کہ تو میری دختر کو طلاق دیدے اس نے کہا کہ اگر وہ مہر معاف کردے گی تو میں طلاق دیدوں گا۔ زوجہ کے باپ نے ضامن ہو کر کہا کہ میں اپنی بیٹی سے مہر معاف کرادوں گا، اس بناء پر شوہر نے طلاق دیدی، بعد میں نہ باپ نے معاف کرایا نہ لڑکی نے معاف کیا، اس صورت میں شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے یا کیا۔

الجواب۔ اس صورت میں طلاق ہوگئی اور بی بی نے اگر مہر معاف نہ کیا تو باپ ذمہ دار ہے اس سے لیوے۔

جو مہر مؤجل ہے اس میں سے کچھ معجل ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۴۰) ہندہ کا عقد زید کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر عـ روپیہ ۱؍عـ اشرفی پانچ دینار کے منعقد ہوا، یہ کل مہر

---

[1] ولو سمی اقل من عشرۃ فلہا العشرۃ (الی قولہ) ولو طلقہا قبل الدخول تجب خمسۃ عند علمائنا ثلٰثا (ہدایہ باب المہر ج ۲ ص ۳) ظفیر۔ [2] وبالطلاق یتعجل المؤجل (رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۲) ظفیر۔

سیاہہ نکاح میں بلفظ مہر مؤجل لکھا ہے، متناکحین ہی دو قائم ہیں اور ہنوز نکاح بھی قائم ہے اب سوال یہ ہے کہ مہر مذکورہ بالا کا کوئی جزو مہر معجل ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اس کی مقدار کیا ہوگی۔

الجواب۔ جب کہ تمام مہر مؤجل قرار پایا ہے تو اس کی کوئی مقدار معجل نہیں ہو سکتی اور فی الحال مطالبہ کسی جزو کا نہیں ہو سکتا[1]۔

خنثیٰ عورت کو مہر ملے گا یا نہیں

سوال (۱۳۴۱) جب کہ ہندہ کے کوئی علامت مذکر و مؤنث کی نہیں اور نہ پستان صرف راستہ پیشاب مثل ایک بہت تنگ سوراخ کے ہے ایسی حالت میں اس کا مہر نصف لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ جبکہ ہندہ خنثیٰ مشکل ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، لہٰذا مہر بھی لازم نہ ہوگا نہ کل نہ نصف، در مختار میں ہے فخرج الذکر والخنثیٰ[2]

مہر قرض میں شمار ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۴۲)۔ زوجہ کا مہر قرض میں شمار ہوگا یا نہیں۔

الجواب۔ زوجہ کا مہر دینا بذمہ شوہر ہوتا ہے اور اس کا ادا کرنا تقسیم ترکہ سے مقدم ہوتا ہے (معلوم ہوا کہ قرض میں شمار ہوگا۔ ظفیر)

مزنیہ سے نکاح کیا پھر طلاق دی تو مہر کتنا ملے گا

سوال (۱۳۴۳)۔ زید نے زینب کے ساتھ زنا کیا جب لڑکا پیٹ میں پیدا ہوا تو زینب کا نکاح زید کے ساتھ پڑھا دیا، بعد تین روز کے ہمبستر ہو کر تین طلاق دیدی، زینب کو پورا مہر ملے گا یا نصف۔

---

[1] وان کان لا الی غایة معلومة قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت (عالمگیری کشوری ص ۳۰۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۵۲ ج ۲ ای ان ایراد العقد علیهما لا یفید ملک استمتاع الرجل بهما لعدم محلیتهما له (رد المحتار ص ۳۵۲ ج ۲) ظفیر۔ [3] افاد ان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ص ۴۵۲ ج ۲) ظفیر۔

الجواب۔ اس صورت میں زینب کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہو گیا تھا[1] اور صحبت کے بعد طلاق دینے سے پورا مہر زینب کا زید کے ذمہ لازم اور واجب الاداء ہو گیا[2]۔ فقط

شوہر کے اس کہنے سے کہ بغیر میری اجازت کہیں نہ جانا ورنہ مہر نہ دوں گا اور بیوی چلی گئی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۴۴) - زید نے اپنی بی بی ہندہ سے کہا اگر تم بغیر میری اجازت کے اور میری عدم موجودگی میں کہیں گئی تو تمہارا دین مہر میں نہ دوں گا بعد دو ہفتہ کے عدم موجودگی میں اپنے رشتہ دار کے یہاں ہندہ چلی گئی تو شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اس صورت میں مہر ساقط نہیں ہوا زید کے ذمہ مہر ہندہ کا لازم ہے اور زید کو وہ مہر دینا ہوگا[3]۔ فقط

پہلے ڈھائی سو پر نکاح کیا پھر تجدید نکاح چودہ ہزار سے زیادہ پر کیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۳۴۵) - مسمی بدھن نے ۲ محرم ۱۳۵۲ھ کو مسماۃ زہرا بی سے بمعاوضہ مہر مبلغ دو سو پچاس روپیہ مہر موجل عقد کیا، اٹھارہ روز بعد بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۵۲ھ مسمی بدھن مذکور نے مسماۃ مذکورہ سے چودہ ہزار سات سو پچاس روپیہ مہر مقرر کر کے تجدید نکاح کی یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ منکوحہ سے عقد ثانی کرنا فضول ہے لیکن اضافہ مہر صحیح ہے[4]۔

---

[1] وصح نکاح حبلی من زنا الخ و ان نکحها الزانی حل له وطؤها الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۰۹ ج ۲ ظفیر۔ [2] و تجب العشرۃ ان سماها او دونها و یجب الاکثر منها ان سمی الاکثر و یتاکد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۵ ج ۲ ظفیر۔ [3] افاد ان المہر وجب بنفس العقد الخ وانما یتاکد لزوم تمامه بالوطی و نحوہ (رد المحتار باب المہر ص ۴۵۸ ج ۲) ظفیر۔ [4] نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا یہ دوسرا نکاح فضول ہوا، البتہ مہر میں اضافہ شوہر کی طرف سے ہو گیا۔ او زید علی ما سمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس الخ و فی الکافی جدد النکاح بزیادۃ الف لزمه الالفان و سخنان حاصل عبارۃ الکافی تزوجها فی السر بالف ثم فی العلانیۃ بالفین فی الاصل انه یلزمه عندہ الالفان و یکون زیادۃ فی المہر و عند ابی یوسف المہر ہو الاول لان العقد الثانی لغو فیلغو ما فیه و عند الامام ان الثانی وان لغا لا یلغو ما فیه من الزیادۃ (رد المحتار باب المہر ص ۴۶۸ و ص ۴۶۸ ج ۲) ظفیر۔

رضاعی بھائی بہن میں شادی ہوگئی تو مہر لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۳۴۶) - زید اور فاطمہ نے ایک تیسری عورت کا جو اجنبیہ ہے دودھ پیا، زید و فاطمہ کے اولیاء نے دونوں کا باہم عقد کر دیا، یہ عقد صحیح ہے یا نہیں، بہرحال مہر منکوحہ موطوءہ کا ناکح پر لازم ہے یا نہ۔

الجواب - نکاح ان دونوں رضیعین (دودھ پینے والوں) کا باہم درست نہیں ہے ان میں تفریق ہونی چاہئے اور بصورت وطی مہر لازم[1] ہے۔ فقط۔

بلا مہر نکاح ہوا اور قبل خلوت طلاق دیدی تو مہر اب کیا ہوگا

سوال (۱۳۴۷) - ایک مرد ۱۶ سالہ کا نکاح دختر ۸ سالہ نابالغہ سے ہوا، اور بوقت ایجاب و قبول مہر کا ذکر بھی نہیں ہوا اور نہ کابین نامہ میں تحریر ہوا، مرد نے بوجہ عدم بلوغ زوجہ، زوجہ کو قبل وطی طلاق دیدی تو اس صورت میں مہر کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب - حکم شرعی اس صورت میں ہے کہ جب کہ بوقت نکاح مہر کا تذکرہ اور تسمیہ نہیں ہوا، اور طلاق دخول و خلوۃ سے پہلے دی گئی تو مہر کچھ لازم نہیں ہے، صرف متعہ یعنی تین کپڑے یا ان کی قیمت لازم[2] ہے۔

بد اطواری کی وجہ سے طلاق دیجائے تو بھی مہر دینا ہوگا

سوال (۱۳۴۸) - زید کا عقد سلمہ کے ساتھ بعاوضہ زر مہر ایک سو پچہتر روپیہ سکۂ عثمانیہ باندھا گیا، سلمہ نے بعد عقد ایک سال تک اپنے منہ پر نقاب رکھا، ہر وقت ہم بستری اور خدمت گذاری سے نا راض رہتی تھی، سن بعد نقاب اٹھ گیا، اس کی ساتھ ہی فحش کلامی و نافرمانی خاوند کے ساتھ کی، زید نے ایسی حرکات

---

[1] فیحرم منہ ای بسببہ ما یحرم من النسب رواہ الشیخان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الرضاع ص۴۰۸ ج۲) ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد بالوطئ لا بغیرہ (ایضاً باب المہر ص۴۸۵ ج۲) ظفیر۔

[2] وتجب متعۃ لمفوضۃ وہی من زوجت بلا مہر طلقت قبل الوطئ وہی درع وخمار وملحفۃ (درمختار) ولو دفع قیمتہا اجبرت علی القبول (رد المحتار باب المہر ص۴۶۲ ج۲) ظفیر۔

سے تنگ آکر خوراکی ماہانہ دے کر اس کی والدہ کے پاس روانہ کر دیا اور زرِ مہر ماہانہ حسب آمدنی ادا کرنا چاہتا ہے مگر اس کی والدہ زرِ مہر متفرق حاصل کرنے سے روکتی ہے کہ یکمشت دیا جائے زید میں یکمشت ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے ایسی عورت کے ساتھ کیا کیا جائے، کیا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب الادا ہے، بداخلاقی و نافرمانی سے تنگ آکر طلاق دے جاوے تو زرِ مہر کیا عائد ہوگا، سلمہ ماہانہ زرِ مہر کے حاصل کرنے میں دریغ کرتی ہے، اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب۔ مہر اگر مؤجل ہے یعنی فی الحال دینا مہر قرار نہ پایا تھا تو اس کے وصول کا وقت فقہاء نے طلاق یا موت لکھی ہے، قبل طلاق عورت مطالبہ نہیں کر سکتی[۱]، اور اگر مہر معجل ہے تو عورت فی الحال اس کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن جب کہ شوہر یکمشت دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو باقساط ادا کیا جاوے گا اور جو عورت شوہر کے مکان سے بلا اس کی اجازت کے از راہ نافرمانی چلی جاوے اس کا نفقہ ساقط ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ خود شوہر نے اس کو بوجہ اس کی بداخلاقی کے اس کی والدہ کے پاس بھیجا ہے تو اس صورت میں نفقہ شوہر کے ذمہ لازم[۲] ہے۔ فقط۔

خلوت سے پہلے طلاق دینے پر مہر لازم ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۴۹) زید نے اپنا عقد ہندہ سے بہ تقرری مہر سوا چالیس روپیہ کے کیا اور قبل وطی اور خلوۃ صحیحہ کے زید نے ہندہ کو طلاق بائن دے کر نکاح سے خارج کر دیا اور مہر دینے سے انکار کرتا ہے اور موضح القرآن سے آیۃ کریمہ لاجناح علیکم الآیۃ دلیل میں پیش کرتا ہے اس صورت میں مہر دینا ہوگا یا نہیں۔

---

[۱] ویتأکد المهر عند وطئ او خلوة الخ (درمختار) واذا تأکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تأکده لا یحتمل السقوط الا بالابراء (رد المحتار باب المهر ص ۳۵۲ ج ۲) ظفیر۔ [۲] تجب النفقة للزوجة بنکاح صحیح الخ علی زوجها ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۴ و ص ۸۸۹ ج ۲) ظفیر۔

الجواب۔ صورت مذکورہ میں قبل دخول وخلوۃ طلاق دینے سے نصف مہر لازم آتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ الآیۃ[1] اور یہ آیت لاجناح علیکم الآیۃ[2] کے بعد ہے اس کی تفسیر کو بھی موضح القرآن میں دیکھ لیں وہ پہلا حکم مہر واجب نہ ہونے کا اس وقت ہے کہ مہر بالکل مقرر نہ ہو اور قبل دخول وخلوۃ طلاق دی جاوے اور جب کہ مہر کی مقدار مقرر ہوئی ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے اور طلاق قبل دخول وخلوۃ واقع ہوئی ہو تو نصف مہر لازم آتا ہے اس آیت وان طلقتموھن الآیۃ میں اس کا بیان ہے اور کتب فقہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح[3] ہے۔ فقط۔

بیوی سے مہر معاف نہ کرا سکا تو اب کیا کرے

سوال (۱۳۵۰) - بکر کی زوجہ کا انتقال ہوگیا اور بکر سے نہ تو مہر ادا کیا چونکہ وسعت نہیں تھی اور نہ مہر معاف کرایا، اب زوجہ کی والدہ وغیرہ سے بکر مہر معاف کرالیوے تو معاف ہوسکتا ہے یا نہیں جب کہ مرحومہ لاولد ہے (۲) مرحومہ کے مہر کا حقدار کون کون ہے (۳) کوئی ایسی صورت ہے جب کہ وہ واقعی ادائیگی کے قابل نہیں ہے کہ وہ مرحومہ کے قرض مہر سے بچ جاوے اور قیامت میں گرفتار عذاب نہ ہو (۴) اگر کوئی شخص خلوۃ میں اپنی زوجہ سے مہر معاف کرالیوے تو معاف ہوجاوے گا یا نہ گواہوں کی ضرورت تو نہ ہوگی۔

الجواب - زوجہ کے مرنے کے بعد زوجہ کے وارثوں سے اگر مہر معاف کرائے گا مہر معاف ہوجائے گا، عام اس سے کہ ادائے مہر کی استطاعت ہو یا نہ ہو اور مہر میں خاوند کا بھی حق ہے اس کو معاف کرانے کی ضرورت نہیں[4]۔ (۲) زوجہ کے وارثوں کو مہر اسی طرح

---

[1] سورۃ البقرہ۔ ۳۱ - [2] ایضاً - ظفیر۔ [3] ویجب نصفہ بطلاق قبل وطء او خلوۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۲ ج ۲) ظفیر۔ [4] شوہر کا حصہ بیوی کے ترکہ میں نصف اگر بچے نہ ہوں، ورنہ چوتھائی دیکھئے سراجی۔ ظفیر۔

پہنچے گا جس طرح کہ زوجہ کا اپنا مملوکہ مال پہنچتا ہے (۳) معاف کرانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں (۴) اگر تخلیہ میں زوجہ سے مہر معاف کرا دے گا تو وہ عند اللہ معاف ہو جاوے گا لیکن اگر جھگڑا قاضی کے یہاں پیش ہوگا تو وہ بغیر گواہ یا اقرار زوجہ کے مہر ساقط نہ کرے گا۔

بیس برس بعد مہر کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں

سوال (۱۳۵۱) - زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو بیس برس ہوئے طلاق دیدی ہے مگر اب تک زید نے دین مہر اپنی زوجہ کا ادا نہیں کیا ایسی صورت میں زید کی زوجہ کو دین مہر کے مطالبہ کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں زید کی زوجہ اپنے مہر کا مطالبہ شرعاً کر سکتی ہے۔

کیا کوئی مدت ہے جس کے بعد مہر کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا

سوال (۱۳۵۲) - کیا شرعاً ایسی کوئی مدت ہے جس کے گذرنے کے بعد مطالبہ مہر کا حق زوجہ کو نہ رہے۔

الجواب - شرعاً کسی مدت کے گذرنے سے حق کسی وارث کا اور صاحب حق کا ساقط نہیں ہوتا، شامی میں ہے قالوا ان الحق لا یسقط بالتقادم[1]۔ فقط

جس بیماری میں مہر معاف کیا اسی میں بیوی مرگئی تو معاف ہوا یا نہیں

سوال (۱۳۵۳) - ہندہ مریضہ نے اپنے شوہر کو بدیں مضمون مہر معاف کر دیا کہ میں چونکہ امراض لاحقہ میں مبتلا رہتی ہوں، لہذا اپنے مہر بخشتی ہوں بعد اس تحریر کے اس مرض لاحقہ میں دس روز کے بعد انتقال کیا، اب عورت کے وارث مہر وں میں شرعاً حصہ پا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب - مرض الموت میں مہر معاف کرنا صحیح نہیں ہے۔ پس اگر باقی ورثہ کی معافی کو تسلیم نہ کریں تو وہ اپنا حصہ مہر میں سے لے سکتے ہیں۔ در مختار میں ہے کہ مرض الموت کا ہبہ وغیرہ بحکم وصیت ہے اور بحکم لا وصیۃ لوارث[2] وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں ہوتی مگر یہ کہ باقی ورثہ راضی ہوں۔ فقط۔

کیا بیوہ نکاح کرلے تو مہر اور ترکہ کی مستحق نہیں رہتی

سوال (۱۳۵۴) - زید کا انتقال ہو گیا اس

---

[1] دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضاء نمبر ۲۱۱۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الہبۃ باب ہبۃ ظفیر

کے پسماندگان دو تین بچہ نابالغ اور ایک بیوی ہے، زید نے اپنی حیات میں چند متولیان مقرر کردیئے تھے جن کے زیر نگرانی اس کی پسماندگان کی پرورش ہوتی رہی، زید کی زوجہ جوان ہے نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے، متولیان کہتے ہیں کہ اگر نکاح ثانی کیا تو مہر اور ترکہ کچھ نہ دیا جائے گا یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب - زید کی زوجہ کا جو کچھ حصہ شرعی زید کی جائداد میں سے ہے اور مہر اس کا جو بذمہ شوہر واجب ہے وہ بہر حال زوجہ کو دیا جاوے گا خواہ عقد ثانی کرے یا نہ کرے اوصیاء اور متولیان کا یہ کہنا کہ اگر اس نے عقد ثانی کر لیا تو اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا غلط ہے اور خلاف شرع ہے، زوجہ بہر حال اپنے حصہ شرعیہ اور مہر کی حقدار اور مالک و مستحق ہے اگر اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا تو یہ ظلم اور گناہ کبیرہ ہے اور حق العباد کا مواخذہ ان کے ذمہ رہے گا۔

مقررہ مہر نالش کرکے لے لیا پھر شوہر نے پہلا مہر قائم رکھا تو یہ دوسرا اضافہ مہر عورت لے سکتی ہے

سوال (۱۳۵۵) مسماۃ امۃ الغنی نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ اپنا دین مہر شوہر سے بذریعہ نالش وصول کر لیا اور بعد کو شوہر نے موافقت پیدا کرکے مسماۃ مذکورہ کا وہی مہر تعداد مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مکرر قائم کرکے تسلیم کر لئے، اب چونکہ شوہر مسماۃ کا انتقال ہو گیا لہذا مسماۃ مذکور شرعاً اپنا دین مہر مکرر ترکہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں عورت پانچ ہزار روپیہ پانے کی ترکہ شوہری سے مستحق ہے، کیونکہ یہ دوبارہ شوہر کا پانچ ہزار روپیہ مہر کا تسلیم کرنا زیادتی مہر پر محمول ہو کر بذمہ شوہر واجب الاداء ہو گیا کما یظہر من فروعات باب المہر من الدر المختار والشامی وما فرض بتراضیہما لا بعد العقد الخ او زید علی ما سمی فانہا تلزمہ بشرط قبولہا فی المجلس الخ درمختار وفی الشامی وکذا الو اقر لزوجۃ بمہر وکانت قد وھبتہ لہ[1]

---

[1] افاد ان المہر وجب بنفس العقد الخ واذا تأکد المہر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقۃ من قبلہا لان البدل بعد تأکدہ لا یحتمل السقوط الا بالابراء درمختار باب المہر ص ۳۶۴ ج ۲ ظفیر

فانہ یصح ان قبلت فی المجلس[1] اھ فقط

عورت نے مہر لے کر زیور بنوالیا اور مطالبہ باقی رکھا اب اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہے

سوال (۱۳۵۶) - ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر طلب کیا، شوہر نے مہر ادا کر دیا مگر مہر دینے کے وقت کوئی گواہ نہ کیا عورت نے مہر کا روپیہ لے کر زیور بنوا کر پہن لیا اور اپنے شوہر سے کہا کہ مہر دیدے، شوہر نے کہا کہ میں مہر دے چکا، عورت نے کہا کہ اس کا تو میں نے زیور بنوالیا اور وہ زیور تیرے ہی گھر میں ہے مجھ کو اس سے کیا نفع ہوا، مجھ کو دوبارہ مہر دے مگر شوہر نے دوبارہ مہر نہیں دیئے عورت کا انتقال ہوگیا تو شوہر کے ذمہ مہر باقی ہے یا نہیں، اگر باقی ہے تو کس کو دے۔

الجواب۔ اگر عورت کے ورثہ ادائے مہر کو تسلیم نہیں کرتے اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل موجود نہیں ہیں تو مہر بذمہ شوہر لازم ہے، پس اگر عورت لاولد رہی ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا اور نصف دیگر ورثہ کو پہنچا، شوہر ان کو نصف مہر دیدے۔

نکاح بعد پورا مہر دیدیا مگر خلوت سے پہلے طلاق دیدی تو آدھا مہر شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۵۷) - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر بھی دیدیا لیکن رخصت نہیں کی یعنی قبل خلوۃ طلاق دیدی تو نصف مہر واپس لے سکتا ہے، اگرچہ مہر میں جانور ذی روح دیا ہو اور وہ مرگیا ہو یا روپیہ ہو اور وہ خرچ ہوگیا ہو یا کپڑے ہوں وہ پہننے سے گل گئے ہوں۔

الجواب۔ اس صورت میں شوہر نصف مہر واپس لے سکتا ہے اور جو بعینہ واپس نہ ہو سکتا ہو تو اس کی مثل یا قیمت واپس کی جاوے گی، فی المختار قبضت الف المھر فوھبتہ لہ وطلقت قبل وطی رجع علیھا بنصفہ لعدم تعین النقود فی العقود[2]

مرض الموت کی معافی جائز ہے یا نہیں اور مہر معاف کرنے کے گواہ نہیں ہوں تو لڑکا مہر پائے گا یا نہیں

سوال (۱۳۵۸) - مسماۃ ہندہ نے مرض الموت میں چند زیورات مسجد میں دیا اور بقیہ زیور اپنے لڑکے خالد نابالغ کو دیا شوہر کو کوئی عذر اپنے حق میں اس وقت نہیں

---

[1] رد المحتار باب المہر ص۳۵ ظفیر۔ [2] دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۳۴۳ ۔ ظفیر۔

ہوا۔ بعد انتقال کے شوہر نے اپنا حصہ لے لیا، خالد جب بالغ ہوا تو مہر طلب کیا، شوہر کہتا ہے کہ مہر معاف کردیا مگر کوئی شہادت ہے نہ ثبوت ہے پس ایسی صورت میں خالد مہر پانے کا مستحق ہے یا نہیں، اور مرض الموت میں اگر مہر معاف کرے تو معاف ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ شوہر کا دعوی معافی مہر کا بلا دو گواہ عادل کے مسموع نہ ہوگا[1] اور خالد بقدر اپنے حصہ کے مہر وصول کرے گا اور شوہر کا حصہ ساقط ہوجاوے گا اور مرض الموت کی معافی باطل ہے۔ فقط۔

مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح ہوا تو مہر کتنا ہوگا

سوال (۱۳۵۹)۔ اگر کسی شخص نے مہر حضرت ام حبیبہؓ[2] پر نکاح کیا اور کوئی تفسیر اس کی نہیں کی گئی تو زوج کو کیا دینا ہوگا، چار سو دینار کی برابر سونا یا اس کی قیمت روپیہ سے یا بوقت عقد چار سو دینار سونے کی جو قیمت ہو وہ دینا ہوگی۔

الجواب۔ چار سو دینار سونے کی جو قیمت بوقت عقد ہو وہ دینی ہوگی (ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔ ظ)

مہر معجل کا مطالبہ لڑکا سے ہوگا یا اس کے باپ سے

سوال (۱۳۶۰)۔ خاتون نابالغہ دختر عبدالکریم کا نکاح نذیر احمد پسر بشیر احمد سے بولایت والدین بتقرر مہر مبلغ پانسو روپیہ نصف معجل و نصف مؤجل ہوا تو لڑکی کا باپ مہر معجل کا مطالبہ شوہر سے کرسکتا ہے یا اس کے باپ سے۔

الجواب۔ لڑکا اگر بالغ ہے تو دختر کا باپ شوہر سے مہر معجل کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ اور اگر شوہر نابالغ ہے تو اگر اس کا باپ ضامن ادائے مہر کا ہوگیا ہے تو اس سے مطالبہ مہر کا

---

[1] ونصابها ای الشهادة لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح و طلاق و وکالة و وصیة الخ رجلان او رجل و امرأتان (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ج۴ ص ۵۱۴) ظفیر۔

[2] عن ام حبیبة انها کانت تحت عبد الله بن جحش فمات بارض الحبشة فزوجها النجاشی النبی صلی الله علیه وسلم و امهرها عنه اربعة آلاف الخ (مشکوٰة باب الصداق ص ۲۷۷)

ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ فقط

مہر کی مراد | **سوال** (۱۳۶۱) - مہر سے کیا مراد ہے۔

الجواب - مہر وہ مال ہے جو نکاح میں مقرر ہو۔[1]

مہر کتنا ہونا چاہئے | **سوال** (۱۳۶۲) - مہر حیثیت پر ہونا چاہئے - یا شرعی۔

الجواب - ہر طرح درست ہے یعنی جس قدر چاہے مہر مقرر کردے وہ لازم ہو جاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بہت زیادہ نہ کرے (اقلہ عشرۃ دراھم الخ ویجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر (در مختار) ای بالغا ما بلغ (رد المحتار: ص۳۲۹ ج۲ ظفیر)

مہر کی ادائیگی ضروری یا معاف کرالینا کافی ہے | **سوال** (۱۳۶۳) - ادائیگی مہر ضروری ہے یا بخشوانا کافی ہے۔

الجواب - ادائیگی مہر ضروری ہے لیکن اگر عورت بخوشی معاف کردے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

نہ معاف کرایا تو کیا حکم ہے | **سوال** (۱۳۶۴) - اگر منکوحہ بدون وصول اور بدون معاف کرنے مہر کے فوت ہو گئی تو وہ مہر فی سبیل اللہ خرچ کرنا جائز ہے یا ورثہ کو دیا جاوے۔

الجواب - وہ وارثوں کو پہنچانا چاہئے یعنی شوہر اپنا حصہ وضع کر کے باقی دیگر ورثہ کا حصہ ان کو پہنچا دے۔

کنواری کہہ کر ایک ہزار مقرر کیا بعد میں معلوم ہوا کہ کسی کے نکاح میں رہ چکی ہے تو اب مہر کیا ہوگا | **سوال** (۱۳۶۵) - زید نے ہندہ کے ساتھ شادی کی۔ ہندہ کے باپ نے اپنی لڑکی کو کنواری

---

[1] وصح ضمان الولی مہرہا الخ تطلب ای باشارت من زوجہا البالغ او الولی الضامن (در مختار) وقید بالضامن لان لا زام فیہ والا فلا یطالب الا بالضمان اذ لا یرجع مال یلزم ذمۃ الزوج (رد المحتار باب المہر ص۳۹۱ ج۲ و ص۳۵۹ ج۲ ظفیر۔ [2] ثم عرف المہر فی العنایۃ بانہ اسم للمال الذی یجب فی عقد النکاح من الزوج فی مقابلۃ البضع (رد المحتار باب المہر ص۳۲۸ ج۲) ظفیر

مجلس نکاح میں ظاہر کر کے ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کرایا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ہندہ منکوحہ عمر تھی، اس لئے اب مہر مقررہ ایک ہزار روپیہ کے بارہ میں کیا حکم ہے، زید کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے یا نہیں۔

الجواب۔ مہر مقررہ ہزار روپیہ اس صورت میں واجب ہے کما فی الدر المختار[1] ولو شرط البکارۃ فوجدھا ثیبا لزمہ الکل درمحمد فی البزازیۃ[2] فقط

نکاح جب ہزار پر ہوا تو وہی دینا واجب ہے گو وہ لکھا نہ گیا ہو

سوال (۱۳۶۶) ۔ ایک شخص نے قبل از نکاح لڑکی کے والد کے مشورہ سے حق مہر کے لئے ایک اسٹامپ تحریر کرایا جس میں یہ لکھا کہ میں اپنی منکوحہ مساۃ زینب بی بی کے لئے مبلغ ایک ہزار روپیہ بابت حق مہر علاوہ بتیس روپیہ وزیورات مندرجہ رجسٹر ادا کرنے کا عہد کرتا ہوں، عند الطلب مجھ سے وصول کرنے کا حق رکھتی ہے لیکن بعد از تحریر باہم رنجش ہوگئی اسٹامپ ناپسند کیا گیا۔ اس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں کل بوقت نکاح رجسٹر نکاح میں اس کا حوالہ بالکل نہیں دوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۸ء کو اسٹامپ تحریر ہوا، اور ۲۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو نکاح پڑھایا گیا اور ایک ہزار کی رقم درج رجسٹر نہیں ہوئی صرف بتیس روپیہ اور زیورات درج ہوئے، اس صورت میں زوجہ ایک ہزار کی رقم بھی وصول کرسکتی ہے یا نہیں، اقرار نامہ رجسٹری نہیں ہوا۔

الجواب۔ اس صورت میں علاوہ بتیس روپیہ وزیورات مذکورہ کے ایک ہزار روپیہ بھی مہر میں داخل ہے اور عند الطلب شوہر کو ادا کرنا لازم ہے کیونکہ زبانی وتحریری اس صورت میں کافی ہے، رجسٹری ہونے کی ضرورت شرعاً نہیں ہے کما فی الدر المختار[1] یجب الاکثر منھا ان سمی الاکثر[2] فقط

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۳۵۹ عبارتہا تزوجہا علی انہا بکر فاذا ہی لیست کذالک یجب کل المہر ورد المحتار ایضاً، ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۲۔ ظفیر۔

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت قابل جماع نہیں ہے تو مہر واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۶۷) - ایک شخص نے اپنا نکاح کیا مبلغ ۱۲۵ مہر مقرر ہوا، اور بعوض نان و نفقہ پانسو روپیہ کی اراضی مسماۃ کے نام کر دی بعد نکاح کے معلوم ہوا کہ یہ عورت قابل وطی و اولاد کے نہیں ہے لہٰذا وہ شخص اس کو طلاق دینا چاہتا ہے، مہر واجب ہے یا نہ اور نان و نفقہ کے عوض جو کچھ دیا گیا اس کی مالک ہوگی یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں طلاق دینے سے نصف مہر شوہر پر لازم ہوگا[1] اور نان و نفقہ کے لئے جو کچھ شوہر نے اس عورت کو دیدیا وہ اس کی مالک ہوگئی اس کی واپسی اب نہیں ہوسکتی۔

بعد طلاق مہر مؤجل بھی معجل ہو جاتا ہے

سوال (۱۳۶۸) - زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو ساڑھے تین سال سے روٹی کپڑا اور حق پرورش بچہ کا نہیں دیا نہ حق زوجیت ادا کیا، نیز ایک مرتبہ چند مستورات کو اپنی ہمراہ لے کر آیا اور ہندہ پر سخت تشدد کیا، بالآخر لفظ تین طلاق چند آدمیوں کے سامنے کہہ کر چلا گیا تو ہندہ اپنا مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں، زید عذر کرتا ہے کہ مہر مؤجل تھا معجل نہ تھا، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب - اگر دو گواہ عادل طلاق کے موجود ہیں یا زید کو اس کا اقرار ہے تو ہندہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی اور مہر اگر مؤجل تھا تو معجل ہوگیا بعد طلاق کے ہندہ اپنے مہر کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور زید کے اعذار لغو اور باطل ہیں اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ہندہ کو نہیں مل سکتا۔

لڑکی جو قابل وطی نہ ہو اس کا مہر

سوال (۱۳۶۹) - ایک شخص کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا مگر لڑکی وطی کے قابل نہیں ہے نکاح ہوا یا نہیں، بعد میں باہم یہ فیصلہ ہوا کہ جو کچھ جہیز لڑکی کا معہ

---

[1] رتقاء وغیرہ عورت سے نکاح جائز ہے حتی کہ خیار فسخ نکاح بھی نہیں ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن (در مختار) رتق بالتحریک انسداد مدخل الذکر وقرن کفلس لحم ینبت فی مدخل الذکر کالغدة وقد یکون عظما (رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۲۲ ج ۲) اگر ایسی عورت ہو تو خلوت کے باوجود نصف مہر ہے کیونکہ اس صورت میں خلوت نہیں ہوتی۔ دیکھئے باب المہر ص ۲۲ ج ۲۔ صرف قلتی شغل سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر یہ صورت ہے تو یہ الگ بات ہے۔ ظفیر۔

لڑکی والے کو مل جاوے اور جو زیورات وغیرہ لڑکے والے کے تھے وہ لڑکے والے کو ملجاویں چنانچہ لڑکی اپنا جہیز لے گئی اور ہمارا زیور دے گئی، اب اس کو طلاق دی جاوے یا نہیں اور مہر ہم پر کس قدر لازم ہے۔

الجواب۔ نکاح ہوگیا تھا اور بطریق خلع جو فیصلہ ہوگیا وہ صحیح ہوگیا، لیکن اگر خلع وغیرہ کا لفظ نہیں بولا گیا اور طلاق بھی نہیں دی تو نہ مہر معاف ہوا نہ طلاق پڑی اور جبکہ عورت قابل وطی کے نہ ہو تو اس سے اگر خلوت بھی ہو تب بھی بعد طلاق کے نصف مہر لازم آتا ہے کیونکہ وہ خلوۃ صحیحہ نہیں [1] ہے۔ فقط

شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بھی اس سے مہر وصول کیا جائے گا

سوال (۱۳۰۷) ہندہ کا شوہر نو سال سے عیسائی ہوگیا ہے لیکن وہ ہندہ کی خبر نان و نفقہ سے لیتا رہا ہے، اب ہندہ کے اقرباء کہتے ہیں کہ ہم مہر کی نالش کریں گے، آیا بصورت ارتداد شوہر اگر مہر کی نالش ہوسکتی ہے تو کس میعاد تک، اور مرتد نے جو روپیہ کثیر ہندہ کو دیا ہے اس کا لینا ہندہ کو جائز تھا یا نہیں۔ اور اب شوہر مرتد ہندہ سے وہ روپیہ واپس لے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بصورت ارتداد شوہر کے زوجہ مہر لے سکتی [2] ہے اور میعاد اس کی شرعاً کچھ نہیں ہے یعنی کسی مدت کے گذرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور جو کچھ عیسائی نے اس عورت کو دیا اور ہبہ کردیا وہ اس کی مالک ہوگئی، موانع رجوع کے پائے جانے کی صورت میں وہ عیسائی اس دیئے ہوئے مال کو واپس نہیں لے سکتا اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط۔

---

[1] والخلوۃ بلا مانع حسی الخ والرتق التلاحم الخ والقرن بالسکون عظم وعفل بفتحتین غدۃ (در مختار) فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع من سلوک الذکر فیہ (رد المحتار باب المهر ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] افاد ان المهر وجب بنفس العقد الخ وانما یتاکد لزوم تمامه بالوطؤ ونحوه الخ لان البدل بعد تاکد لا یحتمل السقوط الا بالابراء (رد المحتار باب المهر ص ۴۶۲ ج ۲) ظفیر۔

حلالہ سے پہلے نکاح کی صورت میں مہر آتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۱) شخصے زوجہ خود را سہ طلاق داد بعدہ قبل از تحلیل نکاح منعقد ساخت ومقاربت وقربان بایام بوجود رسید درایں صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ ومہر لازم است یا نہ۔

الجواب - درایں صورت نکاح صحیح نہ شد، ومہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول وصحبت قال فی الدر المختار ویجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطی[۱] الخ

مطلقہ کا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے

سوال (۱۳۷۲) ایک عورت نافرمان کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی اور شوہر صرف آٹھ روپیہ کا ملازم ہے تو اس صورت میں شوہر کے ذمہ دین مہر زوجہ کا واجب ہے یا نہ؟ اور شوہر کی مفلسی کا بھی کچھ لحاظ شریعت میں ہے یا نہ؟

الجواب - دین مہر زوجہ کا جو مطلقہ ہے، شوہر کے ذمہ لازم وواجب ہے، جس وقت ہو ادا کرے اس دین میں حاکم شوہر کو قید کر سکتا ہے بعد ثابت ہونے افلاس کے رہا کر دیوے، پھر جس وقت وسعت ہوگی ادا کرنا لازم ہے، بہر حال دین مہر بذمہ شوہر واجب الاداء[۲] ہے۔ فقط۔

شوہر نابالغ انتقال کر جائے تو بھی مہر ادا ست مؤدی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۳) شوہر اگر صغیر نابالغ ہو اور اس کی زوجہ ابھی رخصت نہ ہوئی ہو، اسی حالت میں شوہر صغیر کا انتقال ہو جائے تو زوجہ کا مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ اور زوجہ پر عدت لازم ہوگی یا نہیں؟

الجواب - شوہر اگر مر جاوے اگرچہ صغیر ہو[۳] اور اس کی زوجہ رخصت نہیں ہوئی

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۲۰ ج ۲ . ظفیر۔ [۲] ومن سمی مهرا عشرة فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها اومات عنها (الی قوله) وان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمی (هدایه ص ۲۰ ج ۲) ظفیر۔ [۳] ولو بزوج لایطاق معه الجماع (در مختار) ای ولو کان الصغر مصاحب الزوج یعنی لافرق بین ان یکون الزوج او الزوجة او کل منهما صغیرا الخ وتجب العدة بخلوتهما ان کانت فاسدة لان تصریحهم بالخلوة الفاسدة شامل لخلوة الصبی (رد المحتار باب المهر ص ۲۰ ج ۲) ظفیر۔

مہر اور مت لازم ہے (المہر یتاکد باحد معان ثلاثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ و موت احد الزوجین سواء کان مسمی او مہر المثل حتی لا یسقط منہ شئی بعد ذلک الا بالابراء من صاحب الحق (فتاوی عالمگیریہ جلد ۲ صلاتہ نول کشوری) عدۃ المرأۃ فی الوفاۃ اربعۃ اشہر وعشرۃ ایام سواء کانت مدخولا بہا اولا مسلمۃ او کتابیۃ صغیرۃ او کبیرۃ او آیسۃ الخ (ایضاً ص۵۲۹)

بسطلاق مہر اور زیور کس قدر عورت کو ملے گا | **سوال** (۱۳۷۴/۴۸)۔ ایک شخص کی ایک عورت ہے وہ ہمیشہ اپنے شوہر کو ناراض رکھتی ہے جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو اپنے گھر سے نکال دیا عورت نے عدالت میں خرچہ کا دعویٰ کیا، عورت و شوہر میں صلح ہوگئی، خرچہ دینے پر شوہر عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے، ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ نکاح کے وقت کچھ زیور اور مہر زیادہ باندھی جاتی ہے اور مہر اس زمانہ میں کوئی عورتوں کو دیتا نہیں ہے اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ کیا مہر دینا ہوتا ہے جو کہیں منظور کرلو، جن لوگوں کو کبھی ایک ہزار روپیہ ملتا بھی نہیں ان کو ہزار روپیہ کی مہر باندھی جاتی ہے اور ہمارے یہاں یہ بھی دستور ہے کہ عورت کے مرجانے کے بعد اس کے میکے والے زیور شوہر والا جتنا ہوتا ہے واپس کردیتے ہیں اور بعض آدمی اپنا دیا ہوا لے لیتے ہیں اور شوہر والا شوہر کو دیدیتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر عورت کو طلاق دینا چاہے تو کتنا زیور و مہر پانے کا حق رکھتی ہے؟

الجواب۔ اگر طلاق بعد دخول یا خلوۃ صحیحہ کے ہوگی تو پورا مہر شوہر کو دینا لازم ہے اور اگر قبل وطی و خلوۃ صحیحہ ہوگی تو نصف مہر دینا لازم ہے اور زیور جو مرد کا ہے اور عورت کو عاریۃً دے رکھا تھا وہ مرد واپس لیوے گا اور جو زیور عورت کا ماں باپ کے گھر کا ہے یا شوہر نے اس کی ملک کردیا تھا وہ عورت کو ملے گا۔ کما فی الدر المختار و یتاکد عند وطی او خلوۃ صحت الخ و یجب نصفہ لطلاق قبل وطی او خلوۃ الخ فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن

زیادہ مہر کی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۵) فی زمانا شادی میں بہت زیادہ چالیس ہزار مہر مقرر ہوتا ہے حالانکہ گھر میں فاقہ کی نوبت ہوتی ہے مگر کم معیوب سمجھا جاتا ہے ایسا نکاح درست ہے یا کیا۔

الجواب - مہر کا زیادہ کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا اور شرعاً پسندیدہ امر نہیں ہے[1] باقی جو کچھ مہر مقرر کر دیا جاوے اگرچہ وہ شوہر کی حیثیت سے زیادہ ہو وہ مہر لازم ہو جاتا ہے اور نکاح ہو جاتا ہے[2]۔

مہر لینے کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر آنا چاہیے یا نہیں

سوال (۱۳۷۶) شوہر کی ڈگری زوجیت کی اور زوجہ کی ڈگری مہر معجل کی ہوئی تو زوجہ مہر لے کر شوہر کے گھر آنا نہیں چاہتی، اس صورت میں مہر دینا چاہیے یا نہیں۔

الجواب - مہر معجل کا ادا کرنا ضروری ہے اور بعد لینے مہر معجل کے زوجہ کو شوہر کے گھر آنے سے انکار کرنا جائز نہیں ہے[3]۔ فقط

مہر لازم ہونے کے بعد کبھی ساقط ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۷۷) - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو عدالت میں کہا کہ وہ زانیہ ہے جس پر عورت نے عدالت دیوانی میں طلاق لعن کا دعویٰ کر دیا اور عدالت نے باضابطہ عورت کو حکم دیدیا کہ تم کو طلاق ہوگئی تو اس صورت میں عورت مذکور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔ سید امیر علی صاحب نے جو شرع محمدی لکھی ہے

---

[1] عن عمر بن الخطاب قال ألا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا وتقوى عند الله لكان اولٰكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئا من نسائه ولا انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتي عشرة اوقية رواه احمد والترمذي وابو داؤد والنسائي وابن ماجه والدارمي (مشكوٰة باب الصداق ص ۲۷۷) ظفير۔ [2] وتجب العشرة ان سماها او دونها ويجب الاكثر منها ان سمى الاكثر ويتأكد عند وطي او خلوة صحت او موت احدهما (در مختار) قوله يجب الاكثر اي بالغا ما بلغ (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۲) ظفير۔ [3] ولها منعه من الوطؤ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه (در مختار) واللام بمعنى الى (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲ و ص ۴۹۳) ظفير۔

اس کتاب میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مہر خلوۃ صحیحہ سے جب واجب ہو جاتا ہے تو بعد اس کے وہ عورت کے کسی فعل سے معدوم نہیں ہونا چاہیے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب۔ صحیح یہی ہے کہ جب خلوۃ صحیحہ کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عورت کے کسی فعل سے ساقط نہیں ہوتا۔ درمختار وغیرہا کتب فقہ میں ایسا ہی ہے[1] فقط

شوہر کے باپ سے مہر کا مطالبہ درست ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۸) اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد۔ زوجہ را حق مطالبہ مہر خود از پدر زوج می رسد یا نہ؟

الجواب۔ اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد، زوجہ را مطالبہ مہر از پدر شوہر بدون ضمان او نمی رسد، کذا فی الشامی[2] وغیرہ۔

شوہر کی موت کے بعد مہر کی ادائیگی اس کے باپ کے ذمہ نہیں ہے شوہر کی جائداد سے لے سکتی ہے

سوال (۱۲۷۹) ایک شخص کا لڑکا جب جوان ہوا تو اس کے باپ نے اسکی شادی کردی، اس کی بیوی کا مہر ا[illegible] روپیہ مقرر ہوا، زیور چاندی سونے کا اور پارچہائے ریشمی حسب دستور اس کی بیوی کو چڑھایا گیا، شادی سے ایک سال بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا اس کی بیوہ کبھی سسرے کے یہاں کبھی باپ کے یہاں رہتی رہی۔ اب وہ بیمار ہو کر باپ کے یہاں آگئی کچھ تھوڑا زیور جو ہر وقت پہنا جاتا ہے وہ اس کے پاس ہے اور باقی کل زیور و کپڑے سسرے کے یہاں ہیں اور باپ اس لڑکی کا غریب ہے اس کی بیماری کا خرچ برداشت نہیں کرسکتا کیا اس کا سسرا اپنے لڑکے کے عوض مہر اس کی بیوہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] واذا تأکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذلک وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تأکده لا یحتمل السقوط۔ رد المحتار باب المهر ص ۴۶۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الفقیر اما الغنی فیطالب ابوه بالدفع من مال ابنه لا من مال نفسه۔ اذ لا یجب علی امرأة الا اذا ضمنه کما فی النفقة فانه لا یؤخذ بها الا اذا ضمن (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی ضمان الولی المهر ص ۴۹۲ ج ۲) ظفیر۔

کیونکہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ نہیں تھا اور اس کا سسرا مہر ادا نہیں کرسکتا تو وہ زیور جو اس کو چڑھایا گیا تھا، وہ اپنے مہر میں لے سکتی ہے یا نہیں اور جو زیور لڑکی کے پاس ہے اس کا اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب - مہر جو بذمہ شوہر متوفی ہے اس کا ذمہ دار شوہر کا باپ نہیں[1] ہے لیکن اگر وہ تبرعاً اپنے بیٹے کی طرف سے اس کا مہر ادا کردیوے یا زیور و پارچہ کو جو بوقت نکاح چڑھایا گیا تھا مہر میں شمار کرکے ملک عورت کی کردیوے تو یہ درست ہے، باقی ویسے وہ ذمہ دار مہر کا نہیں ہے، شوہر کی چیز سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے پس اگر اس کی ملک میں کچھ نہ تھا تو عورت کچھ نہیں لے سکتی اور زیور و پارچہ جو چڑھایا گیا تھا اگر وہ عاریۃً سمجھا گیا تھا یعنی عورت کی ملک کرنا مقصود نہ تھا تو اس کا مالک شوہر کا باپ ہے اور اگر اپنے پسر کی ملک کرکے اس کی زوجہ کو دیا تھا جیسا کہ عرف ہے تو وہ ملک شوہر ہے اس میں سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے اور اگر دینے کے وقت بہو کی ملک کردی تھی تو وہ مالک ہوگئی ہے۔ فقط۔

مہر معجل کی وصول کے لئے بیوی شوہر کے گھر جانے سے انکار کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۰) مسماۃ ہندہ کا نکاح بالعوض مبلغ ۱۰۰۰ سکہ کلدار مہر معجل زید سے ہوا تحریری معاہدہ قبل نکاح روبرو گواہان مابین قرار پایا کہ میں ہندہ کو ہندہ کے گھر رکھوں گا اور خود رہوں گا اگر اپنے گھر ہندہ کو لے جاؤں تو ہندہ کو دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہے میں اس سے دست بردار ہوں گا۔ اب زید ہندہ کو لے جانا چاہتا ہے، ہندہ طالب مہر معجل ہے تو شرعاً زید کو بغیر ادا کئے مہر معجل کے ہندہ کے لیجانے کا اختیار ہے یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں ہندہ مہر معجل کا مطالبہ زید سے کرسکتی ہے اور مہر کی وصولی کے لئے زوج کے گھر جانے سے انکار کرسکتی ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولہا منعہ

---

[1] لان المھر مال یلزم ذمۃ الزوج ولا یلزم الاب بالعقد اذ لولیس من لما الضمان (رد المحتار باب المہر ص ۳۹۱ ج ۲) ظفیر

من الوطی و دواعیہ والسفر بما الاخذ ما بین تعجیلہ من المھر کلہ او بعضہ
وفی الشامی قولہ والسفر الاولی التعبیر بالاخراج کما عبر فی الکنز لیعم الاخراج

لڑکی کی رضامندی کے بغیر ولی کا مہر خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۱۳۸۱) - ولی لڑکی کے مہر میں سے بلا رضامندی لڑکی کے تصرف کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - ولی کو بلا رضامندی اختیار تصرف نہیں ہے، اگر باپ یا دادا ولی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے تو مہر بحفاظت رکھے اور اگر بالغہ ہے تو اس کو سپرد کردے واللہ تعالیٰ اعلم لقولہ عز وجل ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا الآیۃ)۔

لڑکی کے ورثہ کب تک اس کے شوہر سے مہر لے سکتے ہیں

سوال (۱۳۸۲) - منکوحہ کو طلاق دینے کے ایک سال بعد اگر وہ مرجاوے تو اس کے وارث اسکا مہر کس مدت تک لے سکتے ہیں، اور یہ عورت لاولد مری ہے۔

الجواب - اس کا مہر اس کے ورثہ لے سکتے ہیں اور چونکہ عورت لاولد مری ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا، باقی نصف دیگر ورثہ لے سکتے ہیں اور اس کے لئے کوئی میعاد نہیں ہے۔ فقط۔

مہر بذمہ شوہر ہے اور اس کے والد کے ساتھ گستاخی گناہ ہے

سوال (۱۳۸۳) - زید نے اپنے فرزند عمر عاقل بالغ کا نکاح اس کی رضامندی اور اجازت سے بکر کی دختر سے کیا قبل از عقد نکاح زید نے بحیثیت ولی ہونے کے حسب معمول اپنے فرزند عمر کی اجازت اور رضامندی سے بکر کو حق مہر اور دیگر شرائط تحریر کردی، بکر نے اپنے داماد عمر کو اس کے والد زید کی عداوت اور مخالفت پر آمادہ کیا اور عاق بنادیا، بکر اپنی دختر کے حق مہر اور دیگر شرط و قیود کی ایفاء اور ادائگی شرعاً از زید والد عمر سے طلب کرنے کا مستحق ہے یا اپنے داماد عمر سے اور کیا عمر اپنے والد زید کا عاق ہے کیونکہ عمر نے اپنے والد زید کو سخت صدمہ پہنچایا اور گستاخی سے پیش آیا۔

۱؎ دیکھئے رد المحتار باب المہر ص ۴۹۲ ج ۲۔ ظفیر۔

الجواب - مسئلہ یہ ہے کہ مہر ذمہ شوہر لازم آتا ہے لیکن اگر باپ ذمہ داری کرلیوے اور ضامن ہو جاوے تو باپ سے مہر کا مطالبہ ہو سکتا ہے کما فی الدر المختار و لا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر(۱) الا اذا ضمنہ علی المعتمد(۲) پس صورت مسئولہ میں اگر زید نے ذمہ داری مہر کی اپنے پسر عمر کی طرف سے کرلی ہے تو زید سے مطالبہ مہر کا ہو سکتا ہے اور اگر ذمہ داری نہ کی تھی تو نہیں ہو سکتا اور عمر بسبب افعال مذکورہ کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان ہے اس کو اپنے باپ سے معاف کرانا چاہئے ورنہ وہ عاصی و فاسق رہے گا۔ فقط

لڑکے کے والد نے مہر کا ذمہ لیا تھا شوہر کے مرنے کے بعد اس سے مطالبہ جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۴) - ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا بوقت نکاح مہر مقرر ہوا اور لڑکے کے والد نے کہا کہ اس کا مہر میں ادا کردوں گا، کیونکہ لڑکا نابالغ تھا اور اس شخص کے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا، لڑکا تو باپ کے سامنے فوت ہوگیا، اب تین لڑکیاں زندہ ہیں اور لڑکے کی زوجہ مہر کا دعویٰ کرتی ہے اس کو میراث سے کتنا حق پہنچتا ہے اور مہر کا کیا حکم ہے۔

الجواب - درمختار میں ہے ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الفقیر(۱) الا اذا ضمنہ الاب علی المعتمد(۲) اس سے معلوم ہوا کہ باپ اگر مہر کا ضامن ہوگیا تو اس سے مہر کا مطالبہ ہو سکتا ہے، باقی میراث کا حصہ پسر متوفی کی زوجہ کو کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ لڑکا جو باپ کی حیات میں فوت ہوگیا وہ ترکہ پدری سے محروم رہا، لہٰذا اس کی زوجہ بھی اس ترکہ سے محروم ہوگئی۔ فقط۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دراہم کی قیمت کس طرح لگے گی، اور کتنی ہوگی

سوال (۱۳۸۵) - فیما بین زید و عمر مقدار مہر امام ابو حنیفہؒ میں مباحثہ ہے، زید کہتا ہے کہ مہر چار سو دینار ہے جس کے چار ہزار درہم ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں ایک دینار دس درہم کا تھا اسی حساب سے

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب المهر ۲/۲۹۳۔ ظفیر۔ (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب المهر ۲/۲۹۱۔ ظفیر

اب بھی چار ہزار درہم کے روپیہ بنائے جاویں گے جو گیا سو کم و بیش ہوں گے اگر کہتا ہے کہ چار سو دینار کے تولہ ماشہ بنا کر اس کی قیمت آج کے نرخ سے سونے کی لگائی جاوے گی جس کے ساتھ چار ہزار روپیہ ہوں گے، صحیح کیا ہے۔

الجواب۔ اب اگر کوئی شخص مہر مثل حضرت ام حبیبہؓ چار سو دینار مقرر کرےؔ تو ظاہر ہے کہ اس کے تولہ بنا کر اس کی قیمت کا حساب کر لیا جاوے گا جو قیمت بحساب تولہ بوقت ادائے مہر ہوگی وہ دیجاوے گی یا اس قدر سونا جو چار سو دینار کا ہوتا ہے دیا جاوے گا پس اگر بوقت ادائے مہر نرخ سونا تیس روپیہ تولہ ہو تو ساڑھے چار ہزار روپیہ ہوں گے، ورنہ جو نرخ ہوگا اس کے موافق حساب کیا جاوے گا۔ فقط۔

دق کی مریضہ نے موت سے دو ہفتہ پہلے مہر معاف کیا کیا حکم ہے

سوال (۱۳۸۶) - ایک عورت جو کئی سال سے مرض دق میں مبتلا تھی اس نے اپنے مرنے سے دو ہفتہ پہلے گواہوں کے سامنے شوہر کو معاف کر دیا تو مہر معاف ہوا یا نہیں۔

لہ عن ام حبیبۃ انہا کانت تحت عبد اللہ بن جحش فمات بارض الحبشۃ فزوجہا النجاشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وامھرھا عنہ اربعۃ آلاف وفی روایۃ اربعۃ آلاف درہم وبعث بہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع شرحبیل بن حسنہ رواہ ابوداؤد والنسائی (مشکوۃ باب الصداق ص۲۷۷) اہل لغت لکھتے ہیں کہ ایک دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے اس حساب سے چار سو دینار کا وزن ایک سو پچاس تولہ ہوتا ہے اور یہ سونا کا سکہ ہوتا ہے اس وقت سونا سوا دو سو روپے تولہ ہے اس حساب سے اس کی قیمت ۳۳۷۵۰ روپے ہوتی ہے مفتی صاحب نے بھی ایک دینار کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہی مان کر جواب میں حساب درج کیا ہے اسوقت چاندی اور سونے کی قیمت میں ایک اور دس کا فرق نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ تفاوت ہے، درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے اس حساب سے چاندی کا وزن گیارہ سو چھیاسٹھ تولہ آٹھ ماشہ ہوتا ہے، اسوقت چاندی سات روپے تولہ ہے اسکی قیمت آٹھ ہزار ایک سو چھیاسٹھ روپے ہوتی ہے اسلئے مسئلہ یہی ہے کہ دینار کا وزن جو ہوا اسکی قیمت لگائی جائے جیسا کہ مفتی صاحب نے کیا ہے سونے کی قیمت ہر دور میں مختلف ہوتی ہے اسکے حساب سے رقم بنے گی مفتی صاحب کے زمانے میں ساڑھے چار ہزار ہوتی تھی اور اس زمانہ میں (۳۳۷۵۰) ہوگی۔ ظفیر۔

الجواب - مرض دق میں جبکہ زیادتی ہونے لگی اور ضعف بڑھنے لگے اور پھر اس میں مرجاوے تو ایسا مرض مرض الموت ہے اور ہبہ وغیرہ تبرعات اس کے بحکم وصیت ہیں لہٰذا اس صورت میں معاف کرنا اس کا مہر کو صحیح نہیں ہے کیونکہ وصیت وارث کے لئے بدون رضاء باقی ورثہ کے صحیح نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار وفی القنیۃ المفلوج والمسلول والمقعد مادام یزداد کالمریض[۱] الخ وفی الشامی قلت وحاصلہ انہ ان صار قدیما بان تطاول سنۃ ولم یحصل فیہ ازدیاد فہو صحیح اما لومات حالۃ الازدیاد الواقع قبل التطاول او بعدہ فہو مریض[۲] الخ جلد ۲ شامی وفیہ ایضا قبیلہ ان علم ان بہ مرضا مہلکا غالبا وہو یزداد الی الموت فہو المعتبر[۳] الخ اور یہ ظاہر ہے کہ مریض مرض دق کو مرنے سے ایک دو ہفتہ پہلے ازدیاد مرض وضعف لازمی ہے بالغرض مریضہ مذکورہ کا یہ تصرف مرض الموت میں سمجھا جاوے گا اور مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا شوہر کے لئے صحیح نہیں ہے۔

قال فی الدر المختار اعتاقہ ومحاباتہ وہبتہ الخ کل ذالک حکمہ کحکم وصیۃ[۴] وفیہ من الوصایا ولا لوارثہ الخ الا باجازۃ ورثتہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزہا الورثۃ[۵] الخ فقط

مہر نذر دری ہے کوئی نمائشی چیز نہیں　**سوال** (۱۳۸۷) - مہر کوئی نمائشی چیز ہے یا نہیں، زید نے بوقت نکاح ایک معقول رقم حق مہر معجل اسٹامپ پر تحریر کردی، بعد ازاں طلب پر جواب دیا کہ میں نے مہر نمائشی لکھ دیا تھا، نہ ادائیگی کے لئے، شرع کا کیا حکم ہے۔

الجواب - مہر کوئی نمائشی چیز نہیں، بلکہ شوہر نے جو مقدار مہر معجل کی مقرر

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب طلاق المریض ص ۲/۷۰۶۔ ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب طلاق المریض ص ۲/۷۰۶۔ ظفیر۔ [۳] ایضا ص ۲/۷۰۵۔ ظفیر۔ [۴] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۵/۵۹۶، ص ۵/۵۹۷۔ [۵] ایضا کتاب الوصایا ص ۵/۵۷۵

کر دی اس کا ادا کرنا فی الحال ضروری و لازم ہے، عورت ہر وقت وہ مقدار لے سکتی ہے[1]، اور باوجود استطاعت نہ دینا شوہر کا اس مقدار کو ظلم صریح ہے۔ فقط۔

جب کسی نے دو بیوی کی تو ان دونوں کی اولاد الگ الگ مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۸۸) مسماۃ کنیز رابعہ زوجہ مولوی محمد شفیع فوت ہوئی چند اولاد بالغہ چھوڑی بعد ایک سال کے محمد شفیع نے دوسری شادی مسماۃ فقیلن سے کی اس سے بھی چند اولاد ہوئی جس وقت محمد شفیع فوت ہوئے اس وقت زوجہ ثانیہ اور ایک بالغ لڑکا موجود تھا۔ اب دونوں بیبیوں کی اولاد والد مرحوم کی اشیا منقولہ و غیر منقولہ سے دین مہر لینا چاہتی ہے، یہ تو سہل تھا کہ دونوں نصف نصف بحصہ رسد تقسیم کرلیں، لیکن ہر ایک وارث پوری تعداد مہر کی لینا چاہتا ہے جس کی دلیل بھی ہر ایک فریق بیان کرتا ہے، وارثان کنیز رابعہ کہتے ہیں کہ جس وقت ہماری والدہ فوت ہوئی ہم کو دین مہر کے مطالبہ کا حق حاصل ہو گیا اور ہم اس کے مالک ہو گئے، اگرچہ ہم نے والد کے ادب سے مطالبہ نہیں کیا اور اس وقت ہمارے سوا اور کوئی وارث نہ تھا، لہٰذا ہم کو کل دین مہر ملنا چاہئے۔

وارثان بی بی فقیلن کہتے ہیں کہ جب پہلی بی بی کی اولاد نے بیس برس تک مطالبہ دین مہر کا نہیں کیا تو اب ان کو حق دین مہر کے مطالبہ کا نہیں رہا، لہٰذا ہم کو پورا دین مہر ملنا چاہئے، شرعاً اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ پہلا اور پچھلا قرض برابر ہے اور دائن مقدم و دائن مؤخر کا حق برابر ہے اس میں کسی کو ترجیح نہیں ہے اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ کوئی دائن جب تک اپنا دین مدیون سے وصول کر کے اپنے قبضہ میں نہ لاوے اس وقت تک وہ مالک نہیں ہوتا اور یہ بھی مسئلہ شرعیہ ہے کہ شادی سے دائن کا حق ساقط نہیں ہوتا کما

[1] افاد ان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ص ۳۵۶ ج ۲) وانما منعه عن المطالبة والسفر بها الا الاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۲۶ ج ۲) ظفير۔

فی الشامی ان الحق لایسقط بتقادم الزمان[1] بعد اس تمہید کے فیصلہ شرعیہ یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں ہر دو زوجہ کا دین مہر برابر ہے ترکہ متوفی میں سے اول دونوں کا مہر ادا کیا جاوے گا اور باقیماندہ ورثہ پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے گا اور اگر ترکہ دونوں مہروں کا کافی نہ ہو تو دونوں کو بقدر حصہ تقسیم کیا جاوے گا، مثلاً اگر مقدار دین مہر ہر دو زوجہ مختلف ہے تو زیادہ والی کو زیادہ اور کم والی کو کم حساب کے موافق دیا جاوے گا اور تساوی مہر کی صورت میں دونوں کو برابر دیا جاوے گا، لیکن کنیز رابعہ کے مہر میں سے ایک چہارم اس کے شوہر کو پہنچا جو کہ بعد شوہر کی وفات کے ان وارثوں کو حسب حصص ملے گا جو کہ بوقت وفات شوہر موجود تھے۔

اللہ واسطے کہنے سے مہر میں نقصان نہیں آتا اور نہ نکاح میں

سوال (۱۳۸۹) ۔ بعض لڑکی کا ولی اجازت دیتا ہے کہ نکاح اللہ واسطے پڑھو، قاضی صاحب خطبہ اور ایجاب وقبول اس طور کراتے ہیں کہ مسماۃ زینب دختر عمر الدین بالعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ زر مہر کے تجھے اللہ واسطے بخش دی، اس نے قبول کرلی، پھر بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب مہر مقرر کیا گیا پھر اللہ واسطے کیسی ہوئی، مہر مقرر نہ کیا جاوے تو ٹھیک ہے، نکاح جائز ہے ورنہ نہیں، اگر لڑکی مرجاوے تو اس کا ولی مہر کا دعویٰ کرسکتا ہے تو پھر وہ مہر کیوں لیتا ہے جب اللہ واسطے بخش دی تھی۔

الجواب ۔ اول تو اس لفظ اللہ واسطے کی کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کہا جاوے تو اس سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور نکاح میں بھی کچھ نقصان نہیں آتا، گویا اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ موافق حکم شریعت کی لوجہ اللہ یہ نکاح کیا جاتا ہے یعنی مقصود رضا الٰہی ہے

ان گواہوں کے بیان سے گیارہ ہزار ثابت ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۰) ۔ والدہ مرحومہ کا مہر گیارہ ہزار گیارہ اشرفی کا ہے، نکاح کو عرصہ ۵۴ سال کا ہوا، چنانچہ ان دونوں کے انتقال کے بعد عاجز نے جائداد والد پر دعویٰ مہر کیا، ثبوت مہر میں بوقت نکاح جو لوگ

---

[1] دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضاء والشہادات ص۳۷۱ ۔ ظفیر۔

گواہ تھے ان میں سے قاضی عبدالرحمن صاحب نے گیارہ ہزار دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور قمرالدین خان نے ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور بخشی بیگم نے گیارہ ہزار دس اشرفی بیان کی اور دو گواہ میرے والد کا یہ کہنا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ گیارہ ہزار پر میرا نکاح ہوا تھا، اسی قدر میرے لڑکے کا مہر باندھو، اس صورت میں میری والدہ کا مہر گیارہ ہزار ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں، جب کہ حکیم صاحب دس ہزار یا گیارہ ہزار تردید کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

الجواب۔ وقت نکاح کے گواہوں میں سے ایک گواہ قاضی عبدالرحمن کا بیان گیارہ ہزار دس اشرفی کا ہے اور ایک عورت بخشی بیگم کا بیان اس کے مثل ہے اور قمرالدین خان کا بیان ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا ہے جو کہ مطابق کے نہیں ہے یعنی صاف طور سے اس میں گیارہ ہزار دس اشرفی کا بیان نہیں ہے اور دس ہزار یا گیارہ ہزار بیان کرنا بھی بوجہ تردید کے مطابق سابق کے نہیں، پس یہ بیانات مثبت گیارہ ہزار روپیہ دس اشرفی کے شرعاً نہیں ہیں[1] البتہ اقرار والد نذیر احمد کا، تو بدیں الفاظ ہوا کہ جس قدر میرا مہر تھا اسی قدر میری دختر کا ہوگا، تو اگر اس موقع پر گیارہ ہزار کی تصریح ہو گئی ہے اور اس اقرار کے سننے والے دو گواہ عادل موجود ہیں تو گیارہ ہزار مہر ثابت ہو سکتا ہے، مگر پہلے خود حکیم صاحب تردید کے ساتھ دس ہزار یا گیارہ ہزار بیان کر چکے ہیں، لہٰذا اس سے بھی گیارہ ہزار کا ثبوت نہیں ہو سکتا، پس ایسے نزاع کی حالت میں مہر مثل سے فیصلہ ہوتا ہے[2]۔ فقط

دعویٰ معافی مہر میں گواہی اور اس سلسلہ میں سوالات

سوال (۱۳۹۱) - دعویٰ معافی مہر کا دائر ہے لیکن

---

[1] ونصابها (ای الشهادة) لغیرها من الحقوق رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ص ۵۱۵ ج ۴) ظفیر۔ [2] وان اختلفا فی المهر ففی اصله الخ یجب مهر المثل (در مختار) قال فی البحر الاختلاف فی المهر اما فی قدره او فی اصله وکل منهما اما فی حال الحیاة او بعد موتهما او موت احدهما (رد المحتار باب المهر ص ۴۸۴ ج ۲) ظفیر۔

اس میں مساۃ الف کی شہادت بھوپال میں ہوئی اور مساۃ ب کی شہادت بہت عرصہ کے بعد اہور میں ہوئی اور مسمی ج کی شہادت مساۃ الف کی ساتھ ساتھ ہوئی اور گواہان ۱۰ ۱۱ ۱۲ کی شہادتیں بوجہ اقرار عدم پابندی و بے پردہ ہونے کے مفید ثبوت نہیں اس لئے کل متروکہ سے دین مہر ادا کیا جاوے۔ اس صورت میں نصاب شہادت پورا ہے یا نہیں اور چونکہ مساۃ الف وب کی شہادت علیحدہ علیحدہ ہوئی تو اس میں کچھ شرعی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ معافی مہر کا دعویٰ اسی وجہ سے غیر ثابت قرار دیا گیا ہے کہ اس میں ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دیتی ہیں مگر دو عورتوں نے علیحدہ علیحدہ ادائے شہادت کیا ہے یعنی دو عورتوں کی علیحدہ علیحدہ شہادت ادا کرنے کی وجہ سے ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کو نصاب شہادت قرار نہ دیا گیا ہے، اور بسبب عدم نصاب شہادت کے دعویٰ کو غیر مسموع قرار دیا گیا ہے، حالانکہ مذہب حنفیہ میں ایسا کوئی قول نہیں جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ عورتوں کی شہادت میں عدم تفریق شرط قبول ہے۔ ہاں اتنا صحیح ہے کہ قاضی کو دو عورتوں میں تفریق نہ کرنا چاہئے کما فی الدر المختار ولا یفرق القاضی بینہما[1] اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ امام شافعی کما قال السبکی۔ اور ام بشر حاکم کے پاس شہادت کیلئے حاضر ہوئیں۔ اس نے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا چاہا تو امام شافعی نے فتذکر احدہما الاخری کی آیت پڑھ کر سنا دی اور حاکم ساکت ہوا[2]۔ اس سے ظاہر ہوا کہ امام شافعی کے استنباط کا دارومدار آیت مذکورہ پر ہے جس کی حقیقت اس سے زائد نہیں کہ اشارۃً عدم ضرورت تفریق معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ عدم تفریق ضروری ہے، چنانچہ خود شوافع کے یہاں بھی بوقت ارتیاب قاضی کو

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص ۵۰۴ ج ۴۔ ظفیر۔ [2] حکی ان ام بشر شہدت عند الحاکم فقال الحاکم فرقوا بینہما فقالت لیس لک ذلک قال اللہ تعالیٰ ان تضل احداہما فتذکر احداہما الاخری فسکت الحاکم۔ رد المحتار کتاب الشہادات ص ۵۰۴ ج ۴ تفصیلی واقعہ جس میں امام شافعی کا بھی ذکر ہے اس کیلئے دیکھئے حموی علی الاشباہ والنظائر کتاب القضاء والشہادات ص ۲۲۱ ظفیر

تفریق کا اختیار ہے بلکہ مستحب ہے کہ شاہدوں کو بشرط اشتباہ وارتیاب کی ایک دوسرے سے علیحدہ کرے کما فی الحموی قال التاج السبکی بعد نقل هذه الحکایة وهذا فرع حسن واستنباط جید ومنزع غریب والمعروف فی مذهب ولدها وهو الشافعی اطلاق القول بان الحاکم اذا ارتاب بالشهود استحب لہ التفریق بینهم وکا مهامرنج فی استثناء النساء للمنزع الذی ذکرته ولاباس به ام اقول وما فی الملتقط من الحکایة المذکورة لیس صریحا فی ان المذهب عندنا عدم التفریق فی شهادة النساء اذا ارتاب القاضی[1] اس تصریح سے ثابت ہوا کہ قاضی باوجود رضامندی نساء کے بھی بصورت ارتیاب کے تفریق کر سکتا ہے پس اگر خاص عذر سے یا بدون عذر اتفاقاً دو عورتوں کی شہادت علیحدہ علیحدہ ہوگئی تو اس میں کیا مضائقہ ہے لہٰذا محض علیحدہ علیحدہ ادائے شہادۃ امرأتین سے نصاب شہادت کو ناقص نہ سمجھا جاوے گا بلکہ اس شہادت سے معافی مہر ثابت ہوگی اور اگر اس توہم پر محض علیحدہ علیحدہ اور مختلف اوقات میں ادائے شہادت ہونے کی بناء پر ردِ دعوی کی قضا ہوتی ہو تو وہ قضا بھی نافذ نہیں، کما فی الشامی المقلد متی خالف مذهبه لا ینفذ حکمه ص۳۴ فقط

معافی کے بعد مہر کا مطالبہ صحیح نہیں

سوال (۱۳۹۲) - ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا مہر موجود ہے معاف کر دے، ورنہ تجھ کو زکوٰۃ دینا پڑے گی، اس نے خیال کیا کہ مہر تو ملنے سے رہا، لہٰذا معاف کر دیا، اب شوہر سے پا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب - جب کہ عورت نے کسی وجہ سے ہو معاف کر دیا، اور بدون زبردستی واکراہ کے معاف کیا، اگرچہ شوہر کے کہنے سے معاف کیا، اور اگرچہ عورت نے بخوف زکوٰۃ مہر معاف کیا، اس صورت میں مہر معاف ہوگیا، اب وہ عورت عند اللہ مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی وللمرأة ان تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها او لم یدخل

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب القضاء والشہادات ص۲۲ ۔ ظفیر

(عالمگیری مصری ص۲۹۹ ج۱) اذا وھب احد الزوجین لصاحبہ لا یرجع فی الھبۃ
قاضی خان ص۴۲۵ ج۲) ۔

عورت کے مہر نہیں لیا روپیہ تجارت میں لگا دیا گیا اب عورت مع نفع مہر لے سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۳) ۔ اگر شرعاً اس عورت کے مہر ادا نہیں ہوئے اور نقدی میں سے اس کو مہر لینے کا حق ہے اور نقدی تجارت میں لگا دی اور اس میں نفع ونقصان سب کچھ ہوا، آج عورت اپنا مہر مع منافع مانگتی ہے، عورت کو منافع لینے کا حق ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ اس صورت میں عورت صرف اپنا مہر ورثہ سے لے سکتی ہے وہ مہر ورثہ کے ذمہ دین ہے ۔ لہٰذا عورت اصل مہر لے سکتی ہے اس کے نفع کا مطالبہ نہیں کر سکتی ۔ فقط ۔

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ اس کا مہر لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۴) ۔ لڑکی کے مرجانے کے بعد اس کے والدین کو اس کے مہر لینے کا حق ہے یا نہ ۔

الجواب ۔ لڑکی اگر لاولد مرجائے اور اپنا شوہر اور والدین چھوڑے تو اس کے مہر اور تمام ترکہ میں سے بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث نصف اس کے شوہر کو اور نصف والدین کو پہنچتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد[1] فقط ۔

خلع کے لئے جو روپیہ غیر نے عورت کے حکم سے اس کے شوہر کو دیا تھا وہ شخص عورت سے وہ روپیہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۵) ۔ عمر نے زید سے ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ کے امر سے جو لیا تھا رقم لے کر اپنی زوجہ ہندہ کو تین طلاق پر مطلقہ کیا، زید نے روپیہ بکر کے واسطے دیا تھا کہ ہندہ کی عدت گذر جاوے گی تو بکر سے نکاح کراؤں گا ۔ بکر عدت ہندہ کے اندر فوت ہو گیا، نہ عدت پوری ہوئی نہ نکاح ہوا، زید اپنا ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ یا اس کے

---

[1] سورۃ النساء ع ۲

والد سے طلب کرتا ہے، ہندہ انکار کرتی ہے۔ اپنے خرچہ و مہر و نسب کا دعویٰ کرتی ہے، آیا زید اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور ہندہ کا دعویٰ بھی چل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ہندہ کے امر سے جو روپیہ زید نے عمرو کو طلاق دینے کی غرض سے دیا تو زید اس روپیہ کو ہندہ سے واپس لے سکتا ہے اور طلاق علی المال میں صحیح قول کے موافق عورت کا مہر ساقط نہیں ہوتا۔ البتہ نفقہ گذشتہ و مفروضہ ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے ویسقط الخلع والمبارأۃ کل حق ثابت وقتہما لکل منہما علی الآخر الخ قولہ کل حق شمل المہر والنفقۃ المفروضۃ والماضیۃ[1] الخ شامی وقیل الطلاق علی مال مسقط للمہر کالخلع والمعتمد لا۔ درمختار وفی الشامی ان النفقۃ المقضی بہا تسقط بطلاق واطلقوہ فشمل الطلاق بمال وغیرہ شامی[2] وفی رد المحتار للشامی وان ارسل بان قال علی الف الخ فان قبلت لزمہا تسلیمہ الخ شامی[3] فقط

بنات و ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا اور اس سے زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے یا نہیں

سوال (۱۳۹۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں یہ کہ ازواج مطہرات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ صدیقہ و بی بی حفصہ و بی بی خدیجۃ الکبریٰ وغیرہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا و بنات آں حضرت ؐ بی بی فاطمہ و رقیہ و ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح میں کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا۔ دیگر یہ کہ اگر کوئی ان کے مہر سے زیادہ مقرر کرے تو مکروہ ہوگا یا نہ۔ بالتفصیل تحریر فرماویں و سند سے۔

الجواب۔ مکروہ نہیں ہے، البتہ بہت زیادتی مہر میں پسندیدہ نہیں ہے۔ ازواج مطہرات و بنات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ و نصف تھا، جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں، سوائے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کہ ان کا مہر چار ہزار

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۶ و ص ۷۶۷ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۷۶۷ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] ...

درہم نجاشی نے باندھا تھا۔ مشکوٰۃ (پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے، اس کی قیمت چاندی کے بھاؤ سے ہر زمانہ میں لگائی جائے۔ ظفیر)۔

اولیاء کا قبل نکاح یا بوقت نکاح مہر لینا کیسا ہے

سوال (۱۳۹۷) بعض آدمی لڑکے یا ورثاء لڑکے سے لڑکی کا مہر قبل از نکاح یا بوقت نکاح لیتے ہیں اور اپنی حوائج میں صرف کرتے ہیں اور دلیل جواز حدیث انت ومالک لابیک پیش کرتے ہیں اور قصہ حضرت شعیب علیہ السّلام کا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی لڑکی کے مہر میں بکریاں چروائی تھیں۔ تو یہ دلیلیں اموال اولاد کے جواز کے لئے درست ہیں یا نہ۔

الجواب۔ لڑکی کے باپ کو مہر لینا درست ہے لیکن اپنے صرف میں نہ لاوے اور اگر اپنے صرف میں لایا تو اس کو لڑکی کو دینا ہوگا لاب الصغیرۃ المطالبۃ بالمهر در مختار[2] وفی الشامی والصغیرۃ غیر قید ففی الهندیۃ للاب والجد والقاضی قبض صداق البکر صغیرۃ کانت او کبیرۃ الا اذا نهته وهی بالغۃ صح النهی[3] الخ شامی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں یہ تحقیق ہے کہ اگرچہ فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر باپ کی بکریاں چرانے کی خدمت کو مہر مقرر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہے اور مہر

---

[1] عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانها لو کانت مکرمۃ فی الدنیا و تقوی عند الله لکان اولیکم بها نبی الله صلی الله علیه وسلم ما علمت رسول الله صلی الله علیه وسلم نکح شیئا من نسائه ولا انکح شیئا من بناته علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ عن ابی سلمۃ قال سألت عائشۃ کم کان صداق النبی صلی الله علیه وسلم قالت کان صداقه لازواجه ثنتی عشرۃ اوقیۃ ونش قالت اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقیۃ فتلک خمس مأۃ درهم رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ باب الصداق ص ۲۷۷ ام حبیبہؓ کے متعلق صراحت ہے لمهرها عنه اربعۃ آلاف درهم ایضا۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المهر مطلب لابی الصغیرۃ المطالبۃ بالمهر ص ۵۰۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب ایضا مطلب ایضا ص ۵۰۲ ج ۲۔ ظفیر۔

مثل لازم ہے ومقتضاہ وجوب مہر المثل فی خدمۃ ولیہا وعدم لزوم الخدمۃ وکن الخ مثل قصۃ شعیب علیہ السلام[۱] مگر شامی میں کہا ہے کہ اس صورت میں باپ کے ذمہ اس خدمت کی قیمت لڑکی کو دینا لازم ہے درمختار میں ہے ومفادہ صحۃ تزوجہا علی ان یخدم سیدہا او ولیہا کقصۃ شعیب علیہ السلام مع موسیٰ علیہ السلام[۲] اور شامی میں ہے ومفادہ صحۃ الاستدلال بہا علی الجواز فی رعی غنم الاب. قال الرحمتی والظاہر ان ولیہا یضمن لہا قیمۃ الخدمۃ[۳] الخ فقط۔

انیس روپے ماہانہ والا مہر کتنا مقرر کرے

سوال (۱۳۹۸) جس شخص کو انیس روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو، بوقت عقد زیادہ سے زیادہ کس قدر مہر بندھ سکتا ہے؟

الجواب - مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم شرعی ہے جس کے پونے تین روپے کے قریب ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد شریعت سے مقرر نہیں کی گئی کما قال اللہ تعالیٰ وان آتیتم احدٰہن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً[۴] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ہزار ہا روپیہ بھی مہر ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر بہت زیادہ اور حیثیت سے زیادہ مقرر نہ کیا جاوے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات کا مہر پانسو درہم یعنی قریب سوا سو روپیہ کے ہوا ہے، پس مناسب اور مستحب طریقہ یہی ہے کہ مہر زیادہ نہ بڑھایا جاوے[۵]۔ فقط۔

---

[۱] ردالمحتار، باب المہر ج ۲ ص ۴۹۳ [۲] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار، باب المہر ج ۲ ص ۴۹۳۔ ظفیر۔ [۳] ردالمحتار، باب المہر ج ۲ ص ۴۹۳۔ ظفیر۔ [۴] ردالمحتار، باب المہر ج ۲ ص ۴۹۰۔ ظفیر۔ [۵] سورۃ النساء ع ۳۔ ظفیر۔

[۶] پونے تین روپے کم سے کم مہر ۱۳۳۸ھ کی بات ہے اب ۱۳۹۲ھ میں اکیس روپے سے کم نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ چاندی سات روپے تولہ ہے اور دس درہم کا وزن دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے، ہر زمانہ میں اس کی جو قیمت ہوگی وہی کم سے کم مہر کی مقدار قرار پائے گی، اسی طرح پانچ سو درہم کی قیمت اس دور میں سوا سو کے بجائے تک بھگ سوا نو سو روپے ہوگی، اس لئے کہ پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے اس کی جو قیمت ہوگی سکہ رائج الوقت میں وہی حساب میں آئے گا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر۔

مہر معاف کرنے کا حق لڑکی کے باپ کو ہوگا، یہ شرط کیسی ہے

سوال (۱۳۹۹) - زید کا نکاح ہندہ بالغہ سے ہوا، اور ہندہ کے والدین نے چند شرائط زید سے لکھوائی ایک شرط یہ ہے کہ مہر کے معاف کرنے کا اختیار ہندہ کے والد کو ہوگا ہندہ کو نہیں، یہ شرط صحیح ہے یا نہیں۔ (۲) بموجب شرط اقرارنامہ ہندہ کا مہر اس کے والدین معاف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب - یہ شرط لغو ہے، والدین ہندہ کو مہر معاف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہندہ کا مہر زید کے ذمہ بدستور واجب ہے، وہی اس کی مستحق ہے، اور وہی معاف کر سکتی ہے، والدین یا کسی کا اس طرح کی شرطیں لگانا اور شوہر کا قبول کرنا شرعاً قطعاً بے معنی ہے[1]

جب مہر یاد نہ ہو تو مہر مثل دلایا گیا

سوال (۱۴۰۰) - ہندہ کا عقد بقاعدہ شرعی ہوا، مگر قاضی کے رجسٹری میں درج نہیں ہے، اور نہ مقدار مہر یاد ہے، اس صورت میں مہر مثل دلایا جائے گا، اور نکاح ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا، اور مہر مثل دلوایا جاوے گا[2] اور مہر مثل وہ ہے جو اس کی بہنوں اور پھوپھیوں وغیرہن کا مہر ہو[3] وباقی الشروط یطلب من کتب الفقہ۔ فقط۔

اپنے لڑکے کی بیوی کو دودھ پلادیا اب وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں

سوال (۱۴۰۱) - ایک عورت نے اپنے لڑکے کی زوجہ صغیرہ ڈیڑھ سالہ کو دودھ پلادیا، اس صورت میں اگر نکاح باطل ہوا تو

---

[1] وصح حطہا لکلہ او بعضہ عنہ (درمختار) وقید بحطہا لان حط ابیہا غیر صحیح لو صغیرۃ ولو کبیرۃ توقف علی اجازتہا ولا بد من رضاہا ففی ہبۃ الخلاصۃ خوفہا بضرب حتی وہبت مہرہا لم یصح لو قادرا علی الضرب اھ (رد المحتار باب المہر ص ۲/۳۶۲ ظفیر)۔ [2] وان اختلفا فی المہر ففی اصلہ لا یجب مہر المثل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۲/۵۱۲) وکذا یجب مہر المثل فیما اذا لم یسم مہرا او نفی ان نفاہ (ایضاً ص ۲/۳۵۴) ظفیر۔ [3] والحرۃ مہر المثل الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأۃ تماثلہا من قوم ابیہا لا امہا فی الخلاصۃ ویعتبر باخواتہا وعماتہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی بیان مہر المثل ص ۲/۳۶۴) ظفیر۔

مہر کا لین دین ہوگا یا نہیں۔

الجواب - اس صورت میں زوجین کے درمیان حرمت قائم ہوگئی اور نکاح فسخ ہوگیا، اور شوہر کے ذمہ نصف مہر واجب ہے اگر پورا مہر ادا کر چکا ہو تو نصف واپس لے سکتا ہے، فتاوی عالمگیریہ میں ہے ولو ان رجلاً تزوج صغیرة فجاءت ام الزوج من النسب او من الرضاع فارضعت الصغیرة حرمت علیہ ویجب لہا علیہ نصف المہر[1] الخ. فقط

لڑکی کا باپ مہر مانگتا ہے اور رخصتی نہیں کرتا اور سو روپیہ ادھار لیا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۰۲) - میرا خسر میری بیوی کو نہیں بھیجتا ایک مرتبہ ایک سو روپیہ طلب کئے تھے کہ سو روپیہ دیدو پھر بھیج دوں گا، لیکن روپیہ لے کر بھی نہیں بھیجا، اور روپیہ مجھ کو واپس نہیں دیتا، اور مہروں کا دعوی کرتا ہے، کیا مہر دیئے جائیں گے، جب کہ وہ میری بیوی کو نہیں بھیجتا اور ان کے یہاں پردہ قطعی نہیں ہے، ایسی صورت میں ان کی امامت درست ہوگی یا نہیں۔

الجواب - اگر مہر مؤجل ہیں تو عورت قبل طلاق اور قبل موت شوہر سے وصول نہیں کر سکتی، فتاوی عالمگیری میں ہے لاخلاف لاحد ان تاجیل المہر الی غایة معلومة نحو شہر او سنة صحیح وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وہو الصحیح وہذا لان الغایة معلومة فی نفسہا وہو الطلاق او الموت[2] الخ اور جو مبلغ سو روپیہ آپ نے اپنے خسر کو دیئے تھے ان کو وصول کر سکتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر کی عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں اور پھرتی ہیں، اگر وہ ان کو منع نہیں کرتا تو امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط

---

[1] عالمگیری مصری کتاب الرضاع ص۳۲۴ ج۱ ظفیر۔ [2] عالمگیری مصری الباب السابع فی المہر فصل حادی عشر ص۲۹۸ ج۱ ظفیر۔

مہر دینے کے باوجود عورت کے نام جائداد لکھدی شوہر اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۰۳) - زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اور مہر ادا کر دیا اور اس عورت کے نام کچھ جائداد نان و نفقہ میں تحریر کر دی تو بعد طلاق و ادائگی مہر کے وہ عورت مستحق نان و نفقہ کی شرعاً رہے گی یا نہیں اور وہ جائداد واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - طلاق کے بعد اگر زمین اور جائداد دی ہے تو وہ بطور ہبہ عورت کی مملوک ہوگی، اب زبردستی اور قانونی طور سے شوہر واپس نہیں لے سکتا۔ رضامندی سے واپس ہو جائے تو بکراہت لینا جائز ہے۔

جائداد بعد موت کسے ملیگی

سوال (۱۴۰۴) - اگر عورت مذکورہ شوہر کی حیات میں فوت ہو جائے تو وہ جائداد اس کے شوہر کو ملنا چاہیے یا اولاد کو۔

الجواب - طلاق اور عدت گذرنے کے بعد اگر زوجہ فوت ہوئی ہے تو شوہر کو اس کی میراث سے کچھ نہ ملے گا، اولاد اور دیگر ورثاء شرعی کو میراث پہنچے گی۔ فقط

کتبہ الفقیر اصغر حسین

شوہر نابالغی میں فوت ہو جائے تو عورت مہر اور نفقہ کی حق دار ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۰۵) - نابالغوں کی شادی ان کے اولیاء نے کر دی تھی، شوہر نابالغی کی حالت میں گذر گیا، آیا دلہن حقدار مہر و خرچ ہو سکتی ہے یا نہ؟

الجواب - اس صورت میں زوجہ پورے مہر کی مستحق ہے، شوہر کے ترکے سے پورا مہر وصول کر سکتی ہے اور خرچ خوراک زمانہ عدت کا واجب نہیں ہے - درمختار میں ہے لا تجب النفقة الخ لمعتدة موت مطلقاً الخ[1] درمختار باب النفقہ اور درمختار باب المہر میں ہے ویتأکد عند وطؤ او خلوة صحت من الزوج او موت احدھما[2]

جس ملنی کے گواہ نہ ہوں اس کا حکم

سوال (۱۴۰۶) - ایک عورت کا مہر پانچ ہزار مقرر

[1] الدر المختار مع ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۲ ج ۲ - ظفیر۔ [2] ایضاً باب المہر ص ۳۳۵ ج ۲ - ظفیر۔

ہوا تھا جس میں سے اس نے اپنی خوشی سے بحالت صحت اپنے خاوند کو دو ہزار روپیہ معاف کر دیے جس کا کوئی گواہ شاہد نہیں شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی یا کالعدم ہو جائے گی۔

الجواب - اگر زوجہ اس ابراء (معاف کرنے) سے منکر نہیں بلکہ مقر ہے تو شرعاً یہ معافی معتبر ہوگی، زوج کے ذمہ سے مہر کا یہ حصہ ساقط ہو گیا، ہدایہ میں ہے وان حطت عنہ من مہرہا صح الحط لان المہر حقہا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء۔ انتہی[1]

لیکن اگر زوجہ اقرار نہیں کرتی تو پھر شرعی شہادت کے بغیر اس معافی کا اعتبار نہ ہوگا اور گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہونے ضروری ہیں۔ ظفیر)۔

زیورات کی شکل میں مہر ادا کرنا کیسا ہے؟ **سوال** (۱۴۰۷) - بقیہ تین ہزار اس طور سے ادا کئے کہ مختلف اوقات میں زائد از ایک ہزار کے زیورات ایک ایک دو، دو کر کے بنوا دیئے اور دو ہزار نقد دیدیا، کیا بعد میں عورت دعویٰ مہر کر سکتی ہے یا مہر کے جزو کی وصیت کر سکتی ہے۔

الجواب - شوہر نے جس قدر روپیہ اور زیورات وغیرہ مہر کے نام سے دیئے وہ سب مہر میں محسوب ہوں گے، عورت اس حصہ کے متعلق مہر کا دعویٰ یا وصیت نہیں کر سکتی، شوہر کے قول کا اس بارہ میں اعتبار کیا جائے گا۔ اعطاہا مالاً وقال من المہر وقالت من النفقۃ فالقول للزوج الا ان تقیم ہی البینۃ کذا فی فتح القدیر[2]۔ ومن بعث الی امرأتہ شیئاً فقالت ہو ہدیۃ وقال ہو من المہر فالقول قولہ فی غیر المہیا للاکل کالعسل والسمن الخ[3] فتاویٰ عالمگیریہ۔

ایک ثلث مہر کے خیرات کی وصیت جائز ہے یا نہیں؟ **سوال** (۱۴۰۸) - عورت نے موت سے ۳۶ گھنٹے پہلے وصیت کی کہ اس کے مہر کا ایک ثلث بد خیرات دیا جاوے وصیت جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] ہدایہ باب المہر ج ۲۔ ظفیر۔ [2] عالمگیری مصری باب سابع فصل ثانی عشر ج ۱۔ ظفیر۔ [3] ایضاً

الجواب - شرعی حیثیت سے اس کے مہر کا جو حصہ شوہر کے ذمہ ثابت ہو اس کی ثلث میں وصیت جاری ہوگی، بقیہ روپیہ ورثاء پر تقسیم ہوگا، جس میں اس کا شوہر بھی شامل ہے لیکن اگر اس کی پہلی معافی اور شوہر کی ادائیگی ثابت ہو جائے تو یہ وصیت کالعدم ہے۔ فقط۔

جو مہر مقرر ہو جائے وہ شوہر کے ذمہ ضروری ہے

سوال (۱۴۰۹) - زوجین کے مورث اعلیٰ کا زرِ مہر سوا لاکھ سوا سو اشرفی تھا جو بعد انتقال مورث اعلیٰ اب تک اس خاندان میں زر مہر مذکورہ بلا لحاظ آمدنی و استطاعت زوج تبرکاً و رسماً مقرر کیا جاتا ہے کوئی نیت لینے دینے کی کسی فریق کی نہیں ہوتی اور نہ ادائیگی اس کی بوجہ غربت ممکن ہے، چنانچہ زید و ہندہ جو اس خاندان کے ممبر تھے اس وقت بوقت عقد صرف ۱۲۵ روپیہ ماہوار کے سوا کوئی جائداد بیش بہا نہیں رکھتے تھے، باتباع طریقہ آباء کے و رواج خاندانی سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی مہر باندھ لئے، کوئی نیت لینے دینے کی نہ تھی، اور نہ موقع محل سے اس کا استنباط ہو سکتا تھا۔ اب ہندہ کا فرزند بعلت جرم فوجداری ملزم ثابت قرار پایا اور اس کی تنخواہ بپاداش جرم مذکور گورنمنٹ سے مسدود ہو گئی اور جس کو پھر پدر بزرگوار نے اپنی زندگی میں علیحدہ بھی کر دیا تھا اور مرتے دم تک صورت سے بیزار رہا، طالب مہر متروکہ ہے علاوہ ازیں زید کی دو اور زوجات ہیں، جن کا زر مہر میت کے ذمہ واجب الاداء ہے اور منجملہ ان کے ایک زوجہ سلمیٰ متروکہ میت پر قابض بھی ہے (جو بوجہ ناممکن الوقوع ہونے کے قانوناً باطل ہے) اور جو ہندہ کے ساتھ کیا گیا ہے، کیا نکاح صحیح و قائم ہو سکتا ہے، اور بصورت صحت نکاح کیا بلحاظ احکام شرعیہ ایسا معاہدہ واجب التعمیل ہے اور اس کی ذمہ داری متروکہ پر عائد ہو سکتی ہے، کیا دوسری زوجہ سلمیٰ قابض جائداد کو بھی اس کا زر مہر اور بحصہ شرعی اس متروکہ سے کل مل سکتا ہے، کیا بعد ادائی زر مہر سلمیٰ مقبوضہ جائداد سے بے دخل ہو سکتی ہے، کیا ایسے اوصاف والا فرزند متروکہ پا سکتا ہے۔

الجواب مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ جس قدر مہر عقد نکاح تراضی طرفین سے مقرر ہو جاوے خواہ وہ مقدار کتنی ہی زیادہ ہو مثلاً سوا لاکھ روپیہ اور سوا سو اشرفی یا اس سے بھی زیادہ ہو وہ یہ مقدار مہر کی شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتی ہے اور اس کا ادا کرنا بذمہ شوہر واجب اور ضروری ہوتا ہے[1] مثل دیگر دیون کے خواہ نیت لینے دینے کی ہو یا قانوناً یہ معاہدہ باطل ہو یا نہ ہو لیکن شرعاً یہ معاہدہ صحیح اور یہ دین واجب الادا ہے اور اس معاہدہ کے ساتھ اور اس مقدار مہر پر نکاح زید و ہندہ کا شرعاً بلا شبہہ صحیح ہو گیا تھا اور رقم دین مہر کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا جب کہ اس نے اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کے مرنے پر اس کے ترکہ میں سے ہر دو زوجہ مسماۃ سلمیٰ و ہندہ کا ادا کرنا واجب ہے اور تجہیز و تکفین کے علاوہ دیگر حقوق سے مقدم ہے[2]، لہٰذا زید کے ترکہ میں سے بعد اخراجات تجہیز و تکفین کے اول دونوں زوجات سلمیٰ و ہندہ کا مہر ادا کیا جاوے اس کے بعد اگر کچھ باقی بچے تو اس کو ورثاء شرعی پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے اور اگر ترکہ زید کا دونوں زوجات کے مہر کو کافی نہ ہو تو دونوں زوجات کا مہر حصہ رسد دیا جاوے یعنی جس زوجہ کا مہر زیادہ ہو اس کو اس نسبت سے اور جس کا مہر کم ہے اس کو اس نسبت سے مہر کی مقدار دینی چاہئے۔

---

[1] قال اللہ تعالیٰ وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا (سورۃ النساء) قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں جس کی کوئی حد نہ ہو۔ ظفیر۔ [2] ثم تقدم دیونہ التی لہا مطالب من جہۃ العباد ویقدم دین الصحۃ علی دین المرض (درمختار) دین الصحۃ ہو ما کان ثابتا بالبینۃ مطلقا او بالاقرار فی حالۃ الصحۃ (رد المحتار کتاب الفرائض ص [illegible]) فارغ عن دین لہ مطالب من جہۃ العباد ولو صداق زوجتہ المؤجل للفراق (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ج ۲) ظفیر۔

فصل دوم

مسائل جہیز و متفرق مسائل

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا

سوال (۱۴۱۰) - محمد خلیل نے اپنی زوجہ رحمت کو طلاق بائن دے دی، بوقت عقد زوجہ کے والد نے اپنی لڑکی رحمت کو جہیز میں برتن وغیرہ دیئے تھے وہ کس کی ملک ہیں۔

الجواب - وہ اشیاء و سامان جہیز کا رحمت کی ملک ہے۔ محمد خلیل کا اس میں کچھ حق نہیں ہے(۱) پس معلوم ہوا کہ جہیز لڑکی کا حق ہوتا ہے لڑکے کا نہیں۔ ظفیر۔

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کے باپ کا

سوال (۱۴۱۱) - زید نے اپنے پسر کی شادی بکر کی دختر سے کی اور جو برتن بکر نے جہیز میں دیئے اس کو زید نے اپنے سابق برتنوں میں رکھ لئے، بعد چند روز کے زید نے اپنی دختر کی شادی کی اور بکر کے سامنے اس کی دختر کے جہیز کے برتنوں میں سے اپنی لڑکی کو دیئے بکر نے منع نہیں کیا، آیا بکر یا دختر بکر زید سے ان برتنوں کو واپس لے سکتی ہے یا نہیں، اسی بنا پر بکر دختر کو اس کے شوہر کے یہاں نہیں بھیجتا کیونکہ نکاح کو فسخ کرانا چاہتا ہے۔

---

(۱) جهز ابنته بجهاز و سلمها ذلك ليس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده ان سلمها ذلك في صحته بل تختص به وبه يفتى وكذا لو اشتراه لها في صغرها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۳۸۷) ظفیر۔

الجواب - جو ظروف وغیرہ بکر نے اپنی دختر کے جہیز میں دیئے تھے وہ دختر کی ملک ہو گئے ہیں بکر کو ان میں کچھ حق واپس لینے کا نہیں ہے، البتہ دختر بکر زید سے ان ظروف کو لے سکتی ہے اور بکر کو روکنا اپنی دختر کو اس کی شوہر کے گھر بھیجنے سے درست نہیں ہے اور بدون طلاق دیئے شوہر کے نکاح سابق فسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

سوال (۱۴۱۲) - شوہر فوت ہو گیا تو لڑکی کے باپ نے جو زیور دیا تھا وہ خسر کا ہو گا یا لڑکی کا اور مہر کا کیا حکم ہے

ایک شخص نے اپنی لڑکی کا عقد عبدالستار کے لڑکے سے بعوض مہر مبلغ پانسو روپیہ کر دیا، ایک ماہ کے بعد لڑکا بلا ادائے مہر انتقال کر گیا، اب لڑکی کا دوسرا نکاح قرار پایا ہے۔ بیوہ کے باپ نے شادی میں جو زیور اپنی لڑکی کو دیا تھا اس کو عبدالستار بیوہ کا سسر طلب کرتا ہے اور بیوہ اپنا مہر طلب کرتی ہے کیونکہ زیور اگر عبدالستار کا ہے تو بیوہ کا مہر مقررہ اس کو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب - بیوہ کا جو زیور و سامان اس کی باپ کی طرف سے دیا ہوا ہے وہ بیوہ کی ملک ہے[1] اس میں عبدالستار سسر کا کچھ حق نہیں ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے[2]، اور مہر بیوہ کا بذمہ اس کے شوہر کے ہے، اگر شوہر کا کچھ ترکہ ہو تو اس میں سے لے سکتی ہے شوہر کے باپ عبدالستار سے نہیں لے سکتی، البتہ اگر عبدالستار ذمہ دار ہو گیا ہو تو اس سے لے سکتی ہے۔ فقط۔

سوال (۱۴۱۳) - زیور شوہر کے مرنے کے بعد اس کا باپ لے سکتا ہے یا نہیں

زید کے لڑکے بکر کی

---

[1] فلا خلاف فی کون الجهاز للبنت لما فی الولوالجية جهز ابنته ثم مات فطلب بقية الورثة القسمة فان كان الاب اشترى لها فی صغرها او فی كبرها وسلم لها فی صحته فهو لها خاصة امداد المحتار باب المهر ص ۲/۸ ۔ ظفیر۔

[2] ولو دفعت فی تجهیزها لابنتها اشياء من امتعة الاب بحضرته وعلمه وكان ساكتا وزفت الى الزوج فليس للاب ان يسترد ذلك من ابنته لجريان العرف به وكذا ما انفقت الام فی جهازها ما هو معتاد والاب ساكت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۵/۲) ظفیر

شادی ہندہ سے ہوئی، اب زید کی موجودگی میں بکر فوت ہوا، ایک پسر اور بیوی اور باپ زید کو چھوڑا، بعد عدت ہندہ نے دوسرا نکاح کر لیا، زید نے ہندہ کو کچھ زیورات دیئے تھے جو واپس لینا چاہتا ہے اور ہندہ کی جانب سے دین مہر کا دعویٰ کیا ہے، مہر کی ادائیگی زید کے ذمہ ہے بکر اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا، زید کے پاس معمولی سامان خانگی کے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے، زید بکر کے لڑکے سے لے سکتا ہے یا نہیں۔ اور ہندہ کو جو زیورات دیئے تھے وہ بھی لینے کا مستحق ہے یا نہیں، مہر کی معافی معلوم نہیں، اس میں ہندہ کا قول معتبر ہوگا یا کیا۔

الجواب - موافق عرف کے جو زیور زید نے اپنے پسر بکر کی زوجہ کو دیا وہ اپنے پسر کو دیا تھا، لہٰذا بعد مرنے بکر کے وہ زیور ہندہ سے واپس نہیں لے سکتا، ہندہ اپنے مہر میں وہ زیور رکھ سکتی ہے[1] اور جب کہ مہر کی معافی کے گواہ نہیں ہیں تو قول ہندہ کا معتبر ہے اور ہندہ نے اگر اپنا دوسرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو غیر ہے لڑکے کا محرم نہیں تو حق پرورش ہندہ کا ساقط ہو گیا، نانی، دادی، خالہ وغیرہ میں جو کوئی موجود ہو حق پرورش اس کو ہے اور ولایت نکاح دادا یعنی زید کو ہے۔ فقط۔

زیور جو ملتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نہیں	**سوال** (۱۴۱۳) - جو زیور وغیرہ شوہر کی جانب سے عورت کو دیا جاتا ہے، عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نوشہ۔

الجواب - ہمارے شہروں میں یہی عرف ہے اور رواج ہے کہ زیورات وغیرہ کا عورت کو مالک بنا دیا جاتا ہے اور عورت اس کی مالک سمجھی جاتی ہے۔ پس اس صورت میں عورت اس کی مالک ہے، شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں۔

---

[1] ولو بعث الی امرأته شیئا و لم یذکر جهة عند الدفع غیر جهة المهر فقالت هو ای المبعوث هدیة و قال هو من المهر فالقول قوله بیمینه والبینة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده و ترجع بباقی المهر۔ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۹۵ ج ۲ ظفیر۔

لڑکی کے جہیز اور لڑکے کے لباس کی ملکیت کس کو حاصل ہے

سوال (۱۴۱۴) ۔ بوقت نکاح جہیز میں جو اشیاء لڑکی کو دیتے ہیں اور داماد کے واسطے جو لباس مکلف بناتے ہیں، اس کی مالک لڑکی ہے یا نوشہ ۔

الجواب ۔ باپ کی طرف سے جو اشیاء لڑکی کو جہیز میں ملی ہیں، ان کی وہ مالک ہے اور لڑکے کو جو کپڑا اور نقد دیا گیا ہے وہ لڑکے کی ملکیت ہے لڑکی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ فقط

جو زیور دیا ہے طلاق کے بعد وہ شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور عورت مہر پائے گی یا نہیں ؟

سوال (۱۴۱۵) ۔ زید کا بکر کی بالغ لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا، اور زید نے مبلغ للعاشہ روپیہ کا زیور نقرئی وطلائی بکر کی لڑکی کے استعمال کے لیے دیا اور بکر نے اپنی لڑکی کا مہر مبلغ صمار روپیہ کا قرار دیا جس کو زید نے قبول کیا، بکر نے حسب وعدہ اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور نہ کرنے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے یہ سبب رنجیدگی کا طرفین کو ہوا، اس رنج کو دفع کرنے کے لئے بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ زید منکوحہ کو طلاق دے، چونکہ دولہا اور دلہن کو کوئی موقع تنہائی کا نہیں ملا، تو مہر کتنا دیا جائے گا اور زیور زید کا بیوی سے واپس لینا ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ اگر شوہر اپنی زوجہ کو قبل وطی اور قبل خلوۃ صحیحہ طلاق دیدے تو نصف مہر ادا کرنا واجب ہے ۔ در مختار میں ہے ۔ ویجب نصفہ بطلاق قبل وطئ او خلوۃ[1] الخ لہذا اس صورت میں مبلغ اڑھائی سو روپیہ دین مہر کے ادا کرنا بذمہ زید واجب ہیں اور جو زیور زید نے زوجہ کی ملک کر دیا ہے تو وہ بعد طلاق واپس نہیں لے سکتا، اور اگر مستعار دیا تھا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر زیادتی شوہر کی ہو تو اس کو زوجہ سے طلاق کے بدلے میں کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے ۔

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۲۵۶ ۔ ظفیر ۔

بیوی کو شوہر اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۱۶) - ایک عورت نے اپنی دختر کی شادی ایک شخص سے کر دی اور بوقت عقد یہ شرط کی ایک سال تک یا جب تک شوہر کی ملازمت یا معاش کا انتظام ہو، میں اپنی دختر کو اپنے مکان پر رکھوں گی چنانچہ ایک سال تک زوج نے نہایت تنگ دلی سے زوجہ کی مفارقت گوارہ کی ایک سال کے بعد جب معاش کا بھی انتظام ہوگیا، شوہر نے اپنی زوجہ اپنے پاس وطن سے باہر بلانا چاہا، مگر اس کی والدہ بھیجنا نہیں چاہتی، تو شوہر کو لے جانے کا حق حاصل ہے یا نہیں، اور ایک سال تک نہ لے جانے کا وعدہ پورا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا یا نہیں اور شوہر کا زوجہ کو سفر میں لے جانا ظلم ہے یا نہیں؟

الجواب - وطن سے باہر سفر میں اپنی زوجہ لے جانے کے بارے میں فقہاء نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر شوہر مہر ادا کر چکا ہے خواہ معجل ہو یا مؤجل تو وطن سے باہر سفر میں لے جا سکتا ہے بشرطیکہ زوجہ راضی ہو اور شوہر کی طرف سے اطمینان ہو کہ کوئی تکلیف نہ پہنچاوے گا اور اگر مہر ادا نہیں کیا اور زوجہ سفر میں جانے پر راضی نہیں ہے تو شوہر کو جبراً لے جانے کا اختیار نہیں ہے - والذی علیہ العمل فی دیارنا انہ لا یسافر بہا جبراً علیہا وجزم بہ البزازی وغیرہ وفی المختار وعلیہ الفتوی[1] الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ معمول بہ یہ ہے کہ جبراً شوہر اپنی زوجہ کو سفر میں نہیں لے جا سکتا، اور شامی میں ہے کہ فقیہ ابوالقاسم صفار اور فقیہ ابو اللیث سے مروی ہے کہ بدون زوجہ کی رضامندی کے شوہر اس کو مطلقاً سفر میں نہیں لے جا سکتا، پس اگر زوجہ راضی ہو تو پھر اس کو سفر میں یا ملازمت پر لے جانا ظلم نہیں[2] ہے اور شوہر نے جو وعدہ ایک برس تک رخصت نہ کرانے کا کیا تھا، اور

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر مطلب فی السفر بالزوجہ ص ۴۹۵/ ۲ - ظفیر۔ [2] ثم ذکر من الفقیہین ابی القاسم الصفار و ابی اللیث انہ لیس لہ السفر مطلقا بلا رضاہا لفساد الزمان (رد المحتار باب المہر ص ۴۹۵/ ۲) ظفیر

اس کو پورا کیا یہ شوہر کے ذمہ واجب نہ تھا اس وعدہ کا ایفاء مستحسن تھا کما ورد فی الحدیث احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج متفق علیہ۔[1] یعنی جو شرطیں نکاح کے وقت کی گئی ہوں از قسم مہر و نفقہ و رخصت وغیرہ اس کو پورا کرنا احق و انسب ہے۔ فقط۔

حضرت علیؓ سے آنحضرت نے جہیز کا سامان لیا تھا یا نہیں؟

سوال (۱۴۱۷) تواریخ حبیب الٰہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں حضرت علیؓ سے زرہ فروخت کرا کے جہیز میں صرف کیا۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نوشہ سے لے کر جہیز وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں۔

الجواب۔ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے روپیہ لیکر سامان جہیز اس لئے کیا ہو کہ آپ کے پاس کچھ موجود نہ ہو۔ بہرحال اس کے جواز میں کچھ کلام نہیں، والدین دختر اگر شوہر سے ہی سامان جہیز کرا دیویں یا اس سے لے کر سامان نکاح مرتب کریں کچھ مضائقہ نہیں۔ فقہاء جس کو منع فرماتے ہیں، وہ یہ ہے کہ شوہر وغیرہ سے روپیہ لے کر خود رکھیں۔[2]

[1] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح ص۲۷۱ ظفیر [2] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی سلسلہ کی تمام روایتوں کے سامنے رکھنے کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ مہر میں دیدی تھی، گھر میں کوئی سامان نہیں تھا، خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے وہ سامان نہیں کر سکتے تھے، اس لئے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مہر والی زرہ فروخت کر دو، اور اس سے جو رقم آئے اس سے ضروری سامان لے لو، خود حضرت علیؓ کا بیان فبعتها من عثمان بن عفان باربعمائة و ثمانین درهما ثم ان عثمان رد الدرع الی علیؓ فجاء بالدرع والدراهم الی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان رضی اللہ عنہ بدعوات کما فی روایۃ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص۴ ج۲) آگے علامہ زرقانی نے یہ بھی لکھا ہے یشبہ ان العقد وقع علی الدرع وانہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاها علیاً لیبیعها و اتاه بثمنها ایضاً ص۴ ج۲۔ ظفیر۔

والدین والے جہیز وغیرہ اور سسرال والے زیور وغیرہ کا مالک کون ہے؟

سوال (۱۴۱۸) - ایک عورت سنت والجماعت جس کا نکاح بموجب شرع محمدی ہوا ہو، اور اس کو جہیز اس کے والدین اور بری میں اس کی ساس سسر نے کچھ زیور پارچہ و برتن وغیرہ حسب رواج دیا ہو تو ازروئے شرع کیا مذکورہ بالا اشیاء کا دینا مستعار سمجھا جاتا ہے اس کی مالک کامل عورت ہو جاتی ہے؟ اگر نہیں تو شوہر یا عورت کے والدین میں سے کون اس کا مالک کامل ہے؟۔

الجواب - جو کچھ عورت کے والدین نے جہیز میں دیا ہے وہ ملک عورت کی ہے والدین عورت کے یا سسرال والے اس کے مالک نہیں ہیں، اور جو کچھ ساس وخسر نے زیور وغیرہ چڑھایا وہ مستعار سمجھا جاتا ہے وہ عورت کی ملک نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (یہ زیور والا مسئلہ دراصل رواج کے اوپر موقوف ہے یا ساس سسر کے قول پر، بعض جگہ عورت کو مالک بنا دیتے ہیں جو زیور کپڑا یا کوئی اور چیز سسرال کی طرف سے لڑکی کو ملتا ہے اس کے متعلق یہ طے ہوتا ہے کہ لڑکی کو بطور ہبہ ہے اور بعض جگہ لڑکی کی ملک نہیں بناتے، لہٰذا فیصلہ رواج پر ہوگا یا سسرال والوں کے بیان[۲] پر۔ ظفیر)

زیور اور کپڑا جو لڑکی کو دیتے ہیں وہ کس کی ملک ہے؟

سوال (۱۴۱۹) - جو چیز از قسم زیور و پارچہ وغیرہ دلہن کو قبل از نکاح و بعد نکاح دیئے جاویں وہ حق زوجہ ہے یا حق شوہر؟؟

الجواب - جو اشیاء ماں باپ کی طرف سے دی جاویں وہ ملک زوجہ ہے اور جو اشیاء شوہر یا اس کے والدین کی طرف سے دی جاویں، اس میں نیت کا اعتبار ہے - جیسی نیت ہو اور جس کے لئے نیت ہو اس کی ملک[۳] ہے۔

---

[۱] جهّز ابنته بجهاز وسلمها ذلك ليس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده ان سلمها ذلك في صحته بل تختص به وبه يفتى، الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۸۲۲ ج ۲ ولو بعث الى امرأته شيئا (الى قوله) فالقول له ... [۲] ايضا ص ۷۹۹ ج ۲ ظفير [۳] اس کیلئے دیکھئے اس سے پہلے والا حوالہ ۱۲ ظفیر

لڑکی کے ولی کا روپیہ لے کر نکاح کرنا اور اسے مصرف میں لانا کیسا ہے؟

سوال (۱۴۲۰)۔ کیا فرماتے علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنی لڑکی کے نکاح میں فاطمہ کے ولی سے اس شرط پر بات چیت کی کہ اگر تم مجھے بیس تیس روپیہ دو تو میں اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے بیٹے سے کر دوں گا ورنہ نہیں، یہ روپیہ لے کر اپنے مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جواب یہ ہے کہ اپنی دختر کے نکاح میں باپ کا داماد کے ولی سے روپیہ لینا اور بدون لیے روپیہ کے نکاح نہ کرنا جیسا کہ مندرجہ سوال ہے اور اس روپیہ کو اپنے مصرف میں لانا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے، اس لئے کہ ولی کا یہ لینا رشوت ہے اور رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں. اور جو رشوت لیتا ہے وہ مرتشی (رشوت لینے والا) کے قبضہ کرنے سے اس کی ملکیت میں نہیں آجاتا بلکہ راشی (رشوت دینے والا) ہی اس کا مالک رہتا ہے پس مرتشی پر لازم ہے کہ اس روپیہ کو واپس کر دے اور راشی اس کو واپس لے۔ کما فی الدر المختار اخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترد لانہ رشوۃ[1] وذکر فی الشامی قولہ عند التسلیم ای بان ابی ان یسلمھا اخوھا او نحوہ حتی یأخذ شیئاً وکذا لو ابی ان یزوجھا فللزوج الاسترداد قائماً او ھالکاً لانہ رشوۃ بزازیہ. شامی جلد ۲، نیز شامی میں ہے الرشوۃ یجب ردھا ولا تملک. شامی جلد ۴ ص[2] اور فتاوی خیریہ میں ہے سئل فی امرأۃ ابی اقاربھا ان یزوجوھا الا ان یدفع لھم الزوج کذا الخ علاھم بہ ھل یلزم ام لا؟ اجاب لا یلزم ولو دفع فلہ ان یأخذہ قائماً او ھالکاً لانہ رشوۃ کما فی البزازیۃ[3]۔ اور طحطاوی میں ہے حرام ہے وہ مال کہ عقد نکاح کے درمیان ہو کر کچھ مال لیویں اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر

---

[1] رد المحتار باب المھر ص ۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب الحظر مطلب فی الکلام علی الرشوت والھدیہ ص ۲ ظفیر۔ [3] فتاوی خیریہ ص ۲ ظفیر۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی ۔[1]

نصف مہرے کر لوگوں کو کھلانا کیسا ہے

سوال (۱۴۲۱/۱) ۔ لیکن اس صورت میں لوگ اس کے مکان پر کھا نہیں تو لوگوں کے کھلانے کے لئے یہ حیلہ کرتا ہے کہ پہلے عقد کر دیتا ہے اور لڑکی کا ولی لڑکی سے قبل از عقد یہ کہدیتا ہے کہ تو بعد عقد کے نصف مہر کی مالک ہو جاوے گی عقد کے بعد تو یہ کہنا کہ تم میرے مہر میں سے نصف دیدو، مگر وہ لڑکی اس فقرہ کو نہیں کہتی ہے بلکہ لڑکی کا ولی ہی کہتا اور لیتا ہے، اب اس حیلہ سے لوگوں کو کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں ۔ ؟

$\frac{۱۴۲۱}{۲}$ ۔ لڑکی کے نام سے اس کا ولی عقد کے بعد نصف مہر لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینو توجروا عند الحساب ۔ فقط

الجواب ۔ جواب یہ ہے کہ حیلہ مذکور اول جو مندرجہ سوال کا ہے کہ نصف مہر وصول کرنا اور اپنے صرف میں لانا اور برات والوں کو اس میں سے کھانا کھلانا درست نہیں بلکہ حرام ہے اس لئے کہ ولی مذکور اپنی دختر سے قبل از عقد اجازت وصول نصف مہر کی چاہتا ہے کہ ولی دختر کے نام سے وہ مہر وصول کرلے اور اپنے صرف میں لادے جیسا کہ فحوائے عبارت مندرجہ سوال سے ہویدا ہے اور باقی مہر کی دختر مالک ہو، اور حال یہ ہے کہ در حقیقت یہ طلب اجازت مہر علی سبیل الہبہ اپنے واسطے ہے کہ عقد میں اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے نہ صورت اور الفاظ کا کما فی الہدایہ العبرۃ للمعانی لا للصور، اور سکوت ترپین[2] مسائل میں بمنزلہ نطق قرار دیا گیا ہے اس میں سے سکوت دختر بھی ہے، کذا فی الفصول العمادی اور دختر در بارہ اجازت دینے کے ساکت رہی لفظ لا یا نعم نہ کہا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے پس ایسے موقعہ پر شرعاً سکوت دختر مذکورہ بالا بمنزلہ نطق نہ ہوگا ۔ اس لئے کہ فقہاء کرام نے جو سکوت بمنزلہ نطق قرار دیا وہ ترپین مسائل میں ہے ۔ اور نہیں ہے یہ عقد ان مسائل میں سے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے صراحت سے نہ دلالت سے ۔ اور شمار کیا ہے ان مسائل کو علامہ شامی

---

[1] ترمذی باب ما جاء فی الراشی والمرتشی ص ۲۴۸ ج ۱ ۔ ظفیر ۔

اور صاحب اشباہ وغیرہ نے۔ من شاء فلیطالع فیہما۔

اور بالفرض سکوت دختر مذکورہ کا در بارہ ہبہ بمنزلہ نطق قرار دیا جاوے تو بھی ولی مسطور کا مہر موہوبہ کو قبل از عقد یا بعد از عقد وصول کرنا اور اپنے تصرف میں لانا درست نہیں ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکی بالغہ ہے تو اس وجہ سے یہ مہر کا لینا صحیح نہیں ہے کہ قبل عقد موہوب مملوک واہب نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ وجوب مہر کا نفس عقد نکاح سے ہوتا ہے کروہ بدل بضع کا ہے (کما صرح بہ فی الہدایہ صفحہ ۳۲۵ ج ۲) نہ قبل از عقد۔ اور ملک واہب کی موہوب پر بوقت ہبہ کے مشروط ہے تاکہ تملیک غیر مملوک لازم نہ آوے اور یہ باطل ہے درمختار میں لکھا ہے۔ شرائط صحتہا فی الواہب العقل والبلوغ والملک (درمختار علی ہامش الشامی صفحہ ۶۸۸ ج ۲) اور کفایہ حاشیہ ہدایہ کے باب الوکالت میں لکھا ہے تملیک ما لا یملک باطل ہے اور عنایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے التملیک من غیر المالک لا یتصور علاوہ ازیں جب کہ دختر مذکورہ نے قبل عقد مہر اپنا جس کی بعد العقد ملک ہوے گی ہبہ کیا تو اس میں اضافت تملیک کی طرف اس شئے کے ہوئی کہ آئندہ اس کا وجود ہوگا اور ایسی اضافت صحیح نہیں کما فی الہدایہ واضافۃ التملیک الی ما سیوجد لا یصح۔ اور اگر وہ دختر نابالغہ ہے تو ہبہ نابالغہ کا صحیح نہیں کما فی عبارۃ الدر المختار۔ بہر حال حیلہ مندرجہ سوال ناجائز ہے اور جو مال بطور ناجائز کے مکسوب ہوگا۔ اس کا کھانا کھلانا ناجائز ہے۔ فتاوی ہندیہ میں نگارش ہے اہل السوق اذا کان کسب الحرام احدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذالک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ (عالمگیری صفحہ ۳۲۲ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی فی الہدایا والضیافات)۔

(۲) جواب سوال دوم کا یہ ہے۔ مہر کی دو صورتیں ہیں ایک مہر مؤجل ساتھ تعیین کے اور دوسرا مہر معجل ساتھ تعیین کے پہلی صورت میں تو حق مطالبہ اور قبض مہر کا قبل وقوع فرقت بموت یا طلاق کے منکوحہ سے نہ اس کے ولی مجاز کو چنانچہ فتاوی ابراہیم

شامی میں مرقوم ہے المہر لا یخلو ان یکون بشرط التعجیل او سکوت عنہ فانہ یجب فی الحال معجلا وان کان مؤجلا فلیس لہا حق المطالبۃ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا خلاف لاحد ان تاجیل المہر الی غایۃ معلومۃ نحو شہر او سنۃ صحیح وان کان لا الی غایۃ معلومۃ فقد اختلف المشائخ فیہ قال بعضہم یصح وہو الصحیح وہذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسہا وہو الطلاق او الموت الا یری ان تاجیل البعض صحیح وان لم ینصا علی غایۃ معلومۃ الخ عالمگیری جلد اول ص ۳۱۸ فقط

عورت کو دیئے ہوئے زیور

سوال (۱۴۲۲) - بوقت نکاح عورت کو جو زر و زیور و ملبوس وغیرہا دیا جاتا ہے، عند الطلاق شوہر کو واپس لینا جائز ہے یا نہیں؛ درصورتیکہ اس کو مالک و مختار بنا دیا ہو، از روئے شرع کیا حکم ہے؛ بینوا توجروا؛

الجواب - درمختار میں ہے ولو بعث الی امرأتہ شیئا ولم یذکر جہتہ عند الدفع الخ فقالت ہو ہدیۃ وقال ہو من المہر فالقول لہ بیمینہ والبینۃ لہا فان حلف والمبعوث قائم فلہا ان تردہ وترجع بباقی المہر الخ او کلہ ان لم یکن دفع لہا شیئا منہ الخ شامی وفیہ لو ادعت انہ ای المبعوث من المہر وقال ہو ودیعۃ فان کان من جنس المہر فالقول لہا وان کان من خلافہ فالقول لہ لشہادۃ الظاہر۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر زوجین میں نزاع ہو، زوجہ یہ کہے کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ ہدیہ ہے اور شوہر کہتا ہے کہ وہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور گواہ زوجہ کے معتبر ہیں اور بعد قسم شوہر جو موجود ہے شوہر کو دلایا جاوے گا اور عورت اپنے مہر کا مطالبہ کرے یعنی اگر وصول نہ کیا ہو تو کل یا باقی اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ یہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ مہر میں ہے اور شوہر یہ کہے کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ اشیاء مہر کی جنس سے ہیں، یعنی جیسے نقد روپیہ اور زیور تو قول زوجہ کا معتبر ہے اور اگر اس کے خلاف سے ہے تو قول شوہر

[illegible]

کا معتبر ہے اھ

پس اگر صورت مسئولہ میں شوہر یہ کہتا ہے کہ یہ زیور وغیرہ عاریۃً تھا اور عورت کہے کہ مہر میں تھا تو عورت کا قول معتبر ہے، شوہر اس کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر عورت دعویٰ ہبہ اور ہدیہ کا کرے اور شوہر کہے کہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور اگر مہر دے چکا تھا اور شوہر عاریۃً دینے کا دعویٰ کرے تب بھی قول شوہر کا معتبر ہے کیونکہ عادۃً زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہبہ نہیں سمجھا جاتا، اب عرف یہ ہے کہ جو اشیاء جہیز میں عورت کے والدین کی طرف سے ہیں وہ ملک عورت میں ہیں اور جو زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہے وہ عاریت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
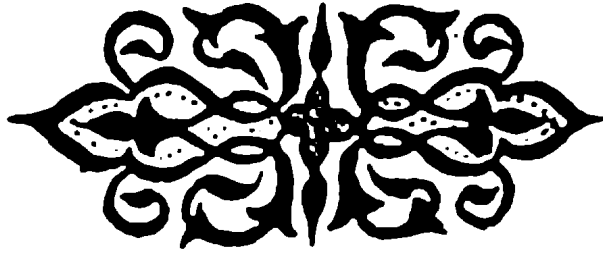
آٹھواں باب نکاح کافر

(ارتداد و کفر سے متعلق احکام و مسائل نکاح)

ایمان کی بے حرمتی کرنے کا حکم کیا ہے

سوال (۱۴۲۳) - ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے اس نے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنے منہ سے نکالے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب - یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہوگیا، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی جیساکہ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل[1] پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط

اس کلمہ سے مرتد ہوگیا تجدید اسلام و تجدید نکاح ضروری ہے

سوال (۱۴۲۴) - ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کام شریعت کا ہے، اس نے جواب دیا کہ شریعت کو اپنے مقعد میں ڈال، وہ شخص مرتد ہوا یا نہیں؟ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی عورت کسی دوسرے سے نکاح کرلیوے یا نہ۔؟

الجواب - اس کلمہ کے کہنے سے وہ شخص کافر و مرتد ہوگیا، تجدید اسلام و توبہ و استغفار کرنا اس کو لازم ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، بعد

[1] الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔

تجدید اسلام کے تجدید نکاح کرے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے تو اس کی عورت عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے کذا فی الدر المختار[1] فقط

عورت مرزائی ہو جائے تو نکاح فسخ ہوگا یا نہیں؟

سوال (۱۴۲۵) - ایک عورت منکوحہ حنفیہ مرزائی عقیدہ پر ہوگئی تو اس کا نکاح جو مرد حنفی سے ہوا تھا وہ فسخ ہوگیا یا نہیں؟ زوجہ اور اس کے ورثا نے شوہر سے طلاق لینے کی بھی تدبیر کی تھی۔

الجواب - اس صورت میں جس وقت وہ عورت مرزائی عقیدہ پر ہوگئی اسی وقت نکاح اس کا فسخ ہوگیا دوبارہ طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی، کما فی الدر المختار وارتد احدهما فسخ عاجل[2] الخ قادیانی کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے تفصیل کے لئے دیکھئے اکفار الملحدین، ظفیر۔

شوہر جب تبدیل مذہب کرلے تو عورت نکاح سے خارج ہوگی یا نہیں؟

سوال (۱۴۲۶) - میں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ وہ شخص ایک عورت کو لے کر چلا گیا، جس کی کچھ خبر نہیں، بلکہ اس نے اپنا مذہب بھی تبدیل کر لیا، تو لڑکی یعنی اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

الجواب - اگر یہ تحقیق ہو جاوے کہ اس شخص نے تبدیل مذہب کر لیا ہے یعنی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب عیسائیوں یا آریوں کا قبول کر لیا ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی، اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔ درمختار[3] فقط۔

---

[1] ما یکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۱۴) ظفیر۔ [2] وارتد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وفرق الامام بان الردة منافیة للنکاح لمنافاتها العصمة والطلاق یستدعی قیام النکاح فتعذر جعلها طلاقا (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۲۹) ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۲۹۔ ظفیر۔ [4] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء فللموطوءة ولو حكما كل مهرها لتأكده به ولو ارتدا وعليها نصفه العد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۲۹) ظفیر۔

کلماتِ کفر سے نکاح فسخ ہو گیا

سوال (۱۴۲۷) ۔ زید اور عمر میں عداوت چلی آتی ہے، زید نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر عمر اپنی لڑکی کی شادی زید کے لڑکے سے کر دیوے تو زید اس بات کا حلف اٹھائے گا کہ وہ کبھی عمر کی لڑکی سے عداوت نہ نکالے گا نہ تکلیف دے گا، چنانچہ زید نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی، اور زید کے لڑکے سے عمر کی دختر کا عقد ہو گیا زید عقد کے بعد جھگڑا فساد کرنے لگا اور لڑکی کو غیر معمولی تکالیف پہنچانے لگے، عمر نے اپنی ٹوپی زید کے قدموں پر رکھدی اور معافی کا خواستگار ہوا، زید نے دو مرتبہ یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند کریم آسمان سے اتر آوے اور مجھ سے کہے تب بھی میں معاف نہ کروں گا، عمر نے کہا کہ یہ کلمات کفر کے کیوں زبان سے نکالتے ہو، تب زید نے کہا کہ میں کافر ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ اگر عمر کے گھر کی طرف قبلہ ہو جاوے تو میں سجدہ نہ کروں، اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے، زوجین میں علیحدگی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ زید نے جو کلمات کفر کہے، اس سے اس کا کافر و مرتد ہونا ثابت ہوا، اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے[1] اور اس کا لڑکا چونکہ اپنی زوجہ کو نہ نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، اس لئے بموجب حکم بعض ائمہ قاضی شرعی اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کرنے کا حکم کر دے اور فسخ نکاح کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دیوے یہ کام کسی ریاستِ اسلامیہ میں جا کر ہو سکتا ہے ۔ وہاں کا قاضی تفریق کرا دیوے[2] ۔ فقط۔

مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا

سوال (۱۴۲۸) ۔ مسماۃ ہندہ کا نکاح بموجب احکام شریعت

---

[1] ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح ا ہ و یومر بالاستغفار والتوبۃ ای تجدید الاسلام ، و تجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۷ ج ۳ ظفیر) ۔

[2] بہار میں قاضی شریعت کے بہار اور دوسرے صوبوں میں شرعی پنچائت کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانوی اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی ۔ ظفیر۔

مسمی زید کے ساتھ تھا، بوجہ بدسلوکی زید کے ہندہ بھاگ گئی اور ایک ہندو سکھ کے گھر رہنے لگی، اب سنا ہے کہ ایک ماہ سے ہندہ نے ارادۃً مذہب اسلام چھوڑ دیا ہے اور سکھوں کے اکالی پنتھ میں داخل ہو کر اکالن بن گئی ہے یعنی مرتد ہو گئی ہے، ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح جو زید کے ساتھ تھا وہ قائم رہتا ہے یا نکاح فسخ ہو گیا؟

الجواب۔ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لہا بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتویٰ..... ولوالجیۃ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتہا زجراً وتیسیراً[1] الخ فلکل قاضٍ ان یجددہ بمہر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامہا ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذالک[2] الخ (اما لو سکت او ترکہ صریحاً فانہا لا تجبر وتزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ بحر[3] ظفیر)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ احد الزوجین کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کو حاکم اسلام اسلام لانے پر اور تجدید نکاح پر ساتھ شوہر اول کے مجبور کرے گا، بشرطیکہ شوہر اس کا مطالبہ کرے اور دوسرے شوہر کے ساتھ بعد مسلمان ہونے کے نکاح کرنے سے حاکم عورت کو منع کرے گا اور مشائخ بلخ کا فتوی یہ ہے کہ زوجہ کے مرتد ہونے سے زوجین میں تفریق نہیں ہوتی بناءً علیہ ہندہ کو تجدید نکاح پر بعد اسلام لانے کے ساتھ شوہر اول کے تھوڑے سے مہر پر حاکم مجبور کرے جب کہ شوہر اول زید بھی اس کا طالب ہو۔

اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۲۹)۔ اگر اب ہندہ اپنے فعل بد سے توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرے تو اس کا سابقہ نکاح بحال رہے گا یا نہیں...

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۳ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۳ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] ایضاً۔ ظفیر۔

زید بدستور قائم رہا یا ان کو از سرنو نکاح پڑھانا پڑے گا۔

الجواب۔ از سرنو تھوڑے سے مہر پر نکاح مسماۃ ہندہ کا زید کے ساتھ بعد اسلام لانے کے کیا جاوے گا۔

اسلام کے بعد پہلے شوہر سے راضی نہ ہو تو دوسرے سے نکاح ہوگا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۰) ۔ اگر ہندہ مذہب اکالی سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلے اور وہ زید سے از سرنو نکاح کرنے پر رضامند نہ ہو تو عمر برادر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اس میں زید سے طلاق نامہ لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر زید ہندہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو ہندہ کا نکاح بعد اسلام لانے ہندہ کے جبراً زید کے ساتھ کیا جاوے گا۔ ہندہ راضی ہو یا نہ ہو، اور عمر کے ساتھ نکاح کرنے سے ہندہ کو منع کیا جاوے گا۔ البتہ اگر زید ہندہ کو رکھنا نہ چاہے تو اس صورت میں ہندہ عمر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

نو مسلمہ سے نکاح کیا، عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد عورت کافر مرد کے پاس چلی گئی اب پھر مسلمان شوہر کے پاس آگئی کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۳۱) ۔ ایک کافرہ عورت نے مسلمان ہو کر کسی مسلمان سے نکاح کرلیا، ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد وہ مسلمان اس عورت کو اپنے نکاح ہی میں چھوڑے ہوئے کہیں چلا گیا، چند روز کے بعد یہ عورت ایک کافر کے ساتھ چلی گئی اور ان میں رہ کر ہر قسم کی مذہبی رسوم کفریہ ادا کرتی رہی، ایک عرصہ کے بعد شوہر اول مسلمان واپس آگیا تو یہ عورت بھی مسلمان ہو گئی، اب اس عورت کو اس زوج مسلمان کے ساتھ اسی اول نکاح سے رہنا جائز ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟ یا اس کو استبراء رحم کے لئے عدت گزارنا ہو تو کتنا زمانہ۔ مسلمان ہوتے ہی فسخ نکاح کا حکم دے کر عدت گزارے، یا تین حیض کے بعد نکاح فسخ سمجھ کر اب سے فسخ نکاح کی عدت گزارے؟

الجواب۔ اس صورت میں بھی احتمال ارتداد پر حکم ارتداد عورت مذکورہ کا نہ

کیا جاوے گا، لہذا نکاح اس کا شوہر اول سے قائم ہے اور وہ عورت دی جاوے گی، اور عدت وغیرہ کچھ لازم نہ ہوگی غایۃ یہ کہ احتیاطاً تجدید نکاح کرلی جاوے۔ کما ہو الاحتیاط کذا فی الشامی[1]۔

جس لڑکے سے لڑکی کی شادی کی وہ اہل قرآن ہوگیا تو نکاح قائم رہا یا فسخ ہوگیا

سوال (۱۴۳۲) عمر نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح اپنے بھتیجے زید کے ساتھ کردیا تھا۔ لیکن زید نے بعد بلوغ کے اول مذہب اہل حدیث اختیار کیا، بعدہ مولوی عبداللہ چکڑالوی جو کہ اہل قرآن مشہور ہے اس کا متبع ہوگیا اور احادیث شریف کا بالکل منکر ہوگیا ہے، اب زید عمر کو کہتا ہے کہ تم اپنی لڑکی زینب کی شادی میرے ساتھ کرادو، عمر کہتا ہے کہ تم اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہوگئے ہو، آیا اس صورت میں عمر کی دختر زینب کا نکاح زید کے ساتھ قائم رہا یا فسخ ہوگیا؟

الجواب۔ عمر کی دختر کا نکاح اس صورت میں زید سے فسخ ہوگیا ہے، زینب کو زید کے گھر نہ بھیجا جاوے[2]۔

ارتداد سے نکاح جاتا رہا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۳) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے والد نے زید غیر کفو سے کردیا تھا، بعد بلوغ کے ہندہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرتی رہی ہرچند اس کو سب نے سمجھایا کہ شرعاً تمہارا نکاح ہوگیا ہے، اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے جس پر ہندہ نے بے ساختہ یہ جواب دیا کہ ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں۔ اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہ؟

الجواب۔ یہ کلمہ کفر و ارتداد کا ہے اور ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] من لم یقر ببعض الانبیاء او لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر (عالمگیری مصری باب احکام المرتدین ص ۲۶۳ ج ۲) وارتداد احدھما فسخ عاجل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۲۶ ج ۲) ظفیر

جیساکہ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل[1] الخ پس نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ قائم نہیں رہا بلکہ فسخ ہوگیا۔ فقط۔

بیوی مرتد ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۴)۔ زہرہ اپنے خاوند بکر سے ناراض ہوکر والدین کے گھر چلی گئی اور مذہب عیسائی اختیار کرلیا اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں؟ جس قاضی نے اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا، اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل الی ان قال وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی ولوالجیۃ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجراً وتیسیرا[2] پس زہرہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی، بکر کے نکاح میں رہے گی اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے، لیکن قاضی کو چونکہ علم نہ تھا اور بعض روایات سے فسخ نکاح معلوم ہوتا ہے اس لئے قاضی معذور ہے اور شرعاً اس کی امامت وقضا بلاکراہت جائز و درست ہے آئندہ اس کو احتیاط لازم ہے۔

شوہر مرتد ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا اب اگر پھر مسلمان ہوا تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا

سوال (۱۴۳۵)۔ زید پہلے ہندو تھا بعد بلوغ کے مسلمان ہوگیا، حالت اسلام میں عمر نے اپنی لڑکی بارہ سالہ کا نکاح زید سے کردیا، بعد چند ماہ کے زید پھر ہندو ہوگیا۔ اب تو اس کا نکاح فسخ ہوگیا، لیکن بعد ایک سال کے پھر اس نے مسلمان صورت بنالی تو اب اس لڑکی کا نکاح کسی طرح زید سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۳ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۵ و ص ۵۳۶ ج ۲۔ ظفیر۔

الجواب - جب کہ وہ شخص مرتد ہو گیا، نکاح اس کا فسخ ہو گیا[1]۔ اب اگر وہ شخص پھر مسلمان ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا ہے تو اس لڑکی کی رضامندی سے اگر وہ بالغہ ہے پھر نکاح ہونا چاہئے اور اگر نابالغہ ہے یعنی پندرہ برس کی عمر اس کی نہیں ہوئی اور نہ کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر ہوئی تو ولی کی اجازت سے اس کا نکاح دوبارہ کیا جاوے[2]۔

خدا کے انکار سے نکاح فسخ ہو گیا

سوال (۱۴۳۶) - ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے، اس پر عورت نے جواب دیا کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی، شرعاً اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب - اس عورت پر حکم کفر وارتداد کا لاحق ہو گیا[3] اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا اس کو توبہ کرا کر اور تجدید کرا کر پھر نکاح کیا جاوے۔ فقط

خود کو کافر و مرتد کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

سوال (۱۴۳۷) - ایک مسلمان نے اپنی نسبت یہ الفاظ کہے میں بے ایمان کافر و سور ہوں، اور اب تک توبہ بھی نہیں کی یہ شخص مرتد ہوا یا نہ اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا یا نہ؟

الجواب - اس صورت میں وہ شخص کافر و مرتد ہو گیا، اس کو توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے کیونکہ مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ کما

---

[1] ولو ارتد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء: الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲، ظفیر۔ [2] ذکر فی نور العین و یجدد بینهما النکاح ان رضیت زوجته بالعود الیه والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۲) ظفیر۔ [3] یکفر اذا وصف الله تعالی بما لا یلیق الخ اذا انکر وعده و وعیده الخ او قال خدا ئے حاکم را نشاید الخ فهمذا کلمه کفر (عالمگیری مصری باب المرتد ص ۲۵۸ ج ۲) ... ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یومر بالاستغفار والتوبة ای تجدید الاسلام و تجدید النکاح (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳) ظفیر

فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[1]. فقط

قرآن کی توہین سے مرتد ہوگیا اور نکاح فسخ ہوگیا

سوال (۱۴۳۸) - محمد بخش اور اس کی بیوی مسماۃ بتول میں رنجش اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی کہ مسماۃ بتول نے محمد بخش کو بذریعہ بعض آدمیوں کے کہلایا کہ اگر تو مجھے مارپیٹ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تو میں تیرے گھر آجاؤں، بشرطیکہ تو مسجد میں جاکر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف ادا کرے کہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا، محمد بخش نے جواب میں یہ کہا کہ قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا سیکڑوں قرآن ایسے اڑتے پھرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ اس صورت میں محمد بخش مرتد ہوا یا نہ اور اس کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں الفاظ مذکورہ کہنے سے شخص مذکور مرتد ہوگیا اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے قال فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[2] پس شخص مذکور بعد توبہ وتجدید اسلام کے مسماۃ بتول سے دوبارہ نکاح کرے بدون تجدید اسلام وتجدید نکاح کے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر محمد بخش پر حرام ہے[3]۔ فقط

شرک وکفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور مسلمان ہونے پر تجدید ہو سکتی ہے

سوال (۱۴۳۹) - اگر کوئی مرد یا عورت شرک یا کفر کرے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں، اگر ٹوٹ جاتا ہے تو پھر توبہ کرنے کے بعد بغیر عدت کے نکاح درست ہوتا ہے یا کچھ عدت ہے؟

الجواب - شرک وکفر کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور پھر تجدید نکاح عدت میں درست ہے[4]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر۔ [3] ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح ا یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ج ۲۔ ظفیر۔ [4] وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ الخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وکذا بلا توقف علی مضی عدۃ فی المدخول بہا کما فی البحر (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر

ٹوٹنے کے بعد دونوں میں جب کوئی راضی نہ ہو تو

سوال (۱۴۴۰) - اگر مذکورہ بالا صورت میں نکاح ٹوٹ گیا اور پھر مرد یا عورت میں سے کوئی آپس میں رضامند نہ ہو تو عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - عورت اگر کلمۂ کفر کہے تو تجدید نکاح پر اس کو مجبور کیا جاوے گا۔ اور دوسرے مرد سے اجازت نکاح کی اس کو نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار[1]۔

کلمہ شرک کہا تو

سوال (۱۴۴۱) - بے علمی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر کسی عورت نے شرک کر لیا اور وہ کسی کو لے بھاگی یا کوئی اس کو بھگا لے گیا تو اس عورت کا دوسرے مرد سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - غیر مرد کے ساتھ بھاگنے سے تو نکاح نہیں ٹوٹتا، لیکن کلمہ کفر کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جاوے گا۔

بیوی عیسائی ہوگئی تو نکاح باقی رہا یا نہیں؟

سوال (۱۴۴۲) - ایک عورت بد چلن جو ایک انگریز سے ملی ہوئی تھی، اس نے اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی ہو کر انگریز کے پاس

---

[1] ولو ارتدت لمجئ الفرقة منها قبل تاكده الاتجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى ولوالجية وافتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا و تيسيرا لاسيما التى تقع فى الكفر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۹ ج ۲ و ص ۵۴۰ ج ۲) یہ حکم اس صورت میں ہے کہ شوہر اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور عورت رضامند نہ ہو۔ کما فی الشامی ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك

[2] لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة (ايضا فصل فى المحرمات ص ۴۲۶) ظفیر

[3] وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل الخ ولو ارتدت الخ تجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها (ايضا باب نكاح الكافر ص ۵۳۹ ج ۲، ص ۵۴۰ ج ۲) ظفیر۔

رہنے لگی، خاوند اس کو رکھنا نہیں چاہتا، اس صورت میں اس مرد کا نکاح عورت مذکورہ سے جس نے مذہب تبدیل کر لیا ہے قائم ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں اس شخص کا نکاح عورت مذکورہ سے باطل ہو گیا[1]

اس کا مہر واجب ہے یا نہیں

سوال (۱۴۴۳) - عورت مذکورہ کا مہر پہلے شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب - جب کہ عورت مذکورہ مدخولہ شوہر کی ہے تو مہر عورت کا بذمہ شوہر واجب ہے، عورت کے مرتدہ ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوا[2]

میل ملاپ رکھنے والے کا حکم

سوال (۱۴۴۴) - اگر عورت مذکورہ کے والدین اس کے ساتھ میل ملاپ رکھیں تو والدین کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب - ایسے لوگوں سے مقاطعت لازم ہے، جملہ اہل اسلام کو ان سے تعلقات منقطع کر دینا چاہئے۔

نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۴۵) - میرے باپ نے اپنی چھوٹی لڑکی یعنی میری چھوٹی ہمشیرہ کا ایجاب و قبول جبار خاں سے کر دیا تھا مگر رسومات شادی ابھی تک انجام نہیں دی تھی کہ جبار خاں احمدی ہو گیا، تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟

الجواب - جو شخص احمدی جماعت میں داخل ہوتا ہے یعنی قادیانی ہو جاتا ہے اور قادیانی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے وہ مرتد و کافر ہو جاتا ہے اور نکاح اس کا مسلمہ عورت سے باقی نہیں رہتا، لہٰذا سائل اپنی ہمشیرہ کو جبار خاں احمدی کے

[1] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۱ / ۲) ظفیر۔ [2] وللموطوءة ولو حكما كل مهرها لتأكده به (در مختار) قوله كل مهرها اطلقه فشمل ارتداده وارتدادها (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ / ۲) ظفیر۔

پاس نہ بھیجیں اور اس کو جبار خاں کی منکوحہ نہ سمجھیں، اور رخصت نہ کریں دوسری جگہ نکاح کر دیں[1]۔ فقط

عیسائی ہونے کے بعد نکاح باقی نہیں رہتا

سوال (۱۴۴۶) - میاں بیوی میں تکرار ہو کر بیوی عیسائی ہو گئی نکاح باقی رہا یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں نکاح باقی نہیں رہا[2]۔

پھر مسلمان ہو جائے تو

سوال (۱۴۴۷) - اگر بیوی پھر مسلمان ہو گئی تو شوہر اول کا پھر حق باقی ہے یا نہیں؟

الجواب - پھر مسلمان ہونے پر وہ عورت شوہر اول کو ہی دی جاوے گی، یعنی اس عورت کو مجبور کیا جاوے کہ شوہر اول سے نکاح کرے، در مختار و شامی میں یہ مسئلہ لکھا ہے[3]۔ فقط

شوہر رافضی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۴۸) - میں نے اپنی دختر کا نکاح کرتے وقت خوب تحقیق کر لی تھی، وہ لوگ سنت جماعت تھے، رافضی نہیں تھے - اب وہ لوگ عرصہ چھ سال سے رافضی ہو گئے ہیں، میری لڑکی سے بھی رافضی ہونے کو کہا اس نے انکار کیا تو سخت تکالیف دی اور میرے گھر پہنچا گئے۔ آیا سنت جماعت لڑکی کا نکاح شیعہ رافضی سے رہ سکتا ہے یا نہ، میں لڑکی مذکورہ کا نکاح سنت جماعت کے ساتھ کر سکتا ہوں یا نہیں؟

---

[1] وارتداد احدهما اي الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) اي بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۵ ج ۲) ظفير

[2] وارتداد احدهما اي الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۵ ج ۲) ظفير۔

[3] ويجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى (در مختار) فكل قاض ان يجدد بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا وتمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۴۲ ج ۲) ظفير

الجواب - اس صورت میں آپ اپنی دختر کا نکاح ثانی کر دیں، کیونکہ رافضی تبرائی سے نکاح سنی عورت کا منعقد نہیں ہوتا اور اگر بعد نکاح کے شوہر رافضی ہو جاوے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے[1] فقط۔

شوہر عیسائی ہوا پھر مسلمان ہوا اس کی بیوی کا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۴۹) - ایک شخص مسلمان عیسائی ہو گیا اور چھ ماہ تک عیسائی رہا۔ اب پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی زوجہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - جس وقت وہ مرد عیسائی ہوا، اس کی زوجہ اسی وقت اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، پس اگر اب عدت اس کی جو کہ تین حیض ہیں گزر گئی ہے تو وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر چاہے پہلے شوہر سے بھی نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ اس کی مرضی پر ہے مجبور نہ کی جاوے گی[2]۔

عیسائی عورت مسلمان ہو گئی تو عیسائی شوہر سے اس کا نکاح باقی نہیں رہا

سوال (۱۴۵۰) - ہندہ نے مذہب عیسوی کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا، بکر اس کا شوہر ہنوز کافر مذہب عیسوی پر قائم ہے اور کہتا ہے کہ میں اہل کتاب ہوں، میرا نکاح قائم ہے جب تک میں اس کو طلاق نہ دوں، اور ہندہ کو خلع لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے؛ ہندہ مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؛ اور خلع لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؛ اور اگر نکاح کر سکتی ہے تو کب تک کر سکتی ہے؟

الجواب - بکر کا قول غلط ہے۔ مرد کتابی کا نکاح عورت مسلمہ سے نہیں ہو سکتا

---

[1] من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابو اللیث وہو المختار للفتوی، (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۴۲۸ ج ۳) وارتداد احدہما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (ایضاً باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔

[2] ویجدد بینہما النکاح ان رضیت زوجتہ بالعود الیہ والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ص ۴۱۲ ج ۳) ظفیر۔

اور نہ باقی رہ سکتا ہے، البتہ ہندہ بفور اسلام اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ تین حیض گذرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہو جاوے گی اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر اسلام لے آیا تو جدائی نہ ہوگی، بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کر سکتی ہے[۱]۔

جس کا شوہر عیسائی ہو جائے وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۵۱) - جما عیسائی ہو گیا اس سے مجھ سائل کی ہمشیرہ کا نکاح ہوا تھا، تین سال ہوئے کہ اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا، دو سال سے اس کا پتہ نہیں، میرا اور میری بہن کا مذہب سنی ہے تو وہ اپنا نکاح سنی مرد سے کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - جما سے اس کا نکاح فسخ ہو گیا، اب مسماۃ مذکورہ اپنا نکاح کسی مسلمان سنی مرد سے کر سکتی ہے، ہکذا فی الدر المختار[۲]۔ فقط

شوہر مرزائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

سوال (۱۴۵۲) - زید کا نکاح زینب سے ہوا بعد نکاح زید عقائد مرزائیہ کا پیرو ہو گیا اور بجز مرزائیوں کے سب مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، یا زید پہلے ہی سے عقائد مرزائیہ کا پیرو تھا مگر زینب کے ساتھ نکاح کرنے کے باعث اپنے اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھتا تھا بعد نکاح ظاہر کیا، دونوں صورتوں میں زید کا نکاح زینب سے رہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور زینب بلا طلاق نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ؟

---

[۱] ولو اسلم احدهما ای احد المجوسيين او امرأة الكتابي الا لم تبن حتى تحيض ثلاث او تمضي ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب (درمختار) قوله لم تبن الخ افاد توقف البينونة على الحيض ان الآخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بينونة بحر فاذا مضت هذه المدة صار مضيها بمنزلة تفريق القاضي (رد المحتار باب نكاح الكافر ص۵۳۶ و ص۵۳۷ ج۲) ظفير۔ [۲] وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) اى بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها (رد المحتار باب نكاح الكافر ص۵۴۱ ج۲) ظفير۔

الجواب - ہر دو صورت مذکورہ میں زینب کا نکاح زید سے فسخ ہوگیا اور زینب اگر مدخولہ ہے تو بعد عدت گذارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر مدخولہ وموطوءہ نہیں ہے تو بلا عدت گذارنے کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء[1] وفی رد المحتار قوله وعليه نفقة العدة ای لو مدخولاً بها اذ غيرها لا عدة عليها وافاد وجوب العدة سواء ارتد او وارتدت[2] شامی جلد ثانی ص ۳۹۲ فقط

سوال (۱۴۵۳) - ایک عورت ہنود سال دو سال سے بیوہ ہے، اگر مسلمان ہو کر فوراً کسی مسلمان سے نکاح کرے تو درست ہے یا نہیں ؟

بیوہ ہندو عورت اگر مسلمان ہو جائے تو اس پر عدت نہیں

الجواب - وہ عورت ہندو کی بیوہ مسلمان ہو کر فوراً نکاح کر سکتی ہے اس پر عدت بعد اسلام کے کچھ لازم نہیں ہے[1]۔

سوال (۱۴۵۴) - زید جو قوم سے چمار نا مسلم ہے اس کی زوجہ ہندہ نے بکر مسلمان سے تعلق ناجائز پیدا کر لیا اور عرصہ تک اس کے پاس رہی اس کے بعد ہندہ نے مسلمان ہو کر بکر کے ساتھ نکاح کر لیا، زید کو جب معلوم ہوا تو بکر کی عدم موجودگی میں ہندہ کو اس کے گھر سے نکال کرلے گیا اب بکر دعویدار ہے کہ ہندہ میری منکوحہ ہے مجھ کو دلائی جاوے۔ اس صورت میں ہندہ شرعاً کس کو ملے گی ؟

کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد عدت گذار کر شادی کر لے تو جائز ہے

الجواب - در مختار میں ہے ولو اسلم احدهما ثمه ای فی دار الحرب وملحق بها کالبحر الملح لم تبن حتی تحيض ثلاثا او تمضی ثلثة اشهر قبل

---

[1] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۴ ج ۲ - ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۱ و ص ۵۳۶ ج ۲ - ظفیر۔

اسلام الآخر اقامۃ لشرط الفرقۃ مقام السبب[1] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کافر کی زوجہ مسلمان ہوجاوے تو تین حیض آنے کے بعد یا اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ گذرنے کے بعد وہ عورت اس کافر کے نکاح سے خارج ہوتی ہے پھر کچھ تعلق زوجیت کا درمیان اس کافر کی اور اس کی زوجہ کے نہیں رہتا، پس زید جب کہ مدت مذکورہ میں اسلام نہ لایا تو اس کی زوجہ ہندہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور بکر سے اگر نکاح مدت مذکورہ کے بعد ہوا تو صحیح ہوگیا، اور اگر عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً نکاح کرلیا تو وہ صحیح نہیں ہوا، تین حیض آنے کے بعد یا تین ماہ گذرنے کے بعد پھر نکاح ہونا چاہئے فقط

کافرہ بیوی مسلمان ہوجائے تو مدت کے بعد اس سے نکاح کرنا چاہئے

سوال (۱۴۵۵) - ہندہ کافرہ شوہردار ہے، زید سے اس کی آشنائی ومحبت ہوگئی ہے زید نے اس کو مسلمان کرا کر اسی وقت عقد کرلیا، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - اس بارہ میں حکم یہ لکھا ہے کہ اسلام کے بعد تین حیض عورت کو پورے کرا کر اس سے نکاح صحیح ہوسکتا ہے اور تفصیل اس کی درمختار شامی میں ہے الحاصل بفور اسلام جو اس عورت سے نکاح کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا[2]۔ فقط

کافرہ کو اس کا شوہر بطور خود طلاق دے چکا ہے اگر اب وہ عورت مسلمان ہو کر فوراً نکاح کرے تو جائز ہے

سوال (۱۴۵۶) - ایک عورت کافرہ کہ جس کے خاوند نے عرصہ پانچ چھ سال کا ہوا اپنے طریق پر طلاق دیدی ہے، وہ اب مسلمان ہونا چاہتی ہے اور ایک مسلمان کے ساتھ نکاح پر راضی ہے کیا وہ مسلمان ہوتے ہی نکاح کرسکتی ہے یا کیا؟

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۲ ج۲ - ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدہما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی ثمہ ای فی دارالحرب لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشہر قبل اسلام الآخر (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۲ و ص۵۳۳ ج۲) ظفیر۔

الجواب - مسلمان ہوتے ہی اس سے نکاح کر لینا صحیح ہے[1]۔ فقط

نو مسلمہ کا نکاح عدت بعد کیا جائے

سوال (۱۴۵۷) - ایک جوان عورت ہمارے یہاں آکر مسلمان ہوئی اور خاوند اس کا مسلمان نہیں ہوا جس کو عرصہ بیس یوم کا ہوا، اس عورت کو شوہر کی خواہش بے حد ہے، اسی کی طرف سے ہر وقت یہ تقاضا ہے کہ میرا نکاح بہت جلد کر دیا جائے مجھ کو برداشت نہیں ہے۔ اگر شرعاً جائز ہو تو اس کا نکاح کر دیا جائے؟

الجواب - در مختار میں یہ لکھا ہے کہ ایسی عورت تین حیض گذرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے، اس سے پہلے نکاح صحیح نہ ہوگا، بلکہ جیسا کہ عدۃ کے اندر نکاح کر دینے سے وہ نکاح باطل ہو جاتا ہے، ایسا ہی یہ نکاح جو تین حیض سے پہلے ہوگا، باطل ہوگا[2] قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[3] لہٰذا اس حکم کا خلاف شرعاً نہیں ہو سکتا۔ فقط۔

شوہر مسلمان ہوا اور عیسائی بیوی مسلمان نہ ہوئی تو کیا شوہر اس کی بہن مسلمہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

سوال (۱۴۵۸) - زید کا مذہب عیسائی تھا، اب مسلمان ہو گیا اور اس کی زوجہ فاطمہ اس کے ساتھ مسلمان نہ ہوئی، بلکہ اسلام لانے سے انکار کر دیا، زید نے بعد اسلام لانے کے فاطمہ کی بہن حقیقی زینب سے نکاح کر لیا، چونکہ وہ پہلے اسلام لے آئی تھی۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اور زید کے اسلام لانے سے نکاح زید اور فاطمہ کا ٹوٹ گیا تھا یا نہیں۔

---

[1] اس لئے کہ پانچ سال سے مطلقہ ہے اس پر عدت نہیں ہے ۱۲ ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدھما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشھر قبل اسلام الآخر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۲) ظفیر [3] سورہ بقرہ ۔ ۳۰ ۔ ظفیر

الجواب۔ اس صورت میں نکاح زید و فاطمہ کا قائم ہے، فسخ نہیں ہوا، درمختار میں ہے ولو اسلم الزوج وهی مجوسیة فتهودت او تنصرت بقی نکاحهما کما لو کانت فی الابتداء کذلک[1] اور شامی میں ہے۔ اما اذا اسلم زوج الکتابیة فان النکاح یبقی[2] اور جب کہ نکاح زید کا فاطمہ کے ساتھ قائم ہے تو نکاح زید کا فاطمہ کی بہن زینب سے صحیح اور جائز نہیں ہوا، زید کو چاہئے کہ زینب کو فوراً علیحدہ کردے اور فاطمہ کو اپنی زوجیت میں رکھے، دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ الآیۃ[3] فقط

مرتد ہو کر عورت مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (١٤٥٩)۔ ایک مسلمان عورت اپنے خاوند کی تکلیفوں کو برداشت نہ کرسکی مجبوراً عیسائی ہوگئی جس کو ایک سال گذر چکا اس کا خاوند اب تک مسلمان ہے اس نے طلاق نہیں دی، اب وہ عورت مسلمان ہو کر دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے سے نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ عورت دوسرے مسلمان سے نکاح کرسکتی ہے[4] لیکن اگر عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہوا اور کفر کو اختیار کرے تو اس میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت میں اس عورت کو جبراً مسلمان کرکے شوہر اول سے ہی اس کا نکاح کیا جاوے یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ٥٢٥ ج ٢۔ ظفیر [2] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ٥٢٣ ج ٢۔ ظفیر

[3] سورۃ النساء۔ ظفیر [4] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ فلا ینقص عددا عاجل بلا قضاء ... وارتدادها لمجیء الفرقة الخ تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لها بمهر یسیر کدینار وعلیه الفتوی وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا وتیسیرا (درمختار) فلکل قاض ان یجدده بمهر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیره بعد اسلامها (رد المحتار باب نکاح الکافر ...) ظفیر

اس کا طالب ہو، لیکن اگر وہ خاموش ہے یا صراحتاً اس کو چھوڑ رکھا ہے تو پھر یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے[1]۔ ظفیر)

کافرہ کو مسلمان کرکے شادی کرنی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۴۶۰) - زید نے ایک خاکروب کی بیوی سے آشنائی پیدا کی چند روز کے بعد رسوائی ہوئی اور برادری نے تنبیہ کی اور توبہ کرائی پھر چند روز بعد اس کی بیوی کو بھگا کر لے گیا اور دس بارہ روز میں اس کو مسلمان کرا کر لے آیا اور اس سے عقد شرعی کرلیا تو یہ عقد مسلمان ہونے کے بعد جائز ہوا یا نہیں؟ اور وہ بخشا جائے گا یا نہیں، اور ان دونوں کا ایمان رہا یا نہیں؟ اور جو توبہ کرکے توڑ دے اور پھر توبہ کرے تو مقبول ہوگی یا نہیں؟

الجواب - وہ مسلمان ہوگئی مگر تین حیض گذرنے سے پہلے اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہے[2] اور توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور بخشش کی امید ہے اور کبیرہ گناہ مثلاً زنا کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا اور اسلام نہیں جاتا اور توبہ کے توڑنے کے بعد پھر توبہ کرے تو بھی توبہ قبول ہوتی ہے۔

میاں بیوی ساتھ مسلمان ہوگئے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

سوال (۱۴۶۱) - اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہوگئے مع اپنے بچوں کے تو ان کو اب حالت اسلام میں نکاح جدید کی ضرورت ہے یا وہی کافی ہوگا؟

الجواب - مسئلہ یہ ہے اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہو جاویں تو ان کو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے، پہلا نکاح ان کا باقی ہے، البتہ احتیاطاً بعد

---

[1] ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذلک اما لو سکت او ترکہ صریحا فانہا لا تجبر وتتزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ (رد المحتار باب ایضاً) ظفیر۔ [2] ولو اسلم احدہما ای احد المجوسیین او امرأۃ الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثۃ اشہر قبل اسلام الآخر اقامۃ لشرط الفرقۃ مقام السبب ولیست بعدۃ للدخول غیر المدخول بہا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶ و ج ۲ ص ۵۳۹) ظفیر۔

اسلام کے اگر پھر ان کا نکاح کردیا جاوے تو یہ اچھا ہے اسلم المتزوجان بلا سماع شہود ادفی عدۃ کافر معتقدین ذلک اقرا علیہ[1]۔

مسلمان میاں بیوی عیسائی ہوگئے پھر دونوں مسلمان ہوگئے کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۶۲) - ایک مرد اور عورت دونوں عیسائی ہوگئے۔ چند یوم بعد لڑکی مسلمان ہوگئی۔ پانچ یوم بعد لڑکا بھی مسلمان ہوگیا۔ ان کا نکاح رہا یا نہیں؟

الجواب - ان کا نکاح نہیں رہا۔ پھر نکاح ہونا چاہیے درمختار میں ہے۔ و فسد ان اسلم احدھما قبل الآخر[2] فقط

کافر میاں بیوی دونوں مسلمان ہوجائیں تو پھر دوبارہ نکاح کرانا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۶۳) - زید و ہندہ دونوں کافر تھے لیکن اب مسلمان ہوگئے۔ اب ان کا نکاح ہونا چاہیے یا نہیں؟

الجواب - زوجین کافرین اگر دونوں مسلمان ہوجاویں تو نکاح ان کا باقی رہے گا۔ کذا فی الدرالمختار[3]۔

زوجین میں کوئی کافر ہوجائے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوگا یا شوہر کی

سوال (۱۴۶۴) - اگر زوجین میں سے کوئی کافر ہوجاوے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوگا یا محض شوہر کی خواہش پر اور سابقہ مہر کے علاوہ مہر جدید عورت کی رضامندی کے مطابق ہوگا یا نہیں؟

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۲۔ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۲۔ لان ردة احدهما منافية للنكاح ابتداء فكذا بقاء (ردالمحتار ایضاً) ظفیر۔ [3] و التالی ان کل کا جوز بین المسلمین لفقد شرط کعدم شهود يجوز فی حقهم اذا اعتقدوه عند الامام و يقررون عليه بعد الاسلام ... اسلم المتزوجان بلا سماع شهود اقرا علیه (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۱ و ص ۵۳۲) ظفیر

الجواب۔ کافر ہوجانا احد الزوجین کا موجب فسخ نکاح ہے[1] پھر اگر تجدید نکاح کی جاوے گی تو عورت کی رضامندی سے ہوگی اور مہر بھی حسب خواہش عورت جدید ہوگا، البتہ اس صورت میں کہ عورت کی طرف سے ارتداد سرزد ہو جو موجب فسخ نکاح ہو۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ زبردستی اس عورت کو مجبور کیا جاوے گا شوہر اول سے نکاح کرنے پر بمہر جدید[2] کذا فی الدر المختار و اقرہ الشامی۔ فقط

فرقہ شیعہ کافر ہیں یا مسلمان؟ **سوال** (۱۴۶۵) جو فرقہ شیعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کا قائل اور معتقد ہو اور نیز اس امر کا بھی معتقد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکثر صحابہ مرتد و کافر ہو گئے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ وہ فرقہ مرتد و کافر ہے یا فاسق؟

الجواب۔ فرقہ مذکورہ جس کے عقائد وہ ہیں جو مذکور ہوئے باتفاق اہل سنت و جماعت کافر و مرتد ہے کما فی رد المحتار جلد ثالث باب المرتد ص ۲۹۴[3]۔ نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوہیة فی علیؓ او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن۔ شامی۔ وفی المرقاة شرح المشکوٰة قلت وھذا فی حق الرافضة

---

[1] وارتداد احدھما فسخ فی الحال ... ولا تجبر المرأة علی التزوج بزوج الا فی باب نکاح الکافر ج ۲ ص ... ولا تجبر بکر بالغة علی النکاح ای لا ینفذ عقد الولی علیھا بغیر رضاھا ولا حرة مکاتبة فلا یکون للغیر علیھما ولایة ایضاً باب الولی ج ۲ ص ... ظفیر

[2] نفس ارتداد المرأة ولکنھا تجبر علی الاسلام والنکاح مع زوجھا الاول ... یحصل بھذا الجبر ... ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الاول ذلک اما اذا سکت او رضی بتزوجھا من غیرہ فھو صحیح لان الحق لہ وکذا اذا لم یطلب تجدید النکاح وا سکت ... لا یجدد القاضی البحر الرائق باب نکاح الکافر ص ۲۳۰ ج ۳ ظفیر

[3] رد المحتار باب المرتد ص ... و ص ... ظفیر۔

والخارجة فی زماننا فانھم یعتقدون کفر اکثر الصحابة فضلاً عن سائر اہل السنة والجماعة فھم کفرة بالاجماع بلا نزاع[1] اور مظاہر حق میں ہے کہ شیعہ تکفیر صحابہ اور قذفِ عائشہ صدیقہؓ کو کہ اعظم موجبات کفر سے ہے سبب رفع درجات کا جانتے ہیں اور صرف استحلال معصیة کفر ہے چہ جائیکہ کفر کو موجب رفع درجات کا گنیں انتہیٰ مظاہر حق۔

شیعہ کی عورت منکوحہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۶۶) - کیا ان کی عورتیں منکوحہ کے ساتھ بلا طلاق نکاح جائز ہے اور وہ اہل سنت کا عقیدہ رکھتی ہیں؟

الجواب - اوپر معلوم ہوا کہ روافض مذکورہ کافر و مرتد ہیں، لہٰذا مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح ان کے ساتھ صحیح نہیں ہوا، اور ان کی عورتوں سے بدون طلاق سنیوں کا نکاح صحیح ہے۔

شیعہ سنی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۶۷) - ایسے فرقہ کے نکاح میں اہل سنت والجماعت کی لڑکیاں آسکتی ہیں یا نہ؟

الجواب - نہیں آسکتی ہیں۔

جو سنی لڑکیاں شیعوں کے عقد میں ہوں

سوال (۱۴۶۸) - سنیوں کی جو لڑکیاں ان کے نکاح میں ہیں کیا بر تقدیر تکفیر ان کا نکاح فسخ ہوگا یا نہ؟

الجواب - جب کہ عقائد ان روافض کے بوقت نکاح بھی ایسے ہی تھے تو مسلمہ سنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ لہٰذا فسخ کی حاجت نہیں ہے

شیعہ لڑکی سے نکاح

سوال (۱۴۶۹) - اس فرقہ کی لڑکیوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

---

[1] دیکھئے شامی باب المرتد ص ۴۰۲ ج ۳ و ص ۴۰۶ ج ۳ ظفیر۔

الجواب - درست نہیں کیونکہ ما بین کافر و مسلم مناکحت صحیح نہیں ہے۔

ان کی خوشی وغم میں شرکت

سوال (۱۴۷۰) - اہل سنت والجماعت کو اس فرقہ کی شادی وغمی اور ان کے جنازہ وغیرہ کی شرکت درست ہے یا نہیں؟

الجواب - ایسے فرقوں کے بارے میں حدیث شریف میں ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم وغیرہ الفاظ وارد ہیں لہٰذا ان کی غمی و شادی میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہو گئی اس کے نکاح کا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۷۱) - ہندہ کافرہ تھی اب مسلمہ ہو گئی ہے اور اس کا شوہر بدستور کافر ہے۔ کیا ہندہ کا نکاح کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - کتب فقہ میں اس صورت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ عورت مسلمہ تین حیض کے بعد یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ کے بعد پہلے شوہر کے نکاح سے جدا ہو گی، اس کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے تین حیض یا تین ماہ گزرنے سے پہلے اس عورت کو دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار[1]

وإذا اسلم احد المجوسيين او امرأة الكتابي [illegible] حتى تحيض ثلاثا او مضى ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقيم شرط الفرقة مقام السبب [illegible] قوله اقيم شرط الفرقة وهو مضي هذه المدة مقام السبب وهو الإباء [illegible]۔

[illegible]

سوال (۱۴۷۲) - اگر کوئی شخص [illegible] ممنوعہ سے [illegible] کرتا ہو اور امام کو وہ اہانت دے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور جو اشخاص اس کے مددگار ہیں اور مسجد کے لوگوں کو خراب

---

[1] [illegible] ج ۲ ص ۵۲۲ [illegible]

کریں اور ان سے طہارت کریں، ان کے لئے کیا حکم ہے، اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں؟

الجواب ۔ ایسے شخص کے لئے شریعت میں کفر کا خوف ہے، توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق و فاجر کے مددگار رہوں وہ بھی عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں اور آئندہ ایسے حرکات سے باز آویں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہوا اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔ فقط

شریعت کا منکر مرتد ہوا یا نہیں | **سوال** (۱۴۷۴) - اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے، تمہاری شرع تمہارے گھر میں، آیا وہ شخص مرتد ہوگیا یا نہیں، اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں؟

(۱۴۷۴/۲) ۔ ایک مسجد میں ایک مولوی کے ساتھ کچھ مسائل شرعیہ کا تذکرہ ہو رہا تھا، ناگاہ ایک شخص نے آکر بطور بغض کے علماء کی بہت ہی حقارت و استہزاء و توہین کرنی شروع کی ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب ۔ اقول و باللہ التوفیق ۔ قال فی رد المحتار و فی الخلاصۃ وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر[1] ۔ ص ۲۸۵ باب المرتد وفیہ عن جامع الفصولین وعلی ھذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ...... ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ لا حقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ واللہ تعالیٰ اعلم ص ۲۸۵ ج ۳ شامی و قد سئل فی الخیریۃ

---

[1] رد المحتار باب المرتد ...... ص ۲۹۳ ...... ظفیر۔

عمن قال له الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانه کفر وبانت زوجته فهل یثبت کفره بذلك فاجاب بانه لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اهل الاسلام الی آخره[1]۔ وفی الدر المختار والفاظه تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انه لا یفتی بالکفر بشئ منها الا فیما اتفق المشائخ علیه کما سیجئ قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منها الخ[2] ونقل عبارته فی الشامی وفی آخره فعلی هذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر فیها ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منها اھ کلام البحر باختصار۔ شامی ص۲۸۵۔[3] فقط

| یہ کہنا کہ رواج پر فیصلہ کرو کیسا۔۔۔ ہے؟ |

سوال (۱۴۷۵) - وکیل مدعی علیہ نے مدعی سے کہا کہ تم شرع محمدی مانتے ہو یا نہیں تو مدعی نے کہا جس طرح رواج ہے تم اس طرح کرو، یہاں شرع کا کیا کام اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب - مسلمان کو شرع محمدی کا نہ ماننا اور یہ کہنا کہ رواج کے موافق کرو، یہاں شرع کا کیا کام ہے سخت گناہ ہے جس میں خوف کفر ہے، اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہئے اور تجدید ایمان کرنی چاہئے[4]۔ فقط

| بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟ |

سوال (۱۴۷۶) - ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ بلا ارادہ اپنی زوجہ کی نسبت یہ لفظ نکل گیا کہ یہ تو میرا خدا ہے والعیاذ باللہ تعالی، آیا یہ شخص مرتکب کفر ہوا یا نہیں اور نکاح قائم رہا یا نہ؟

الجواب - شامی میں ہے کہ اگر خطاءً بلا ارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جاوے

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص۲۹۱، ج۳۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲، ج۳ و ص۲۹۳، ج۳۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲، ج۳۔ ظفیر۔ [4] ویظهر من هذا ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف۔ رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲، ج۳۔ ظفیر۔

تو کافر نہیں ہوتا و من تکلم بہا مخطئاً او مکرہاً لا یکفر عند الکل[1] لہٰذا اس صورت میں حکم کفر کا اس شخص پر نہ کیا جاوے اور نہ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی لیکن احتیاطاً تجدید نکاح کرلیوے اور توبہ و استغفار کرے۔ فقط

آریہ اور عیسائی ہونے سے نکاح ختم ہو جاتا ہے یا نہیں

سوال (۱۴۷۷) - اگر کوئی مسلمان منکوحہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر آریہ یا عیسائی ہو جاوے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب - زوجین میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا فوراً نکاح کو فسخ کرتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[2] پس جب کہ کوئی عورت مسلمہ آریہ یا عیسائی ہوگئی نکاح اس کا اس کے شوہر سے فوراً فسخ ہوگیا اگر وہ پھر اسلام لاوے گی تو تجدید نکاح ضروری ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ عورت اگر مرتد ہو جاوے تو اس کو مجبوراً اسلام کیا جاوے اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر اس کا نکاح کیا جاوے[3]۔ فقط

قرآن و حدیث کو کوئی شیطان کی کتاب کہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۷۸) - ایک مسلمان قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے اور قرآن و حدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب - پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث

---

[1] رد المحتار باب المرتد تحت قولہ والطوع ص ۳۹۲ ج ۳۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی در مختار لکل قاض ان یجدده بمہر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامہا ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۰ ج ۲۔ ظفیر۔

شریف پر عمل کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہیں غیر مقلد تو نہیں ہے
جو سلیقہ قرآن اور حدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ
اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار اور خلاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعوی ان کا
تو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن و حدیث
کے نہیں ہیں کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ کا خلاف کرتے ہیں اور ان پر
طعن کرتے ہیں اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفی کی جو عین
مطابق قرآن و حدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی متبع
سنت کو برا کہنا نہایت مذموم و قبیح ہے اور بہر حال قرآن و حدیث اور فقہ کو شیطانی
کتاب کہنا والعیاذ باللہ کفر صریح وارتداد قبیح ہے[1]۔ فقط

خدا اور رسول کو جو گالی دے اس کا نکاح رہا یا ختم ہو گیا؟

سوال (۱۴۷۹) - ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا اور رسول کے واسطے مجھ کو نہ مار اس پر اس کے خاوند نے خدا اور رسول کی شان میں سخت گالیاں دیں وہ کافر ہوا یا نہیں اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے؟

الجواب - وہ شخص کافر ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، عدت گذار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے[2] اور اولاد کی پرورش بھی وہی

[1] وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب او بالقلب واللسان في تحقيق الايمان امور الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقاً كترك السجود لصنم وقتل نبي والاستخفاف به وبالمصحف والكعبة وكذا مخالفة او انكار ما اجمع عليه بعد العلم به، لان ذالك دليل على ان التصديق مفقود (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ / ۳) ظفير.
[2] وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حداً ولا تقبل توبته [illegible] (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ / ۳) اجمع المسلمون ان شاتمه صلى الله عليه وسلم كافر وحكمه القتل ومن شك في عذابه وكفره كفر [illegible] (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۲۶ / ۲) ظفير

کرے گی (ان اخبرت بردۃ زوجہا لہا التزوج بآخر بعد العدۃ ۔ رد المحتار باب النکاح الکافر ص ۲ ج ۲ ۔ ظفیر)

قرآن کی توہین باعث ارتداد ہے نکاح فسخ ہوگیا

سوال (۱۴۸۰) ۔ زید نے اپنی دختر مریم نابالغہ کا نکاح عمر سے کردیا ، عمر محض بے علم جاہل فاسق و فاجر تارک صلوٰۃ و صوم وزانی ہے مریم کو ایذا پہنچاتا ہے ۔ بارہا قرآن شریف بوقت تلاوت پھینک دیا ۔ اگر زید مریم کو اب پھر عمر کے یہاں بھیجے تو مریم ارادہ خودکشی کا رکھتی ہے اور عمر ارادہ مریم کے مارنے یا فروخت کرنے کا رکھتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے ؟

الجواب ۔ قرآن شریف کا ازراہ استخفاف پھینک دینا کفر و ارتداد ہے ، ایسی حالت میں اس کی زوجہ مریم اس کے نکاح سے خارج ہوگئی ۔ پس مریم عمر کے گھر نہ بھیجی جاوے اور دوسرا نکاح اس کا بعد عدت کے درست ہے[1] ۔ فقط ۔

حرام کو حلال سمجھنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

سوال (۱۴۸۱) ۔ فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ اس میں تفصیل ہے جو کہ شامی باب المرتد میں مذکور ہے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا برعکس کافر نہیں ہے بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب مذکور کے موقع مذکور میں منقول ہیں ان کو ملاحظہ فرمالیویں[2] ۔ ۔ ۔ حاصل یہ کہ

---

[1] لان الشارع جعل بعض المعاصی امارۃ علی عدم وجودہ کما لو سجد لصنم او وضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر (رد المحتار باب المرتد ج ۳) ۔ ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف (ایضاً ص ۳۹۹ ج ۳ ۔ ظفیر) ۔

[2] والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان کان حرامہ لغیرہ کمال الغیر لا یکفر وان کان لعینہ فان کان دلیلہ قطعیا کفر والا فلا وقیل التفصیل فی العالم اما الجاہل فلا یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ وانما الفرق فی حقہ انما کان قطعیا کفر بہ والا فلا فیکفر اذا قال الخمر لیس بحرام (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ۔ ظفیر)

جو چیز بذاتِ خود حرام ہو اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا حلال سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ظفیر۔

شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی پھر مسلمان اس کی شادی

سوال (۱۴۸۲) ۔ ہندہ زوجہ زید نے مذہب قادیانی اختیار کرلیا، علماء نے حکم ارتداد جاری کرکے فسخ نکاح کا حکم کیا، اب جب کہ ہندہ اپنی عقائد کفریہ سے تائب ہوگئی اس سے تجدید نکاح کے لئے کہا گیا جس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ بوجہ ناراضگی اپنے شوہر کے کہ مجھ کو نان ونفقہ نہیں دیتا تھا اور نہ طلاق دیتا تھا مذہب قادیانی اختیار کیا تھا لہٰذا اگر مجھ کو اسی شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جاوے گا تو میں پھر اس مذہب کو اختیار کرلوں گی اور کسی قادیانی سے عقد کرلوں گی۔ اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق ارتداد سے بچانے کیلئے روایت شامی وظاہر ان لھا التزوج بمن شاءت[1] پر عمل کیا جاوے، اور یہ مسئلہ جو مختار کے لئے کہ جبراً اس کو مسلمان کرکے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جاوے یہ دارالاسلام میں ہوسکتا ہے نہ کہ دارالحرب میں کما ہو ظاہر۔ فقط

قرآن پاک کو گالی دی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں

سوال (۱۴۸۳) ۔ ایک شخص بحق قرآن عزیز مجمع عام میں بغیر از ارتفاع موانع شرعیہ گالی گلوج دی، والعیاذ باللہ تعالیٰ تو کیا یہ شخص شرعاً کافر ہوا یا نہ اور تجدیدِ نکاح وتلقین وغیرہ امور شرعیہ بھی ضروری ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ اس کے ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے، تجدیدِ اسلام وتجدید

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص ۴۲۲ ج ۲۔ ظفیر۔

نکاح اس کو ضروری ہے[1]۔ فقط۔

حکم خدا و رسول سے انکار میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

سوال (۱۴۸۴) ایک عالم نے زید کو شادی کے موقع پر رقص و سرود سے منع کیا کہ شریعت میں لہو ولعب سرود و سماع بالخصوص رقص وغیرہ حرام ہے تو اس پر زید نے ایک عزیز نے مجمع عام میں بآواز بلند یہ کہا کہ ہم خدا و رسول کے حکم سے بالکل منکر ہیں اور نہیں مانتے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اس کا نکاح باطل ہے یا نہیں؟ مسلمانان کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟

الجواب۔ اس صورت میں وہ شخص جس نے کلمہ مذکورہ کہا مرتد ہو گیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی[2]، تجدید اسلام و تجدید نکاح اس کو لازم ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور از سر نو اسلام قبول نہ کرے تو مسلمانان کو اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہئے اور اس کو بالکل علیحدہ کر دینا چاہئے۔

شوہر عیسائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا عدت بعد شادی کر سکتی ہے

سوال (۱۴۸۵) زید تنہا عیسائی ہو گیا، اور اس کی زوجہ و دیگر اہل کنبہ بدستور اسلام پر مستقیم رہے تو اس کی زوجہ کو چھ سال بعد نکاح ثانی کرنے کے لئے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

---

[1] اذا انکر الرجل اٰیۃ من القراٰن الخ او عاب کفر الخ رجل یقرأ القراٰن فقال رجل ایں چہ بانگ طوفان است فہذا الکفر ء المکرن مصری موجبات الکفر ص۲۶۶ ج۲ ، مایکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح الخ یؤمر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ص۴۰۳ ج۳) ظفیر۔ [2] وارتداد احدهما فسخ عاجل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۲۶ ج۲) مایکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح یؤمر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح (ایضاً باب المرتد ص۴۰۳ ج۳) ظفیر۔

الجواب - زید جب کہ عیسائی ہوگیا اور اس کی زوجہ مسلمان رہی تو نکاح اس کا فوراً فسخ ہوگیا، بعد عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے۔ کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل۔[1]

شوہر جب غالی شیعہ ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال (۱۴۸۶) - ہندہ نابالغہ کا نکاح بکر سے ہوا بکر اور اس کے والدین اس وقت سنی تھے، ہندہ کے بالغ ہو جانے کے بعد وہ رافضی ہو گئے جو ہروقت اصحاب ثلاثہ و حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اصحاب عشرہ مبشرہ پر لعن و تبرا کرتے رہتے ہیں، ابھی تک ان کی یہی حالت ہے کہ علانیہ اصحاب و ازواج مطہرات کو برا کہتے ہیں اور امامت کو نبوت سے افضل کہتے ہیں، ہندہ اب والدین کے گھر ہے تو ہندہ و بکر کا نکاح قائم و جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - بکر جس وقت رافضی غالی ہوگیا اور رفض اس کا حد کفر کو پہنچ گیا تو نکاح ہندہ کا اس سے فسخ ہوگیا۔ کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[2] الخ وفی الشامی نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃؓ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح[3] الخ فقط

چماری مسلمان ہوئی شادی کی پھر ہندو کے گھر چلی گئی اب پھر مسلمان ہے کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۸۷) - پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے اس کا خاوند کسی دام مقدمہ میں قید ہوگیا تھا، پانچ ماہ تک چماری ہندوں کے گھر رہی حلال حرام کو مباح جانا۔ اب پھر دوبارہ مسلمان ہوگئی آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہوگیا یا کیا اس چماری

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ۲/۵۳۷۔ ظفیر [2] ایضاً باب نکاح الکافر ۲/۵۳۷۔ ظفیر [3] رد المحتار باب المرتد ۳/۳۹۰ و ۳/۳۹۱۔ ظفیر۔

کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں؟ یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہیے؟

الجواب - جو امور سوال میں درج ہیں ان سے اس چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا اگر درحقیقت وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو مرتد نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم ہے[1] بدون اس کے طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا اور اسلام سے منحرف ہوگئی تھی اور اسلام کا انکار کر دیا تھا تو نکاح سابق اس کا فسخ ہوگیا، اب دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہے[2]۔ فقط

کلمہ کفر سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

سوال (۱۴۸۸) - ہندہ کا نکاح زید سے چھ سات برس ہوئے ہوا تھا زید نے اتنے عرصہ میں کسی قسم کا حق ہندہ کا ادا نہیں کیا، زید کو نہ مجامعت پر قدرت ہے نہ نان ونفقہ دیتا ہے بلکہ زید کو عادت اغلام کرانے کی ہے جس کی وجہ سے مجامعت پر قدرت نہیں رہی اور والدین کے بہکانے کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا، زیادہ تکلیف پہنچنے کی وجہ سے اکثر اوقات ہندہ کی زبان سے کلمہ کفر کے بھی جاری ہوجاتے ہیں تو ہندہ بوجہ کلمۂ کفر کے عقد نکاح سے باہر ہوگئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو ایسی صورت تحریر فرمایئے کہ ہندہ زید سے علیحدہ ہوجاوے؟

---

[1] لا یخرج الرجل من الایمان الا جحود ما ادخله فیه ثم تیقن انه ردة یحکم بها وما یشك انه ردة لا یحکم بها اذ الاسلام الثابت لا یزول بالشك الذی ینبغی للعالم اذا رفع الیه هذا ان لا یبادر بتکفیر اهل الاسلام (رد المحتار باب المرتد ص۲۸۲ ج۳) ظفیر۔ [2] وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۰۶ ج۲) ظفیر

الجواب۔ بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے البتہ اگر کلمہ کفر زوجین میں سے کسی کے زبان سے ایسا نکل گیا ہے جو باتفاق کفر ہے[1]، تو اس سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کلمہ کفر ایسا ہو کہ اس میں گنجائش تاویل کی نہ ہو، اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر سے زبردستی سے اگر طلاق کا لفظ کہلا دیا جاوے تب بھی طلاق پڑ جاتی ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد الحدیث[2]۔ فقط

---

[1] الکفر شئ عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لایکفر وفی الخلاصۃ وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق فصل ثانی ص ۲۸۴، جد کے بعد یہ الفاظ ہیں النکاح والطلاق والرجعۃ رواہ الترمذی وابوداؤد (ایضاً) ظفیر۔

نواں باب

بیویوں میں عدل و مساوات اور حقوق الزوجین

دو بیویوں میں مساوات

سوال (۱۴۸۹) - مرے دو بیویاں ہیں، میں اپنی ہر بیوی کے مکان سکونتی میں دس دس شب ہر ماہ میں سونا چاہتا ہوں جس میں تخلیہ بھی بسہولت ممکن ہے، اب مہینہ میں دس شب اور باقی رہے ان میں میں اپنی بیوی شادی شدہ کے مکان کے باہر سونا چاہتا ہوں مگر بلا تعلق تخلیہ اگر اس کی نوبت ہو تو مساوی حقوق ہونا چاہیے یا کیا، جہاں میں دس شب اور سونا چاہتا ہوں وہ ناکتخدا ہیں، اور دوسری بیوی ان صفات میں نہیں ہیں؟

الجواب - زوجات اگر متعدد ہیں تو سب برابر ہیں اور سب کا حق برابر ہے، باکرہ اور ثیبہ اور پہلی اور نئی سب برابر ہیں اور مساوات شب باشی میں ہونی چاہیے، جماع شرط نہیں ہے پس وہ دس شب جو باقی رہے یا تو ان کو بھی نصفا نصف کرنا چاہیے یا دونوں کے پاس رات کو نہ رہو کسی علیحدہ مکان میں رہو[1]۔ فقط۔

[1] یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل فیہا ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس والماکول والصحبۃ لا فی المجامعۃ الخ والبکر والثیب والجدیدۃ والقدیمۃ والمسلمۃ والکتابیۃ سواء لاطلاق الآیۃ زاد المنار الخ (الشامی رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۵۲ وج ۲ ص ۵۵۳ ومنہ ج ۲ ص ۵۵۴ ظفیر)

کیا دو بیویوں کے زیور اور خرچ میں بھی مساوات ضروری ہے جبکہ ایک صاحب اولاد ہو اور دوسری نہ ہو

سوال (۱۴۹۰) ۔ اگر زید کے دو زوجہ ہیں تو دونوں میں زیور وغیرہ میں کمی زیادتی کرنا یا دونوں کو برابر خرچ دینا جب کہ ایک صاحب اولاد بھی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ دونوں زوجہ میں خرچ اور نفقہ میں مساوات کرے کمی بیشی نہ کرے[1] البتہ جو صاحبِ اولاد ہے اس کو اولاد کا نفقہ علیحدہ دیوے۔

عمر چاہتا ہے کہ سفر میں چھ چھ ماہ دونوں بیویوں کو رکھے قرعہ نہیں ڈالے کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۹۱) ۔ عمر کا روزگار پہاڑ پر ہے اور اس کی دو زوجہ ہیں، عمر چاہتا ہے کہ چھ مہینہ ایک زوجہ کو پاس رکھے اور چھ مہینہ دوسری کو، عمر ایسی بیوی کو سفر میں ساتھ رکھنا چاہتا ہے جس کا خرچ کم ہو، اور قرعہ اندازی نہیں کرتا، یہ کیسا ہے؟

الجواب ۔ عمر کو اختیار ہے کہ سفر میں جس زوجہ کو چاہے پاس رکھے قرعہ ضروری نہیں ہے، البتہ بہتر اور مستحب ہے اگر قرعہ نہ کرے گنہگار نہیں، کما فی الدر المختار ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فلہ السفر بمن شاء والقرعۃ احب تطییباً لقلوبھن[2] اھ

کیا خرچ اور تحفہ وہدیہ میں بیویوں کے اندر مساوات نہ کرنے سے شوہر گناہگار ہوگا؟

سوال (۱۴۹۲) ۔ ایک شخص کی دو زوجہ ہیں وہ ان میں مساوات اور برابری نہیں کرتا زوجہ ثانیہ کو خرچ وغیرہ کم دیتا ہے اور تحفہ وغیرہ جو سفر سے لاتا ہے، زوجہ ثانیہ کو نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے فتویٰ منگا لیا ہے کہ تحفہ وہدیہ میں مساوات ضروری نہیں ہے اگر اس میں سے زوجہ ثانیہ کو کچھ دیدے تو اس کی خوشی ہے، کیا یہ طرز عمل درست ہے یا نہیں، کیا وہ شخص گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

---

[1] یجب وظاهر الآیة انه فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیها ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول والصحبة اھ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب القسم ص ۳۹۶ و ص ۳۹۷ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب القسم ص ۴۰۰ ج ۲ ۔ ظفیر

الجواب ۔ عدل کرنا دو زوجہ میں ضروری ہے، تارک اس کا عاصی آثم تارک فرض ہے اور فاسق ہے، قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً الآیۃ[1] وفی الدر المختار یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیہا ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس والماکول الخ[2] پس معلوم ہوا کہ دو زوجہ کے درمیان ہر ایک امر میں کھانے اور کپڑے اور پاس رہنے میں مساوات کرے، حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کی دو زوجہ ہوں اور وہ ان میں مساوات اور عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں آوے گا کہ اس کی ایک کروٹ ساقط ہوگی۔ وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کانت عند الرجل امراتان فلم یعدل بینہما جاء یوم القیمۃ وشقہ ساقط رواہ الترمذی وغیرہ[3]۔

سوال (۱۱۴۹۳) ۔ بیوی کی روٹی کپڑے کی خبر نہ لینا کیسا ہے؟ اور سفر و مجبوری وغیرہ کی وجہ سے مقاربت	مجامعت ہر ماہ ضروری ہے یا نہیں؟ اور نفقہ سے بے پروائی کیسی ہے؟

نہ ہوتی ہو تو کیسا ہے؟ یہ جو مشہور ہے کہ ہر ماہ میں صحبت نہ کرنے سے ایک خون کا گناہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ زوجہ کے نان نفقہ کی خبر نہ لینا گناہ ہے آئندہ خبرگیری رکھنی چاہئے اور بحالت سفر و مجبوری عدم مقاربت کی وجہ سے کچھ گناہ شوہر پر نہیں ہوا، اور یہ غلط ہے کہ ترک وطی سے ایک خون کا گناہ ہر ماہ میں ہوتا ہے یہ بالکل غلط اور باطل ہے[4]۔

---

[1] سورۃ النساء رکوع ۱۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۳۹ و ج ۲ ص ۵۴۰ ظفیر [3] مشکوٰۃ باب القسم فصل ثانی ص ۲۷۹ ظفیر۔

[4] ولا فی المجامعۃ کالمحبۃ بل یستحب ویسقط حقہا بمرۃ ویجب دیانۃ احیانا ولا یبلغ مدۃ الایلاء الا برضاہا ویؤمر المتعبد بصحبتہا احیانا وقدرہ الطحاوی بیوم ولیلۃ من کل اربع لحرۃ وسبع لامۃ ولو تضررت من کثرۃ جماعہ لم تجز الزیادۃ علی قدر طاقتہا ... قال فی الفتح واعلم ان ترک جماعہا مطلقا لا یحل لہ صرح اصحابنا بان جماعہا احیانا واجب دیانۃ لکن لا یدخل تحت القضاء والالزام الا الوطأۃ الاولیٰ ولم یقدروا فیہ مدۃ ویجب ان لا یبلغ بہ مدۃ الایلاء الا برضاہا وطیب نفسہا بہ۔ رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۰ و ج ۲ ص ۵۴۱ ظفیر۔

زدوکوب کی وجہ سے بیوی شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا کیا جائے؟

سوال (۱۴۹۴) - زید نے اپنی زوجہ کو مہر مثل چند زیورنفیس اور ایک مکان دیدیا اور بعد از ایک سال اس کو زدوکوب کرکے اشیاء مذکورہ چھین کر نکال دیا، ایک سال تک وہ اپنی والدہ کے یہاں رہی اب زید اس کو لے جانا چاہتا ہے اور بوجہ زدوکوب جانے سے انکار کرتی ہے، شوہر اس کو لے جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر زوجہ زید کو شوہر کے مکان پر جانے سے خوف ہو تو اس کو وہاں جانے پر مجبور نہ کیا جاوے گا۔ فقط۔

سفر میں بیویوں کے درمیان عدل اور حقوق زوجیت نہ ادا کرنے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

سوال (۱۴۹۵) - زید نے پہلے اپنے وطن اصلی اور جائے پیدائش میں مسماۃ ہندہ سے نکاح کیا، پھر ایک دور دراز شہر میں مسماۃ عائشہ سے نکاح کیا، اور وہیں مستقل قیام رکھتا ہے وطنی بیوی کی طرف اس کا قطعی میلان نہیں ہے، البتہ نان نفقہ کے مصارف ادا کرتا رہتا ہے۔ ایسی حالت میں جب کہ برسوں اپنی بیوی کی طرف رخ نہیں کرتا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ ہندہ یہ بھی خواہش کرتی ہے کہ اگر زید شوہر اپنے پاس بلائے تو فوراً چلی جائے لیکن زید اسلئے بلانے میں تامل کرتا ہے کہ اگر بلائے گا تو عدل نہ کرسکے گا، پس اگر زید ہندہ کو اسی شہر میں جس میں مستقل قیام رکھتا ہے بلالے اور سوائے نان نفقہ کے اور مکان کے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے تو ایسی حالت میں اس کو ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ حالانکہ وہ ہندہ سے مواخذہ نہ کرنے کا اقرار اور وعدہ لے چکا ہو یا اب لیلے، اگر زید ہندہ کو باوجود اس کی خواہش کے اپنے پاس نہ بلائے تو اس فعل سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب - قال فی الدر المختار ولو اقام عند واحدۃ شہرا فی غیر سفر، اھ قولہ فی غیر سفر اما اذا سافر باحدٰہما لیس للاخریٰ ان تطلب منہ ان یسکن عندہا مثل التی سافر بہا من الہندیۃ۔ شامی منہ

جلد ثانی ثم قال فی الدر المختار ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج الا قال فی الشامی لانہ لا یتیسر الا بحملہن معہ وفی الزامہ ذلک من الضرر ما لا یخفی ۱ھ ان عبارات سے واضح ہوا کہ سفر میں جس زوجہ کے ساتھ چاہے رہ سکتا ہے اس پر شوہر ماخوذ نہ ہوگا، لیکن اگر اصلی وطن کی زوجہ کو اپنے پاس بلائے گا تو پھر عدل اس پر لازم ہے، ہاں اگر ہندہ اپنا حق ساقط کر دیوے اور دوسری زوجہ کو دیدیوے تو پھر پاس رکھکر بھی عدل نہ کرنے میں زید گنہگار نہ ہوگا قال فی الدر المختار ولو ترکت قسمہا ای نوبتہا الضرتہا صح ۱ھ اور عبارت شامی لانہ لا یتیسر الخ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ زید کو اپنے پاس بلانا ہندہ کو لازم نہیں ہے اور نہ بلانے سے وہ گنہگار نہ ہوگا، جب شوہر نے مستقل قیام غیر شہر میں اختیار کر لیا اور وہیں بود و باش اس طرح اختیار کر لی کہ وطن اصلی آنے کا کبھی نام بھی نہیں لیتا، تو پھر یہ سفر کے حکم میں کس طرح رہا، وطن اصلی کے حکم میں ہو گیا۔ فقہاء نے سفر کے سلسلہ میں لکھا ہے ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فلہ السفر بمن شاء منہن والقرعۃ احب تطییبا لقلوبہن (در مختار) اسطرح شامی لکھتے ہیں لانہ لا یتیسر الا بحملہن معہ وفی الزامہ ذلک من الضرر ما لا یخفی نعم ولانہ قد یشق باحداہما فی السفر وبالاخری فی الحضر والقرار فی المنزل (ص ۴۰۴ ج ۲)، اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے وہ سفر مراد ہے جو مہینہ پندرہ روز کے لئے ہو اور دوسری بالکل نظر انداز نہ ہو،

دوسرے دوسری بیوی کے جو حقوق ہیں ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے اس کو کالمعلقہ بنا کے رکھنا یہ ظلم ہے، مجامعت کبھی کبھی دیانۃً واجب ہے، وتجب دیانۃ احیاناً ولا یبلغ مدۃ الایلاء الا برضاہا ویومر المتعبد لصحبتہا احیاناً وقدرہ الطحاوی بیوم ولیلۃ من کل اربع (درمختار) قال فی الفتح واعلم ان

لہ رد المحتار باب القسم ص ۴۰۴ ج ۲ ظفیر۔ عہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ص ۳۹۹ ج ۲ ظفیر

ترك جماعها مطلقا لايحل له صرح اصحابنا بان جماعها احيانا واجب ديانة (رد المحتار باب القسم ص۴۲ ج۲) والله اعلم . ظفیر ۔

شوہر کی اطاعت ضروری ہے یا والدین کی؟

سوال (۱۴۹۶) - عورت پر شوہر کی فرمانبرداری زیادہ ضروری ہے یا والدین کی۔ ۲ جو عورت شوہر سے نفرت رکھتی ہو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب - شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری عورت کے لئے زیادہ ضروری ہے اور مقدم ہے دیگر اقرباء سے[1]۔ ۲ ایسی عورت عاصی اور گنہ گار ہے[2]۔

بیوی کو شوہر باپ کے گھر جانے سے روکے اور بیوی جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۹۷) - اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کو یہ حکم دے کر تو سسرال میں ہرگز نہ جانا اور اس شخص کا باپ آکر اس کو سمجھا بجھا کر لے جاوے تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا اور شوہر کو اس پر کیا کرنا چاہئے؟

الجواب - اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا یعنی نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا لیکن عورت کو خلاف حکم شوہر ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ اب شوہر کو بعد علم کے عورت پر کچھ سختی نہ کرنی چاہئے اگر کوئی اندیشہ اور شبہ اس کو سسرال جانے میں نہیں ہے، اور اگر ہے تو آئندہ کو روک دے اور جو کچھ اس کے باپ نے کیا کہ اس کی زوجہ کو میکے سے لے آیا اس پر کچھ مواخذہ نہ کرے[3]۔ فقط۔

---

[1] عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لو كنت آمر احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها رواه الترمذی (مشكوٰة باب عشرة النساء ص۲۸۱) ولا يمنعها من الخروج الى الوالدين فی كل جمعة ان لم يقدرا على اتيانها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۱۵ ج۲) ظفير۔ [2] قيل لرسول الله صلی الله عليه وسلم ای النساء خير قال التی تسره اذا نظر وتطيعه اذا امر ولا تخالفه فی نفسها ولا مالها بما يكره رواه النسائی (مشكوٰة باب عشرة النساء ص۲۸۳) ظفير۔ [3] لا يمنعها من الخروج الى الوالدين وقيل يمنع ولا يمنعهما من الدخول اليها فی كل جمعة وفی غيرهما من المحارم فی كل سنة (در المختار) وعن ابی يوسف فی النوادر تقييد خروجها بان لا يقدرا على اتيانها فان قدرا لا تذهب وهو حسن (رد المحتار باب النفقة ص۹۲۳ ج۲) ظفير۔

جب بیوی کو اس کے والدین نہ آنے دیں تو شوہر کیا کرے؟

سوال (۱۴۹۸)۔ عرصہ ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوا میرے سالے کے ضرب لگنے کی اطلاع پہنچی، جس پر میں زوجہ کو لیکر وہاں پہنچا میری سسرال نے زوجہ کو بحیلۂ صحت رکھ لیا، اور اب ہرگز نہیں بھیجتے چند مرتبہ میں خود اور ایک مرتبہ میرے والدین لینے کے لئے گئے مگر تب بھی نہیں بھیجا اس صورت میں شرعی فتویٰ کیا ہے؟

الجواب۔ بے وجہ لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجنے کا والدین کو کچھ حق نہیں ہے والدین دختر بسبب روکنے اپنی دختر کے گنہ گار ہیں، ان کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور لڑکی کو اسکے شوہر کے پاس بھیجیں اور لڑکی کو لازم ہے کہ اس بارہ میں وہ والدین کی اطاعت نہ کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے کیونکہ اس بارہ میں شوہر کی اطاعت زوجہ کو کرنا مقدم ہے[1]۔ فقط

بیوی جب شوہر کی بات نہ مانے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۴۹۹)۔ عورت اپنے خاوند کی مرضی کے خلاف چلے اور اس کے کہنے پر عمل نہ کرے تو اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ عورت کے ذمہ اپنے خاوند کی اطاعت ان امور میں جو شرعاً ممنوع نہ ہوں ضروری اور لازم ہے اگر وہ اپنے خاوند کی اطاعت نہ کرے گی تو گنہ گار ہوگی اور اگرچہ والدین کی اطاعت ضروری ہے مگر عورت پر خاوند کا حق زیادہ ہے۔

---

[1] الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصالحات قنتت حفظت للغيب بما حفظ الله والتی تخافون نشوزهن فعظوهن وا[ ]روهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا (سورة النساء ركوع ۲) قالوا للزوج ان يسكنها حيث احب ولكن بين جيران صالحين رد المحتار باب النفقة ص۱۴۳ ج۲ ظفير

والدین جب لڑکی رخصت نہ کریں اور وہ نہ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۰۰)۔ عورت کے والدین اگر عورت کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے، عورت اپنے والدین کی ترغیب سے خاوند کے پاس نہ جاوے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ والدین کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا کسی اندیشہ کے وہ اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں[1]، البتہ اگر کوئی خوف ہو تو روک سکتے ہیں۔

بیوی والدین اور شوہر میں جھگڑا نہ کرائے

سوال (۱۵۰۱)۔ خاوند اگر کوئی بات بطور مذاق اپنی بیوی سے کہے اور عورت اپنے والدین سے شکایت کرے جس کی وجہ سے اس کے والدین جھگڑا فساد کرنے پر آمادہ ہوں، اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ عورت ہر ایک بات اپنے خاوند کی والدین سے جاکر کہے جس سے رنجش پیدا ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جھگڑے سے ہر حال میں بچنا چاہئے یعنی عورت کو ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے اس کے شوہر اور والدین میں نزاع پیدا ہو۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کہیں جانا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۲)۔ عورت اپنے خاوند کی بلا اجازت کسی رشتہ دار کے گھر یا میکے یا تماشہ میں جاوے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ عورت کو بلا اجازت والدین کے یا کسی اپنے رشتہ دار کے گھر جانا درست نہیں ہے، اور مرد کو بھی مطلقاً روکنے کا حکم نہیں ہے بلکہ گاہ گاہ رشتہ داروں سے علیٰ قدر مراتب ملنے دینا چاہئے[2]۔

---

[1] لیس لها ان تخرج بلا اذنه اصلاً (شامی باب المهر ص ۴۹۲ ج ۲)

[2] ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعة ان لم یقدرا علی اتیانها علی ما اختاره فی الاختیار ولو ابوها زمناً مثلاً فاحتاجها فعلیها تعاهده ولو کافرا وان ابی الزوج ولا یمنعهما من الدخول علیها فی کل جمعة وفی غیرهما من المحارم فی کل سنة ویمنعهم من الکینونة وفی نسخة من البیتوتة عندها ویمنعها من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۱۲ ج ۲) ملخصاً و بهامش طحطاوی

خاوند کو چھوڑ کر باپ کے پاس عورت کا جانا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۳) - عورت اپنے خاوند کے پاس لیٹی ہوئی ہے، خاوند کے سو جانے پر اٹھ کر چلی جائے اور باپ کے پاس لیٹ کر پیر ہاتھ دبوائے اور باپ اس کو اپنے پاس سے جدا نہ کرے اور خاوند کے پاس نہ جانے دے جس سے اس کے خاوند کو بدگمانی پیدا ہو، اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- والد کی طرف ایسا گمان نہ کرنا چاہئے، لیکن والد کو بھی اس طرز عمل سے بچنا لازم ہے جس سے شوہر کو بدگمانی کا موقع یا تکلیف ہو، ظفیر۔

عورت کا شوہر کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے

سوال (۱۵۰۴) - لڑکی کے والدین لڑکی کو خاوند کے ساتھ کھانا نہ کھانے دیں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- خاوند کے ساتھ کھانا عورت کو شرعاً درست ہے عورت کے والدین کو اس سے روکنا نہ چاہئے۔

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر باہر جا سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۰۵) - ایک عورت ہندہ جس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا ہے، آیا وہ بلا اجازت شوہر باہر جا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر جا سکتی ہے تو کن کن ضرورتوں میں جا سکتی ہے؟ فقط بینوا توجروا۔

الجواب - ہندہ مذکورہ کو اپنی ضرورتوں میں اور ماں باپ سے ملنے کے لئے و دیگر اقارب محارم سے ملنے کے لئے اور حج اگر فرض ہے اور محرم ساتھ جانے والا بھی موجود ہے تو باہر جانا درست ہے کما فی الدر المختار فلا تخرج الا لحق لہا او علیہا او لزیارۃ ابویہا کل جمعۃ مرۃ او المحارم کل سنۃ ولکونہا قابلۃ او غاسلۃ وفی

ل و یمنعہم من الکینونۃ وفی نسخۃ من البیتوتۃ (درمختار) قولہ یمنعہم الظاہر ان الضمیر عائد الی الابوین والمحارم قولہ من البیتوتۃ یؤیدہ ما مر من التعلیل بان الخفتۃ فی المکث وطول الکلام (رد المحتار باب النفقۃ ص ۶۶۲) ظفیر۔

الشامی وکذا فیما لو ارادت حج الفرض بمحرم او کان ابوها زمنا مثلاً محتاج الی خدمتها ۱۲ او کانت لها نازلة ولم یسأل لها الزوج عنها من عالم فتخرج بلا اذنه فی ذلک کله^(۱)۔ الغرض ضروریات دینی و دنیوی میں اس کو نکلنا اور باہر جانا درست ہے۔ فقط

بیوی کو مار پیٹ کرنا برا ہے

سوال (۱۵۰۶) ایک شخص اپنی بیوی منکوحہ کو از حد تکلیف جبر و تشدد مار پیٹ کرتا ہوا اور وہ عورت اپنی جان کی حفاظت کی وجہ سے بلا اجازت شوہر والدین کے یہاں چلی گئی اور اس کے والدین اس کو بھیجنے سے انکار کریں تو وہ عورت یا اس کے والدین خطاوار ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں شرعاً خطاوار اور آثم شوہر ہے کہ بے وجہ عورت کو زد و کوب کرتا ہے اور سخت تعزیر ناحق کرتا ہے، ایسی حالت میں عورت کا اپنے والدین کے گھر جانا اور رہنا نافرمانی اور نشوز نہیں ہے کیونکہ یہ جانا عورت کا ناحق نہیں ہے بلکہ حق پر ہے^(۲)۔

بیوی کو نصیحت کرنا اور اس کے لئے بددعا کرنا یا روٹی کپڑا بند کرنا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۷) زید کی بیوی اگر باجود نصیحت کرنے اور سمجھانے کے نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو زید کو یہ جائز ہے کہ وہ رات کو سونا چھوڑ دے یا کپڑا مددی نہ دے اور یہ بددعا کرے کہ اللہ پاک یا تو اس کو نیک کردے یا اس کو اٹھالے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سمجھانا اور نصیحت کرنا تو عمدہ ہے لیکن نہ ماننے پر رات کو سونا

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المهر ص۴۶۳ ج۲۔ ظفیر۔ (۲) ولو قالت انه یضربنی و یؤذینی فمره ان یسکن بین قوم صالحین فان علم القاضی ذلک زجره ومنعه عن التعدی فی حقها والا یسأل الجیران عن صنیعه فان صدقوها منعه عن التعدی فی حقها ولا یترکها ثمه، رد المحتار باب النفقة ص۹۳۴ ج۲، ظفیر

چھوڑنا یا روٹی کپڑا نہ دینا یا کم دینا درست نہیں ہے۔ اور دعاؤں میں صرف اسی پر اکتفا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرماوے اور نیک کرے، موت کی دعا نہ کرے۔

ساس بہو میں نہ بنے تو دونوں کو علیحدہ رکھنا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۰۸) - زید کی زوجہ اور زید کی والدہ میں سخت نا اتفاقی رہتی ہے۔ بہو ساس کی دشمن اور ساس بہو کی دشمن ہے۔ زوجہ زید علیحدہ رہنا پسند کرتی ہے، آیا زید کس صورت سے علیحدہ ہو کر رہے کہ والدین کے حقوق بھی ادا کرتا رہے؟

الجواب - زید کو اس حالت میں یہ کرنا چاہئے کہ اپنی زوجہ کو لے کر علیحدہ رہے اور والدین کی خدمت اور فرمانبرداری کرتا رہے اور جو کچھ ان کا حق ہے ادا کرے تاکہ دارین میں فلاح پاوے۔

والدین کے کہنے سے حقوق شوہر میں کوتاہی یا حقوق اللہ میں مدست ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۰۹) - اگر والدین لڑکی کو جماع سے روکیں اور وہ شہوت کی وجہ سے نہ رکے لیکن والدین کے خوف سے غسل نہ کرے جس کی وجہ سے اکثر نمازیں قضا ہوں تو صورت گنہگار ہوگی یا والدین اس کے؟ اور ایسا خوف ولحاظ جس سے نمازوں کے قضا ہونے کی نوبت آئے جائز ہے یا نہیں؟

له واللتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا (سورۃ النساء - ۲) اس سے معلوم ہوا کہ شب باشی چھوڑنا جائز ہے مگر ہو اسی گھر میں اس کے ساتھ نہ ہو۔ ظفیر۔ ے وتجب لها السکنی فی بیت خال من اهله الا واهلها (وبیت منفرد من دار) لغلق نار فی الاختیار والعینی ومراقی وعفلة لزوم کنیف ومطبخ وینبغی الافتاء به کما هو المعول المتعدد بالخروط لایکون فی الدار احد من احماء الزوج یوذیها (درمختار) فی البدائع ولو اراد ان یسکنها مع ضرتها او مع احمائها کامه واخته وبنته فابت فعلیه ان یسکنها فی منزل منفرد لان اباءها دلیل الاذی والضرر الخ وذکر الخصاف ان لها ان تقول لا اسکن مع والدیک واقربائک فی الدار فافرد لی دارا، قال صاحب الملتقط هذه الروایة محمولة علی الموسرة الشریفة وماذکرنا قبله ان افراد بیت فی الدار کاف انما هو فی المرأۃ الوسط (رد المحتار باب النفقة ص ۹۱۳ و ص ۹۱۴ ج ۲) ظفیر۔

الجواب - اس میں والدین عاصی و گنہگار ہیں، اور عورت کو ان کی فرمانبرداری اور ان کا خوف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں ہے دلاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص۳۲۱۔ ظفیر)۔

پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں مگر والدین راضی نہیں ادھر مساوات نہیں رکھ سکتا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۱۰) - کمترین کا نکاح عرصہ چار سال چھ ماہ پیشتر ایک لڑکی سے ہوا۔ جہاں پر میں خوش نہیں تھا مگر والدین کے دباؤ سے وہ نکاح ہوگیا اور میں اس وقت بالغ تھا، نکاح کے ابتداء ہی سے مجھے اپنی منکوحہ سے محبت پیدا نہیں ہوئی اور میرا ارادہ نکاح ثانی کر لینے کا ہوا جس کو والدین پر بھی ظاہر کیا مگر وہ راضی نہیں ہوئے اور نہ انھوں نے اجازت دی والدین بہت دباؤ دیتے رہے کہ میرے تعلقات اپنی بیوی سے اچھے پیدا ہوجاویں اور میں خود اکثر اپنی طبیعت کو بہت مجبور کرتا تھا مگر کوئی خوشگوار اثر نہ ہوا گو اپنی صورت میں اس کے ساتھ تعلقات زن و شوی رکھا گیا اور اس طرح دو سال کا عرصہ گذر گیا مگر کوئی اولاد وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوئی، عرصہ دو سال کے بعد اپنی حسب منشاء والدین کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کر لیا جس کے ساتھ خداوند کریم نے مجھے محبت بھی عطا فرمائی اور مجھے جو چاہتا تھا اللہ پاک نے عنایت فرمایا اب میرا ارادہ پہلی بیوی کو طلاق دینے کا تھا کیوں کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں مجھ سے اس کے رہے سہے تعلقات بھی ضائع ہوجاویں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور میں نے بہت چاہا کہ اسے طلاق دیدوں مگر والدین نہایت سخت ناراض تھے اور انھوں نے ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی، انھوں نے فرمایا کہ اگر تم اس کو طلاق دیتے ہو تو ہم تم سے اپنی زندگی بھر نہیں ملیں گے، آخر میں نے ملتوی کر دیا مگر اس حالت میں مجھے اس سے محبت بالکل نہیں اور نہ میرے اس کے تعلقات اچھے رہے اور اسی طرح دو سال قریبا اور گذر گئے اور میرے اور اس کے تعلقات میں

کوئی اچھا اثر پیدا نہیں ہوا، اب میں چاہتا ہوں کہ اسے طلاق ہو جاوے تو وہ بھی اپنے آرام میں ہو جاوے اور مجھے بھی اس سخت مواخذہ سے نجات ہو، مگر والدین کسی طرح نہیں مانتے وہ اپنی اس ضد پر ہیں کہ اگر تم اسے طلاق نہیں دیتے تو ہم ملتے ہیں ورنہ ہم تم سے دور، تم ہم سے دور، اب دراصل بات یہ بھی ہے کہ میری پہلی بیوی طلاق لینے پر خوش نہیں ہے اور میری یہ حالت ہے کہ میں دو کا خرچ اور تعلقات وغیرہ کے برداشت کے قابل نہیں اور میں دونوں کو رہنے بھی دوں تو ازروئے قوانین خداوندی میں دونوں کے ساتھ مساوات کا سلوک نہ کرنے سے ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں اور اگر طلاق دیتا ہوں تو والدین کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہوں اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب ۔ بہتر تو یہ ہے کہ والدین کی بھی اطاعت کی جاوے اور ان کی مرضی کے خلاف نہ کیا جاوے، اور زوجہ اول کے حقوق بھی ادا کئے جاویں اور اگر طبیعت اور خواہش کے خلاف ہو، مگر طبیعت پر جبر کر کے اور اللہ کے خوف سے ہر دو زوجہ میں عدل اور مساوات کی جاوے۔ باقی محبت قلبی اگر ایک سے زیادہ ہو اور ایک سے کم ہو، یا بالکل نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ اور جماع و صحبت میں بھی مساوات شرط نہیں ہے مگر البتہ شب باشی یعنی رات کو پاس رہنے میں دونوں کو برابر رکھے ایک شب ایک زوجہ کے پاس سوئے تو دوسری رات دوسری کے پاس۔ اسی طرح کھانے کپڑے میں برابری کرے[1] لیکن اگر ایک زوجہ اپنے حقوق معاف کر دیوے تو پھر عنداللہ مواخذہ سے بری ہے، الغرض یہ صورت تو ایسی ہے کہ ماں باپ کی

---

[1] یجب وظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لایجور فیہ ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ وفی الملبوس والماکول والصحبۃ لا فی المجامعۃ کالمحبۃ، بل یستحب الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب القسم ص ۵۲۶ / ۲ و ص ۵۲۷ / ۲) ظفیر۔

بھی خوشی ہو جاوے اور بیوی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔

اور اگر اس طرح نہیں کر سکتا اور ایک زوجہ کے حقوق بالکل ادا نہیں کر سکتا اور جس قدر مساوات و عدل ضروری ہے وہ نہیں کر سکتا اور نہ وہ زوجہ اپنے حقوق معاف کرتی ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس کو طلاق دی جاوے، اور ماں باپ کے راضی کرنے کی دوسری صورت کی جاوے، طلاق دینے کے بعد ان کی منت خوشامد کی جاوے اور ہر طرح فرماں برداری کی جاوے اور جس طرح ہو ان کو راضی کیا جاوے اور خوش رکھا جاوے۔ اگر بالفرض وہ پھر بھی راضی نہ ہوں تو تم پر مواخذہ شرعی نہیں البتہ زوجہ کے حقوق ادا نہ کرنے اور اس سے معافی کی صورت نہ ہونے میں سخت مواخذہ ہے کہ اس کی مکافات کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور والدین کی اطاعت اسی حد تک ضروری ہے کہ کسی معصیت کا ارتکاب اس میں نہ ہو، اور در صورت اللہ کے حکم کی نافرمانی کے ارتکاب کے والدین کی خوشی کی پیروی نہ کرنی چاہئے، کیونکہ حکم شرعی یہ ہے کہ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق[1] یعنی کسی مخلوق کی فرماں برداری اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہے، پس والدین کی اطاعت کی وجہ سے حق تلفی زوجہ کی جائز نہیں ہو سکتی، حاصل یہ ہے کہ حقوق زوجیت کی رعایت مقدم ہے یا اپنے نفس پر جبر کر کے اس زوجہ کے حقوق ظاہری ادا کئے جاویں۔ یا اس سے معافی لی جاوے ورنہ اس کو طلاق دی جاوے۔

ماں باپ بیٹے سے کہیں کہ بیوی کو طلاق دے دو تو کیا کرنا چاہئے؟

سوال (۱۵۱۱) - اگر والدین بیچ شخصے بسبب رنجش ادنیٰ بفرزند خود ارشاد فرمایند کہ اہلیہ خود را طلاق بدہ، و اگر طلاق نمی دہی تا پردہ مدار، ورنہ ما از تو بیزار خواہد شدیم و تو از ما، دریں صورت طلاق دہانیدن، و بے پردہ کردن زوجہ را چہ حکم دارد؟

---

[1] دیکھئے بلوغ الامانی الامام احمد ... کتاب الطلاق ... ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ... ظفیر

الجواب ۔ طلاق دادن دریں صورت لازم نیست و ندادن طلاق در حقوق شمار نخواہد شد و بے پردہ کردن زوجہ خود را معصیت است و در معصیت طاعت کسے جائز نیست لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[3]۔

> شوہر کے والدین کی خوشنودی کے لئے بدرمی کرنا چاہیے یا نہیں؟

سوال (۱۵۱۲) ۔ اگر لڑکی اس خیال سے اپنے خاوند سے بے رخی برتے اور کہنا نہ مانے اور اس کے گھر جانے سے انکار کرے کہ میرے والدین مجھ سے ناراض ہو کر ہمیشہ کو ملنا چھوڑ دیں گے اور میرے لئے بددعا کریں گے، ایسے خیالات و توہمات سے لڑکی کو شوہر کے خلاف کرنا جائز ہے یا نہیں اور والدین کی بددعا کا اثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب ۔ عورت کو ایسے خیالات اور توہمات پر اپنے شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت کو نہ چھوڑنا چاہئے، اس صورت میں والدین ناحق پر ہیں ان کی بددعا کا خیال نہ کرے اور شوہر کی خوشنودی کو مقدم رکھے[1]۔

> شوہر کے حکم کی مخالفت کا والدین حکم دیں تو عورت کیا کرے؟

سوال (۱۵۱۳) ۔ اگر والدین دختر کو کہیں کہ تو اپنے زوج سے بے رخی سے پیش آ، اور ہمارے کہنے کے موافق کام کر اور شوہر کا کہنا نہ مان، اس کی راحت و تکلیف کا کچھ خیال نہ کر ایسی حالت میں والدین کا کہنا ماننا چاہئے یا نہیں؟

الجواب ۔ یہ حکم والدین کا ماننے کے لائق نہیں ہے اور خلاف حکم شرع ہے، موافق حدیث مذکور لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[2] کے اس بارے میں

---

[1] عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق رواہ ابوداؤد (مشکوۃ باب الخلع والطلاق ص۲۸۳ ظفیر) [2] مشکوۃ المصابیح کتاب الامارۃ ص۳۲۱ ظفیر [3] عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابونعیم فی الحلیۃ (مشکوۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۱ ظفیر) [4] دیکھئے مشکوۃ کتاب الامارۃ ص۳۲۱ ۱۲ ظفیر۔

والدین کی اطاعت اور فرماں برداری جائز نہیں ہے اگر لڑکی اس بارہ میں والدین کے کہنے کے مطابق کرے تو گنہگار ہوگی۔

عورت کے لئے شوہر کا حکم مقدم ہے یا والدین کا

سوال (۱۵۱۴) - عورت کے ذمہ والدین کا حکم ماننا ضروری اور مقدم ہے یا شوہر کا۔

الجواب - علی قدر مراتب دونوں کی اطاعت ضروری ہے جو امور متعلق حق شوہری کے ہیں ان میں شوہر کی اطاعت ضروری ہے اور جو امور متعلق والدین کی خدمت وراحت کے ہیں ان میں والدین کی اطاعت لازم ہے[1]، یہ نہیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کے حقوق ادا نہ کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت درست نہیں، کما ورد لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق[2]۔

جب بیوی اور ماں میں ملاپ نہ رہے اور ماں علیحدہ ہونے کو راضی بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال (۱۵۱۵) - بکر باہر رہتا ہے زوجہ اور والدہ بکر مکان پر رہتی ہیں اور دونوں میں جھگڑا رہتا ہے، بکر چاہتا ہے کہ والدہ اور زوجہ کو الگ الگ کردے مگر والدہ الگ ہونے سے راضی نہیں ہے تو بکر کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب - الگ الگ ہی رکھنا چاہئے، البتہ اگر دونوں موافقت سے رہیں تو والدہ کا کہنا کرے اور جب کہ اکٹھے رہنے میں فساد ہے تو زوجہ کو علیحدہ کردے بشرطیکہ والدہ کو تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو والدہ کی رفع تکلیف مقدم ہے زوجہ کو ان کے پاس رکھے۔

---

[1] ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعة ان لم یقدرا علی اتیانها الخ ولو ابوها زمنا فاحتاجها فعلیها تعاهده ولو کافرا وان ابی الزوج (در مختار) لرجحان حق الوالد (رد المحتار باب النفقة ص ۹۱۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۱ ۱۲ ظفیر

اپنی بیوی کو اس کی رضا کے بغیر شوہر اپنے گھر لے جا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۵۱۶) ۔ زید نے ایک لڑکی سے بلا کسی شرط کے نکاح کیا۔ لڑکی رخصت ہو کر مکان آگئی کچھ روز کے بعد پھر لڑکی والد کے یہاں چلی گئی۔ اب اس کے والدین یہ چاہتے ہیں کہ زید زوجہ کو اس کے والدین کے پاس اسی شہر میں رکھے، اپنے وطن میں نہ لے جائے۔ آیا زید اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ وطن لے جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ در مختار میں ہے ویسافر بہا بعد اداء کلہ مؤجلاً ومعجلاً اذا کان مامونا علیہا والا یؤد کلہ او لم یکن مامونا لا یسافر بہا وبہ یفتی[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ادائے تمام مہر کے بعد سفر میں لے جا سکتا ہے جبکہ عورت کو کچھ اندیشہ ایذاء دہی وغیرہ کا شوہر کی طرف سے نہ ہو اور اگر مہر ادا نہیں کیا یا اطمینان نہیں تو نہیں لے جا سکتا لیکن یہاں سفر کے متعلق نہیں پوچھا گیا ہے، بلکہ اپنے گھر میں لے جانے کے متعلق سوال ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے وطن لے جائے گا، اور اس میں بیوی کو انکار کا حق نہیں ہے للزوج ان یسکنہا حیث احب ولکن بین جیران صالحین (رد المحتار باب النفقة ص ۹۳۴ ظفیر)

جائے ملازمت پر بیوی کو اس کی رضا کے بغیر لے جانا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۱۷) ۔ زید باشندہ کاکوری ضلع لکھنؤ کا حیدر آباد میں ملازم ہے، تعارف و قرابت سابقہ کی وجہ سے زید کا نکاح عمر کی دختر کے ساتھ حیدر آباد میں ہوا، اور کوئی شرط کسی قسم کی مہر و آمد و رفت وغیرہ کی نسبت نہیں ہوئی، بعد نکاح عمر نے اپنی دختر کو زید کے ساتھ متعدد مرتبہ زید کی جائے ملازمت مختلف اضلاع خطۂ متوسطہ پر اس کی ہمراہ روانہ کیا، نکاح کے چھ سال کے بعد مسماۃ ہندہ اور خود ہندہ کے والد کو یہ عذر ہوا کہ زید کے ساتھ سفر دور و دراز جائے ملازمت زید پر جانا منظور نہیں، کیونکہ ان کا بیان ہے کہ زید کو شرعاً

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجة ج ۲ ص ۴۹۵ ۱۲ ظفیر

ایسا حق نہیں ہے کہ وہ ہندہ کو سفر میں اپنے ساتھ لیجاوے، مطالبہ مہر باعث انکار سفر نہیں، قابل دریافت یہ امر ہے کہ ایسی حالت میں زید کو اپنی زوجہ ہندہ کو اپنی جائے ملازمت و سکونت پرلے جانے کا شرعاً حق حاصل ہے یا نہیں؛ اگر ہندہ عذر اذیت و تکلیف وہی پر جانے سے انکار کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں:

الجواب - قال فی الدر المختار ناقلاً عن النهر والذی علیہ العمل فی دیارنا انہ لایسافر بہا جبراً علیہا وجزم بہ البزازی وغیرہ وفی المختار وعلیہ الفتوی اھ درمختار[1] وفی الشامی وبعد ایفاء المهر اذا اراد ان یخرجہا الی بلاد الغربة یمنع من ذلک[2] اھ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جائے ملازمت پرلے جانا زوجہ کا بدون اس کی رضا کے نہیں چاہئے، خصوصاً جب کہ اس کو خیال ایذا رسانی و تکلیف پانے کا ہو۔

شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا لوازم ہیں اور شوہر کا کوئی مالی حق بیوی پر ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۱۸) - معمولی روزمرہ کے کپڑے اور غذا حسب استطاعت شوہر اور مہر معین کے علاوہ شوہر پر بیوی کا اور بھی کوئی حق واجب ہے مثلاً عید بقرعید کے لئے عمدہ کپڑے قیمتی، بیماری میں قیمت دوا، فیس طبیب، تیمارداری وغیرہ کا خرچ اور رشتہ داروں کے گھر جانے کا سفر خرچ اور تحفہ کی قیمت، اگر شوہر بیوی کو اسی کے اصرار سے اپنے ساتھ سفر میں رکھے تو سفر خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔ اور زیور بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اگر اشیاء مذکورہ میں سے کچھ شوہر کے ذمہ واجب نہیں تو اشیائے مذکورہ کو مہر میں محسوب کر سکتا ہے، اگر بیوی اس پر راضی نہ ہو تو شوہر اس کو رشتہ داروں میں جانے سے اور غیر محرم کو خط لکھنے اور ملنے سے روک سکتا ہے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجة ص۲۹۴ ج۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب و مطلب، ایضاً ص۲۹۵ ج۲ ظفیر۔

یا نہیں، مہر عند اللہ بیوی خود شوہر سے لے گی یا اس کے ورثاء سے، کیا شوہر کا بھی کوئی حق مالی بیوی پر ہے یا نہیں جس کو شوہر بیوی سے لے سکے گا؟

الجواب۔ درمختار میں ہے کما لا یلزمہ مداواتہا ای اتیانہ لہا بدواء المرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد ولا الحجامۃ[1] الشامی ص ۹۰۳ ج ۲ وایضاً فی الشامی تنبیہ قد علم مما ذکر انہ لا یلزمہ لہا القہوۃ والدخان وان تضررت بترکہما لان ذلک ان کان من قبیل الدواء او من قبیل التفکہ فکل من الدواء والتفکہ لا یلزمہ کما علمت[2] ص ۹۳۹ ج ۲

الحاصل شوہر کے ذمہ سوائے نفقہ معمولی یعنی کپڑے و کھانے وغیرہ ضروریات خانہ داری کے اور کوئی چیز مثل قیمتِ دواء، و اجرتِ طبیب اور عید کے لئے خاص قیمتی کپڑے اور اقرباء کے گھر جانے کا سفر خرچ واجب نہیں ہے، اگر یہ اشیاء بہ نیت مہر ادا کرے اور زوجہ اس کو منظور کرے تو وہ روپیہ مہر میں محسوب ہو جاوے گا اور اگر شوہر اپنے ساتھ سفر میں لے جاوے تو وہ سفر خرچ بذمہ شوہر ہے اس کو مہر میں محسوب نہیں کر سکتا۔

اور نیز درمختار میں ہے ولا یمنعہا من الخروج الی الوالدین فی کل جمعۃ[3] (ترجمہ) اور شوہر منع نہ کرے زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے ہر جمعہ میں اور غیر محرم سے ملنے اور خط لکھنے سے منع کر سکتا ہے اور منع کرنا ہی چاہئے[4] مہر موجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے: اگر شوہر نے اس کو طلاق دیدی تو بعد طلاق

---

[1] رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۳ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۱۵ ج ۲۔ ظفیر۔ [4] و یمنعہا من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ وان اذن کانا عاصیین وفی البحر لہ منعہا من الغزل و کل عمل ولو تبرعا لاجنبی ولو قابلۃ او مغسلۃ لتقدم حقہ علی فرض الکفایۃ ومن مجلس العلم (الدر المختار علی رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۱۵ ج ۲) ظفیر

کے وہ عورت خود اپنا مہر لے سکتی ہے، یا شوہر مرگیا تو اس کے ترکہ میں سے لے سکتی ہے اور اگر عورت مرگئی تو اس کے ورثاء لیں گے، ان ورثاء میں خود شوہر بھی داخل ہے، اس کا حصہ ساقط ہوجاوے گا۔ شوہر کا کوئی حق مالی عورت کے ذمہ بسبب نکاح کے نہیں ہے کہ جس کو شوہر بی بی سے وصول کرے قال اللہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ[1] مردوں کو حکم ہے کہ مال خرچ کرکے عورتوں کو طلب کریں اور ان کا حق ادا کریں نہ یہ کہ شوہر زوجہ سے کچھ مال لیوے، البتہ اگر مال کے عوض خلع ہوا ہے تو وہ مال شوہر زوجہ سے لے گا۔

زمانۂ حمل میں کب تک مجامعت جائز ہے؟

سوال (۱۵۱۹) - شرعاً اپنی زوجہ سے حالتِ حمل میں کس وقت تک مجامعت درست ہے، سات آٹھ ماہ کی حاملہ سے مجامعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- اپنی زوجہ سے مجامعت کرنے میں حالتِ حمل میں کچھ حرج نہیں ہے، ساتویں آٹھویں نویں ماہ میں بھی مباشرت درست ہے، شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے لیکن جس حالت میں کہ مضرت ہو اس حالت میں بچنا بہتر ہے۔ شرعی ممانعت کچھ نہیں ہے[2]۔

---

[1] سورۃ النساء۔ ع۔۴ — [2] ولو تضررت من کثرۃ جماعہ لم تجز الزیادۃ علی قدر طاقتہا (درمختار) فعلم من ھذا کلہ انہ لا یحل لہ وطؤھا بما یؤدی الی اضرارھا۔ (ردالمحتار باب القسم ص۵۴۵ و ص۵۴۹ ج۲) ظفیر

دسواں باب احکام الرضاع

آدمی کے دودھ پینے پلانے سے متعلق احکام و مسائل

مدت رضاعت کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۲۰) صحیح مدت رضاعت کیا ہے کسی صورت میں کمی و بیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مدت رضاعت کہ جس مدت میں بچہ کو دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اور اس مدت میں بچے کو دودھ پلانا مباح ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اڑھائی برس ہیں اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دو برس ہیں اور فتوی اکثر علماء کا دو برس پر ہے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوی ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ الغرض دونوں قول پر فتوی دیا گیا ہے[1] پس خلاصہ یہ ہے کہ اگر اڑھائی برس کی عمر کے اندر بچے کو دودھ پلایا جاویگا تب بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی اور اڑھائی برس کی عمر تک دودھ پلانا موافق قول امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ درست اور جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ دو برس کے بعد بند کر دیا جائے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] هو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندهما وهو الاصح فتح وبه يفتى كما فى تصحيح القدوری عن العون لكن فى الجوهرة انه فى الحولين ونصف ولو بعد الفطام محرم وعليه الفتوى واستدلوا لقول الامام بقوله تعالى وحمله وفصاله ثلثون شهرا اى مدة كل منهما ثلثون ويثبت التحريم فى المدة فقط الخ ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمى والانتفاع به لغير ضرورة حرام على الصحيح (در مختار) وحاصله انهما قولان افتى بكل منهما (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲ وص ۵۵۵) ظفير۔

اپنے بھائی کو کوئی عورت دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں:

سوال (۱۵۲۱) - عورت اپنے حقیقی بھائی کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب - مدت رضاعت میں پلاسکتی ہے[1] اگر یہ یاد رکھے کہ آئندہ اس بھائی کی اولاد سے اس کے اولاد کی شادی جائز نہ ہوگی، وہ دودھ کے رشتے سے رضاعی لڑکے کے حکم میں ہوگا، اپنے دودھ پلانے کا چرچا لوگوں سے کردے تاکہ آئندہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے، پھر کوئی مجبوری ہو تو دودھ پلائے خواہ یہ شوق نہ کرے[2]۔ ظفیر)

غیر کا بچہ ہونے کی صورت میں مدت رضاعت دو سال ہے یا زیادہ:

سوال (۱۵۲۲) - اگر کسی غیر دودھ پلانے والی کے بچہ سپرد کیا جاوے ویسے ہی اس بچہ کے دودھ پلانے سے دودھ اتر آیا تو اس کے لئے بھی دو سال دودھ پلانے کی قید ہے یا کچھ وسعت ہے۔

الجواب - اس کے لئے بھی دودھ پلانے میں دو سال کی قید ہے، اس سے زیادہ مدت تک موافق روایت مفتی بہا کے دودھ پلانا اس کو جائز نہیں ہے۔ اور یہ صاحبینؒ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابوحنیفہؒ اڑھائی سال تک دودھ پلانے کی اجازت دیتے ہیں[3]۔

دو ڈھائی سال کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی

سوال (۱۵۲۳) - اگر کسی شخص نے کسی عورت کا دودھ بطور دوا کے یا یوں ہی پیا ہو تو اس عورت سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں اور اس کی اولاد سے اس کی شادی ہوسکتی ہے یا نہیں، اور دودھ کی مدت کتنے دنوں رہتی ہے؟

---

[1] ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمي والانتفاع به لغير ضرورة حرام، الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۵۶ ظفير۔ [2] والواجب على النساء ان لا يرضعن كل صبي من غير ضرورة واذا ارضعن فليحفظن ذلك وليشهرنه ويكتبنه احتياطا، رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۵۵ ظفير۔ [3] هو حولان ونصف عنده وحولان فقط وهو الاصح فتح وبه يفتى، الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۵۶ ظفير۔

الجواب۔ مدتِ رضاع دو برس یا اڑھائی برس ہے علی اختلاف القولین پس اگر اس مدت کے بعد کوئی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیوے تو حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ فقط

چار سالہ لڑکے کے دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

سوال (۱۵۲۴) - ایک عورت نے اپنا دودھ نکال کر پیالہ میں رکھا تھا۔ اس کا بھتیجہ جس کی عمر چار سال کی تھی آکر وہ دودھ پی لیا۔ اس کا نکاح اپنی چچی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ مدتِ رضاعت دو یا اڑھائی سال ہے اس سے زیادہ عمر میں دودھ پینے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔ پس نکاح مذکور صحیح ہوگا۔ فقط

خمس رضاعات کا ناسخ

سوال (۱۵۲۵) - آپ ناسخ حدیث خمس رضاعت کا کس حدیث یا آیت کو مقرر کریں گے اور علامہ نووی جو کہ قول عائشہؓ ثم نسخ بخمس معلومات کو آیت منسوخ تلاوت قرار دیتے ہیں، علامہ کے پاس اس کی ناسخ کون آیۃ یا حدیث ہے یا وہ بقول عائشہؓ وھی فیما یقرأ من القرآن کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں؟

الجواب۔ خمس معلومات کا موافق عشر معلومات کے منسوخ ہونا خود اس سے ظاہر ہے کہ مصاحف میں نہیں ہیں، اور اگر وہ آیات قرآن شریف میں سے ہوتی تو لامحالہ مابین الدفتین مکتوب ہوتی، اسی لئے علی قاریؒ وھی فیما یقرء پر لکھتے ہیں یعنی ان بعض من لم یبلغہ النسخ کان یقرء علی الرسم الاول۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کو نسخ معلوم نہ تھا وہ پڑھتے تھے اور نسخ اس کا معلوم و مشہور و متواتر ہے ورنہ لامحالہ مکتوب[2]

---

[1] ویثبت التحریم فی المدۃ فقط وعلیہ الفتویٰ (در مختار) اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم (رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۵۵) ظفیر [2] وھو حولان ونصف عندہ وحولان فقط عندھما ۱۲

ویثبت التحریم فی المدۃ فقط (درمختار) اما بعدھا فانہ لا یوجب التحریم (رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۵۵) ظفیر

فی المصاحف ومن ادعی انہ کان من قبیل منسوخ التلاوۃ لا منسوخ الحکم فعلیہ البیان وکیف یدعی بقاء الحکم والحال ان قولہ تعالیٰ وامھاتکم اللاتی ارضعنکم یدل باطلاقہ علی ان المحرم مطلق مسمی الارضاع لا خصوص الرضعات۔ فقط

دو برس سے زیادہ کے بچہ کو دودھ پلانا کیسا ہے؟

سوال (۱۵۲۶) بچہ بہت لاغر ہے بجز عورت کے دودھ کے اور کوئی غذا اس کے ہضم نہیں ہوتی اور اس کی عمر دو برس سے زیادہ ہے تو اس کو عورت کا دودھ پلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - درست نہیں۔ درمختار۔[1]

حولین کاملین اور حملہ وفصالہ ثلثون شہرا میں تطبیق

سوال (۱۵۲۷) قرآن شریف میں حولین کاملین مدت رضاعت کے بارے میں آیا ہے جس سے دو سال مدت رضاعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری جگہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا وارد ہوا ہے جس سے اڑھائی سال معلوم ہوتے ہیں دونوں میں وجہ تطبیق کیا ہے اور کس پر عمل کیا جاوے۔ فقط

الجواب - امام ابوحنیفہؒ کا مذہب اڑھائی برس کا ہے اور صاحبین کا مذہب دو برس کا ہے اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے اور دلائل فریقین کی مطولات میں ہیں اور وجہ تطبیق بھی کتب میں مذکور ہے اس تحریر مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔[2]

---

[1] ولم یبح الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی (درمختار) لو استغنی فی حولین حل الارضاع بعدھما الی نصف فلا تا ثم عند العامۃ خلافا لخلف بن ایوب الا مستحب الی حولین و جائز الی حولین و نصف (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔

[2] ھو حولان ونصف عندہ وحولان فقط عندھما ھو الاصح فتح وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوھرۃ انہ فی الحولین ونصف ولو بعد الفطام محرم وعلیہ الفتوی واستدل لقول الامام بقولہ تعالیٰ وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا ای مدۃ کل منھما ثلثون غیر ان النقص فی الاول قام بقول عائشۃ لا یبقی الولد اکثر من سنتین ومثلہ لا یعرف الا سماعا والایۃ مؤولۃ لتوزیعھم الاجل علی الاقل والاکثر فلم تکن دلالتھا قطعیۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۴ ج ۲) ظفیر۔

ثبوت رضاعت میں رویت کا اعتبار ہے یا علم کا؟

سوال (۱۵۲۸) - ثبوتِ رضاعت کے لئے نصابِ شہادت کم ازکم دو مرد خواہ ایک مرد اور دو عورتیں قرار دی گئی ہیں اور شہادت میں رویت کا اعتبار کیا گیا ہے، حالانکہ رضاعت کے لئے رویتِ رجال غیر ممکن ہے کیونکہ مرد کو عورت کا بدن دیکھنا حرام ہے پس جب کہ رویت نہ ہوگی تو رضاعت کیونکر ثابت ہوگی، ثبوتِ رضاعت میں محض رویت ہی کو دخل ہے یا سماعت کو بھی دخل ہوسکتا ہے جبکہ نکاح وغیرہ کا ثبوت سماعت سے ہوسکتا ہے؟

الجواب - رضاع کو ان اشیاء میں سے نہیں شمار کیا گیا ہے کہ اس میں تسامع پر شہادت معتبر رکھی گئی ہو، اور شبہ کا جواب یہ ہے کہ بعض محارم شہود ہوسکتے ہیں جن کو دیکھنا درست ہے اور بعض اجانب کی نظر اتفاقاً پڑجاتی ہے جو کہ موجب مواخذہ نہیں ہے علاوہ بریں شاہد کو علم رضاع ہونا کافی ہے یعنی یہ کہ فلاں بچہ شیر خوار فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے جو کہ خبر متواتر وغیرہ سے بھی حاصل ہوسکتا ہے : اس مشاہدہ کی ضرورت نہیں ہے کہ بچہ کے منھ میں پستان کو دیکھ کر گواہی دیجاوے اور پستان کے منھ میں ہونے سے بھی یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ دودھ بچہ کے پیٹ میں گیا یا نہیں، لہٰذا اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے، الغرض شہادت کے لئے علم اس بات کا کہ فلاں بچہ فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے کافی ہے، چنانچہ درمختار میں لفظ اشہد کہنے کے یہ معنی بیان کئے ہیں، فکانہ یقول اقسم باللہ لقد اطلعت علی ذلک وانا اخبر بہ[1]۔

مدتِ رضاعت کے بعد دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

سوال (۱۵۲۹) - زید نے ہندہ کا دودھ بعد عمر شیر خوارگی پستان سے چوس کر نکالا اور باہر ڈال دیا۔ اس وجہ سے کہ ہندہ کا بچہ مرگیا تھا اور دودھ چڑھا ہوا تھا۔ پھر زید نے ہندہ سے نکاح کرلیا، یہ نکاح ناجائز ہے یا نہیں؟

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ص ۴۳۰ ج ۴ مطبوعہ دیوبند

الجواب۔ بضرورت مذکورہ دودھ پستان سے چوس کر نکال دینے اور باہر ڈال دینے سے کچھ حرج نہیں ہے اور اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور بعد مدت شیر خوارگی اگر اندر پیٹ کے بھی چلا جاوے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ مگر پینا دودھ کا ایسے وقت حرام[2] ہے اور نکاح اس سے درست ہے۔ یعنی زید کا نکاح اس صورت میں ہندہ سے صحیح ہے۔

رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال (۱۵۳۰)۔ زینب اور زید نے آگے پیچھے ایک عورت کا دودھ پیا۔ اب زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب۔ زینب اور زید نے جب کہ ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اگرچہ آگے پیچھے پیا، دونوں بہن بھائی رضاعی ہو گئے، زینب کی لڑکی، زید کی بھانجی رضاعی ہے، پس زید کا نکاح زینب کی دختر سے جائز نہیں[3] ہے۔ فقط۔

سوتیلی نانی نے دودھ پلایا

سوال (۱۵۳۱)۔ عمر کا ایک نواسہ ہے اس کو عمر کی دوسری بیوی نے جو اس لڑکے کی سوتیلی نانی ہوتی ہے، دودھ پلایا تو اس لڑکے کا نکاح اپنے چچا یعنی بکر کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہ؟ کیونکہ وہ اس کی حقیقی خالہ کی لڑکی ہے، اور اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہے یا نہ؟

الجواب۔ اگر ڈھائی برس سے کم کی عمر میں دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہے اور نکاح درست نہیں[4]۔ فقط۔

---

[1] واذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم لقوله عليه السلام لا رضاع بعد الفصال (هدايه كتاب الرضاع ص ۳۲۲ ج ۲) ظفير۔ [2] ولم يبح الارضاع بعد المدة قيل لا يباح الان اباحته ضرورية لكونه جزء الآدمى (ايضاً ص ۳۲۳ ج ۲) ظفير۔ [3] حرم على المتزوج ذكرا كان او انثى نكاح اصله وفرعه علا او نزل وبنت اخيه واخته وبنتها ولو من زنا (در مختار باب المحرمات ص ۳۸۱ ج ۲) وفيه فيحرم منه اى بسببه رضاعاً ما يحرم من النسب (كتاب الرضاع ص ۲۱۳ ج ۲) ظفير۔ [4] فيحرم منه اى بسببه ما يحرم من النسب

صرف چھاتی سے لگانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں،

سوال (۱۵۳۲) - زید کی والدہ کا انتقال مارت رضاعت میں ہو گیا تھا، زینب نے اپنی چھاتی زید کے منھ میں دی لیکن دودھ بالکل نہیں اترا، اس صورت میں زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں - ؟

الجواب - اگر یہ یقین ہے کہ زینب کے دودھ نہیں اترا، اور زید کے حلق میں کوئی قطرہ نہیں گیا تو زید کا نکاح زینب کی دختر سے درست ہے[۱] -

شوہر کو دودھ پلانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال (۱۵۳۳) - ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلادیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں - ؟

الجواب - اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا، قال فی الدرالمختار مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم[۲] -

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے کے رضاعی بھائی بہن ہیں

سوال (۱۵۳۴) - زید نے ہندہ کا دودھ ایام شیرخواری میں پیا تو سب اولاد ہندہ کی زید کے بہن بھائی ہو جاویں گے یا صرف وہ لڑکی یا لڑکا جس کا دودھ زید نے پیا ہے زید کے بھائی بہن ہوں گے، کیونکہ زید کا نکاح ہندہ کی نواسی سے ہوا ہے۔ خلوت ہنوز نہیں ہوئی۔ زید کہتا ہے کہ یہ ہندہ کی نواسی ہندہ کی اس لڑکی سے ہے کہ جس کا دودھ میں نے نہیں پیا لہٰذا یہ میری بھانجی نہیں ہوئی، میں نے تو ہندہ کے لڑکے بکر کا دودھ پیا ہے اگر یہ لڑکی ہندہ کی پوتی ہوتی یعنی بکر کی لڑکی تو میری بھتیجی ہوتی، اس واسطے یہ مجھ پر

---

[۱] وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ: ردالمحتار باب الرضاع ص ۲/۴۰۶ ظفیر۔ [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الرضاع ص ۲/۴۰۶ ۱۲ ظفیر۔

حرام نہیں ہے چونکہ بکر سب اولاد ہندہ سے چھوٹا ہے، ہندہ کی نواسی پہلی لڑکی سے ہے ہندہ کے چھ اولاد ہیں۔

الجواب۔ اس صورت میں سب اولاد ہندہ کی زید کے بہن بھائی رضاعی ہیں پس ہندہ کی نواسی کے ساتھ نکاح زید کا حرام ہے، اور عذر زید کا غلط ہے اور بسبب جہالت کے ہے کہ وہ مسئلہ شرعیہ سے واقف نہیں، درمختار میں صریح موجود ہے وللاحل بين الرضيعة وولد مرضعتها اى التى ارضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ باب الرضاع[1] اور شامی میں ہے قوله وان اختلف الزمن كان ارضعت الولد الثانى بعد الاول بعشرين سنة مثلاً وكان كل منهما فى مدة الرضاع[2] ا ه وفيه ايضاً فى البحر عن آخر المبسوط لو كانت ام البنات ارضعت احد البنين وام البنين ارضعت احدى البنات لم يكن للابن المرتضع من ام البنات ان يتزوج واحدة منهن[3] ا ه فقط۔

تھوڑا دودھ بھی باعث حرمت رضاعت ہے

سوال (۱۵۳۵) - زینب کہتی ہے کہ میری بہن حلیمہ اپنے پہلے حمل میں بیمار تھی اور اس ہی بیماری کے زمانہ میں اس کے لڑکی صایمہ پیدا ہوئی، چونکہ وہ نہایت کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی، میری لڑکی اس سے کئی ماہ قبل پیدا ہو چکی تھی تو اس لئے کہ دودھ اُتر آئے میں نے اپنی لڑکی ہندہ سے دومرتبہ دودھ کھچوا دیا، تاکہ دودھ اُتر آنے کے بعد سلیمہ جو نہایت کمزور تھی دودھ پی سکے دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھچوایا گیا۔ یہ نہیں معلوم کہ دودھ اس کے پیٹ میں پہنچا یا نہیں، حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض اُتر آنے دودھ کے دیا گیا ہے۔ رضاعت کی غرض سے نہیں دیا گیا جو اسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے۔ کیا اس طرح دومرتبہ دودھ کھینچنے

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۸۵ ج ۲ ۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الرضاع ص ۵۸۵ ج ۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

سے ہندہ، سلیمہ کی رضاعی بہن ہوئی یا نہیں، یہ قول صرف زینب کا ہے اور اس کی والدہ بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں ہے، زینب کا شوہر کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت ...ی زوجیت ... کر دیتا ہوں۔ آیا دو عورتوں کی شہادت اس بارے میں کافی ہو سکتی ہے، اور کسی امام کے نزدیک چوسنے کی کوئی ... مقرر ہے یا نہیں۔ اور وقت ضرورت ... امام کے ... دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت میں اگر قلیل لبن یعنی دودھ کسی عورت کا بچے شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور بظن غالب اگر بچہ کا دودھ پینا معلوم ہو جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جب کہ دودھ حلیمہ کا ہندہ سے کھچوا دیا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کی ہندہ شیر خوار بچی کے منہ میں دی گئی، گو غرض اس سے دودھ پلانا نہ تھا، صرف کھچوا کر پستان حلیمہ کا ہلکا کرنا تھا کہ سلیمہ جو ضعیف ہے دودھ پی سکے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ہندہ نے دودھ کو کھینچ کر کلی تو نہیں کر دی بلکہ وہ دودھ ہندہ کے پیٹ ہی میں گیا اور جب کہ حلیمہ کی پستان میں دودھ اترا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی بظن غالب اس نے دودھ پیا اور ظن غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے، لہٰذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے ویثبت به وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه لاغير فلو التقم الحلمة ولم يدر ادخل اللبن فى حلقه ام لالم يحرم (درمختار) قال العلامة الشامى قوله فلو التقم الخ تفريع على التقييد بقوله ان علم وفى القنية امرأة كانت تعطى ثديها صبية واشتهر بذالك بينهم ثم تقول لم يكن فى ثديى لبن حين القمتها ثديى ولم يعلم ذلك الا من جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهذه

الصبیۃ[1] الخ شامی کی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اگر مرضعہ کے پستان میں دودھ نہ ہو تو اس وقت پستان منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اور اگر دودھ پستان میں بھرا ہوا ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے اور بچہ دودھ کھینچنے والا قوی ہو تو دودھ پیٹ میں جانے میں کچھ شبہ نہیں معلوم ہوتا، البتہ اگر یہ واقعہ اس طرح دودھ پلانے کا مسلم نہ ہو تو پھر صرف دو عورتوں کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کما فی الدر المختار والرضاع حجتہ حجۃ المال وھی شہادۃ عدلین او عدل وعدلتین الخ قولہ حجتہ ای دلیل اثباتہ وھذا عند الانکار لانہ یثبت بالاقرار مع الاصرار کما مر[2] وفی الشامی وان قل اشار بہ الی نفی قول الشافعی الخ وروی عن ابن عمرؓ انہ قیل لہ ان ابن الزبیرؓ یقول لاباس بالرضعۃ والرضعتین فقال قضاء اللہ خیر من قضائہ قال تعالیٰ وامھاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ[3] الخ شامی باب الرضاع۔

صحیح مدت رضاعت کیا ہے

سوال (۱۵۳۶) - عموماً لڑکی کو پونے دو برس اور لڑکے کو سوا دو برس تک دودھ پلایا جاتا ہے مگر شرعاً صحیح کیا ہے، کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک مولود کو عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے بعض عورتیں بچہ کی طاقت یا اور کسی وجہ سے پانچ چھ برس تک بھی اپنا دودھ پلاتی ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - مدت رضاع مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے دو برس ہے اس سے زیادہ مدت تک بچہ کو دودھ پلانا درست نہیں ہے در مختار میں ہے وحولان نفقط عندھما وھو الاصح فتح وبہ یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون الخ ولم یبح الارضاع بعد مدتہ لانہ جزء آدمی والانتفاع بہ بغیر ضرورۃ حرام[4] الخ۔

---

[1] رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۶ ج۲۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۶ ج۲۔ ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص۵۵۴ و ص۵۵۵ ج۲۔ ظفیر۔

رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۳۷) - زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ زید کی بیوی کے ماموں کے لڑکے کو میں نے دودھ پلایا ہے لہٰذا زید کی بیوی کو اس سے پردہ کرنا نہ چاہئے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب - درمختار میں ہے حجتہ حجۃ المال - وھی شہادۃ عدلین او عدل وعدلتین[1] اھ اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں رضاعت ثابت نہیں لہٰذا پردہ ضروری ہے -

جس عورت کا دودھ پلایا گیا اس کی نواسی سے شادی جائز نہیں

سوال (۱۵۳۸) - زید نے اپنے لڑکے بکر کو دودھ پلانے کے لئے مسماۃ زینب کو ملازم رکھا، اب بکر کا عقد مسماۃ مذکور کی نواسی کے ساتھ قرار پایا ہے، تو ایسی صورت میں کہ جب معاوضہ دودھ پلائی زید نے ادا کر دیا بکر کے ساتھ عقد میں کوئی نقص شرعی تو نہیں ہے؟

الجواب - بکر مسماۃ زینب کا پسر رضاعی ہو گیا اور زینب کی دختر بکر کی بہن رضاعی ہوئی اور اس کی لڑکی یعنی زینب کی نواسی بکر کی بھانجی رضاعی ہوئی اور حدیث شریف میں ہے، یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] پس جیسے بھانجی نسبی سے نکاح حرام ہے بقولہ تعالیٰ وبنات الاخت[3] اسی طرح بھانجی رضاعی سے بھی نکاح حرام ہے اور معاوضہ دیدینے سے حرمت رضاعت میں کچھ فرق نہیں آتا فقط

زید نے جب پھوپھی کا دودھ پیا تو اس کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا

سوال (۱۵۳۹) - زید و بکر دونوں برادر حقیقی ہیں، زید بکر سے بڑا ہے، زید نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے، تو زید کا اس لڑکی سے کہ جس کے ساتھ زید نے دودھ پیا ہے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۴۱۶ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۴۰۴ ج ۲ ظفیر۔ [3] سورۃ النساء رکوع ۴ - ۱۲ ظفیر۔

نکاح جائز ہے کہ نہیں، اور اگر اس لڑکی سے جائز نہیں تو ان دونوں لڑکیوں سے کہ جو اور ہیں کہ جن کے ساتھ زید نے دودھ نہیں پیا نکاح جائز ہے کہ نہیں۔ اور بکر سے تو نکاح ہو سکتا ہوگا۔

الجواب۔ زید نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس عورت کی تمام لڑکیاں زید پر حرام ہیں، خواہ اس لڑکی سے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو، اور البتہ بکر کا نکاح ان تینوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ درست ہے لیکن جس ایک کے ساتھ نکاح کرے گا پھر اس کی موجودگی میں اس کی کسی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط

رضاعی باپ کے اس بیٹے سے جو دوسری بیوی سے ہے اپنی بیٹی کی شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۴۰) مسمی فخر الدین مسماۃ مریم بی کا رضاعی باپ ہے اور فخر الدین کی دوسری زوجہ سے جو مرضعہ نہیں ہے ایک بیٹا محمد نام ہے اور مریم کی جو شیر خوار ہے ایک مسماۃ نور بی بیٹی ہے پس عند الشرع کیا محمد کا نکاح نور بی سے درست ہے یا نہیں؟

الجواب (۱)۔ صورت مسئولہ میں لبن الفحل کے ساتھ جو تعلق تحریم کا ہے وہ نہیں پایا جاتا، نہ ثدی واحدہ پر دونوں جمع ہوئے ہیں، بدیں وجہ یہ صورت تحریم کی نہیں ہے، پس نور بی کا نکاح محمد سے درست ہے۔

الجواب (۲)۔ جب کہ فخر الدین مریم بی کا رضاعی باپ ہوا تو محمد جو بیٹا فخر الدین کا دوسری زوجہ سے ہے مریم بی کا بھائی رضاعی علاتی ہوا، اور مریم بی کی دختر محمد کی بھانجی ہوئی، پس بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[1]۔ نکاح محمد کا مریم بی کی دختر سے ناجائز ہے اور جواب اول صحیح نہیں ہے، در مختار میں ہے ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنها منه[2] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔

---

[1] ویثبت بها ای الامومۃ المرضعۃ للرضیع ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنها منه والا فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب رواہ الشیخان۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲ و ص ۵۵۹ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری بیوی کی اولاد سے بھی حرمت ثابت ہوگی

سوال (۱۵۴۱) - ہدایت خاں وعنایت خاں دو بھائی ہیں، عنایت خاں کی دو زوجہ ہیں ایک موضع النہورا والی، دوسری موضع انکا والی، دونوں بیوی سے ایک ایک لڑکی ہوئی اور ہدایت خاں کے ایک لڑکا ہے، ہدایت خاں کے لڑکے نے عنایت خاں کی بیوی امنہورا والی کا دودھ پیا ہے، تو ہدایت خاں کے لڑکے کا نکاح عنایت خاں کی لڑکی سے جو موضع انکا والی زوجہ کے بطن سے ہے جائز ہے یا نہ؟

الجواب - درمختار میں ہے ویثبت به وان قل الامومیة المرضعة للرضیع ویثبت ابوة زوج مرضعة اذا کان لبنها منه[1] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ مرضعہ کا شوہر یعنی عنایت خاں ہدایت خاں کے پسر کا رضاعی باپ ہوا تو بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] عنایت خاں کی دوسری زوجہ کی دختر بھی ہدایت خاں کے پسر کے لئے حرام ہوگئی اور نکاح ہدایت خاں کے پسر کا عنایت خاں کی دختر از بطن زوجہ انکا والی سے حرام ہے۔

جس لڑکی کے منہ میں عورت نے اپنا دودھ ڈالا اس سے اس کے لڑکے کی شادی جائز نہیں

سوال (۱۵۴۲) - ہندہ کا زید ایک لڑکا ہے اور خالدہ ایک لڑکی ہے، ہندہ نے اپنی دختر خالدہ کی رضاعت کے زمانہ کا دودھ زینب نامی مرضعہ کے منہ میں ڈالا جب کہ زینب کی عمر دو برس کی تھی، زینب وزید کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - جب کہ زینب کے منہ میں ہندہ نے اپنے پستان کا دودھ ڈالا، اور وہ دودھ اگرچہ قطرہ دو قطرہ ہو، زینب کے حلق اور شکم میں گیا تو زینب ہندہ کی دختر رضاعی ہوگئی اور زید کی بہن رضاعی ہوئی، لہذا زید کا نکاح زینب سے درست

---

[1] الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ۲/۵۵۶ ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

نہیں ہے۔ لانہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[1]۔

سوال (۱۵۴۳) مسماۃ زینب نے مسماۃ عظیمہ کی دختر کو سہواً اپنی چھاتی منہ میں دیدی — **ایک لڑکی نے منہ میں چھاتی لے لی مگر دودھ جانے کا یقین نہیں ہے کیا حکم ہے** — قریب ایک منٹ کے منہ میں رہی مگر دودھ نہیں اترا، لڑکی روتی رہی، چھاتی اچھی طرح نہیں دبائی، جس وقت زینب نے دیکھا کہ میری لڑکی نہیں ہے، اسی وقت چھاتی چھڑالی جب تک زینب کا بچہ ایک سال سے کم ہوتا ہے اس وقت تک دودھ زیادہ رہتا ہے پھر کم ہوجاتا ہے، اس وقت زینب کی لڑکی بعمر پونے دو سال تھی یہاں تک کہ بعد سال کے زینب کا بچہ چھاتی منہ میں لے کر عرصہ تک دباتا ہے جب دودھ برآمد ہوتا ہے۔ بعد چار سال کے زینب کے لڑکا پیدا ہوا، اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہوا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس اگر دودھ پیٹ میں جانا عظیمہ کی دختر کے مشکوک و مشتبہ ہے اور قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زینب کے پستان میں اتنی دیر میں دودھ نہیں اُترا تو وہ لڑکی زینب کی دختر رضاعی نہیں ہوئی: اور نکاح زینب کے پسر کا اس لڑکی سے درست ہے ھکذا فی الدر المختار والشامی[2]۔

---

[1] ویثبت بہ الاوان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ لا غیر فیحرم منہ ای بسببہ ما یحرم من النسب رواہ الشیخان۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۴۶ ج ۲ و ص ۵۵۴ ج ۲ ظفیر۔

[2] فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا (درمختار) وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ اھ وفی الفتح لو ادخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک الخ (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ ج ۲ و ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔

بچہ جیسے دودھ پیتا تھا قے کر دیتا تھا تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۴۴) - زید و عمر بحیثیت حقیقی بھائی ہونے کے صاحب اولاد ہیں، زید کے لڑکے کو جس کی عمر چار پانچ ماہ کی تھی، بسبب نہ ہونے شیر زوجہ زید کے اس امر کی کوشش کی گئی کہ اس کی پرورش بکر کی عورت کے دودھ سے کی جائے جس کے ایک لڑکی ہم عمر زید کے لڑکے کے تھی زید کے لڑکے نے قدرتاً اس طرف ارادہ نہیں کیا بلکہ متنفر رہا، جبکہ زید کے لڑکے کا منھ بکر کی زوجہ کے پستان سے لگا دیا اور چند قطرے ارادۃً اس کے منھ میں ڈالے گئے اس لڑکے نے استفراغ کیا اور دودھ ڈال دیا، اسی طرح چند مرتبہ ہوا، جب اس کو زبردستی دودھ پلاتے تھے تو وہ دودھ ڈال دیتا تھا۔ اب بکر کی دوسری لڑکی پیدا ہوئی ہے، آیا زید کے لڑکے مذکور کا عقد بکر کی اس دوسری لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہو گئی اور زید کا لڑکا بکر..... کی زوجہ کا پسر رضاعی ہو گیا، بکر اور اس کی زوجہ کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہو گئے، لہٰذا زوجہ بکر کی کسی دختر سے نکاح زید کے اس پسر کا درست نہیں ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ ذیل سے مستفاد ہے۔ ویثبت به وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه الخ در مختار وایضاً فیه، هو مص من ثدي آدمية الخ والحق بالمص الوجور والسعوط الخ وفي رد المحتار ثم اجاب بان المراد بالمص الوصول الى الجوف من المنفذين الخ وفي المصباح الوجور بفتح الواو الدواء يصب في الحلق الخ والسعوط كرسول دواء يصب في الانف الخ[1] شامی ج ۲ وفي الدر المختار ولا حل بين رضيعي امرأة لكونهما اخوين وان اختلف الزمن والاب ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها اى اللتي ارضعتها[2] الخ۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۶۱ ج ۲ ظفیر

خالد کے جس بھائی نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا ہے اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے ہوسکتا ہے

سوال (۱۵۴۵) - زید و ہندہ بہن بھائی حقیقی ہیں، مسماۃ ہندہ نے اپنے لڑکے بکر کیساتھ زید کے لڑکے خالد کو دودھ پلایا، خالد کے دو تین بہنیں ہیں، اب بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ جس نے ہندہ کا دودھ نہیں پیا درست ہے کما فی الدر المختار وتحل اخت اخیہ رضاعاً[1] الخ البتہ خالد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے نہیں ہوسکتا۔

دودھ پینے والے بھائی کی بہن سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے نکاح جائز ہے

سوال (۱۵۴۶) - ہندہ اور سلمیٰ دو حقیقی بہنیں ہیں، سلمیٰ کے تین بیٹے ہیں دو بڑے ایک چھوٹا، ہندہ کے دو لڑکیاں ہیں ایک بڑی ایک چھوٹی، سلمیٰ نے ہندہ کی چھوٹی لڑکی کو دودھ پلایا، اور ہندہ نے سلمیٰ کے چھوٹے لڑکے کو اپنا دودھ پلایا تو اس حالت میں ہندہ کی چھوٹی لڑکی سلمیٰ کے چھوٹے لڑکے کی رضاعی بہن ہوئی، آیا سلمیٰ کے دو سابق بڑے لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی سابق بڑی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - یہ قاعدہ ہے کہ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہوجاتے ہیں کما فی ہذا الشعر ہے از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند الخ پس جب کہ ہندہ کی چھوٹی لڑکی نے سلمیٰ کا دودھ پیا تو سلمیٰ کی تمام اولاد یعنی تینوں بیٹے اس دختر ہندہ کے بھائی رضاعی ہوگئے، اور چونکہ سلمیٰ کے چھوٹے پسر نے ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ کی دونوں دختر اس پسر خورد کی بہنیں رضاعی ہوئی، لہذا ہندہ کی دختر خورد کا سلمیٰ کے کسی پسر سے نکاح درست نہیں ہے۔ اور سلمیٰ کے پسر خورد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۱۶ ج ۲۔ ظفیر۔

صحیح نہیں ہے، لیکن سلمٰی کے دو سابق لڑکے ہندہ کی بڑی دختر کے بھائی رضاعی نہیں ہیں۔ ان دونوں لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی بڑی دختر سے درست ہے۔ کما فی الدر المختار و تحل اخت اخیہ رضاعًا۔

زید کا دادا اس کی رضاعی ماں سے نکاح کرسکتا ہے

سوال (۱۵۴۷) - زید نے ہندہ کا دودھ پیا، اب زید کا دادا ہندہ سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں زید کے دادا کو ہندہ سے نکاح کرنا جائز ہے ہندہ زید کی مادر رضاعی ہے لیکن زید کے باپ اور دادا کو اس سے نکاح کرنا درست ہے کما فی الشامی یحل لہا ابو اخیہا و اخو ابنہا و جد ابنہا[۲] فقط

جب زید کی ساس نے اس کی بچی کو دودھ پلایا تو کیا بیوی کے مرنے کے بعد زید کی شادی سالی سے درست ہوگی

سوال (۱۵۴۸) - زید کی زوجہ ہندہ نے انتقال کیا اور زید مذکور سے اس نے ایک لڑکی شیرخوار چھوڑی، ہندہ کی ماں نے اس لڑکی کو اپنا دودھ پلایا اب زید مذکور اپنی حقیقی سالی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں، یہ ہندہ کی رضاعی بہن تو نہ ہوگی، جس زمانہ میں نانی نے نواسی کو دودھ پلایا تھا، زید کی سالی ڈھائی برس سے زیادہ عمر کی تھی۔

الجواب۔ ہندہ کی لڑکی کو جب کہ ہندہ کی ماں نے بحالت شیرخوارگی دودھ پلایا تو وہ لڑکی ہندہ کی ماں کی رضاعی بیٹی ہوگئی اور زید کی سالی کی بہن رضاعی ہوئی تو زید کی دختر کی بھی بہن رضاعی ہوئی، پس اس صورت میں نکاح زید کا اس سالی سے درست ہے کما فی الدر المختار[۳]۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۵۸۶ ج ۲ - ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب الرضاع ص ۵۸۶ ج ۲ - ظفیر۔ [۳] و تحل علیہ اخت ابنہ و بنتہ؛ و ظہور لان الرضاع علاقۃ للرجال (در مختار) بان تقول انما حرمت علیہ اخت ابنہ و بنتہ نسبا لکونہا بنتہ او بنت امرأتہ و ہذا المعنی مفقود فی الرضاع (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۹۲ ج ۲) ظفیر۔

چھوٹے لڑکے نے دودھ پیا تو کیا اس کے بھائی کی اولاد سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی جائز ہے؟

سوال (۱۵۴۹) - میری والدہ نے میرے ماموں کے چھوٹے لڑکے کو دودھ پلایا تھا، اس وقت ماموں کے بڑے لڑکے کی بیٹی بیوہ ہے، اس سے میرا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - ماموں کا چھوٹا لڑکا جس نے تمہاری والدہ کا دودھ پیا تھا وہ تو تمہارا رضاعی بھائی ہوگیا۔ اس کی اولاد تم پر حرام ہے لیکن ماموں کا بڑا لڑکا جس نے دودھ نہیں پیا اس کی لڑکی سے تمہارا نکاح درست ہے[1]۔

شوہر دار زانیہ کے رضاعی بیٹے سے زانی کی پوتی کی شادی درست ہے یا نہیں؟

سوال (۱۵۵۰) - زید نے ہندہ شوہر دار سے زنا کیا، ہندہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی بابت ہندہ نے اعتراف کیا کہ یہ زید کی لڑکی ہے، اسی دفعہ کا دودھ ہندہ نے زید کے حقیقی بھائی بکر کے نواسہ خالد کو پلایا، اس صورت میں عائشہ کا نکاح جو زید کی پوتی ہے اور بکر کی نواسی اور خالد کی خالہ زاد بہن ہے، خالد کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر[2]۔ لہٰذا عورت متزوجہ شوہر دار کی جو اولاد ہوگی وہ شوہر سے ثابت النسب ہوگی، اور عورت کے اس کہہ دینے سے کہ یہ لڑکی زید کی ہے نسب اس کا شوہر ہندہ سے منتفی نہیں ہوا، پس زید سے نسب اس لڑکی کا ثابت نہیں ہے اور زید خالد کا باپ رضاعی نہیں ہے۔ لہٰذا خالد کا نکاح مسماۃ عائشہ زید کی پوتی سے درست ہے کہ اس میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے۔ کیونکہ لبن زنا سے اولاً حرمت رضاعت مختلف

---

[1] اس لئے کہ اس سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوا، ویثبت به ای وان قل امومة المرضعة للرضیع ویثبت ابوة زوج مرضعة (ردالمحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۵۶) ظفیر۔
[2] مشکوٰة باب اللعان ص ۲۸۶

فیہا ہے اور شامی نے کہا کہ زنا وجہ عدم حرمت ہے اور ثانیاً جب کہ ہندہ کی دختر کا نسب شوہر ہندہ سے شرعاً ثابت ہے تو بنت زنا ہونا بھی متحقق نہ ہوا۔[۱]

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۵۱) - محمد کی لڑکی نے حالت رضاع میں محمد کے چچا کی زوجہ کا دودھ پیا ساتھ چچا زاد بھائی کے یعنی محمد کا چچا زاد بھائی علی محمد اور محمد کی لڑکی مسماۃ بختاور دونوں نے چچا کی زوجہ کا جو کہ علی محمد کی والدہ ہے دودھ پیا، جس کا نام راجن ہے، اتفاق سے میاں محمد نے راجن سے جو چچا کی زوجہ تھی نکاح کر لیا جس کی وجہ سے میاں محمد مسماۃ بختاور اور علی محمد کا باپ ہوتا، آیا علی محمد کا نکاح بختاور کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہ؟

الجواب - علی محمد کا نکاح بختاور کی چھوٹی بہن سے جو محمد کی زوجہ سابقہ سے ہو صحیح ہے لقول الفقہاء وتحل اخت اخیہ رضاعاً وکذا اخت اختہ۔[۲]

جس لڑکے کو دودھ پلایا اس کے بھائی سے مرضعہ کی لڑکی کی شادی جائز ہے

سوال (۱۵۵۲) - بکر کی زوجہ نے زید کے لڑکے کو دودھ پلایا، دوسری دفعہ بکر کے لڑکا اور زید کے لڑکی پیدا ہوئی۔ آیا ان دونوں کا نکاح باہم جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - دوسری دفعہ جو زید کے دختر اور بکر کے پسر پیدا ہوا، ان دونوں کا نکاح باہم صحیح ہے کما فی کتب الفقہ وتحل اخت اخیہ رضاعاً الخ درمختار۔[۳]

پستان سے پانی منہ میں جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۵۵۳) - بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منہ میں دیا۔ جب زید نے

---

[۱] والوطؤ بشبہۃ کالحلال قیل وکذا الزنا والاوجہ لا فتح (درمختار) وذلک حیث قال ولبن الزنا کالحلال فاذا ارضعت بہ بنتا حرمت علی الزانی وآباءہ وابنائہ وان سفلوا وفی التجنیس عن الجرجانی ویعلم الزانی التزوج بہا کالمولودۃ من الزانی لانہ لم یثبت نسبہا منہ الخ (رد المحتار باب الرضاع ص۵۶۵ و ص۵۶۶ ج۲) ظفیر۔

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ج۲ ص۵۶۱۔ ظفیر۔

[۳] ایضاً۔ ظفیر۔

پستان چوسا تو بکر کی ماں کے پستان میں جلن معلوم ہوئی، اس نے زید کو علیحدہ کر کے پستان کو دبایا تو اندر سے پانی نکلا، اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے، اس صورت میں بکر کی ماں زید کی رضاعی ماں ہوسکتی ہے یا نہیں، زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ ؟

الجواب - باب الرضاع درمختار میں ہے، ہو مص من ثدی آدمیۃ ولو بکرا او میتۃ او آیسۃ[1] اھ اور عالمگیریہ میں ہے دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونہ اصفر تثبت حرمۃ الرضاع لانہ لبن تغیر لونہ[2] اھ اور شامی میں ہے وفی القنیۃ امرأۃ کانت تعطی ثدیہا صبیۃ واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتہا ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتہا جاز لابنہا ان یتزوج بہذہ الصبیۃ[3] اھ وفی الفتح لو ادخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک[4] اھ روایت قنیہ اور فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، اس صورت میں زید کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے۔ فقط۔

سوال (۱۵۵۴) - زید کے دو بیویاں ہیں ایک کا بکر نے دودھ پیا اور ایک کا زبیدہ نے، ایسی حالت میں بکر کے لڑکے	رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں

کا عقد زبیدہ کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں ؟

---

[1] الدرالمختار کتاب الرضاع ج ۲ ص ۵۵، ظفیر۔ [2] عالمگیری مصری کتاب الرضاع ج ۱ ص ۳۲۳، ظفیر

[3] ردالمحتار المعروف بالشامی ج ۲ ص ۵۵۶ کتاب الرضاع ۱۲ ظفیر۔ [4] ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶، ۱۲ ظفیر

الجواب - اس صورت میں زید، بکر اور زبیدہ دونوں کا رضاعی باپ ہے اور دونوں بھائی بہن رضاعی از جانب پدر ہیں. پس زبیدہ بکر کے لڑکے کی رضاعی پھوپھی ہوئی، لہٰذا نکاح ان دونوں میں درست نہیں ہے، درمختار میں ہے ویثبت ابوۃ زوج مرضعۃ اذا کان لبنہا منہ لہ [1] -

دادی کا جب دودھ پیا تو پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

سوال (۱۵۵۵) - زید نے اپنی دادی کا دودھ اس وقت پیا ہے، جب کہ اس کی دادی کا لڑکا سوا دو برس کا تھا اور پینے کی یہ حالت ہے کہ دودھ خشک ہوگیا تھا، زید نے اپنی دادی کی چھاتی چوسی. دودھ قدرے اتر آیا اور صرف تین چار روز وہ دودھ پیا - اب زید چاہتا ہے کہ اپنی پھوپی کی لڑکی سے جس کا نام ہندہ ہے شادی کروں. پس فرمایئے کہ عقد ہوسکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہوسکتا تو کیا تدبیر ہے. اور اگر شادی کرلیوے تو گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ -

الجواب - زید نے جب کہ مدت رضاعت میں اپنی دادی کا دودھ پیا - اگرچہ دو ایک قطرہ ہی پیا ہو، پس زید اپنی دادی کا رضاعی بیٹا ہوگیا - اور ہندہ کا رضاعی بھائی ہوگیا پس ہندہ کی دختر زید کی بھانجی ہوئی اور رضاعی بھانجی سے مثل نسبی بھانجی کے نکاح قطعی حرام ہے [2] اور گناہ کبیرہ ہے اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اپنی بیٹی بہن اور ماں خالہ وغیرہ سے نکاح کیا جاوے. والعیاذ باللہ تعالیٰ، لہٰذا وہ نکاح کسی طرح نہیں ہوسکتا. کوئی حیلہ اور تدبیر اس نکاح کے حلال ہونے کی نہیں ہے،

جس بچہ نے دادی کی چھاتی چوسی اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۵۵۶) - زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع

---

[1] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الرضاع ۲/۵۵۸ ۱۲ ظفیر. [2] ویثبت بہ وان قل ۲/ حرمۃ المرضعۃ للرضیع ۱ یحرم منہ ای بسببہ ما یحرم من النسب الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الرضاع ۲/۵۵۶ ۱۲ ظفیر

کیا اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا، اس کی دادی کی عمر اس وقت ستر اسی سال کی تھی اس کی پستانوں میں کسی نے اس وقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا اور نہ اس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اس وقت دودھ تھا، اب دادی کا انتقال ہو گیا ورنہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا، اس صورت میں زید اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا تو اس کا قول معتبر ہوتا. لیکن جب کہ اس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر منہ میں لینا اور چوسنا محقق ہے تو احتیاطاً اس میں ہے کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے نکاح نہ کرے. لیکن قاعدہ کے موافق چونکہ دودھ پیتے دیکھنے کا اور دودھ اترنے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دو گواہ کے ثابت نہیں ہوتی. اس وجہ سے زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے حکم ایسا ہی ہے[1] اور احتیاط اول صورت میں ہے. فقط

شوہر کی رضامندی کے بغیر کسی بچہ کو دودھ پلانا۔

سوال (۱۵۵۷) - عورت اگر بلا رضامندی شوہر کے دودھ پلاوے صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب - عورت کو نہ چاہئے کہ بدون اجازت شوہر کسی کے بچہ کو دودھ پلاوے، لیکن اگر پلاوے گی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی۔[2]

---

[1] فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا (درمختار) وفی القنیۃ لو ادخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ و ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔

[2] یکرہ للمرأۃ ان ترضع صبیا بلا اذن زوجہا الا اذا خافت ہلاکہ (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔

سوال (۱۵۵۸) - اگر رضاعت مشکوک | شک کی صورت میں حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟
ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب - اگر رضاعت میں شک ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی کذا فی الدر المختار[1]۔

سوال (۱۵۵۹) - مدت رضاعت مذہب | امام شافعی کے یہاں مدت رضاعت
شافعیہ میں کتنی ہے؟

الجواب - رضاعت کی مدت دو برس یا ڈھائی برس علی اختلاف القولین ہے (امام شافعیؒ کے نزدیک مدت رضاعت صرف دو سال[2] ہے - ظفیر)

سوال (۱۵۶۰) - جس کے لئے شہادت نہیں | شہادت نہ ہونے کی صورت میں
وہ مشکوک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب - اگر شہادت رضاعت کی نہ ہو، حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی[3]۔

سوال (۱۵۶۱) - ایک شخص نے اپنی نانی | نانی کا جس نے دودھ پیا اس کی شادی
کا دودھ بشمول اپنی ہم عمر خالہ کے پیا ہے آیا شخص | ماموں کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟
اپنی ماموں کی بنت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ ماموں عمر میں زیادہ ہے یعنی رشتہ

---

[1] فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لا لم یحرم (در مختار) لو ادخلت الحلمۃ فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمۃ بالشک (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶ و ص ۵۵۵ ج ۲) ظفیر۔

[2] ثم مدۃ الرضاع ثلثون شہرا عند ابی حنیفۃ وقالا سنتان وھو قول الشافعی (ہدایہ کتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۲۹) ظفیر۔

[3] وانما یثبت بشہادۃ رجلین او رجل وامرأتین الخ (ہدایہ کتاب الرضاع ص ۳۳۳ ج ۲) ظفیر۔

رضاع سے پہلے کا پیدا ہے اور خالہ جو اس وقت رضاعی ہمشیرہ ہے یہ اپنے بھائی سے تیسرے درجہ کی ہے ؟

الجواب - شریعت کا یہ قاعدہ ہے کہ جس عورت کا کوئی بچہ شیرخوار دودھ پیوے اس عورت کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہو جاتے ہیں، تقدم و تأخر کا اعتبار نہیں، اگلی پچھلی اولاد مرضعہ کی سب اس بچہ رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں اور اس اعتبار سے والدہ نسبی بھی بہن رضاعی ہوگئی اور ماموں و خالہ سب بھائی بہن رضاعی ہوئے پس ماموں کی دختر سے اس رضیع کا نکاح درست نہیں ہے ولا حل بین رضیعی امرأۃ لکونهما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتها[1] (درمختار) جملہ وان اختلف الزمن سے یہ صاف طور سے ثابت ہے کہ مرضعہ کی پہلی پچھلی اولاد سب رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں۔

کوئی بیوی کا دودھ بیماری کی وجہ سے پیئے تو کیا حکم ہے؟

سوال (۱۵۶۶) کسی شخص کو ایسی بیماری ہوگئی کہ بغیر کسی عورت کے دودھ پیے ہوئے اچھا نہیں ہو سکتا تو اس حالت میں اگر وہ شخص اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو جائز اور حلال ہے یا حرام اور دودھ پینے سے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آوے گا؟

الجواب - مص رجل ثدی زوجته لم تحرم[2] کسی مرد نے اپنی زوجہ کے پستان چوسی اور دودھ پیا اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی۔ درمختار باب الرضاع و فیہ ایضاً ولم یبح الارضاع بعد مدته[3] یعنی مباح نہیں ہے دودھ پینا بعد مدۃ رضاع یعنی زمانہ شیرخوارگی کے، ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی زوجہ کا دودھ پینا مرد کو جائز نہیں ہے اور یہ کہ دودھ پینے سے اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوگی اور تداوی کے لئے اس وقت اس کا استعمال درست ہے کہ اس میں شفا بقول

---

[1] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ص ۴۱۶ ج ۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۴۰۹ ج ۲ ظفیر [3] ایضاً ص ۴۰۵ ج ۲ ظفیر

طبیب حاذق مسلمان ثابت ہو اور کوئی دوسری دوا اس کے قائم مقام نہ ہو۔[1]

جس لڑکی نے دو سال دس ماہ کی عمر میں دودھ پیا اس سے شادی جائز ہے

سوال (۱۵۶۷) - زید نے چھ مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا اور ایک لڑکی مسماۃ کریمہ نے بھی دو برس دس مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا، تو زید کا کریمہ سے عقد تزویج درست ہے یا نہیں؟

الجواب - مدت رضاعت اڑھائی برس یا دو برس ہے، امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اول ہے[2] اور صاحبین اور دیگر ائمہ کا مذہب دوسرا ہے، بہرحال اڑھائی برس سے زیادہ عمر میں اگر کسی بچے نے کسی عورت کا دودھ پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی،[3] لہٰذا اس صورت میں زید کا نکاح کریمہ سے صحیح ہے۔

رضاعی باپ اور رضاعی بیٹے کی بیوی کے متعلق ابن الہمام کا قول

سوال (۱۵۶۸) - حلیلہ اب و ابن رضاعی کو فقہاء رحمہ اللہ حرام تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مذکور ہے، اور صاحب فتح القدیر اس کے خلاف تحریر فرماتے ہیں، چنانچہ فتح القدیر میں ہے ومقتضى الحديث ان ما كانت ابا من الرضاعة او بنتا او اختا او بنت اخ لا تحرم فاثبات كل حليلة من الاب والابن من الرضاعة قول بلا دليل بل الدليل يفيد حلها وهو قيد الاصلاب في الآية۔

الجواب - قوله ما يحرم من النسب - معناه ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب فشمل زوجة الابن والاب من الرضاع

---

[1] ولا يجوز التداوي بالمحرم (در مختار) قيل يرخص اذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص للعطشان وعليه الفتوى (رد المحتار باب الرضاع ۲/ ۵۵۴) ظفير۔ [2] هو حولان ونصف عند وحولان فقط عندهما هو الاصح (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ۲/ ۵۵۵) ظفير۔ [3] ويثبت التحريم في المدة فقط (در مختار) اما بعدها فانه لا يوجب التحريم (رد المحتار باب الرضاع ۲/ ۵۵۵) ظفير

لانہا حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وھو قول اکثر اھل العلم کذا فی المبسوط بحر، وقد استشکل فی الفتح الاستدلال علی تحریمہا بالحدیث لان حرمتہا بسبب الصھریۃ لا النسب الا شامی[1]۔

اس عبارت نیز تمام کتب فقہ کی عبارات سے حرمت حلیلہ (بیوی) اب وابن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور مقتضائے نص قرآنی ولا تنکحوا ما نکح آباءکم الآیۃ[2] بھی یہی ہے، باقی امام ہمام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث محققین ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا، علاوہ بریں جب کہ قول اکثر اہل علم کا یہی ہے اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ وصہریہ کو رضاعاً حرام فرمایا ہے تو اس صورت میں احوط واورع باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے۔ قال فی الدر المختار وحرم الکل مما مر تحریمہ نسباً ومصاھرۃ رضاعاً[3] الا ما استثنی فی بابہ۔

بیوی کا دودھ پینے کا کیا حکم ہے

سوال (۱۵۶۹) - زید صاحب اولاد نے اپنی زوجہ کا دودھ قصداً پی لیا، شرعی مقررہ ایام میں یعنی ایام رضاعت میں یعنی دو برس کے اندر، کیا اس صورت میں زید پر وہ زوجہ حرام ہو جائے گی، اور وہ دودھ زید کے لئے حلال تھا یا حرام۔

الجواب - زید جو کہ صاحب اولاد ہے اس کو یہ کہنا کہ اس نے مدت رضاعت میں دودھ پیا غلط ہے، مدت رضاعت میں دودھ پینے کے یہ معنی ہیں کہ دودھ پینے والا بچہ ہو اور اس کی عمر دو برس یا ڈھائی برس سے کم ہو، الغرض زید صاحب اولاد نے اگر اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا خواہ عمداً خواہ غیر عمداً تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، لیکن عمداً اگر پیا تو گنہگار رہوا. توبہ کرے کیونکہ وہ جزء انسان ہے، استعمال اس کا بلاضرورت حرام ہے۔

[1] رد المحتار، باب الرضاع ص ۵۷۲ ج ۲، ظفیر۔ [2] سورہ النساء۔ ۴۔ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲، ظفیر۔

درمختار میں ہے مص رجل ثدی امرأته لم تحرم[1] الخ ترجمہ کسی شخص نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی، وفیہ۔ ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی والانتفاع به بغیر ضرورة حرام[2] الخ باب الرضاع درمختار۔

> خوشدامن نے داماد سے کہا کہ میں نے تم کو دودھ پلایا ہے کیا حکم ہے

سوال (۱۵۷) - زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ میں نے تم کو طفلی میں دودھ پلایا ہے، زید نے اپنے ساتھ ایک آدمی لے کر پھر دریافت کیا کہ سچ بتاؤ، پھر اس نے یہی کہا، جب زید نے منکوحہ کو علیحدہ کرنا چاہا تو خوشدامن نے انکار کر دیا کہ میں نے تو غصہ کی حالت میں کہدیا تھا اور جھوٹ کہدیا تھا۔ اور زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں کچھ نہیں جانتی کہ کب دودھ پلایا تھا، اب رضاعت ثابت ہے کہ نہیں۔

الجواب - کتب فقہ میں لکھا ہے کہ بدون دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس صورت مسئولہ میں حجت شرعیہ رضاعت کی موجود نہیں ہے، لہذا حکم علیحدگی کا مابین زوجین کے نہ کیا جاوے گا[3]۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ص ۴۴۶ ج ۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۴۴۵ ج ۲ ظفیر

[3] والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل وعدلتین لکن لا تقع الفرقة الا بتفریق القاضی لتضمنها حق العبد (درمختار) ومافی شرح الوهبانیة عن النتف من انه لا تقبل شهادة المرضعة عند ابی حنیفة واصحابه فالظاهر ان المراد اذا کانت وحدها (رد المحتار باب الرضاع ص ۴۵۶ ج ۲) ظفیر۔

قد تم الجزء الثامن من فتاوی دار العلوم دیوبند علی ید العبد الضعیف المدعو به محمد ظفیر الدین المفتاحی تحت اشراف صاحب الاذکیاء مولانا القاری محمد طیب عمید الدار فی سنة احدی وتسعین وثلاثمائة والف من الهجرة النبویة ویلیه الجزء التاسع ان شاء الله

باسمہ تعالیٰ

ضمیمہ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ہشتم

مُرتّب

مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

استاذ دارالعلوم دیوبند

حسب ارشاد

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند یوپی

۲۴۷۵۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد:-

مکتبہ دارالعلوم دیوبند نے جب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ہشتم کو آفسیٹ سے لانا طے کیا، تو حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے احقر کو اور مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی کو اس جلد کی تصحیح کا کام سپرد فرمایا، ہم نے جو طباعتی اغلاط تھیں ان کو اصل مراجع سے ملاکر صحیح کیا، اور جو قابل اشکال مقامات اور وضاحت طلب مواقع تھے ان کو پہلے رجسٹروں میں تلاش کیا، جہاں سے یہ فتاویٰ لئے گئے تھے، پھر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم محدث کبیر دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں ان کو پیش کیا، موصوف نے ان رجسٹروں کی روشنی میں تمام قابل اشکال مواقع حل فرمائے، اور وضاحت طلب امور کی تفصیل فرمائی۔

یہ تصحیحات ایسی تھیں جن کی تفصیل ضروری تھی، تاکہ جن حضرات نے پہلے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند خرید لیا ہے وہ اپنا نسخہ صحیح کرسکیں، اس لئے یہ ضمیمہ مرتب کیا گیا ہے ــــ اس ضمیمہ میں صرف وہی تصحیحات شامل کی گئی ہیں جن کا مسائل پر اثر پڑا ہے، یا جن میں فتاویٰ میں درج شدہ مسائل کی تفصیل کی گئی ہے، امید ہے کہ قارئین کرام کے لئے یہ ضمیمہ مفید ثابت ہوگا۔

محمد امین پالنپوری

خادم دارالعلوم دیوبند

۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

ضمیمہ متعلقہ ص ۳۹ سوال ۸۸۲ عنوان عاقلہ بالغہ الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ترکہ تھا، رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۱۷۲۹ سے اس کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے۔

"وفی الدر المختار ولہ ای للولی الاعتراض فی غیر الکفو الخ ویفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً الخ الحاصل نکاحِ مکلفہ بالغہ بلا رضاءِ ولی در کفو جائز است و در غیر کفو صحیح نیست وہو المفتی بہ فقط"

متعلقہ ص ۴۳ سوال ۸۸۹ عنوان ولی اقرب دو سو میل الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں جو اُردو عبارت ہے اس میں ترکہ تھا۔ رجسٹر ۱۳۳۶ھ نمبر سلسلہ ۱۹۴ سے عبارت کی اس طرح تصحیح کی گئی ہے۔

"ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قولِ ثانی یعنی خوفِ فوتِ کفو ہے، پس نابالغہ کی والدہ اگر نابالغہ کے پاس جا کر الخ"

متعلقہ ص ۷۴ سوال ۹۳۴ عنوان لڑکی کی اجازت سے الخ

اس سوال کے جواب کی چوتھی سطر میں ترکہ تھا، اب رجسٹر ۱۳۳۴ھ نمبر سلسلہ ۱۳۵۸ سے اس طرح تصحیح کی گئی ہے۔

"نکاح خوانی کو کہتے ہیں وکیل بنا دیا ہے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے، اور نابالغہ کو بعد بلوغ الخ"

متعلقہ ص ۸۴ سوال ۹۵۶ عنوان نابالغہ کی شادی الخ

اس سوال کا جواب صحیح ہے، مگر ایک بات پیش نظر رکھنا ضروری ہے، اور وہ

یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں چونکہ بھائی نے نکاح کیا ہے اس لئے بلوغ کے بعد لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ اگرچہ شوہر نابالغ ہو، ھدایہ میں ہے: وان زوَّجھما غیرُ الاب والجد فلِکُلٍّ واحد منھما الخیارُ اذا بلغ ان شاءَ اقام علی النکاح۔ وان شاءَ فَسَخَ (وقال فی تعلیلہ) ان قرابۃ الاخ ناقصۃ (ھدایہ ص ۱۳ ج ۲ باب فی الاولیاء) وقال فی الدر المختار: ولو بلغَتْ وھو صغیرٌ فرِّقَ بحضرۃ ابیہ اَوْ وَصِیِّہٖ بشرط القضاء، قال العلامۃ الشامی: فان لم یوجد احدھما ینصب القاضی وَصِیًّا یُخَاصِمُ الخ (شامی ص ۳۳۲ ج ۲ باب الولی)

متعلقہ ص ۹۱ سوال ۹۷۳ عنوان بالغہ لڑکی سے الخ

اس سوال کے جواب کی چوتھی سطر میں ایک لفظ بڑھایا گیا ہے، اب عبارت اس طرح ہے" اور اب اگر انکار کرے الخ"

مُتعلّقہ ص ۱۱۳ ج ۸ سوال ۱۰۲۲ عنوان صُورتِ مسئولہ میں الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ترکہ تھا، رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۴۷ سے اب جواب کی اس طرح تکمیل کی گئی ہے۔

"اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کیا، تو وہ صحیح ہوگیا، اب فہیم اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ ہکذا فی کتب الفقہ فقط"

اور اس صفحہ کا حاشیہ لہ وفی الخلاصہ الخ حذف کیا گیا ہے، کیونکہ اس حاشیہ کا نہ کوئی نمبر لگا ہوا تھا، نہ اس کا یہاں کوئی موقع تھا، اور باقی حواشی کے نمبر بدلے گئے ہیں۔

متعلقہ ص ۱۳۷ ج ۸ سوال ۱۰۵۲ عنوان ولی اور وکیل الخ

اس سوال کی چوتھی سطر میں تھا "اگر وکیل بنا ہے" اس کی رجسٹر ۱۳۳۷ھ نمبر سلسلہ ۲۲۸۵ سے اس طرح تصحیح کی گئی ہے "اگر وکیل بنائے طلب اجازت الخ"

اور جواب کی تیسری سطر میں "اگر بذریعہ" کی تصحیح رجسٹر سے "اگرچہ بذریعہ" کی گئی ہے، اور جواب کی چوتھی سطر میں یہ جملہ ہے "لیکن اسی حالت میں بصورت بکر بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا"، رجسٹر میں "اسی" کے بجائے "اس" ہے، اس کی کتاب میں تصحیح کی گئی ہے، باقی جملہ رجسٹر میں بعینہ ہے، مگر ہماری رائے میں اس جملہ میں ایک لفظ ہونا چاہئے اور پورا جملہ اس طرح ہونا چاہئے۔

"لیکن اس حالت میں بصورتِ انکارِ بکرِ بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا" کیونکہ انکار کی صورت میں الزام کے لئے حجتِ تامّہ ضروری ہے، اور وہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں، چنانچہ کتاب میں بین القوسین لفظ (انکارِ) بڑھایا گیا ہے۔

مُتعلّقہ ص ۱۷۲ و ص ۱۸۱

ص ۱۷۲ سطر ۱۴ و ص ۱۸۱ سطر ۱ میں فسخ نکاح کے بعد عدّت کو ضروری قرار دیا گیا ہے، اس سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ عدّت اس وقت واجب ہوتی ہے جب جماع یا خلوت کے بعد نکاح فسخ کیا گیا ہو۔ دُرِّ مختار میں ہے،

وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق او فسخ بجمیع اسبابہ بعد الدخول حقیقۃً او حکماً ثلث حِیَضٍ کواملَ (انتھیٰ ملخصًا) قال الشامی قولہ بجمیع اسبابہ مثل الانفساخ بخیار البلوغ الخ قولہ او حکمًا المراد بہ الخلوۃ ولو فاسدۃً (شامی ص ۶۶۱ ج ۲ باب العدۃ) وقال فی الدر المختار: ولھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول (شامی ص ۳۳۲ ج ۲ باب الولی)

متعلقہ صـ١٩٠ وصـ١٩١ سوال ١١٢١ عنوان بذریعہ خط وکیل بنانا الخ

اس سوال کا جو جواب ہے وہ اس صورت میں ہے جب نکاح ہندہ کی اجازت سے ہوا ہو اور عاقلہ بالغہ ہو، نیز اس نکاح پر اس کی ماں بھی جو اس کی ولیہ ہے راضی ہو۔

مگر سوال میں یہ ہے کہ زید نے (جس کے گھر ہندہ رہتی ہے) ہندہ کی ولیہ (یعنی اس کی والدہ) سے اجازت مانگی ہے کہ وہ جہاں مناسب سمجھے ہندہ کا نکاح کردے۔ چنانچہ اس کی ماں نے اجازت دیدی اور زید نے خود ہی ہندہ سے نکاح پڑھ لیا، یہ توکیل بالنکاح کا مسئلہ ہے، اور اس مسئلہ میں اصول یہ ہے کہ وکیل اپنی ذات سے اور اپنے اصول وفروع سے نکاح نہیں کرسکتا، ہاں اگر لڑکی عاقلہ بالغہ ہو اور وہ راضی ہو نیز اس کا ولی بھی راضی ہو تو پھر نکاح درست ہے

صورت مسئولہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ زید نے پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے ہندہ سے نکاح کیا ہے اس لئے ہندہ کی ماں جو اس کی ولیہ ہے اس نکاح پر راضی نہیں ہے، پس ایسی صورت میں یہ نکاح نافذ نہ ہوگا، قال فی الدرالمختار: بخلاف ما لو وَكَّلَتْه بتزويجها من رجل فزوجها من نفسه او وَكَّلَتْه ان يتصرف فی اُمرها، او قالت له: زَوِّجْ نفسی مِمَّنْ شِئْتَ لم يصح تزويجها من نفسه كما فی الخانيه، قال العلامة الشامی: قوله فزوجها من نفسه وكذا لو زَوَّجَها من ابيه او ابنه عند ابی حنيفة كما قدمناه عن البحر، لان الوكيلَ لا يعقد مع مَن لا تُقْبَلُ شهادتُه للتهمة، وقال تحت قوله اَوْ وَكَّلَتْه ان يتصرف فی اُمرها: وينبغی انه لو قامت قرينة علی ارادة تزويجها منه انه يصح كما لو خطبها لنفسه فقالت انتَ وكيلی فی

امورہ، وقال فی شرح قولہ لم یصح ای لم ینفذ بل یتوقف علیٰ اجازتھا لانہ صار فضولیا من جانبھا (شامی ج۲ ص۳۵۶ قبیل باب المھر) درمختار اور شامی کی یہ عبارتیں اگرچہ اس صورت میں ہیں جب عورت نے کسی کو اپنے نکاح کے لئے وکیل بنایا ہو، مگر جس صورت میں عورت کے ولی نے کسی کو وکیل بنایا ہو اس صورت میں بھی یہی احکام ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ:۔ اس جگہ کتاب میں مرتّب مدظلہ نے جو حاشیہ لکھا ہے وہ جواب کے خلاف ہے، ہم نے اُسے باقی رکھا ہے کیونکہ مسئلہ وہی ہے جو حاشیہ میں ہے

متعلقہ ص۲۱۰ و ص۲۱۱ سوال ۱۱۴۸ عنوان صالح مرد کی لڑکی الخ

اس سوال کے جواب میں اور سوال ۱۱۵۲ ج۸ ص۲۱۲ کے جواب میں تعارض ہے، کیونکہ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ فاسقہ بنت صالح، فاسق کا کفو نہیں ہے، اور آئندہ جواب کا حاصل یہ ہے کہ کفو ہے،

اس سلسلہ میں جاننا چاہیئے کہ پہلا فتویٰ درمختار کے قول پر مبنی ہے، لیکن علّامہ شامی نے اس پر بحث کی ہے کہ جو عورت خود فاسقہ ہو اگرچہ وہ نیک آدمی کی لڑکی ہو وہ فاسق کا کفو ہے، اور اسی بحث کے مطابق دوسرا فتویٰ ہے اور وہی راجح ہے واللہ اعلم بالصواب۔

متعلقہ ج۸ ص۲۲۷ سوال ۱۱۷۸ عنوان وہابی نجدی الخ

اس سوال کے جواب میں دو مرتبہ لفظ "کفو" آیا ہے جو غلط ہے صحیح "کفر" ہے

متعلقہ ص۲۹۵ سوال ۱۲۸۴ عنوان فارغ خطی الخ

اس سوال کے جواب میں لفظ "فارغ خطی" کو خلع اور مبارات کے معنی میں لیا گیا ہے، غالباً اس کی وجہ سوال کا یہ جملہ ہے "اور عورت نے بھی قبول کر لیا"، کیونکہ طلاق عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں ہوتی اس لئے مفتی صاحب قدس سرّہ نے اس لفظ کو خلع اور

مبارات کے معنیٰ میں لیا ہے ۔۔ لیکن امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۶۵ مطبوعہ دیوبند میں ہے کہ "یہ لفظ فارغ خطی کنایہ ہے اور چونکہ اس سے ایقاعِ بائن متعارف ہے اس لئے بلا نیت اس سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی"۔۔۔۔ اس لئے جس عُرف میں لفظ "فارغ خطی" خلع اور مبارات کے معنیٰ میں مستعمل نہ ہو، بلکہ طلاق کے معنیٰ میں غلبۂ استعمال ہو تو وہاں "فارغ خطی" سے طلاق بائن واقع ہو گی، اور مہر وغیرہ حقوق ساقط نہ ہوں گے،

متعلقہ ج ۸ ص ۳۷۸ سوال نمبر ۱۴۴ عنوان ٹوٹنے کے بعد الخ

اس سوال کے جواب میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شوہر اس عورت کو نکاح میں رکھنا چاہتا ہو، اور عورت رضامند نہ ہو، تو تجدید نکاح پر عورت کو مجبور کیا جائے گا۔ قال الشامی: ولایخفیٰ ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذٰلک (ج ۲ ص ۵۴۰) اور اگر شوہر اسکو نکاح میں رکھنے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر عدّت کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

یہ مسئلہ اور اسی طرح اس جلد میں آئے ہوئے دوسرے مسائل جو ارتداد احد الزوجین سے متعلق ہیں وہ ظاہر روایت کے مطابق ہیں۔ لیکن الحیلۃ الناجزۃ کے ضمیمہ حکم الازدواج مع اختلاف دین الازواج میں تحقیق یہ کی گئی ہے کہ موجودہ ہندوستان میں مشائخ بلخ و سمرقند کے قول پر فتویٰ دینا چاہیئے یعنی عورت کے مرتد ہونے کی صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوتا، بلکہ بدستور وہ عورت شوہر کے نکاح میں رہتی ہے (الحیلۃ الناجزۃ ص ۱۲۱) اس قول کے مطابق اگر شوہر اس عورت کو نکاح میں رکھنے کے لئے تیار نہ ہو تو پھر تین صورتیں ہیں، یا (۱) تو شوہر طلاق دے، یا (۲) عورت خلع وغیرہ کرے، یا (۳) بصورتِ مجبوری پنچایت سے تفریق کرائے، پھر عدّت گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ